سسپنس ڈائجسٹ کا
مقبول ترین سلسلہ
دیوتا
حصہ
48

فرہاد علی تیمور
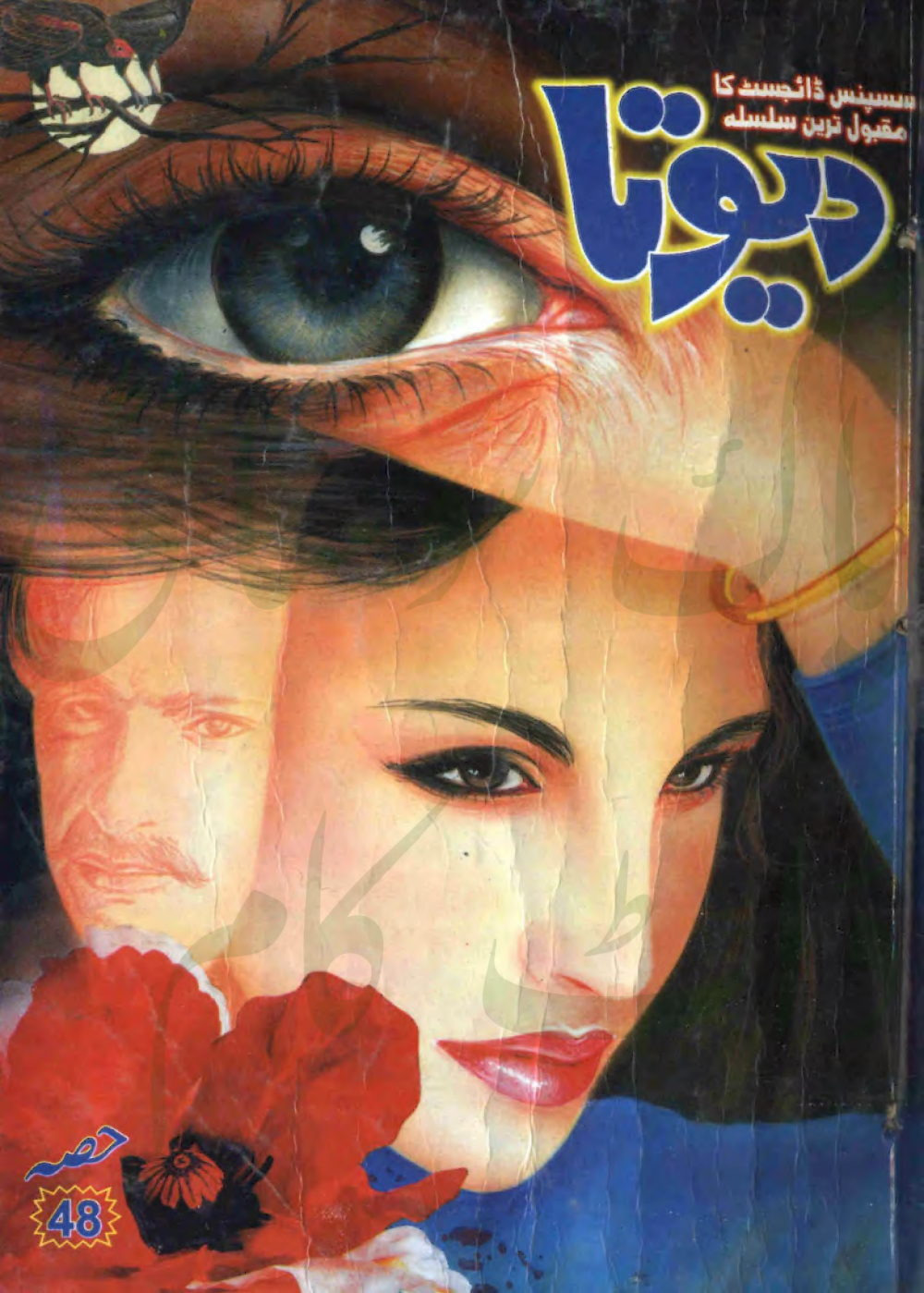
ہنگاموں رنگینیوں اور تحیر کے اس بے تاج بادشاہ کی سحر انگیز کہانی جس نے اپنی بھرپور زندگی میں کبھی شکست کا ذائقہ نہیں چکھا وہ جب اور جس کے ذہن میں جاتا جھانک لیتا اور یہی اس کا مہلک ترین ہتھیار تھا دو نسلوں پر محیط وہ طلسم ہوش ربا جسے قارئین کی دوسری نسل بھی بہت شوق سے پڑھ رہی ہے۔ اپنے اور ملک و قوم کے دشمنوں کو خیال خوانی کے نرم و نازک ہتھیار سے خاک و خون میں نہلا دینے والے فرہاد علی تیمور کی لازوال اور بے مثال داستان عبرت جس میں وہ لہو کے سارے رشتوں کے ساتھ حریفوں سے برسرپیکار ہے۔

جب تک کسی سیر کا واسطہ سوا سیر سے نہیں پڑتا وہ خود کو بہت طاقت ور سمجھتا رہتا ہے۔ انابیلا بھی خود کو بہت عقل مند سمجھتی تھی۔ اس نے اپنی ذہانت سے سونیا جیسی مکار زمانہ کو بھی دھوکا دے دیا تھا۔ ہمارے پوتے کو اپنے قبضے میں رکھ کر ہمیں بے وقوف بناتی رہی تھی اور اس خوش فہمی میں تھی کہ اس کی حقیقت کبھی سامنے نہیں آئے گی مگر ایسا نہیں ہوا۔ اس کے بعد سونیا نے اسے موت کی دھمکی دے دی تھی۔ وہ خوف زدہ تو ہوگئی تھی مگر پھر کبریا کی باتوں میں آکر تل ابیب روانہ ہوگئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ سونیا کو ایک مرتبہ پھر دھوکا دے دے گی۔ وہ طیارے میں تھی جہاں سونیا اس کے خواب میں آکر اسے بتا رہی تھی کہ وہ مکھن سے بال کی طرح نکل کر ایک دلدل میں گرنے والی تھی۔

سونیا کا یہ جملہ اس کے لیے طمانچہ تھا۔ اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں۔

کبریا نے انجان بن کر پوچھا ”کیا ہوا؟“

وہ حواس باختہ سی ہوکر اپنے آس پاس دیکھ رہی تھی۔ یقین کر رہی تھی کہ وہ صحیح سلامت ہے اور طیارے میں سفر کر رہی ہے۔

کبریا نے پھر پوچھا ”کیا بات ہے؟ تم پریشان دکھائی دے رہی ہو؟“

”آں.....؟ کچھ نہیں.....بس یونہی ایک خواب دیکھا تھا۔“

”تمہارے چونک کر جاگنے کا انداز بتا رہا ہے کہ کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہے؟“

وہ ناگواری سے کبریا کو دیکھ کر بولی ”خواہ مخواہ کی باتیں نہ کرو۔ تم میرے باڈی گارڈ ہو۔ میرے شوہر یا میرے آقا نہیں ہو۔ آئندہ میرے خواب و خیال کی باتیں کبھی نہ پوچھنا۔“

وہ مسکرا کر بولا ”تم بھی عجیب ہو۔ کبھی تو بہت غصے والی مالکن بن جاتی ہو اور کبھی اتنی مہربان ہوتی ہو کہ اپنا تن من سب میرے حوالے کر دیتی ہو؟ بہرحال ابھی اناؤنسر کہہ رہی تھی کہ ہم تل ابیب پہنچنے والے ہیں۔ اپنی سیٹ بیلٹ باندھ لو۔“

وہ سیٹ بیلٹ باندھنے لگی۔ کبریا نے پوچھا ”کیا تم کسی کو ٹیلی پیتھی سکھا سکتی ہو؟“

اس نے اسے دیکھا پھر پوچھا ”یہ کیسی بے تکی باتیں کر رہے ہو؟ میں بھلا کسی کو کیسے ٹیلی پیتھی سکھا سکتی ہوں؟“

کبریا نے کہا ”نہیں.....تم مجھ سے کچھ چھپا رہی ہو۔ تم

نے اپنی اس ڈی اونا فیبرے کو ٹیلی پیتھی سکھادی ہے۔ ابھی وہ میرے دماغ میں آکر بول رہی تھی۔''

انا بیلا چونکتے ہوئے بولی'' کیا بکواس کررہے ہو؟ وہ خیال خوانی کیسے کرسکتی ہے؟''

'' مجھے کیا معلوم؟ تم اس کے اندر جاکر خود ہی معلوم کرلو۔''

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی اونا کے اندر پہنچی تو وہ ایک تفریح گاہ میں تھی اور خوب انجوائے کررہی تھی۔ اس نے پوچھا'' یہ تم کہاں ہو؟ کیا کررہی ہو؟ کس کی اجازت سے ہوٹل سے باہر آئی ہو؟''

وہ بولی'' میڈم...... آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ ابھی تو آپ نے مجھے گھومنے پھرنے کی اجازت دی تھی اور کہا تھا کہ بریف کیس میں سے رقم نکال کر باہر جاسکتی ہو اور خوب تفریح کرسکتی ہو۔''

انا بیلا نے چیخ کر حیرانی سے پوچھا'' کیا میں نے تمہیں ایسا کہا تھا؟ کیا تم نے اپنے اندر میری آواز سنی تھی؟''

''یس میڈم...... میں نے صاف طور پر آپ کی آواز سنی تھی۔ میں آپ کا کس منہ سے شکریہ ادا کروں؟ آپ مجھ پر بہت مہربان ہیں۔''

وہ فوراً ہی اس کے دماغ سے واپس آگئی۔ کبریا کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ اس نے پوچھا'' تم مجھے ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟''

وہ بولی'' کیا تم نے اپنے دماغ میں اونا کی آواز اور لہجہ سنا تھا؟''

'' بے شک...... کیا میں تم سے جھوٹ بولوں گا؟ تم مجھ پر شبہ کیوں کررہی ہو؟ آخر بات کیا ہے؟''

'' میں ابھی اونا کے دماغ میں گئی تھی وہ کہہ رہی تھی کہ میں ابھی اس کے دماغ میں آکر اس سے بات کررہی تھی۔ جب کہ میں تو یہاں سو رہی تھی۔''

اس نے حیرانی ظاہر کی'' تعجب ہے تو پھر اونا کے دماغ میں کون گئی تھی؟ کون اس کے اندر بول رہی تھی؟''

'' یہی تو میں سوچ کر حیران ہورہی ہوں۔ ادھر تم کہہ رہے ہو کہ اونا تمہارے دماغ میں آئی تھی۔ جب کہ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے۔''

ایسے وقت کبریا نے خیال خوانی کے ذریعے اپنی بہن اعلیٰ بی بی کو بلالیا۔ اس سے کہا'' تم میرے موجودہ خیالات پڑھو تو تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ میں چاہتا ہوں؟''

پھر وہ انا بیلا سے بولا'' تمہاری باتوں سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ کوئی خیال خوانی کرنے والی تمہارا لب ولہجہ اختیار کرکے اونا فیبرے کے اندر گئی تھی پھر اونا کی آواز اور لب ولہجہ اختیار کرکے میرے اندر آئی تھی اور مجھ سے باتیں کررہی تھی۔''

انا بیلا نے پوچھا'' اونا کا لہجہ اختیار کرنے والی تم سے کیا کہہ رہی تھی؟''

'' وہ کہہ رہی تھی کہ میں انا بیلا کی معمولہ اور تابعدار نہیں ہوں بلکہ کسی دوسری عورت نے میرے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا ہے۔ اس نے ہی مجھے ٹیلی پیتھی سکھائی ہے۔ اس لیے تو میں تمہارے دماغ میں آکر بول رہی ہوں۔''

اس نے سہمے ہوئے انداز میں کبریا کو دیکھا۔ پھر آہستگی سے کہا'' کیا سونیا کی کوئی خیال خوانی کرنے والی ایسا کررہی ہے؟''

'' وہ خیال خوانی کرنے والی سونیا سے تعلق رکھتی ہو یا نہ رکھتی ہو لیکن کوئی ایسی ہے جو اندر پہنچی ہوئی ہے اور ہمارا کوئی منصوبہ کوئی راز اس سے چھپا ہوا نہیں ہے۔''

وہ پریشان ہوکر اپنی سیٹ پر پہلو بدلنے لگی پھر بولی۔ ''ابھی میں نے خواب میں سونیا کو دیکھا تھا۔''

وہ بولا'' تم تو خواہ مخواہ سونیا سے سہمی رہتی ہو۔ اس قدر خوف زدہ ہو کہ اب اسے خواب میں بھی دیکھنے لگی ہو۔''

'' فضول باتیں نہ کرو۔ میں کسی سے خوفزدہ نہیں ہوں۔ میں کچھ اور کہنا چاہتی ہوں۔''

کبریا نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا وہ بولی'' میں نے خواب میں سونیا کو چیلنج کیا تھا اور کہا تھا کہ اس نے مجھے ایک ہوٹل میں قید کردیا تھا اور مجھے موت کی دھمکی بھی دے رہی تھی لیکن میں اس ہوٹل سے......''

'' پھر کیا ہوا؟''

'' مجھے اسے چیلنج نہیں کرنا چاہیے تھا۔''

'' تم واقعی اس سے بری طرح خوفزدہ ہو۔ بھئی چیلنج کیوں نہیں کرنا چاہیے تھا؟ تم نے اسے خواب میں دیکھا تھا۔ خواب میں ہی چیلنج کیا تھا تو پھر پریشانی کی بات کیا ہے؟''

'' پریشانی کی بات یہ ہے کہ جو خواب میں دیکھا تھا وہی اب ہورہا ہے۔''

'' تم نے کیا دیکھا تھا اور کیا ہورہا ہے؟''

'' سونیا نے کہا تھا کہ تم بال کی طرح مکھن سے تو نکل آئی ہو لیکن اب دلدل میں گرنے والی ہو۔''

پھر وہ کبریا کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولی'' کیا اس خواب سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ اس کی کوئی خیال خوانی کرنے والی

میرے خواب میں آئی تھی اور خواب کے ذریعے مجھے وارننگ دے رہی تھی۔''

کبریا نے کہا'' کیسی باتیں کررہی ہو؟ تم اس وقت بری طرح بدحواس ہو اور یہ بھول رہی ہو کہ تمہارے دماغ میں کوئی دوسرا خیال خوانی کرنے والا نہیں آسکتا۔ کسی کی بھی سوچ کی لہریں تمہارے اندر آتی ہیں تو تم فوراً ہی انہیں محسوس کرکے سانس روک لیتی ہو۔''

وہ ہاں کے انداز میں سر ہلا کر بولی'' ہاں...... یہ تو ہے میرے اندر کوئی نہیں آسکتا مگر میں نے خواب میں سونیا کو کیسے دیکھ لیا؟ اس نے جو کہا وہی سامنے بھی آرہا ہے؟ اس کا گھیراتنگ ہورہا ہے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں کوئی ایسی عورت ہے جو تمہارے اور اونا کے اندر پہنچ رہی ہے اور تم دونوں کے ذریعے مجھے دیکھ رہی ہے اور اس طرح میرے ایک ایک راز سے واقف ہورہی ہے۔''

کبریا نے انکار میں سر ہلا کر کہا'' مجھے یقین نہیں ہورہا ہے کہ سونیا کی کوئی خیال خوانی کرنے والی میرے اندر آئی تھی۔ مگر یہ بھی سوچنا پڑتا ہے کہ اگر وہ نہیں آئی تھی تو پھر کون آئی تھی جب کہ تم بھی میرے اندر نہیں آئی تھیں۔ یہ کیا تماشا ہورہا ہے؟''

پھر کبریا نے اعلیٰ بی بی سے پوچھا'' تیار ہو؟''

'' ہاں...... اسے اپنے اندر بلاؤ۔''

دوسرے ہی لمحے کبریا چونک کر سیدھا ہوکر بیٹھ گیا۔ انا بیلا نے پوچھا'' کیا ہوا؟''

'' میں اپنے اندر پھر اس کی آواز سن رہا ہوں۔ تم فوراً آؤ۔''

وہ دوسرے ہی لمحے اس کے اندر پہنچ گئی۔ وہاں اعلیٰ بی بی کہہ رہی تھی'' تم اسے اپنے اندر کیوں بلارہے ہو؟ تمہیں شرم نہیں آتی؟ قد آور جوان ہو شہزور ہو' پھر ایک عورت کے غلام اور تابعدار بن کر کیوں رہتے ہو؟''

کبریا نے کہا'' یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ تمہیں اس معاملے میں نہیں بولنا چاہیے۔''

'' جب میں کسی کے دماغ میں گھس آتی ہوں تو پھر اس کا اپنا کوئی ذاتی معاملہ نہیں ہوتا۔ اس کے سارے معاملات میرے ہوتے ہیں۔''

انا بیلا نے پوچھا'' تم کون ہو؟ میں نے اپنے اس باڈی گارڈ کے دماغ کو لاک کیا تھا پھر تم اس کے اندر کیسے چلی آئیں؟''

اعلیٰ بی بی نے قہقہہ لگایا پھر کہا'' تم نے تو اونا فیبرے

کے دماغ کو بھی لاک کیا تھا۔ اسے بھی اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا تھا۔ میں تو اس کے دماغ میں بھی پہنچتی رہتی ہوں۔"

وہ بہ دستور ہنستے ہوئے بولی "اگر یقین نہ ہو تو ابھی اس کے دماغ میں جا کر پوچھو۔ وہ یہی کہے گی کہ تم اس کے دماغ میں آ کر بول رہی تھیں۔ جب کہ تم نہیں تھیں میں تمہاری آواز میں بول رہی تھی۔"

"جس کا دماغ لاک ہوتا ہے اس کے اندر کوئی نہیں آ سکتا پھر تم ان دونوں کے اندر کیسے آ گئی ہو؟"

"میڈم سونیا کے لیے کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔ جب وہ انڈیا سے لے کر استنبول تک اور استنبول سے لے کر یہاں اسرائیل تک تمہارے پیچھے آ سکتی ہیں تو پھر ہمیں تمہارے پیچھے کیوں نہیں لگا سکتیں۔"

کبریا نے پریشانی ظاہر کرتے ہوئے کہا "انابیلا! یہ تو وہی بات ہوئی کہ آسمان سے گرے کھجور میں اٹکے۔ ہم تو سمجھ رہے تھے اس ہوٹل سے صحیح وسلامت نکل آئے ہیں۔ اب سونیا کو کوئی خبر نہیں ہوگی اور ہم چپ چاپ اسرائیل پہنچ جائیں گے بلکہ پہنچ چکے ہیں۔ طیارہ رن وے پر اتر رہا ہے۔"

اعلیٰ بی بی نے کہا "میں ایسے ہی تمہارے دماغ میں آ کر انابیلا سے بول رہی ہوں۔ وہ مجھ سے چھپنے کے لیے جتنے بھی جادوئی اور ٹیلی پیتھی کے ہتھکنڈے اپنا لے گر چھپ نہیں سکے گی۔ اگر میں پہلے ہی یہ بات اسے بتا دیتی تو وہ اسرائیل کی طرف ابھی رخ نہ کرتی۔ وہ پہلے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کرتی لیکن اب تو وہ یہاں پہنچ چکی ہے۔ واپس کیسے جائے گی؟"

وہ پریشان ہو کر بولی "ہم..... ہم دوسری فلائٹ سے واپس چلے جائیں گے۔"

اعلیٰ بی بی نے ہنستے ہوئے کہا "کیا میں تمہیں یہاں سے جانے دوں گی؟ ابھی یہاں کے اکابرین کو اور یہاں کے انٹیلی جنس والوں کو خبر دوں گی کہ انابیلا ایک لڑکی کے بہروپ میں یہاں آئی ہے اور دو دن کے بعد اپنی ایک ڈمی کو یہاں انابیلا بنا کر بھیجنے والی ہے۔"

وہ پریشان ہو کر سن رہی تھی۔ اعلیٰ بی بی کہہ رہی تھی "ان لوگوں کو جب یہ معلوم ہوگا کہ تم یہاں چھپ کر آئی ہو تو وہ تمہیں گرفتار کر لیں گے۔"

وہ پریشان ہو کر تیزی سے سوچ رہی تھی کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ بے شک۔ جب یہاں کے اکابرین اور انٹیلی جنس والوں کو معلوم ہوگا کہ انابیلا یہاں پہنچ گئی ہے تو پھر وہ اسے گرفتار کر کے اس طرح بے بس کر دیتے کہ وہ ایک قیدی بن کر مجبور بن کر ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کے کام آتی رہتی۔ جب کہ وہ بے بس اور مجبور بن کر نہیں...... حکمراں بن کر وہاں حکومت کرنے آئی تھی۔

طیارہ رن وے پر اتر چکا تھا۔ اسے طیارے سے نکل کر امیگریشن کاؤنٹر سے گزرنا پڑا۔ اس طرح قانون کے مطابق یہ انٹری ہوگئی کہ انابیلا ایک نوجوان باڈی گارڈ کے ساتھ تل ابیب پہنچ گئی ہے۔ اگرچہ نئے پاسپورٹ میں انابیلا کا نام نہیں تھا لیکن یہ اندیشہ تھا کہ سونیا کسی وقت بھی اس کی اصلیت ظاہر کر دے گی تو اس کا میک اپ اتروا دیا جائے گا اور پھر اصلی چہرہ سامنے آ جائے گا۔

اس وقت اسے بالکل ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے وہ بال کی طرح مکھن سے تو نکل آئی ہے لیکن اب دلدل میں دھنستی جا رہی ہے۔

☆☆☆

ارناکوف اور آوازون ممبئی پہنچ گئے تھے۔ پہلے وہ ماں بیٹے سیدھے وردان وشوانا تھ کے استھان پر جانا چاہتے تھے لیکن وردان نے کہا "وہ بہت مصروف ہے۔ اتنی جلدی ان سے ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ لہٰذا انہیں دہلی پہنچ کر اس کا انتظار کرنا چاہیے۔"

ارناکوف نے اسے بتایا کہ دہلی میں تو فرہاد علی تیمور اور اس کی فیملی کے دوسرے افراد موجود ہیں۔ وہ سب یہ طے کر چکے ہیں کہ کسی بھی کالے جادو جاننے والے کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ لہٰذا وہ پہلے سوامی وردان کی پناہ میں آ کر اپنے آپ کو محفوظ کر لینا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد ہی فرہاد اور اس کی فیملی سے ٹکرانے کی جرأت کریں گے۔

وردان نے انہیں مشورہ دیا کہ فی الحال ممبئی میں رہو۔ وہاں رہ کر رابطہ کرو۔ اس کے بعد آگے کا پروگرام بنایا جائے گا۔

اس دنیا کا ہر انسان کچھ حاصل کرنے کے لیے ہی کچھ کرتا ہے۔ کوئی کام کرنے سے اگر کچھ حاصل نہ ہو تو وہ کبھی وہ کام نہ کرے۔ ارناکوف اور آوازون صرف اس لیے وردان کی طرف دوڑ رہے تھے کہ انہیں فی الحال وہیں سلامتی مل سکتی تھی اور وردان ان کی مدد پر اس لیے آمادہ ہو گیا تھا کہ ارناکوف تواِن دن تھی۔ یعنی بوڑھی بھی تھی اور جوان بھی تھی۔

اس نے کالے جادو کے مسلسل عمل سے خود کو بھرپور جوان دوشیزہ بنائے رکھا تھا۔ وردان کی یہ کمزوری تھی کہ کوئی بھی عجوبہ عورت اس کی نظروں میں آتی تو وہ اس کے ساتھ

ویڈیو فلم بنا کر ڈائری میں اپنے تجربات لکھتا تھا اور اکثر تنہائی میں ان ویڈیو فلمز کو دیکھ کر لطف اندوز ہوتا رہتا تھا۔

گویا ارناکوف اور آوازون اپنا مقصد حاصل کرنے وہاں آئے تھے اور سوامی وردان اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے ان کی مدد کرنے والا تھا لیکن اس نے صاف صاف کہہ دیا تھا "میں کسی پر اندھا اعتماد نہیں کرتا ہوں۔ تم اگر میری معمولہ اور تابعدار بن کر رہو گی تب ہی میں تمہارے کام آؤں گا۔ فرہاد علی کیا چیز ہے؟ میں تمہیں موت سے بھی بچاتا رہوں گا۔"

ارناکوف یہ دیکھ چکی تھی کہ بڑے بڑے جادوگر ایک ایک کر کے مارے گئے ہیں اور ان میں سے کسی کو معاف کرنے والا نہیں ہوں۔ اب یہ کالا علم جاننے والے ارناکوف آوازون اور انابیلا رہ گئے تھے۔ ان کی بھی موت باری باری آنے والی تھی۔

ان حالات میں ارناکوف کے لیے یہی دانشمندانہ فیصلہ تھا کہ وہ وردان کی معمولہ اور تابعدار بننا منظور کر لے۔ اس کی کنیز بن کر اسے ایک طویل زندگی ملنے والی تھی۔ اس لیے وہ راضی ہو گئی تھی' لیکن بیٹے کو یہ منظور نہیں تھا وہ کہہ رہا تھا "مجھے یہ سوچ کر ہی شرم آ رہی ہے کہ میری ماں کسی کی داشتہ بن کر رہے گی۔"

ارناکوف نے کہا "بیٹے...... میں نے یہ جوانی اسی لیے حاصل کی ہے کہ عیش وعشرت کی ایک طویل زندگی گزاروں گی اور کسی کے ساتھ شادی کروں گی۔ اب اگر میرے نصیب میں وردان ہی لکھا ہے تو وہی سہی۔ میں اس کے ساتھ زندگی گزاروں گی تو ہم دونوں ماں بیٹے سلامت رہیں گے۔"

"جب ہمیں طویل زندگی ملتی رہے گی تب یہ بات کھٹکتی رہے گی کہ میں وردان کا غلام بن گیا ہوں اور آپ کنیز بن کر زندگی گزار رہی ہیں۔"

"بیٹے......! تم بہت جلد مایوس ہو جاتے ہو...... یہ نہیں سوچتے کہ ہمارے سامنے زبردست دشمن ہے وہ کالا جادو جاننے والوں کو موت کے گھاٹ اتارتا جا رہا ہے۔ ہمیں اس سے بچنا ہے اور وردان کے سائے میں محفوظ رہ کر اس سے لڑنا ہے۔ جب ہم فرہاد پر قابو پا لیں گے یا اسے موت کے گھاٹ اتار دیں گے تو پھر وردان سے بھی نمٹ سکیں گے۔ ابھی جو ہو رہا ہے اسے ہونے دو۔ مقدر میں جو لکھا ہے اسے تو پورا ہونا ہی ہے۔"

"کیا ہم بچاؤ کے لیے دوسرا راستہ اختیار نہیں کر سکتے؟"

"کر سکتے ہیں اور ادھر سے ادھر بھٹک سکتے ہیں' کہیں سلامتی حاصل کر سکتے ہیں اور نہیں بھی کر سکتے ایک بات یاد رکھو کہ ہم فرہاد علی تیمور کے علاوہ وردان کو بھی اپنا دشمن بنا لیں گے کیونکہ اب وہ میری ذات سے دلچسپی لینے لگا ہے۔ اس لیے وہ میرا پیچھا کبھی نہیں چھوڑے گا۔ اس طرح ہم دو خطرناک دشمنوں کو اپنے پیچھے لگا لیں گے۔"

ارناکوف نے کسی بھی طرح بیٹے کو سمجھا منا لیا تھا کہ وہ حالات کے مطابق سمجھوتا کر لے آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

ارناکوف نے خیال خوانی کے ذریعے وردان سے رابطہ کیا پھر کہا "میں یہاں ممبئی پہنچ گئی ہوں۔ جوہو کے ساحل پر ایک فور اسٹار ہوٹل میں ہوں۔"

وردان نے کہا "چلو اچھا ہے' تم یہاں آ گئی ہو۔ ممبئی میں کچھ دن آرام کرو سیر و تفریح کرو شاید تم پہلی بار یہاں آئی ہو؟"

"ہاں...... بہت مجبور ہو کر تمہارے قدموں میں آئی ہوں لیکن یہاں آ کر بھی تم سے دور ہوں۔ مجھے تمہارے پاس پہنچ کر ہی آرام اور سکون ملے گا۔ دشمنوں کے خوف سے بھی نجات ملے گی۔"

"تم میرے دیش ہندوستان کی دھرتی پر قدم رکھ چکی ہو تو سمجھ کہ ہر طرح سے محفوظ ہو چکی ہو۔ میں یہاں رہتا ہوں یہاں کوئی بھی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکے گا۔"

"تم باتوں سے حوصلہ دے رہے ہو لیکن میں تمہارے پاس پہنچنے کے لیے بے چین ہو رہی ہوں۔"

"تمہیں ذرا صبر کرنا ہوگا۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ پہلے تمہیں اپنی معمولہ اور تابعدار بناؤں گا۔ مجھے تمہارے بیٹے آوازون پر بھروسا نہیں ہے۔ میں نے اس کی باتیں سنی ہیں وہ میرے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتا ہے۔"

"وہ جوان ہے۔ ابھی نادان ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے سمجھا منا کر اپنے ساتھ رکھیں۔"

"سوری ارناکوف! وہ ایک ہی شرط پر ہمارے ساتھ رہ سکے گا۔ جب وہ خود کو میرا معمول اور تابعدار بنانے پر آمادہ ہو جائے گا۔"

"اگر وہ آمادہ نہ ہوا تو تم اس کے ساتھ کیسا رویہ اختیار کرو گے؟"

"چونکہ وہ تمہارا بیٹا ہے۔ اس لیے میں اس سے دشمنی نہیں کروں گا۔ میری شرط صرف اتنی ہوگی کہ تم ماں بیٹا ایک ساتھ نہیں رہو گے۔ تم میرے پاس رہا کرو گی اور وہ تم سے دور کہیں جا کر رہے گا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

''فرہاد کی طرف سے جواندیشے ہیں۔ وہ صرف میرے لیے نہیں۔ میرے بیٹے کے لیے بھی ہیں۔ میں اسے اگر تنہا جانے کے لیے چھوڑوں گی تو فرہاد یا اس کی فیملی کے افراد سے کہیں نہ کہیں ضرور ٹریپ کریں گے۔''

''اب وہ ایسا نادان بچہ بھی نہیں ہے کہ آسانی سے دشمنوں کے شکنجے میں پھنس جائے گا۔ ویسے تم اسے سمجھاؤ کہ میرا معمول اور تابعدار بن جائے پھر تمہیں کسی بات کی فکر نہیں ہوگی۔ تم ماں بیٹے آرام سے زندگی گزارتے رہو گے۔ اب تم یہاں سے جاؤ اور بیٹے کے ساتھ فیصلہ کرو کہ آئندہ کس طرح زندگی گزارنی ہے؟ اس کے بعد مجھ سے رابطہ کرو۔ آج رات جب تم سونے جاؤ گی تو میں تم پر تنویمی عمل کروں گا پھر تمہیں ہمیشہ کے لیے اپنی بنالوں گا۔''

اس نے سانس روکی تو ارناکوف اس کے دماغ سے نکل کر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی...... بیٹے کا منہ تکنے لگی۔ وہ بولا ''میں آپ کے دماغ میں رہ کر ساری باتیں سن رہا تھا۔''

''دیکھو بیٹا...... وہ اپنی جگہ درست کہہ رہا ہے۔ کسی پر اندھا اعتماد نہیں کرنا چاہتا اور اعتماد کرنے کا راستہ بھی بتارہا ہے یا تم اس کے معمول اور تابعدار بن جاؤ یا اپنی ماں سے دور ہوجاؤ؟'' اس نے ذرا توقف کے بعد پوچھا ''کیا تم اپنی ماں سے دور ہونا پسند کرو گے؟''

اس نے ماں کو دیکھا پھر اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ اس سے ذرا دور جاکر بولا ''میری پیدائش کے دن سے آج تک آپ صرف میری ماں تھیں۔ میرے ساتھ تھیں لیکن آج کے بعد کسی دوسرے کے ساتھ رہیں گی اور اس سے کوئی جائز رشتہ نہیں ہوگا تو میری غیرت اسے گوارہ نہیں کرے گی، دانش مندی یہی ہے کہ میں آپ سے دور ہوجاؤں۔''

وہ بڑے دکھ سے بولی ''بیٹے! آج تم پہلی بار ماں سے دور ہونے کی بات کررہے ہو۔''

''آپ بھی وردان کے ساتھ رہنے کی بات کررہی ہیں۔ کوئی بھی غیرت مند بیٹا اسے گوارہ نہیں کرے گا۔ ہمارے لیے تو پھر یہی بہتر ہوگا کہ ہم جذبات کو نہ دیکھیں۔ حقائق کے پیش نظر دور ہونے کا فیصلہ کرلیں۔''

''میں کس دل سے تمہیں اپنے سے دور کروں؟ آگے قدم قدم پر خطرات ہیں۔ ایک ماں دیکھ رہی ہے کہ آگے کھائی ہے تو بیٹے کو آگے جاکر گرنے کے لیے تنہا کیسے چھوڑ دے گی؟''

''ہمارے آگے کھائی نظر نہیں آرہی ہے۔ یہ وردان اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے معلوم کرسکتا ہے اور ہمیں بتا سکتا ہے۔ آپ اس کے پاس رہا کریں گی تو اس کے ذریعے معلوم کرتی رہیں گی کہ آئندہ مجھے کیسے کیسے خطرات پیش آنے والے ہیں اور مجھے ان خطرات سے آگاہ کرتی رہیں گی تو میں بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ آپ مجھ سے دور رہ کر ممتا کے فرائض ادا کرسکتی ہیں۔''

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آئی پھر اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر بولی ''بیٹے...... یہ فیصلہ اتنی جلدی نہیں ہوسکے گا۔ تم سے جدا ہونے کے تصور سے ہی میری جان نکلنے لگتی ہے۔''

''یہ فیصلہ تو کرنا ہوگا اور جلد ہی کرنا ہوگا۔ آج رات وہ آپ پر تنویمی عمل کرے گا تو آپ اس کی معمولہ اور تابعدار بن جائیں گی پھر ایک ماں کی حیثیت سے بیٹے کے حق میں کوئی اچھا فیصلہ نہیں کرسکیں گی، ابھی جو بہتر فیصلہ ہوسکتا ہے وہ یہی ہے کہ ہمیں ایک دوسرے سے دور ہوجانا چاہیے اور دور رہ کر بھی خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رکھنا چاہیے ایک دوسرے کو خطرات سے آگاہ کرتے رہنا چاہیے۔''

وردان ایسا نادان نہیں تھا کہ ماں کو اپنے قبضے میں رکھتا اور بیٹے کو آزاد چھوڑ دیتا۔ وہ بیٹا کبھی اس کے لیے دردسر بن سکتا تھا لہٰذا وہ دردسر سے پہلے ہی اس کا علاج کرلینا ضروری سمجھتا تھا۔

ان ماں بیٹے نے شام کی چائے کا آرڈر دیا۔ وردان اس ہوٹل کے کچن انچارج کے دماغ میں پہنچا ہوا تھا۔ اس کے ذریعے اس ویٹر کے دماغ میں پہنچا جو اس کمرے میں چائے لے جانے والا تھا کسی کے دماغ کو کمزور بنانے والا یہی ایک فارمولا تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پتا ہے کہ کسی کو زخمی کیا جائے یا پھر اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا جائے۔ اس کے بعد ہی اس کے دماغ میں جگہ ملتی ہے۔

دونوں ماں بیٹے چائے پینے کے بعد رفتہ رفتہ کمزوری محسوس کرنے لگے انہوں نے جوہو کے ساحل پر جانے کا ارادہ کیا تھا لیکن اب کمرے سے باہر نکلنے کی بھی ہمت نہیں تھی۔ وہ دونوں ہی بستر پر آکر لیٹ گئے۔ ارناکوف نے تکلیف اور کمزوری محسوس کرتے ہوئے کہا ''یہ میرے ساتھ کیا ہورہا ہے؟''

آوازدن نے کہا ''صرف آپ کے ساتھ نہیں۔ میرے ساتھ بھی ہورہا ہے۔ ہماری چائے میں اعصابی کمزوری کی دوا ملائی گئی ہے۔''

ارناکوف نے سر گھما کر بیٹے کو دیکھا۔ دونوں ایک بیڈ پر

لیٹے ہوئے تھے۔ اس نے پوچھا ''بھلا ہماری چائے میں کون دوا ملائے گا؟''

''اور کون ملائے گا؟ جسے ہم اپنا محافظ اور دیوتا مان کر یہاں آئے ہیں۔ اب وہ ہمارے دماغوں میں ہوگا۔ اور ہم پر باآسانی تنویمی عمل کرسکے گا۔''

''بیٹے...... میں تو یوں بھی تنویمی عمل کے لیے راضی تھی اور راضی خوشی اس کی معمولہ اور تابعدار بننا چاہتی تھی پھر وہ مجھے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیوں کرے گا؟''

''وہ آپ کو نہیں بلکہ مجھے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرنا چاہتا تھا۔ میری ایک چائے میں تو وہ دوا نہیں ملاسکتا تھا۔ اس لیے اس نے پوری چائے میں دوا ملائی ہے اور وہ دوا آپ کے حلق سے بھی اتر گئی۔''

ارنا نے اپنے اندر وردان کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہا تھا ''تمہارا بیٹا درست کہہ رہا ہے میں اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کرنا چاہتا تھا لہٰذا اس کے ساتھ تمہیں بھی وہ چائے پلانا ضروری ہوگئی تھی۔''

''لیکن میرا بیٹا تو ہم دونوں سے الگ ہوکر کہیں دور جانا چاہتا تھا پھر تم اسے کیوں دماغی کمزوری میں مبتلا کررہے ہو؟''

''ارناکوف! میں کوئی نادان بچہ نہیں ہوں۔ اتنا جانتا ہوں کہ جب میں تم پر تنویمی عمل کرتا رہتا تو وہ چپ چاپ تمہارے دماغ میں چھپا رہتا اور اندر ہی اندر میرے تنویمی عمل کو کمزور بناتا رہتا۔ میں ایسی کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہتا تھا کہ کامیاب تنویمی عمل کرچکا ہوں۔ تم میری معمولہ اور تابعدار بن چکی ہو۔ نہیں...... میں پہلے پوری طرح یقین کرلینا چاہتا ہوں کہ میرے راستے میں کسی طرح کی رکاوٹ پیدا نہیں ہوگی اور اب مجھے یقین ہوچکا ہے۔ تم ماں بیٹے آرام سے سوتے رہو بھگوان تمہارا اکلیان کرے گا۔''

وہ ہنستا ہوا اس کے دماغ سے چلا گیا۔ وہ دونوں بہت کمزوری محسوس کررہے تھے ان کی آنکھیں بند ہورہی تھیں۔ اعصابی کمزوری کے باعث وہ رفتہ رفتہ اپنے آپ سے غافل ہوتے چلے گئے' گہری نیند میں ڈوب گئے۔

☆☆☆

میں نے الپا اور اپنی پوتی الوشے کو مشورہ دیا تھا کہ وہ کچھ روز کے لیے ممبئی چلی جائیں۔ پارس اور وردان کے درمیان جو جنگ شروع ہوچکی تھی۔ وہ خطرناک صورت اختیار کرنے والی تھی ایسے وقت الپا اور الوشے کو پارس کے ساتھ نہیں رہنا تھا۔

انہوں نے رات گیارہ بجے والی فلائٹ میں اپنے لیے سیٹیں کنفرم کروالی تھیں۔ جوہو کے ساحل پر شانتا بائی کا بنگلا خالی پڑا ہوا تھا۔ میں نے اس بنگلے کی چابیاں الپا کو دے دی تھیں وہاں کے چوکیدار کو بھی فون پر سمجھادیا تھا کہ ایک مسلمان خاتون اپنی بیٹی کے ساتھ اس بنگلے میں آرہی ہیں ان کے آرام کا پورا خیال رکھا جائے۔

رات کے آٹھ بجے شانتا بائی اسپتال کے نائب منتظم نے مجھ سے فون پر کہا ''سر......! جرمنی سے ہمارے اسپتال کے لیے دوائیں آرہی ہیں۔ تقریباً پچاس لاکھ روپے کی دوائیں ہیں۔ جہاز ممبئی سی پورٹ پر پہنچ چکا ہے۔ ہمارا آدمی جو وہاں ڈیوٹی پر ہے۔ وہ قابلِ اعتماد نہیں ہے۔''

میں نے پوچھا ''وہ قابلِ اعتماد کیوں نہیں ہے؟''

''چار ماہ پہلے ہماری ایک کھیپ بحری جہاز کے ذریعے آئی تھی۔ جب وہاں سے دوائیں یہاں بھیجی گئیں تو بیشتر دوائیں دو نمبر تھیں۔ ہمارے اس فیلڈ ورکرز نے گھپلا کیا تھا لیکن یہ ماننے کے لیے تیار نہیں تھا کہ اس نے دوائیں تبدیل کروائی ہیں اور ایک نمبر کی دوائیں ممبئی میں کسی ڈیلر کو فروخت کردی ہیں۔''

''میں یہ پوچھ رہا ہوں...... اب تم کیا چاہتے ہو؟''

''ہمیں یہاں سے کسی قابلِ اعتماد شخص کو بھیجنا چاہیے جو سچا اور ایمان دار ہو۔''

''ان لمحات میں مجھے اپنی بیٹی الوشے کی یاد آئی وہ اپنی ماں کے ساتھ ممبئی جارہی تھی۔ میں نے فون پر کہا ''اچھی بات ہے جو شخص بھی اس وقت ڈیوٹی پر ہے۔ میں خود اسے جاکر چیک کروں گا۔ مجھے اس کا فون نمبر اور ایڈریس نوٹ کراؤ۔ میں آج رات کی فلائٹ سے ہی جارہا ہوں۔''

اس نے اس شخص کا نام امرناتھ بتایا۔ میں نے اس کے ٹیلی فون نمبر اور ایڈریس نوٹ کرنے کے بعد رابطہ ختم کردیا پھر فوراً ہی فون کے ذریعے ایک ٹریول ایجنٹ سے رابطہ کیا اور اس سے کہا ''مجھے آج رات گیارہ بجے ممبئی جانے والی فلائٹ میں ایک سیٹ چاہیے کسی بھی طرح ارینج کرو۔''

وہ ہمارا برسوں کا جانا پہچانا ٹریول ایجنٹ تھا اس نے کہا ''سر! سوری ابھی پندرہ منٹ پہلے دو سیٹیں خالی تھیں۔ ایک صاحب اپنی معشوقہ کے ساتھ آئے تھے اور دو سیٹیں کنفرم کراکر چلے گئے۔ اب آپ کو صبح چار بجے والی فلائٹ میں سیٹ مل سکتی ہے۔''

میں نے پوچھا ''اس شخص کا نام کیا ہے؟ اس کا فون نمبر بتاؤ؟ میں ابھی اس سے بات کروں گا ہوسکتا ہے بات بن

جائے۔"

اس نے نام اور فون نمبر بتایا۔ میں نے رابطہ ختم کرنے کے بعد اس شخص کے نمبر پنچ کئے۔فون کو کان سے لگا کر رابطہ کا انتظار کیا پھر کچھ دیر کے بعد اس کی آواز سنائی دی "ہیلو کون؟"

میں نے فون بند کر دیا پھر اس کے اندر پہنچ کر خیالات پڑھنے لگا۔اس کا نام راکیش تھا۔وہ بہت ہی دولت مند باپ کا بیٹا تھا۔اسے ایک حسینہ پلوی سنہا سے محبت ہو گئی تھی۔ پلوی کو فلمی ہیروئن بننے کا بہت شوق تھا۔ وہ بہت اچھی ڈانسر تھی اور اداکاری بھی خوب کرتی تھی۔اس نے اپنی اداکاری سے ہی راکیش کا دل جیت لیا تھا اور اسے اس بات پر آمادہ کیا تھا کہ وہ اس کے لیے فلم پروڈیوس کرے۔

راکیش اس کا ایسا دیوانہ ہو گیا تھا کہ اس کے لیے کروڑوں روپے خرچ کر کے ایک فلم بنانے پر تیار ہو گیا۔ وہ اسی مقصد کے لیے ممبئی جا رہے تھے۔ وہ اب میری مرضی کے مطابق ریسیور اٹھا کر نمبر پنچ کرنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد پلوی سنہا سے رابطہ ہوا۔اس نے پوچھا "کیا تم تیار ہو۔"

وہ مسکرا کر بولی "میں تو ایک ٹانگ پر کھڑی ہوں۔ بے چینی سے انتظار کر رہی ہوں کہ کب جہاز کا وقت ہوگا اور ہم یہاں سے فلائی کر کے ممبئی پہنچیں گے؟"

وہ بولا "گیارہ بجے کی فلائٹ ہے۔ میں ساڑھے نو بجے ائرپورٹ پر پہنچ جاؤں گا۔"

"میں تم سے پہلے وہاں پہنچوں گا۔ میں نے تو خوشی کے مارے کھانا بھی نہیں کھایا ہے۔ او مائی ڈیئر راکیش! تم بہت اچھے ہو آئی لو یو۔"

"لو یو ٹو۔"

پھر اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ میں پلوی کے اندر پہنچ گیا۔ وہ ممبئی کے رہنے والی تھی۔ راکیش کا دل خوش کرنے کے لیے دہلی آئی ہوئی تھی اور اب اسے اپنے ساتھ لے جا رہی تھی۔ ممبئی میں اس کے ماں باپ کا یہی دھندا تھا۔

جوانی میں اس کی ماں بڑے بڑے رئیسوں کو پھانستی تھی اور کسی بھی طرح فلمی دنیا میں قدم جمانا چاہتی تھی لیکن ہمیشہ ناکام رہی تھی اب اس کی جگہ بیٹی نے لی تھی۔ اس نے جوان ہوتے ہی زندگی میں پہلی بار راکیش کو پھانسا تھا۔

راکیش ارب پتی باپ کا بیٹا تھا۔ اس کے لیے کروڑوں روپے کوئی اہمیت نہیں رکھتے تھے۔ وہ پلوی کا دل جیت کر اسے ہمیشہ کے لیے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ پلوی نے کہا تھا کہ جب وہ اس کے لیے ایک فلم پروڈیوس کرے گا تو وہ اس سے

شادی کر لے گی۔

پلوی کی ماں نے بیٹی کو سمجھایا تھا کہ بس تمہاری ایک فلم بن جائے اور وہ ہٹ ہو جائے تو پھر فلم سازوں کی لائن تمہارے پیچھے لگ جائے گی پھر اس وقت تم راکیش کو ٹال سکو گی۔ اسے یہ کہہ سکو گی کہ یہ تمہارے عروج حاصل کرنے کا وقت ہے۔ شادی کر دگی تو تمہارا فلمی کیریئر بگڑ جائے گا۔ اس طرح اسے ٹالا بھی جا سکتا ہے اور ٹھکرایا بھی جا سکتا ہے۔

میں نے اپنا ضروری سامان سفری بیگ میں رکھا پھر اپنی کار میں بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتا ہوا راکیش کے بنگلے کے سامنے پہنچ گیا۔ اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تو وہ فلائٹ کا ٹکٹ لے کر باہر آیا۔ میری کار کے پاس آ کر اس نے وہ ٹکٹ میرے حوالے کیا پھر واپس پلٹ کر اپنے بنگلے کے اندر چلا گیا۔ وہاں بیڈروم میں پہنچنے کے بعد اس نے میری مرضی کے مطابق پلوی سے رابطہ کیا پھر کہا "میں ذرا مشکل میں ہوں۔ ڈیڈی ممی مجھے یہاں سے نکلنے نہیں دے رہے ہیں۔ میں کسی بھی طرح آؤں گا لیکن مجھے دیر ہو گی۔ اس لیے میرا انتظار نہ کرنا۔ بورڈنگ کارڈ لے کر جہاز میں سوار ہو جانا میں جہاز کی روانگی سے پہلے ہی پہنچ جاؤں گا۔"

وہ پلوی کو تسلیاں دینے کے بعد بستر پر لیٹ گیا۔ میں نے اسے ایک منٹ کے اندر ہی تھپک کر گہری نیند سلا دیا پھر واپس اپنے بنگلے میں آ کر ڈرائیور کو بلا کر کہا "مجھے ائرپورٹ چھوڑ کر گاڑی واپس لے آؤ۔"

ڈرائیور مجھے ائرپورٹ پر چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ میں نے وہاں الپا اور انوشے کو دیکھا لیکن ان سے دور ہی رہا۔ انہیں یہ بتانا ضروری نہیں تھا کہ میں بھی ان کا ہم سفر ہوں اور ممبئی میں ایک آدھ روز ان کے قریب ہی رہنے والا ہوں۔

الپا بورڈنگ کارڈ لے رہی تھی۔ میں نے اس کے اندر پہنچ کر پوچھا "خیریت سے ہو؟"

وہ خوش ہو کر بولی "یس پاپا! میں انوشے کے ساتھ جا رہی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں تم سے رابطہ رکھوں گا۔"

اس سے بات کرنے کے دوران میں نے اس کے ذریعے بورڈنگ کارڈ میں سیٹ نمبر پڑھا اور یہ اندازہ کیا وہ دونوں جہاز کے اندر اگلی قطار میں کہیں بیٹھنے والی ہیں۔ پھر میں نے انوشے کو مخاطب کیا "ہائے دادا کی جان کیسی ہو؟"

وہ خوشی سے اچھل کر الپا سے بولی "گرینڈ پاپا میرے اندر ہیں۔ مجھ سے بول رہے ہیں۔ ہائے گرینڈ پاپا...... آپ کہاں ہیں؟"

"بیٹے! میں تمہاری جان کے قریب ہوں اور ہمیشہ قریب ہی رہوں گا۔ تم آرام سے جاؤ میں تمہارے پاس آتا جاتا رہوں گا۔"

میں ان سے رابطہ ختم کر کے پلوی سنہا کے دماغ میں پہنچا تو پتا چلا کہ وہ بورڈنگ کارڈ لینے کے لیے جا رہی ہے لیکن بے چینی سے اِدھر اُدھر راکیش کو بھی تلاش کر رہی ہے۔ میں اس کے اندر تھا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ ائرپورٹ کے کس حصے میں ہے؟ میں بھی وہیں اس کے سامنے پہنچ گیا۔

وہ پلٹ کر کاؤنٹر پر گئی اور اپنے لیے بورڈنگ کارڈ حاصل کرنے لگی۔ وہ چاہتی تھی کہ راکیش کی سیٹ بھی اس کے ساتھ ہی ہو۔ لیکن وہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے فون پر تسلی دی تھی...... کہ اسے دیر ہو گی لیکن وہ کسی بھی طرح جہاز کے اندر پہنچ جائے گا۔

اس نے تھوڑی دیر اس کا انتظار کیا پھر مجبور ہو کر بورڈنگ کارڈ حاصل کیا اس کا سیٹ نمبر ایک سو آٹھ تھا۔ جب وہ کاؤنٹر سے چلی گئی تو میں نے اپنا ٹکٹ پیش کرتے ہوئے کہا "مجھے سیٹ نمبر ون زیرو سیون یا ون زیرو نائن چاہیے۔"

مجھے اپنی مطلوبہ سیٹ مل گئی پھر میں نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا تو الپا انوشے کے ساتھ طیارے میں بیٹھ چکی تھی۔ پلوی بھی وہاں پہنچ چکی تھی۔ میں نے اس کے اندر جھانک کر دیکھا۔ پتا چلا کہ وہ جہاز کے سب سے آخری حصے کی سیٹ پر بیٹھی ہے۔ یہ ساری معلومات حاصل کرنے کے بعد میں بھی جہاز کے اندر آ گیا۔

وہ بار بار سر گھما کر دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی اور بے چین ہو رہی تھی۔ جہاز کی روانگی کا وقت ہو رہا تھا اور راکیش ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔ اس کے بجائے میں اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھا۔ وہ چاہتی تھی کہ اس سیٹ پر راکیش آ کر بیٹھے لیکن وہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔

آخر طیارے کے آگے پیچھے والے دروازے بند ہو گئے۔ اناؤنسر کہہ رہی تھی "روانگی کا وقت ہو چکا ہے۔ تمام مسافروں سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی سیٹ کی پشت کو سیدھا کر لیں اور سیٹ بیلٹ باندھ لیں۔"

پلوی مایوس ہو چکی تھی۔ اب اس کے آنے کی امید نہیں رہی تھی کیونکہ دروازے بند ہو چکے تھے اور جہاز آہستہ آہستہ رن وے پر رینگنے لگا تھا۔ جب وہ رفتہ رفتہ رفتار بڑھاتا ہوا رن وے پر دوڑتا ہوا فضا میں بلند ہوا اور اس کی پرواز ہموار ہو گئی تو میں نے سیٹ بیلٹ کو کھولتے ہوئے اس کی طرف دیکھا پھر کہا "تم کچھ پریشان لگ رہی ہو؟"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کھڑکی کی طرف منہ پھیر کر باہر دیکھنے لگی۔ میں نے اپنا ٹکٹ اس کی طرف بڑھا کر کہا "باہر بادلوں کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔ یہاں تم اسے دیکھ سکو گی۔"

وہ سر گھما کر ٹکٹ کو دیکھنے لگی پھر پوچھا "یہ کیا ہے؟"

"ٹکٹ پر نام پڑھ لو تو تمہیں پتا چل جائے گا۔"

اس نے وہ ٹکٹ لے کر نام پڑھا تو چونک گئی "اس پر راکیش کا نام لکھا ہوا تھا۔ وہ حیرانی سے بولی "یہ...... یہ تو راکیش کا ٹکٹ ہے تمہارے پاس کہاں سے آیا؟"

"میں نے راکیش سے ہی لیا ہے۔ اس کا بھانڈا پھوٹ چکا ہے۔ وہ اپنے ماں باپ کو دھوکا دے رہا ہے۔ ایک فلم پروڈیوس کرنے کے لیے اپنے باپ کے کاروبار میں کروڑوں روپے کی ہیرا پھیری کر رہا تھا۔ یہ ہیرا پھیری پکڑی گئی ہے۔"

"میں کیسے یقین کروں؟ تم سچ کہہ رہے ہو تو اس نے یہ بات فون پر کیوں نہیں کہی؟"

"وہ فون پر کچھ نہیں کہہ سکتا تھا اسی لیے اس نے اپنا ٹکٹ مجھے دیا ہے تم یوں سمجھو کہ اس نے اپنا راز دار بنا کر مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔"

"راز دار......؟"

"ہاں...... تم دونوں کے درمیان جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ سب مجھے معلوم ہے۔ راکیش نے مجھے اپنی اور تمہاری تمام باتیں بتائی ہیں۔"

"کیا میں ممبئی پہنچ کر اس سے فون پر بات کر سکوں گی؟"

"اس سے بات کرنا فضول ہے۔ اب وہ تمہارے کسی کام نہیں آ سکے گا۔ تمہاری فلم میں رقم نہیں لگا سکے گا۔"

"کیوں نہیں لگا سکے گا؟" وہ کہہ رہا تھا کہ وہ تین بھائی ہیں۔ تینوں کو باپ کی جائیداد میں سے برابر کا حصہ ملے گا۔ اسے بھی اپنے حصے کے طور پر پانچ سو کروڑ روپے ملیں گے۔"

"ضرور ملیں گے لیکن اس کے باپ نے صاف طور سے کہہ دیا ہے کہ اگر وہ فلموں میں رقم لگائے گا تو اسے پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملے گی۔"

وہ ناگواری سے منہ بنا کر سوچنے لگی اس کی سوچ کہہ رہی تھی کہ اس کا تو باپ بھی فلموں میں رقم لگائے گا۔ بیٹے کی ایسی کمزوری ہمارے ہاتھ میں ہے کہ وہ دوڑتا ہوا ہمارے قدموں میں آ کر گرے گا۔

میں پہلے ہی اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کر چکا تھا کہ راکیش کی کون سی کمزوری ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہے۔ ہوا یہ تھا کہ ایک بار راکیش اپنی نوجوان بہن کو فلم انڈسٹری کی سیر کرانے ممبئی لے گیا تھا۔ وہاں پلوی کے ماں باپ کی پلاننگ کے مطابق اس کی بہن کو اغوا کر لیا گیا۔

اسے شام کو اغوا کیا گیا تھا۔ راکیش اسے تمام رات تلاش کرتا رہا۔ پلوی کے ماں باپ نے اسے سمجھایا کہ وہ پولیس میں رپورٹ نہ کرے، خواہ مخواہ کی بدنامی ہوگی۔ نوجوان لڑکی اگر ایک بار بدنام ہو جائے تو پھر اس کا رشتہ کہیں سے نہیں آتا۔ تم صبر کرو ہم صبح تک اسے کہیں سے بھی ڈھونڈ کر لے آئیں گے۔

دوسری صبح اس کی بہن خود ہی اجڑی ہوئی حالت میں آ گئی۔ بھائی کو دیکھتے ہی اس سے لپٹ کر رونے لگی۔ پتا چلا کہ پچھلی تمام رات دو غنڈے اس کی عزت سے کھیلتے رہے تھے اور اس کی وڈیو فلم تیار کرتے رہے تھے۔ چونکہ اسے گن پوائنٹ پر رکھا گیا تھا۔ اس لیے وہ خاموشی سے ان کے ہاتھوں کھلونا بنتی رہی تھی۔

ان غنڈوں نے ایک کاپی اس وڈیو فلم کی اسے بھی دی تھی۔ وہ اسے اپنے ساتھ لائی تھی۔ راکیش نے اسے اسکرین پر دیکھا تو شرم سے آنکھیں جھک گئیں۔ اس نے فوراً ہی اسے بند کر دیا پھر منہ چھپا کر رونے لگا۔

پلوی کے ماں باپ ان بھائی بہن کو تسلیاں دینے لگے کہنے لگے کہ ان غنڈوں کا سراغ لگایا جائے گا اور ان سے اس وڈیو فلم کی ماسٹر کاپی حاصل کی جائے گی۔

پلوی نے کہا ''راکیش! تمہاری عزت ہماری عزت ہے۔ میں اس وڈیو فلم کو بھی جلا دوں گی۔''

پھر اس نے اسے جلا دیا۔ اس طرح راکیش کا دل جیت لیا۔ یہ تاثر پیدا کیا کہ وہ اس کی اور اس کے خاندان والوں کی عزت رکھنا چاہتی ہے۔ پہلے ہی وہ قسمیں کھاتی رہی تھی کہ اس کی محبت میں دیوانی ہے اور اس کے لیے جان بھی دے سکتی ہے۔ اب جان تو نہیں عزت بچانے کا وقت تھا تو اس نے یہ کر دکھایا تھا۔

راکیش کی بہن کو بھی سمجھایا گیا کہ جو ہو چکا ہے اس پر مٹی ڈالے اور بھول جائے کسی سے اس بات کا ذکر نہ کرے۔

راکیش نے بھی بہن سے کہا ''اگر ممی اور ڈیڈی کو معلوم ہوگا کہ ہم یہاں آئے تھے اور یہاں تمہارے ساتھ یہ ہوا ہے تو وہ سب مجھے لعن طعن کریں گے۔ دو بڑے بھائی تو مجھے مار دینا ہی چاہیں گے اور ڈیڈی مجھے اپنی دولت و جائیداد سے الگ کر دیں گے۔ میں بہت بڑے نقصان میں رہوں گا اور اس راز کے کھلنے پر تم بھی نقصان میں رہوگی۔ لہٰذا خاموشی اختیار کرو۔''

اس کی بہن نے خاموشی اختیار کر لی تھی اور بات وہیں ختم ہو گئی تھی پھر اس بات کا ذکر کسی سے نہیں کیا گیا۔ راکیش کو اطمینان ہوا کہ بات آئی گئی ہو چکی ہے اور اس کی بہن کی عزت پر آئندہ کوئی کیچڑ نہیں اچھالے گا۔

لیکن اب ایسا وقت آنے والا تھا۔ اس وقت پلوی سنہا طیارے میں آرام سے بیٹھی کھڑکی سے باہر بادلوں کو دیکھتی ہوئی یہی سوچ رہی تھی ''راکیش فلم پروڈیوس کرنے کے لیے کروڑوں روپے نہیں لا سکے گا تو وہ وڈیو فلم اس کے باپ تک پہنچا کر اسے بلیک میل کیا جائے گا وہ ارب پتی لوگ ہیں مطلوبہ روپے دے کر اس وڈیو فلم کی ماسٹر کاپی حاصل کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔''

میں نے پلوی سے کہا ''ہم چاہیں تو راکیش کے باپ سے کروڑوں روپے حاصل کر سکتے ہیں۔''

اس نے سر گھما کر میری طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر پوچھا ''ہم کس طرح اتنی بڑی رقم حاصل کر سکتے ہیں؟''

میں نے مسکرا کر کہا ''تم انجان بن رہی ہو۔ یہ بھول رہی ہو کہ راکیش نے مجھے ہم راز بنایا ہے۔ اس نے اپنی تمام باتیں مجھے بتائی ہیں۔ یہ بھی بتایا ہے کہ اس کی بہن کے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔''

اس نے پوچھا ''آخر تم ہو کون؟ راکیش نے تو تمہارا کبھی ذکر نہیں کیا؟ کیا تم اس کے اتنے گہرے رازدار ہو کہ اس نے بہن کے ساتھ ہونے والی واردات کے بارے میں بھی تمہیں بتا دیا ہے؟''

''اگر وہ نہ بتاتا تو مجھے یہ باتیں معلوم کیسے ہوتیں اور ابھی میں تم سے کیسے ذکر کرتا؟''

وہ مجھے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی پھر بولی۔ ''ابھی تم راکیش کے باپ سے کروڑوں روپے حاصل کرنے والی بات کر رہے تھے۔ کیا اس کی وضاحت کرو گے؟''

''وضاحت کیا کرنا ہے؟ اس کے سامنے وہ وڈیو فلم جلا دی گئی تھی۔ راکیش نے مجھے بتایا ہے اور وہ مطمئن ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ ماسٹر کاپی تمہارے ماں باپ کے پاس رکھی ہوئی ہے۔''

اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔ پھر ناگواری سے منہ بنا کر کہا ''تم فضول باتیں کر رہے ہو۔ میری ماں جی اور بابا کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔''

''میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ تم جھوٹ بول رہی ہو۔ مجھے کچھ بولنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ تمہارا جھوٹ خود ہی سامنے آ جائے گا۔ تم نہیں جانتی ہو کہ میں بھی ایک بہت بڑا بزنس مین ہوں۔ اگرچہ ان کی طرح ارب پتی نہیں ہوں لیکن کروڑ پتی ضرور ہوں۔ اگر کبھی تمہارے ماں باپ نے اس کی بہن کی وڈیو فلم دکھائی اور اس کے بدلے کروڑوں روپے کا مطالبہ کیا تو میں اس مطالبے کو منظور نہیں ہونے دوں گا اور ان سے کہوں گا کہ بدنامی ہوتی ہے تو ہونے دیں۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہوتا ہے کہ ایسی صورت میں لڑکیوں کے رشتے نہیں آتے لیکن میں اس کی بہن کا رشتہ قبول کروں گا اور اسے اپنے بیٹے کی بیوی یعنی اپنی بہو بنا لوں گا۔''

وہ مجھے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ میں نے کہا ''اس کے بعد تمہاری بلیک میلنگ صفر ہو جائے گی۔ کسی کام نہیں آئے گی۔ پھوٹی کوڑی بھی تم لوگوں کو نہیں ملے گی بلکہ تمہارے خلاف پولیس کارروائی کی جائے گی اور تم سے وہ وڈیو فلم جبراً چھین لی جائے گی۔''

وہ پریشان ہو کر اپنی سیٹ پر پہلو بدلنے لگی۔ میں نے کہا ''اچھی طرح اس معاملے پر غور کرو۔ ابھی راکیش اور اس کے خاندان والوں کی کمزوری یہ ہے کہ بیٹی بدنام نہ ہو اور جب بدنامی کے باوجود میں اسے اپنی بہو بناؤں گا تو پھر تمہارے ماں باپ اس لڑکی کو بدنام کر کے کیا فائدہ حاصل کریں گے؟ کچھ نہیں...... اور اگر میری بات مان لی جائے گی تو تم سب کروڑوں روپے حاصل کر سکو گے۔''

''ہم کروڑوں روپے کس طرح حاصل کر سکیں گے؟''

''اس طرح کہ میں راکیش کی بہن کو اپنی بہو نہیں بناؤں گا۔ وہ بدنام ہوتی ہے تو ہوا کرے ہم سب مل کر بلیک میل کریں گے اور ان سے کروڑوں روپے کا مطالبہ کریں گے تو وہ دینے پر راضی ہو جائیں گے پھر وہ ہمیں رقم بھی دیں گے۔ ہم اسے آدھا آدھا بانٹ لیں گے۔''

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی ''تم مجھے الجھا رہے ہو۔ میں اپنی ماں جی اور بابا سے بات کروں گی۔ ان سے تمہاری ملاقات کراؤں گی۔''

''میں ان سے ضرور ملنا چاہوں گا۔''

اس کے ماں باپ اس کا اور راکیش کا انتظار کرنے کے لیے ایئر پورٹ آئے ہوئے تھے۔ راکیش کے بجائے انہوں نے مجھے اس کے ساتھ دیکھا تو ان کے ماتھوں پر شکنیں پھیل گئیں۔ ماں نے پوچھا ''راکیش کہاں ہے؟''

وہ بولی ''وہ ابھی نہیں آ سکے گا۔ اس کی جگہ اس نے اپنے اس رشتہ دار کو بھیجا ہے۔ یہ ہم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتے ہیں۔''

اس کے باپ نے مجھ سے کہا ''آپ ہمارے ساتھ گھر چلیں وہیں باتیں ہوں گی۔''

میں ان کے ساتھ ان کی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ راستے میں انہیں بتانے لگا کہ راکیش کا بھید کھل گیا ہے۔ اس کے ماں باپ نے اسے قیدی بنا کر رکھا ہے اور وارننگ دی ہے کہ اگر وہ فلموں میں رقم خرچ کرے گا تو اسے کاروبار اور جائیداد سے الگ کر دیا جائے گا لہٰذا اب راکیش سے کروڑوں روپے حاصل کرنے کی یہی صورت ہے کہ اسے اور اس کے باپ بھائیوں کو بلیک میل کیا جائے۔

میں نے انہیں یہ بھی بتایا کہ مجھے اس وڈیو فلم کا بھی علم ہے جو راکیش اور اس کے خاندان والوں کو بلیک میل کرنے کے لیے بنائی گئی ہے اور اسے کہیں محفوظ رکھا گیا ہے۔

پلوی کے باپ نے مجھے گھور کر دیکھا۔ میں نے مسکرا کر کہا ''پہلے آپ کی بیٹی پلوی بھی یقین نہیں کر رہی تھی اور انکار کر رہی تھی کہ ایسی کوئی وڈیو فلم نہیں ہے لیکن میں یہ بتا دوں کہ اس وڈیو فلم سے اگر اکیلے فائدہ اٹھانا چاہو گے تو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ملے گی۔''

میں انہیں وہی باتیں بتانے لگا جو پلوی سے کہہ چکا تھا کہ کس طرح انہیں بلیک میل کیا جا سکتا ہے اور کروڑوں روپے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

یہ تمام باتیں راستے میں ہوتی رہیں پھر میں ان کے گھر پہنچ گیا۔ وہ سب مجھے ڈرائینگ روم میں بٹھا کر کسی دوسرے کمرے میں چلے گئے پھر اس کمرے کا دروازہ بند کر کے میرے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ پلوی کے باپ نے کہا ''یہ شخص بہت چال باز ہے۔ راکیش کا ہم راز بھی بنتا ہے اور اس کے باپ سے کروڑوں روپے بھی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر ہم اس کا ساتھ نہیں دیں گے تو یہ ہماری پلاننگ کو خاک میں ملا دے گا۔ ہم ان کی بیٹی کو بدنام کرنا چاہیں گے تو یہ شخص اس لڑکی کو اپنی بہو بنا لے گا۔ اس کی بدنامی پر پردہ ڈال دے گا اور ہم اپنے مقصد میں ناکام ہو جائیں گے۔''

پلوی نے کہا ''بابا! کچھ بھی ہو اسے اپنا حصے دار بنانا ہوگا جو کروڑوں روپے ملیں گے۔ اس میں سے یہ آدھا حصہ مانگ رہا ہے۔''

وہ بولا ''میں اسے پھوٹی کوڑی بھی نہیں دوں گا۔''

پلوی کی ماں نے کہا ''اگر آپ غصہ کریں گے اور اس سے جھگڑا کریں گے تو وہ ہمیں بھی کوئی فائدہ ہونے نہیں دے

گا۔"

وہ بولا" وہ ہمارے منصوبے کو خاک میں ملانے آیا ہے۔ میں اسے ابھی خاک میں ملا دوں گا اگر یہ مر جائے گا تو راکیش کی بہن کو پھر کون بہو بنانے کا دعویٰ کرے گا اور ہمارے منصوبے کو خاک میں ملائے گا۔"

پلوی اور اس کی ماں اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگیں۔ وہ الماری سے ایک ریوالور نکال کر اس میں سائیلنسر لگا رہا تھا۔ یہ کہتا جا رہا تھا" میں اسے گولی مار کر یہیں اپنے آنگن میں دفن کر دوں گا۔ کسی کو خبر بھی نہیں ہوگی کہ اتنی رات کو کوئی مہمان ہمارے گھر میں آیا تھا۔ اس کے بعد پھر باہر نہیں جا سکا۔"

میں نے خیال خوانی کے ذریعے الپا کو مخاطب کیا پھر کہا" بیٹی...... میرے پاس آؤ۔"

وہ میرے پاس آئی تو میں نے اسے پلوی کی ماں کے دماغ میں پہنچا کر کہا" اس کے خیالات پڑھو۔ تمہیں ساری باتیں معلوم ہو جائیں گی۔ یہاں ایک اہم ویڈیو کیسٹ ہے۔ تمہیں اس کی ماسٹر کاپی حاصل کرنی ہے۔"

وہ پلوی کی ماں کے خیالات پڑھنے لگی۔ میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ پلوی کا باپ ڈرائنگ روم میں آ گیا تھا اور مجھے ریوالور دکھاتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہہ رہا تھا" اچھا تو تم یہاں کروڑوں روپے حاصل کرنے آئے ہو؟"

میں نے کہا" ہاں ...... اگر ہمارے درمیان سے یہ ریوالور ہٹ جائے تو دونوں کو فائدہ ہوگا ورنہ کسی کو بھی کچھ نہیں ملے گا۔"

"تمہیں یہ خوش فہمی کیوں ہے کہ میں تمہیں راز دار اور حصے دار بناؤں گا؟ تم بہت ہی بے وقوف ہو۔ تم نے یہ نہیں سوچا کہ یہاں آؤ گے اور مارے جاؤ گے تو پھر اس لڑکی کو بہو بنانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ ہماری بلیک میلنگ ناکام بھی نہیں ہوگی؟ ہم کروڑوں روپے حاصل کر لیں گے۔"

"تم زیادہ سے زیادہ ایک دو کروڑ روپے حاصل کر سکو گے لیکن میں پچاس کروڑ حاصل کر سکتا ہوں جس میں سے پچیس تمہیں ملیں گے۔"

اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ مجھے بے یقینی سے دیکھنے لگا۔ میں اسے باتوں میں الجھا رہا تھا۔ تاکہ الپا اپنا کام کر دکھائے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی پلوی کی ماں اس ویڈیو فلم کی ماسٹر کاپی لے کر ڈرائنگ روم میں آئی۔

الپا نے اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ اس نے وہاں آتے ہی مجھ سے کہا" مسٹر! تم یہ کیسٹ لینے آئے ہو میں لڑائی جھگڑا خون خرابہ نہیں چاہتی۔ تم اسے لے جاؤ۔"

پلوی کے باپ نے غصے سے کہا" اے کتے کی بچی! یہ تو کیا کر رہی ہے؟ اسے کروڑوں روپے کا کیسٹ یوں ہی اٹھا کر دے رہی ہے۔ میں تجھے گولی مار دوں گا۔"

یہ کہتے ہی ریوالور کا رخ اس کی طرف ہو گیا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ اس نے ٹریگر کو دبایا گولی چلی۔ فائرنگ کی آواز نہیں ہوئی لیکن اس عورت کے حلق سے چیخ نکلی۔ اس آخری چیخ کے بعد وہ فرش پر گر کر ٹھنڈی پڑ گئی۔

پلوی نے سہم کر باپ کو دیکھا پھر اس سے دور ہو گئی۔ میں نے کہا" پلوی! تمہاری ماں اور باپ نے بہت بڑی ذلالت کی ہے۔ ایک معصوم لڑکی یہاں اپنے بھائی کے ساتھ آئی تھی تم سب نے مل کر اس کی عزت خاک میں ملا دی۔ جرم اور گناہ کرنے والے سمجھتے ہیں کہ انہیں کبھی کوئی سزا نہیں ملے گی لیکن دیکھو کہ کس طرح سزا ملا کرتی ہے۔"

اس کا باپ مجھے گولی مارنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے ہاتھ سے ریوالور گرا دیا وہ ریوالور اس سے دور جا کر فرش پر گر پڑا۔ میں نے کہا" یہ ریوالور تم باپ بیٹی کے درمیان ہے۔ تم سب نے ایک معصوم لڑکی پر ظلم کیا ہے۔ وہ لڑکی میری کوئی نہیں لگتی ہے اور پلوی تم بھی میری کوئی نہیں لگتی ہو لیکن اگر تم معصوم اور نیک ہوتیں تو میں تمہاری حمایت میں بھی اسی طرح بولتا۔ جس طرح میں راکیش کی بہن کے بارے میں بول رہا ہوں۔ وہ میری بیٹی جیسی ہے مگر میں تمہاری جیسی لڑکی کو بیٹی کبھی نہیں کہوں گا۔"

میں نے ان دونوں کو دیکھ کر کہا" یہ ریوالور تمہارے درمیان پڑا ہوا ہے۔ اگر اسے بیٹی اٹھائے گی تو باپ کو گولی مارے گی۔ باپ اٹھائے گا تو بیٹی کو گولی مارے گا۔ اسے کون اٹھائے گا؟"

انہوں نے فرش پر پڑے ہوئے ریوالور کو دیکھا پھر ایک دوسرے کو دیکھا پھر اچانک ہی اس بوڑھے نے چھلانگ لگا کر ریوالور کے پاس پہنچ کر اسے اٹھا لیا پھر میرا نشانہ لیتے ہوئے کہا" میں نے تیرے جیسا بے وقوف کوئی نہیں دیکھا۔ بھرا ہوا ریوالور زمین پر پڑا ہوا تھا۔ تو نے اسے خود نہیں اٹھایا اور ہمیں اٹھانے کا موقع دیا۔ موت ہم باپ بیٹی کی نہیں تیری ہوگی۔"

اس کے بعد ہی وہ اچانک اپنی بیٹی کی طرف گھوم گیا۔ دوسرے لفظوں میں میں نے اسے گھما دیا۔ وہ اس کا نشانہ لیتے ہوئے بولا" پلوی ...... تو میری بیٹی ہے میں نے تجھے بازاری بنایا اور اس شریف زادی کو بھی بازاری بنا دیا۔ وہ اپنے بھائی کے ساتھ یہاں آئی تھی میں بیٹیوں کی عزت شرم وحیا اور آبرو کو کوئی اہمیت نہیں دیتا ہوں لیکن آج اس کی سزا خود پانا چاہتا ہوں۔ میں نے ایک شریف زادی کی عزت کو خاک میں ملایا۔ آج تیری زندگی خاک میں ملا رہا ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے ٹریگر کو دبایا۔ پلوی کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ وہ اچھل کر فرش پر گری پھر تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی ہو گئی۔

میں نے اس کی ماں کی لاش کے پاس آ کر فرش پر پڑے ویڈیو کیسٹ کو اٹھایا پھر وہاں سے جاتے ہوئے پلوی کے باپ کو کہا" میں چاہوں تو تمہیں ابھی یہاں ختم کر دوں لیکن تمہیں تو قانون کے ہاتھوں سزا ملنی چاہیے۔ اپنی بیوی اور بیٹی کے قتل کے جرم میں پھانسی کے پھندے پر لٹکنا چاہیے۔"

یہ کہہ کر میں باہر آ گیا۔ اس کا دماغ میرے قبضے میں تھا۔ وہ بھی میرے پیچھے باہر آیا پھر ایک ہوائی فائر کر کے چیخ چیخ کر کہنے لگا" لوگو! محلے والو! یہاں آ کر دیکھو۔ میں نے اپنی بیوی بیٹی کو قتل کیا ہے۔"

وہ بولتا جا رہا تھا اور ہوائی فائر کرتا جا رہا تھا۔ جب چھ گولیاں ختم ہو گئیں تو اس نے ریوالور کو دور پھینک دیا۔ اس علاقے میں گشت کرنے والی پولیس وہاں پہنچ گئی تھی۔ اسے گرفتار کر لیا گیا۔

الپا نے کہا" پاپا! میں نے اس عورت کے خیالات پڑھے تھے۔ ان سے پتا چلا ہے کہ وہ ممبئی شہر میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بھی اسی شہر میں ہیں؟"

"ہاں ...... میں تم لوگوں کے ساتھ ہی یہاں آیا ہوں لیکن تم دونوں سے دور دور ہوں اور آئندہ بھی دور ہی رہوں گا۔ اب تم جاؤ اور انوشے پر توجہ دو۔"

وہ چلی گئی۔ رات کے دو بج رہے تھے۔ میں نے ہوٹل میں ایک کمرا کرائے پر لیا پھر اس کمرے میں پہنچ کر ٹیلی فون کے ذریعے امرناتھ سے رابطہ کیا۔ دوسری طرف فون کی گھنٹی بج رہی تھی پھر مجھے اس کی آواز سنائی دی" ہیلو...... کون ہے؟"

میں فون بند کر کے اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ اس وقت وہ بہت پریشان تھا۔ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ایک شخص سے کہہ رہا تھا" پنواری بابو! میں یہ کہنے آیا ہوں کہ جو مال میں سپلائی کرنے والا تھا۔ وہ اب نہیں کروں گا۔ آپ کو ایک نمبر کی دوائیں نہیں دوں گا اور ان کی جگہ دو نمبر کی دوائیں نہیں رکھوں گا۔"

پنواری بابو نے پوچھا" کیا شانتا بائی والے سختی سے انکوائری کر رہے ہیں؟"

"ان کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے کہ یہاں آنے والے مال میں کیا گھپلا کرتا ہوں؟"

"جب انہیں معلوم نہیں ہے اور تم پر کوئی سختی نہیں ہو رہی ہے تو تم مال سپلائی کرنے سے انکار کیوں کر رہے ہو؟ کیا میں رقم کم دیتا ہوں؟ تم اصل دوائیں مجھے دے کر مجھ سے دو نمبر کی دوائیں لے جاتے ہو تو تمہیں پانچ لاکھ پر پچیس ہزار کا فائدہ ہوتا ہے۔ اس بار تو پچاس لاکھ کی دوائیں آئی ہیں۔ ذرا حساب کرو تم ایک ہی دن میں لکھ پتی بن جاؤ گے۔"

وہ دونوں کانوں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر بولا" میں ایسے لکھ پتی بننے سے باز آیا۔ میں اب یہ غلط دھندا نہیں کروں گا۔ مجھے پتا نہیں کیسی کیسی سزائیں مل رہی ہیں۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟ تمہیں کون سزائیں دے رہا ہے؟"

"پتا نہیں وہ کیا بلا ہے جو میرے پیچھے پڑ گئی ہے۔ میرے اندر بولتی رہتی ہے اور جو بولتی ہے وہ سچ کر کے دکھاتی ہے۔"

میں اس کے یہ خیالات پڑھ کر ذرا چونک گیا۔ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا پتا نہیں...... کون اس کے اندر آ کر بولتی ہے...... اور اسے خوفزدہ کرتی ہے؟

امرناتھ نے کہا" میں نے پہلی بار اس کی آواز سنی وہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ تم ایسی غلط دوائیں بیچ کر بیمار لوگوں پر ظلم کر رہے ہو۔ وہ بے چارے اچھی دواؤں کے لیے ترستے ہیں اور تم نقلی دوائیں دیتے ہو۔ اس سے ان کی بیماری مزید بڑھتی ہے اور وہ زندگی کی طرف آنے کے بجائے موت کی طرف چلے جاتے ہیں۔ اب میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گی۔"

پنواری بابو نے پوچھا" تم پر کسی بھوت پریت کا سایہ ہے۔ تم کسی تانترک مہاراج سے ملو۔ وہ تمہارے سر سے بھوت اتار دیں گے۔"

"کوئی بھوت ہوتا تو وہ مجھے غلط کام کرنے سے نہیں روکتا۔ وہ تو کوئی بہت ہی نیک آتما ہے جو مجھے برے کام سے روک رہی ہے۔ میں نے اس سے پہلی بار جو کچھ سنا اسے سنی ان سنی کر دیا۔ اس روز میرا بچہ بیمار تھا۔ وہ میرے اندر آ کر بولی کہ تمہارے بچے کو بھی دو نمبر کی دوا ملے گی اور وہ کبھی صحت مند نہیں ہو سکے گا۔"

"میں نے اس کی کوئی پروا نہیں کی کیونکہ میں ایک نمبر کی

دوا اپنے گھر پر رکھتا ہوں لیکن پتا نہیں کیسے اس کے پاس دو نمبر کی دوائیں پہنچ گئیں۔ میری بیوی وہی دوا اسے کھلاتی رہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میرا بچہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ میں نے اس کی لاش کے پاس رکھی دواؤں کو چیک کیا تو پتا چلا کہ وہ دو نمبر دوائیں تھیں۔ میں نے اپنی بیوی سے پوچھا۔ وہ بے چاری نہیں جانتی تھی کہ وہ دوائیں کہاں سے آگئی ہیں؟''

''میں نے اپنے اندر پھر اس کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ اب بھی تم نے سبق حاصل نہ کیا تو بہت برا انجام ہوگا۔ تمہارا دوسرا بچہ بھی مارا جائے گا۔ تمہاری بیوی بھی ماری جائے گی۔''

پنواری نے کہا ''مجھے یقین نہیں آتا کہ تمہارے بچے کے پاس رکھی ہوئی دوائیں آپ ہی آپ بدل گئیں تھیں۔ تمہاری بیوی سے کوئی غلطی ہوئی ہوگی۔ تم خواہ مخواہ کسی بلا سے ڈر رہے ہو۔ اگر وہ کوئی بلا ہے تو پھر میرے اندر کیوں نہیں آتی؟ میں بھی تو غلط دھندا کر رہا ہوں؟ غلط دوائیں فروخت کر کے کتنے ہی اسپتالوں میں پہنچا رہا ہوں؟''

اس کی بات ختم ہوتے ہی ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ چیخ مار کر صوفے سے اچھلتا ہوا فرش پر گر گیا اور تکلیف سے تڑپنے لگا۔ میں فوراً ہی اس کے دماغ میں پہنچ گیا تو وہاں کسی کی آواز سنائی دے رہی تھی اور وہ کہہ رہی تھی ''میں تمہارے جیسے ضمیر فروش بیوپاریوں کے اندر باری باری پہنچ رہی ہوں۔ امرناتھ کی طرح تمہیں بھی سزائیں ملیں گی۔ اس وقت رات کے تین بجے ہیں کل دن کے بارہ بجے تک تم نے تمام اسپتالوں میں سپلائی کی ہوئی دوائیں واپس نہ لیں۔ اور ان کی جگہ ایک نمبر کی دوائیں نہ پہنچائیں تو تمہارے بیوی بچے بھی غلط دواؤں کے استعمال سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مریں گے۔''

وہ پریشان ہو کر بولا ''ارے...... یہ تو میرے اندر بھی بول رہی ہے ابھی میرے دماغ کو ایسا جھٹکا لگا تھا' جیسے کسی نے بجلی کا جھٹکا پہنچایا ہو۔ اس کے بعد میں بھی اس کی آواز سن رہا ہوں۔ وہ مجھے بھی چیلنج کر رہی ہے۔ ارے او امرناتھ کے بچے...... تو کس بلا کو میرے گھر لے آیا ہے؟''

امرناتھ نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کہا ''بلا کو ہم نہیں بلاتے بلکہ ہمارے اعمال بلاتے ہیں۔ ہم جیسا کرتے ہیں ویسا ہی بھرتے ہیں۔''

وہ بول رہی تھی ''پنواری کل بارہ بجے تک تم نے وہ تمام دوائیں واپس نہ لیں اور ان کی جگہ اصلی دوائیں سپلائی نہ کیں تو میں اپنی دھمکیوں پر عمل کروں گی پھر تمہارے سامنے فرار کا

کوئی راستہ نہیں ہوگا۔ تم اپنے بچوں کے حوالے سے جانی نقصان بھی اٹھاؤ گے اور مالی نقصان بھی۔ اب میں جا رہی ہوں۔ میرے ایک محترم بزرگ اور محسن ابھی ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ہماری باتیں سن رہے ہیں۔ میں ان کے پاس حاضری دینے جا رہی ہوں۔''

میں اس کی باتیں سن رہا تھا اور حیران ہو رہا تھا کہ یہ کون ٹیلی پیتھی جاننے والی ہے۔ جسے میں نہیں جانتا؟ یہ اچانک کہاں سے نمودار ہو گئی ہے؟

ابھی میں سوچ رہا تھا کہ ایک دم سے چونک گیا۔ اپنے اندر اس کی آواز سنی۔ اس نے آتے ہی کہا ''السلام علیکم!''

میں نے کہا ''وعلیکم السلام......''

اس نے بڑی محبت سے پوچھا ''پاپا...... آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟''

اس نے مجھے پاپا کہا تو میں ایک دم سے چونک گیا پھر بولا ''ارے بیٹی! تم جینا ہو؟''

''ہاں پاپا...... آپ کی بیٹی جینا ہوں۔''

یہ وہی جینا تھی جو ممبئی شہر میں سہاگن دیوی کہلاتی تھی اور لوگ اسے چمتکار دکھانے والی دیوی بھی کہتے تھے۔ وہ میرے بیٹے کبریا کے ساتھ ایک طویل عرصے تک رہ چکی تھی پھر اس دوران میں ہی ہندو مسلم فسادات پھیلنے لگے۔ اس کے کتنے ہی ہندو عقیدت مندوں نے اعتراض کیا کہ اسے ایک مسلمان کے ساتھ نہیں رہنا چاہیے۔

ان دنوں گجرات میں ہندو مسلم فسادات برپا ہوئے تھے۔ جینا اور کبریا نے وہاں شہر شہر جا کر امن وامان قائم کرنے کی کوشش کی تھیں۔ ہندو اور مسلمانوں کے جو متاثرہ خاندان تھے جن کے گھر جل گئے تھے۔ جن کے رشتے دار مارے گئے تھے۔ انہیں لاکھوں روپے کی امداد دی تھی۔

وہاں کے عوام خواہ ہندو ہوں یا مسلمان سب ہی جینا اور کبریا کو ایک ساتھ دیکھ کر اور انہیں نیک کام کرتے دیکھ کر خوش ہوتے تھے اور انہیں دعائیں دیتے تھے لیکن سیاست دان یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ ہندو مسلم اتحاد قائم رہے۔ ایسا اتحاد قائم ہونے سے ان کے اپنے اپنے علاقوں کے ووٹ تقسیم ہو سکتے تھے اور انہیں الیکشن میں نقصان اٹھانا پڑتا۔ اس لیے انہوں نے یہ شوشا چھوڑا کہ جینا ہندو اور کبریا مسلمان ہے۔ آخر یہ کس رشتے سے ایک ساتھ رہتے ہیں؟

بہت سے ہندو غیرت میں آگئے کہ ان کی ایک ہندو لڑکی کو کسی مسلم کے ساتھ نہیں رہنا چاہیے۔

ان دنوں جینا کے اندر کچھ غیر معمولی تبدیلیاں ہو رہی

تھیں۔ کبریا نے اس کے حالات حرکات و سکنات کو دیکھتے ہوئے کہا ''شاید تم غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کرنے والی ہو۔''

ایسا ہو رہا تھا۔ کبھی کبھی اسے آگاہی ہوتی تھی۔ وہ چشم تصور میں جو بھی دیکھتی تھی یا ذہن سے جو سوچتی تھی وہ آگے چل کر سچ مچ پیش آتا تھا۔

بعد میں اسے یہ آگاہی ملی کہ جلد ہی اسے کبریا سے الگ ہو جانا ہے اور ایک طویل عرصے تک ایک دوسرے سے جدا رہنا ہے۔

پھر اسے یہ آگاہی ملی کہ اسے ملک ملک نگر نگر جانا ہے۔ وہ دنیا کے آخری سرے تک جائے گی اور ایسا گیان حاصل کرے گی کہ سب ہی اسے سچ مچ کی دیوی ماننے لگیں گے۔

ایسی آگاہی حاصل ہونے کے بعد وہ ایک دن کبریا سے بچھڑ گئی۔ ہندوستان کی بڑی بڑی تربیت گاہوں اور مندروں میں جانے لگی کبھی وہاں کے کسی بڑے آشرم میں جا کر گیان میں مصروف ہو جاتی اور کبھی عیسائیوں اور کبھی یہودیوں کی عبادت گاہوں میں جاتی تھی۔ وہ وہاں کی تربیت گاہوں میں جا کر ان مذاہب کے متعلق زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرتی تھی پھر وہ امریکا تک گئی وہاں بھگوان راجریش کا ایک بہت مشہور اور معروف آشرم ہے۔ وہاں یوگا کی مشقیں کرائی جاتی ہیں۔ اور آتما شکتی حاصل کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔

بھگوان راجریش کے اس آشرم میں دنیا کے کتنے ہی مشہور و معروف لوگ جا چکے ہیں اور تربیت حاصل کرتے رہے ہیں۔ ان میں بھارتی فلم کا بہت ہی مشہور اداکار ونود کھنہ بھی شامل ہے۔ وہ وہاں ایک طویل عرصے تک رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کرتا رہا تھا۔

آخر میں اسے آگاہی ملی کہ اسے یورپ کی طرف جانا چاہیے۔ وہ اس آگاہی کے مطابق اس سمت چل پڑی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ کس ملک کے کس شہر میں جانا چاہیے۔ بس وہ بے خودی کے عالم میں رہتی تھی اور چلتی چلی جاتی تھی۔ اس کا سفر جاری رہتا تھا۔

وہ پیرس ائرپورٹ پر پہنچی تو عجیب بے خودی کے عالم میں تھی۔ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی پارکنگ ایریا میں آئی۔ وہاں ایک بہت ہی خوبصورت مہنگی کار کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے لیے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا گیا۔ وہ وہاں بیٹھ گئی۔ دروازہ بند ہو گیا۔ گاڑی وہاں سے چل پڑی۔

اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ وہ کہاں جا رہی ہے؟ وہ گاڑی اسے کہاں لے جا رہی ہے؟

وہ گم صم سی بیٹھی ہوئی تھی اور اس کا سفر جاری تھی۔ وہ ہندوستان کے مندروں سے گزرتی ہوئی اسرائیل اور یہودیوں کی تربیت گاہوں سے بہت کچھ سیکھتی ہوئی بھگوان راجریش کے آشرم سے یوگا اور آتما شکتی کے بارے میں گیان حاصل کرتی ہوئی پیرس پہنچی تھی اور اب اس گاڑی میں بیٹھ کر چلی جا رہی تھی۔

ایک طویل سفر کے بعد وہ گاڑی ایک بہت بڑے آہنی دروازے کے آگے رک گئی۔ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھل گیا۔ جب وہ گاڑی سے باہر نکلی تو وہ آہنی دروازہ کھلنے لگا وہ کھلی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ لیکن سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ کہاں ہے اور کہاں پہنچ گئی ہے؟

جب وہ اس گیٹ کی دہلیز پر آئی تو اسے اپنے اندر بھاری بھرکم لیکن بہت ہی شفیق آواز سنائی دی ''بیٹی...... بسم اللہ پڑھ کر اپنا دایاں پاؤں اندر رکھو۔''

اس نے زیر لب بسم اللہ کہا پھر دایاں پاؤں اندر رکھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہو گئی۔ وہ دنیا کی پہلی ہندو لڑکی تھی۔ جسے اس اسلامی ادارے میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہو رہا تھا۔

اس وقت میں ہوٹل کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ میرے اندر پہنچی ہوئی تھی اور اپنے مختصر حالات بیان کر رہی تھی۔ میں نے کہا ''تم یہاں امرناتھ اور پنواری کو ان کی بے ایمانی اور منافع خوری کی سزائیں دے رہی ہو۔ اس کا مطلب ہے تم بابا صاحب کے ادارے سے واپس آگئی ہو؟''

''نہیں...... میں ممبئی میں پیدا ہوئی تھی۔ مجھے اس شہر اور اس شہر کے لوگوں سے بہت محبت ہے۔ جب بھی تھوڑا بہت وقت ملتا ہے تو میں یہاں خیال خوانی کے ذریعے پہنچ جاتی ہوں کوشش کرتی ہوں کہ میرے لوگوں کو کوئی مصیبت نہ آئے اور اگر آئے تو میں کسی طرح انہیں مصیبتوں سے نجات دلاتی رہوں۔''

''میں امرناتھ اور پنواری کے دماغوں میں رہ کر تمہاری باتیں سن رہا تھا لیکن خاموش تھا۔ میں نے اپنی آواز نہیں سنائی۔ میری سوچ کی کوئی لہر ان کے اندر نہیں ابھری پھر تم نے کیسے پہچان لیا کہ میں وہاں موجود ہوں؟''

وہ میرے اندر ایک گہری سانس لے کر بولی ''میں کیسے بتاؤں کہ کیسے پہچان لیا؟ میں تو جناب علی اسد اللہ تبریزی کے قدموں کی خاک ہوں اور یہ گیان حاصل کر رہی ہوں کہ خاک ہو کر فنا فی اللہ ہو کر بھی روحانیت کے مراحل سے گزرا

جاسکتا۔ہے اور میں گزر رہی ہوں۔ جناب تبریزی کے سائے میں رہ کر آئندہ چالیس مہینوں تک مختلف مراحل سے گزرتی رہوں گی۔''

''کیا اس کے بعد لوٹ آؤ گی؟''

''ہاں...... جناب تبریزی فرماتے ہیں کہ میں روحانیت کے تمام مراحل سے نہیں گزر سکوں گی۔ کیونکہ میرے اندر دنیا داری کی بھی لگن ہے۔ اس کے علاوہ میں پیدائشی ہندو ہوں۔ یہودی اور عیسائیوں کے مذاہب سمیت دنیا کے تمام مذاہب کو مانتی ہوں۔ یہ یقین سے کہتی ہوں کہ دنیا کے تمام مذاہب انسانوں کو زندگی گزارنے کے بہترین طور طریقے سکھاتے ہیں۔ میں پہلے انسانوں سے محبت کرتی ہوں۔ اس کے بعد پھر کسی ہندو' سکھ' عیسائی' یہودی اور مسلمان کو مانتی ہوں۔ اور ان سب کی عزت کرتی ہوں۔''

میں نے پوچھا'' تعجب ہے۔ جب تم پوری طرح دین اسلام کی طرف مائل نہیں ہو اور تمام مذاہب کو یکساں طور پر مانتی ہو تو پھر تمہیں بابا صاحب کے ادارے میں اجازت کس طرح مل گئی ہے؟''

''اس کا جواب میں نہیں دوں گی۔ آپ میرے اندر آ کر میرے خیالات پڑھ لیں۔''

میں دوسرے ہی لمحے میں خیال خوانی کی پرواز کر کے اس کے اندر پہنچ گیا اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ وہ پیدائشی طور پر سدا سہاگن تھی۔ یعنی نہ تو لڑکی تھی نہ ہی لڑکا تھی۔ لیکن جوان ہوتے ہوتے وہ خود کو ایک لڑکی کی حیثیت سے پسند کرنے لگی تھی۔

وہ ایسی ذہنی طور پر تھی لیکن جسمانی طور پر ایسی نہیں تھی کہ کسی سے شادی کر کے ازدواجی زندگی گزار سکتی۔ جب وہ بچی تھی تب آپریشن کے ذریعے اسے لڑکی بنایا جا سکتا تھا لیکن اس کے ماں باپ بہت غریب تھے۔ آپریشن کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

جب وہ جوان ہوئی اور سہاگن دیوی کہلانے لگی۔ لوگ عقیدت سے اسے پوجنے لگے تھے۔ وہ مالی طور پر مستحکم ہونے لگی پھر کبریا مختلف ذرائع سے لاکھوں کروڑوں روپوں کی مدد کرتا رہا۔ ایسے میں وہ آپریشن کروا سکتی تھی خود کو لڑکی بنا سکتی تھی لیکن اس نے آپریشن سے انکار کر دیا تھا۔

رفتہ رفتہ اسے آگاہی ملنے لگی تھی کہ ایک دن وہ قدرتی طور پر لڑکی بن جائے گی۔ کب اور کیسے بنے گی؟ یہ نہیں جانتی تھی لیکن یقین تھا کہ اسے جو آگاہی ملتی ہے۔ وہ ایک دن ضرور سچ ثابت ہوتی ہے۔

اور اب وہ وقت آ رہا تھا۔ جناب تبریزی جانتے تھے کہ ایک دن جینا اور کبریا ازدواجی رشتے میں منسلک ہوں گے اور جینا کے ذریعے میری نسل آگے بڑھے گی۔

جناب تبریزی اس سے پہلے الپا پر مہربان تھے۔ اگرچہ وہ ان دنوں ہماری بدترین دشمن بنی ہوئی تھی لیکن وہ جانتے تھے کہ الپا کے ذریعے ہی میری نسل آگے بڑھے گی اور یہی ہوا تھا۔ مجھے انوشے جیسی خوبصورت پوتی ملی تھی۔

الپا یہودی تھی اور اب بھی اسے یہودیت سے لگاؤ تھا۔ اسی طرح جینا ہندو تھی اور آئندہ بھی اسے ہندو دھرم سے لگاؤ رہے گا۔

الپا نے کبھی بابا صاحب کے ادارے میں قدم نہیں رکھا تھا۔ جینا کو بھی وہاں قدم رکھنے کی اجازت نہ ملتی لیکن مسئلہ اس کے سدا سہاگن کا تھا۔ اسے تبدیل ہونا تھا اور وہ تبدیلی بابا صاحب کے ادارے میں ہونے والی تھی۔ اسے چالیس ماہ تک طب اور روحانیت کے مراحل سے گزرنا تھا۔ ایک طرح سے یوں کہا جا سکتا ہے کہ جینا وہاں زیر علاج تھی اور علاج مکمل ہونے کے بعد اپنے دیس واپس آنے والی تھی۔

☆☆☆

سوامی وردان وشوانا تھ کو تین عجوبہ عورتیں ملنے والی تھیں۔ ایک تو شیوانی تھی جس پر وہ تنویمی عمل کر چکا تھا۔ اس لیے بعد ارنا کوف کو بھی معمولہ اور تابعدار بنا چکا تھا۔ اب وہ جڑواں بہنیں رہ گئی تھیں جو اس کے قابو میں نہیں آ رہی تھیں۔

اس نے سب سے پہلے ان دونوں پر ہی تنویمی عمل کیا تھا اور انہیں اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا تھا لیکن دوسرے دن اسے پتا چلا کہ وہ بہنیں جتنی عجوبہ ہیں۔ اتنا ہی ان کا دماغ بھی عجوبہ ہے۔ وہ دونوں صرف اسی وقت اس سے متاثر ہوتی ہیں۔ جب وہ ان کے دماغوں میں آتا ہے اور انہیں متاثر کرتا رہتا ہے۔

اس کے تنویمی عمل نے بھی متاثر کیا تھا لیکن وہ عمل عارضی ثابت ہوا تھا۔ ایک تو وہ انہیں اپنی معمولہ اور تابعدار بنانے کے سلسلے میں ناکام رہا تھا۔ اوپر سے پارس ان کی زندگی میں آ گیا تھا اور اس کے لیے چیلنج بن گیا تھا۔ یہ بات سمجھ میں آ گئی تھی کہ صرف لڑکیوں کے ماں باپ کو اپنا تابعدار بنانے سے کام نہیں بنے گا۔ وہ جو پرانی کہاوت ہے کہ میاں بیوی راضی تو کیا کرے گا قاضی؟ اس کہاوت کے مطابق ان بہنوں کو شادی کے لیے آمادہ کرنا ہوگا۔ جب وہ اس کے زیر اثر رہیں گی اور اس کی حمایت کریں گی اور...... پھر خود ہی علی اکبر (پارس) کو ٹھکرا دیں گی۔

وہ چچا کے گھر سے واپس آ کر اپنے بیڈروم میں گہری نیند سو رہی تھیں۔ وردان نے سوچا کہ ایک بار پھر ان کے دماغوں پر عمل کرنا چاہیے۔ ہوسکتا ہے اس بار کامیابی ہو۔ اگر اس بار کامیابی نہیں ہوگی تو پھر جبراً اور تشدد کا کوئی راستہ اختیار کرنا ہوگا۔

وہ ان کے اندر آ کر ان کے خیالات پڑھنے لگا'' کیا وہ علی اکبر کو چاہتی ہیں؟''

دونوں دماغوں سے ایک ہی جواب ابھرا'' ہاں...... ہم اسے دل و جان سے چاہتی ہیں۔ وہ ذہین ہے' دلیر ہے وہی ہمیں وردان سے نجات دلائے گا۔''

''بکواس مت کرو۔ تم دونوں میرے لیے پیدا ہوئی ہو اور میرے لیے جیو گی ورنہ بے موت مرو گی۔ میں آخری بار تم پر تنویمی عمل کر رہا ہوں۔ اگر ناکامی ہوئی تم پر میرے تنویمی عمل کا اثر نہ ہوا تھا پھر بہت پچھتاؤ گی۔ ایک بھیانک انجام سے گزر کر حرام موت مرو گی۔''

وہ تھوڑی دیر چپ رہا پھر آہستہ آہستہ خیال خوانی کے ذریعے ان کے ذہنوں کو تھپکنے لگا انہیں ٹرانس میں لانے لگا۔ جب وہ دونوں اس کی طرف مائل ہونے لگیں تو وہ تنویمی عمل کرنے لگا۔ وہ کبھی جمیلہ پر عمل کرتا تھا پھر نبیلہ کے اندر جا کر اس کا ردِعمل معلوم کرتا تھا۔ کبھی نبیلہ پر عمل کرتا تھا تو پھر فوراً ہی جمیلہ کے اندر جا کر اس کے ردِعمل کو معلوم کرتا تھا۔

وہ دونوں اس سے متاثر ہو رہی تھیں۔ اسے یہ امید ہو رہی تھی کہ اس کا عمل کامیاب ہو رہا ہے اور اس بار وہ دونوں ہی اس کی معمولہ اور تابعدار بن جائیں گی۔ اس نے اپنا عمل مکمل کرنے کے بعد انہیں گہری تنویمی نیند سلا دیا۔ پھر ان کے دماغ میں ہی موجود رہا۔ خاموش رہ کر یہ دیکھتا رہا کہ ردِعمل کیا ہوتا ہے؟ کبھی کبھی یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ کیا ان کے اندر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے؟ جو اس کے عمل کو ناکام بنا دیتا ہے۔

وہ اپنے اس شبہے کی تصدیق بھی کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہ طے کر چکا تھا کہ گھنٹے دو گھنٹے تک ان کے اندر چپ چاپ رہے گا یہ سمجھنے کی کوشش کرے گا کہ کس طرح ان کا عجیب و غریب دماغ تنویمی عمل کے اثر سے نکلتا ہے؟

اس کا یہ شبہ درست تھا۔ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے ان بہنوں کے دماغوں میں جاتے آتے رہتے تھے پھر بابا صاحب کے ادارے سے چند ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی وہاں ڈیوٹی لگا دی گئی تھی۔ وہ سب ان کے دماغوں میں آتے جاتے رہتے تھے۔ اس وقت بھی جب وہ تنویمی عمل کر رہا تھا تو وہ موجود تھے۔

انہیں ہدایت کی گئی تھی کہ خواہ کچھ بھی ہو۔ ان کے اندر وہ کبھی ایک دوسرے سے نہ بولیں۔ جب بھی وہاں جائیں تو خاموش رہیں اگر بولنا ضروری ہو تو وہ پہلے مجھے آ کر بتائیں کہ معاملہ کیا ہے؟ اس کے بعد ہی فیصلہ کیا جائے گا کہ دشمن کے خلاف کس طرح دماغی کارروائی کی جائے؟

وہاں ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود تھے۔ ان میں سے ایک نے آ کر مجھے بتایا کہ وردان ان پر عمل کر رہا تھا اور انہیں زیر اثر لانا چاہتا ہے۔

میں فوراً ہی جمیلہ کے اندر پہنچ گیا پھر نبیلہ کے اندر بھی جھانک کر دیکھا۔ وہ دونوں گہری نیند میں تھیں۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے وردان کے عمل کو پوری طرح اثر انداز ہونے نہیں دیا تھا۔

میں بڑی خاموشی سے جمیلہ اور نبیلہ کے خوابیدہ خیالات پڑھتا رہا۔ دونوں کے خیالات یکساں تھے۔ وہ اس کے تنویمی عمل سے کس حد تک متاثر ہوئی تھیں لیکن پوری طرح تاثر قائم نہیں ہوا تھا۔ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ وردان وہاں چھپا بیٹھا ہے اور ہمیں جاننے کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ ہم وہاں اپنی آواز سنا کر کوئی غلطی نہیں کرنا چاہتے تھے۔

میں بڑے ہی نامعلوم طریقے سے ان کے خوابیدہ ذہن کو رفتہ رفتہ جگانے لگا۔ وردان حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی آنکھیں بند تھیں۔ لیکن ذہن جاگنے لگا تھا پھر نبیلہ میری مرضی کے مطابق بڑبڑاتے ہوئے بولی۔ ''جمیلہ...... ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے دماغ میں کچھ ہو رہا تھا۔ کیا تم بھی اپنے اندر کچھ محسوس کر رہی تھیں؟''

میں جمیلہ کے اندر پہنچ گیا۔ وہ میری مرضی کے مطابق بولی'' ہاں...... میں بھی کچھ ایسا ہی محسوس کر رہی تھی۔ ایسا لگتا ہے جیسے کوئی رازداری سے ہمارے اندر بول رہا تھا۔''

نبیلہ نے کہا'' مجھے ڈر لگ رہا ہے۔''

جمیلہ نے پوچھا'' ڈر کس بات کا ہے؟''

''میں سوچ رہی ہوں کہ وہ وردان ہمارے اندر آ سکتا ہے اور ہمیں اپنی معمولہ اور تابعدار بنا سکتا ہے۔ جس طرح اس نے ہماری امی اور ابو کو بنایا ہے۔''

جمیلہ نے کہا'' تم خواہ مخواہ ڈر رہی ہو۔ اس کی ٹیلی پیتھی کا اثر ہمارے دماغوں پر نہیں ہوگا۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے جس طرح عجوبہ بنایا ہے۔ اسی طرح ہمارے دماغوں کو بھی عجوبہ بنایا ہے۔''

وردان ان کی باتیں حیرانی سے سن رہا تھا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ نیند میں بڑبڑا رہی ہیں۔

پھر اس نے سوچا" جب دو سونے والے نیند میں بڑبڑاتے ہیں تو بڑبڑانے کے دوران ایک دوسرے کی باتوں کا جواب نہیں دیتے۔ ایسا کبھی نہیں ہوتا لیکن یہ دونوں تو ایک دوسرے کی باتوں کا جواب دے رہی ہیں۔ جب کہ یہ گہری نیند میں ہیں؟"

ویسے یہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی کہ وہ بہنیں دو الگ وجود رکھنے کے باوجود ایک ہیں۔ ذہن بھی ایک دوسرے سے متاثر ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف نہیں سوچتے۔ جو یہ کہتی ہے وہی وہ کہتی ہے۔ اس لیے نیند کی حالت میں بھی وہ ایک جیسی باتیں سوچ سمجھ رہی ہیں۔ ایک دوسرے سے بول رہی ہیں۔

اس نے تنویمی عمل کرنے کے بعد انہیں گہری تنویمی نیند سونے کا حکم دیا تھا۔ انہیں اپنے آپ سے بے خبر ہو کر سونا چاہیے تھا۔ لیکن وہ نیند میں بھی بڑبڑا رہی تھیں۔ یہ شبہ ہو رہا تھا کہ شاید تنویمی عمل کامیاب نہیں ہوا ہے۔

وہ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک خاموش رہنے کے بعد بولنے پر مجبور ہو گیا۔ اس نے جمیلہ کے دماغ میں کہا" میں تمہارا عامل بول رہا ہوں اور حکم دے رہا ہوں کہ نیند میں بڑبڑانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خاموشی سے تنویمی نیند پوری کرتی رہو۔"

ایسے وقت جمیلہ نے میری مرضی کے مطابق ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ نبیلہ کی آنکھ بھی کھل گئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر جمیلہ نے کہا" ابھی میں اپنے دماغ میں وردان کی آواز سن رہی تھی۔"

وہ بولا" ہاں...... میں بول رہا ہوں۔ تمہیں حکم دے رہا ہوں کہ گہری نیند سو جاؤ۔"

وہ بولی" کیوں سو جاؤں؟ تم ہمیں حکم کیوں دے رہے ہو؟ کیا تم ہمارا پیچھا نہیں چھوڑ دو گے؟"

نبیلہ نے پریشان ہو کر پوچھا" کیا بات ہے؟ کیا وہ تمہارے اندر بول رہا ہے؟"

وردان نے اس کے اندر آ کر کہا" میں ابھی جمیلہ کے اندر بول رہا تھا اور تمہارے اندر بھی بول رہا تھا۔ میں نے تم دونوں پر تنویمی عمل کیا تھا۔ تمہیں گہری نیند سو جانا چاہیے تھا۔ پھر کیوں جاگ رہی ہو؟"

"خود آ کر جگاتے ہو اور پوچھ رہے ہو کہ ہم کیوں جاگ رہی ہیں؟ کیوں ہماری نیند حرام کر رہے ہو۔ کیوں ہمارے پیچھے پڑ گئے ہو؟ خدا کے لیے ہمارا پیچھا چھوڑ دو۔"

اس نے جھنجلا کر ان میں سے ایک کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ ہم اس کی دشمنی کا جواب دینے کے لیے تیار بیٹھے تھے۔ ان دونوں کے دماغوں پر مضبوطی سے قبضہ جما رکھا تھا۔ ہماری مرضی کے مطابق ان کے اندر ایک جھرجھری سی پیدا ہوئی پھر جمیلہ نے حیرانی سے پوچھا" نبیلہ! کیا تمہیں اپنے اندر جھرجھری سی محسوس ہوئی ہے؟"

"ہاں...... ابھی میں نے محسوس کیا ہے۔"

"یہ وردان ہی ہمارے دماغوں میں کچھ کر رہا ہے۔ ہمیں آیت الکرسی پڑھتے رہنا چاہیے۔"

اس کے بعد ہی وہ دونوں آیت الکرسی پڑھنے لگیں۔

وردان حیران و پریشان تھا۔ اس نے پھر ایک بار زلزلہ پیدا کرنے کی کوشش کی اور ناکام رہا۔ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر جھنجلانے لگا۔ یہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا کہ خیال خوانی کی لہریں ان جڑواں بہنوں کو متاثر کیوں نہیں کر رہی ہیں؟

وہ پچھلے کئی گھنٹوں سے ان کے دماغوں میں موجود رہا تھا۔ ان پر تنویمی عمل بھی کیا تھا۔ اس کے بعد بھی خاموشی سے اس بات کا انتظار کرتا رہا تھا کہ شاید کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا وہاں آتا ہوگا لیکن اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو نہیں سنا تھا۔

اس وقت صبح کے چار بج رہے تھے۔ اس کی عقل یہ سمجھا رہی تھی کہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمام رات ان کے دماغ میں نہیں رہ سکتا۔ اگر کوئی رہ بھی رہا ہے۔ ان کی نگرانی کر رہا ہے تو آخر کب تک نگرانی کرتا رہے گا؟ کیا وہ چوبیس گھنٹے ان کے اند موجود رہتا ہوگا؟

یہ خیال غلط ثابت ہو رہا تھا کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے پاس آتا جاتا رہتا ہے۔ لیکن ایک بات کھٹک رہی تھی کہ اس نے پارس کے دماغ میں بھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے زلزلہ پیدا کیا تھا۔ اس کا ذہن متاثر نہیں ہوا تھا۔ ٹھیک اسی طرح ان بہنوں کا ذہن بھی ٹیلی پیتھی کے زلزلے سے متاثر نہیں ہوتا۔ یہ سب کیسے ممکن ہے کہ ان جڑواں بہنوں کے اور علی اکبر (پارس) کے دماغ بالکل ایک جیسے ہی ہوں؟ کچھ ایسی بات تو ہے جو سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ کوئی ایسی طاقت ہے جو چھپ کر انہیں تحفظ دے رہی ہے۔

وہ شبہ کر رہا تھا لیکن کسی بھی طرح اپنے شبہے کی تصدیق نہیں کر سکتا تھا۔ ہم سب بہت محتاط تھے۔ ان بہنوں کے اندر ہمیشہ خاموش رہنے والے تھے۔ اسے جلد ہی یہ پوری طرح یقین ہونے والا تھا کہ ان کے دماغ ان کی طرح عجیب ہیں۔

وہ اصولوں کا پابند تھا۔ ہر کام اپنے وقت پر کیا کرتا تھا۔

ہمیشہ رات کے گیارہ بجے سوتا تھا اور صبح پانچ بجے بیدار ہو جاتا تھا۔ اس رات وہ صبح چار بجے تک جاگ رہا تھا اور جھنجلا رہا تھا۔ عادت کے مطابق نیند کے باعث دماغ بوجھل ہو رہا تھا۔ وہ اپنے بیڈ پر جا کر لیٹ گیا پھر تھوڑی دیر بعد ہی گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

اسے شیوانی اور ارناکوف کی طرف سے اطمینان تھا۔ ان دونوں پر کامیابی سے تنویمی عمل ہو چکا تھا اور وہ دونوں اس کے شکنجے میں آ گئی تھیں۔ وہ جب چاہتا انہیں اپنی خفیہ رہائش گاہ پر بلا سکتا تھا۔

اگرچہ وہ ذہین تھا غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا اور ایک بھرپور نارمل زندگی گزار رہا تھا۔ اس کے باوجود درپردہ ذہنی مریض بھی تھا۔ غیر معمولی عورتوں کے ساتھ تنہا وقت گزارنے کے لیے مچل جاتا تھا۔

شیوانی اس کے لیے غیر معمولی تھی کیونکہ وہ زندہ ہوتے ہوئے بھی بہت پہلے مر چکی تھی اور مرنے کے باوجود الکا اگنی ہوتری نامی ایک دوشیزہ کے روپ میں زندہ تھی۔ وہ جسمانی طور پر تو ایک تھی لیکن اندر سے دو تھی۔ الکا بھی تھی اور شیوانی بھی تھی۔ وہ ایسی زندہ اور مردہ دو عورتوں کے ساتھ تنہائی میں وقت گزارنا چاہتا تھا۔

ارناکوف جوان بچوں کی ماں ہونے کے باوجود بیس برس سے کالے منتروں کا جاپ کرتے کرتے جوانی حاصل کرتی رہی تھی اور بھرپور جوان دوشیزہ دکھائی دیتی تھی۔ وردان اسے بھی حاصل کرنے کے لیے بے چین تھا۔ دیکھنا چاہتا تھا کہ جوانی اور بڑھاپے کے سنگم میں کیا صرف جوانی ہی جوانی ہوگی یا کہیں سے بڑھاپا بھی جھلکے گا۔ وہ ایسے تجربات کرنے کا عادی تھا۔

ایسا جنونی شخص ابھی ان میں سے کسی کے ساتھ وقت گزار سکتا تھا۔ لیکن پارس اور جڑواں بہنوں نے اسے بہت پریشان کیا تھا۔ وہ رات بھر جاگنے کے بعد تھک ہار کر سو گیا تھا۔

ارناکوف اور آوازدن ایک بیڈ پر گہری نیند میں تھے۔ وردان نے ارناکوف کے دماغ میں یہ بات نقش کی تھی کہ وہ دوسرے دن صبح دس بجے تک سوتی رہے گی۔ اس سے پہلے بیدار نہیں ہوگی۔

آوازدن کے دماغ یہ نقش کیا تھا کہ وہ صبح چھ بجے بیدار ہوگا۔ پھر اپنا تمام سامان سمیٹ کر ماں کو وہاں چھوڑ کر کہیں چلا جائے گا۔ وہ اس کی ہدایت کے مطابق صبح چھ بجے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ سر گھما کر ماں کو دیکھا وہ گہری نیند میں تھی۔ وہ اسے بہت چاہتا تھا اس پر جھک کر اسے قریب سے دیکھنے لگا۔ اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

پھر اس نے پیشانی کو چوم کر آہستگی سے آواز دی" مما! تم تو صبح جاگنے کی عادی ہو۔ چھ بج چکے ہیں۔ اب تمہیں اٹھنا چاہیے۔"

بیٹے کی آواز ماں کے کانوں تک نہیں پہنچی۔ وردان کے حکم کے مطابق وہ دس بجے تک دنیا کی کوئی آواز نہیں سن سکتی تھی اور نہ ہی آنکھیں کھول کر بیٹے کو دیکھ سکتی تھی۔

بیٹا اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ خیالات پڑھنے لگا تو پتا چلا کہ وہ گہری نیند میں ہے اور صبح دس بجے سے پہلے بیدار نہیں ہوگی۔

تب اسے یاد آیا کہ وردان اس کی ماں پر تنویمی عمل کرنے والا تھا۔ شاید کر چکا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ وہ دس بجے تک تنویمی نیند سوتی رہے گی۔

اس نے اپنے متعلق سوچا کہ مجھ پر عمل نہیں کیا گیا ہے اگر عمل کیا جاتا تو میں بھی اپنی ماما کی طرح سوتا رہ جاتا۔

وردان نے اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی تھی کہ وہ پچھلی شام کی یہ باتیں بھول جائے گا کہ چائے پینے کے بعد اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوا تھا اور وردان کے زیر اثر آ گیا تھا۔ وہ کبھی شبہ نہیں کرے گا کہ اس پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔

لہٰذا وہ وردان کے عمل کے مطابق شبہ نہیں کر رہا تھا۔ بہت مطمئن تھا کہ وہ اس کے زیر اثر نہیں ہے۔ ماں کو دیکھ کر افسوس کر رہا تھا کہ وہ بے چاری اپنی اور بیٹے کی سلامتی کے لیے وردان کی معمولہ اور تابعدار بن چکی تھی۔

وہ بستر سے اتر کر واش روم میں چلا گیا۔ پھر وہاں سے فارغ ہو کر کمرے میں آیا۔ اپنا سامان اٹیچی میں رکھتے ہوئے سوچنے لگا کہ یہاں سے کہاں جائے گا؟ کیا اسی شہر میں رہنا چاہیے؟ یا یہاں سے کہیں دور چلا جائے؟ ایک دل نے کہا کہ ماں سے دور نہیں جانا چاہیے۔ یہاں سے جانے کے بعد بھی دور ہی دور سے ماں کی نگرانی کرنی چاہیے۔ شاید اسے کسی برے وقت بیٹے کی ضرورت پیش آ جائے۔

اس نے اٹیچی میں سامان رکھ کر انکار میں سر ہلایا پھر سوچا کہ نہیں...... اب ماں کو میری ضرورت نہیں ہوگی۔ وہ وردان کے پاس محفوظ رہے گی۔ مسئلہ تو میرا ہے۔ کیا میں فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے چھپ کر رہ سکوں گا؟ مجھے جلد از جلد ایسی پناہ گاہ تلاش کرنی چاہیے۔ جہاں پہنچ کر یقین ہو کہ دشمن وہاں تک نہیں پہنچ سکیں گے۔

وہ اٹیچی اٹھا کر ماں کے پاس آیا جھک کر اس کی پیشانی

ہاتھ پھر سے دیکھو۔ اچھی طرح دیکھو۔ کیا وہ یہیں کہیں سے ملے گی؟ کیا جلد ہی ملے گی؟''

وہ پھر لکیریں پڑھنے لگا۔ آوازدن نے بے چینی سے پوچھا'' یہ بتاؤ کیا وہ میری شریک حیات بن جائے گی؟''

سلطان ابن سلطان نے انکار میں سر ہلایا پھر کہا'' تمہارے ہاتھ میں شادی کی لکیر نہیں ہے۔ اس سے نہ ملو تو بہتر ہوگا۔''

وہ اپنا ہاتھ چھڑا کو بولا'' کیسی باتیں کر رہے ہو؟ میں کچھ پراسرار علوم جانتا ہوں۔ میرے علم نے بتایا ہے کہ وہ میری شریک حیات بنے گی تو میری زندگی کی تمام نحوستیں ختم ہوجائیں گی اور میں اس کے ذریعے دشمنوں پر غالب آتا رہوں گا۔ جہاں بھی جاؤں گا حکمران بن کر رہوں گا۔''

'' میں نہیں جانتا کہ تمہارے پراسرار علم نے تمہیں کیا بتایا ہے؟ میرا علم تو کہتا ہے کہ......''

اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی وہ مضطرب ہوکر بولا'' رک کیوں گئے؟ آگے بولو؟''

'' اگر تم اس سے پہلے مل چکے ہو اور اسے پہچانتے ہو تو اسے دیکھتے ہی دور ہو جاؤ۔ اس کے قریب نہ جاؤ۔ تم اگر اس سے ملو گے تو وہ دونوں کی آخری ملاقات ہوگی۔''

'' کیسی باتیں کر رہے ہو؟ جو میری شریک حیات بننے والی ہے۔ اس سے بھلا آخری ملاقات کیوں ہوگی؟''

'' یہ تو میں نہیں جانتا۔ ہاتھ کی لکیروں نے جو کہا ہے وہ میں نے تم سے کہہ دیا۔ آگے کچھ نہیں کہہ سکوں گا۔''

ویٹر آوازدن کے آگے ناشتہ لا کر رکھنے لگا۔ جب وہ چلا گیا تو اس نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا'' ایک بار پھر میرا ہاتھ دیکھو اور کہو کہ اس لڑکی سے میری ملاقات آخری نہیں ہوگی۔''

وہ بولا'' تعجب ہے۔ کیا تم یہاں سچ معلوم کرنے نہیں آئے ہو؟ مجھ سے جھوٹ سننا چاہتے ہو؟ تم نے تو مجھے ڈبل فیس دی ہے اگر کہو گے تو میں تمہیں جھوٹی باتیں کہہ کر خوش کرتا رہوں گا لیکن میرے کہنے سے ہاتھ کی لکیر نہیں بدلے گی' لکیر کا مزاج نہیں بدلے گا۔ یہ جو کہہ رہی ہے وہی ہوگا۔ اس لڑکی سے جب بھی ملاقات ہوگی تو وہ آخری ملاقات ہوگی۔''

اس نے جھنجلا کر کہا'' اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ مجھ سے ملتے ہی بچھڑ جائے گی؟ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس سے ملاقات کے بعد یا تو میں مر جاؤں گا یا وہ مر جائے گی؟ اس لیے آئندہ کبھی ملاقات نہیں ہو سکے گی اور تمہاری پیش گوئی کے مطابق وہ آخری ملاقات ثابت ہوگی۔''

'' سوری...... میں اس سلسلے میں وضاحت سے کچھ نہیں کہہ سکوں گا۔''

وہ جھنجلا کر کھڑا ہو گیا پھر اپنی اٹیچی اٹھا کر تیزی سے چلتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔ وہ کہیں بھٹکنے کے لیے جا رہا تھا اور اس کی ماں بڑے آرام سے گہری نیند سو رہی تھی۔ دونوں اپنی اپنی جگہ مجبور تھے۔ اپنی اپنی تقدیر کا مالک وردان کو بنا چکے تھے۔

وہ تنویمی عمل کے مطابق ٹھیک دس بجے بیدار ہوگئی۔ کچھ دیر تک چاروں شانے چت پڑی کمرے کی چھت کو تکتی رہی۔ سوچتی رہی کہ وہ کہاں ہے اور کن حالات سے گزر رہی ہے؟

اسے ایک ایک کر ساری باتیں یاد آتی گئیں لیکن یہ یاد نہیں آیا کہ پچھلی شام چائے پینے کے بعد وہ اپنے بیٹے کے ساتھ اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوگئی تھی۔ البتہ یاد آیا کہ وہ راضی خوشی وردان کی معمولہ اور تابعدار بننا چاہتی تھی۔ اس نے سوچا کہ رات گزر چکی ہے۔ شاید وردان نے اس پر عمل کیا ہے اور اسے اپنی معمولہ بنا چکا ہے۔

اس نے سر گھما کر دیکھا تو بیٹا نہیں تھا۔ وہ فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اسے یاد تھا کہ سوتے وقت بیٹا اس کے پہلو میں تھا۔ اس نے واش روم کی طرف دیکھا۔ دروازہ ذرا سا کھلا ہوا تھا۔ اس نے آواز دی'' آوازدن...... کیا تم روش روم میں ہو؟''

اسے جواب نہیں ملا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے بیٹے کے پاس پہنچ گئی پھر تعجب سے بولی'' یہ تم کس گاڑی میں بیٹھ کر کہاں جا رہے ہو؟''

'' میں صبح چھ بجے سے بھٹک رہا ہوں۔ ادھر سے ادھر گھوم رہا ہوں۔ اب ائرپورٹ کی طرف جا رہا ہوں۔ مجھے انڈیا میں نہیں رہنا چاہیے۔ یہاں خطرات زیادہ ہیں۔ ایک تو فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے نہ جانے کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ مجھے وردان پر بھروسا نہیں ہے۔ وہ اپنے مطلب کے لیے تمہاری حفاظت تو کرے گا لیکن مجھے کسی وقت بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ لہٰذا مجھے یہاں سے بہت دور چلے جانا چاہیے۔''

'' نہیں بیٹے! تم یہاں سے جا کر غلطی کرو گے۔ وردان کو تمہارے پاس پہنچنا ہوگا تو تم اس کی غیر معمولی صلاحیتوں سے بچ کر کہیں نہیں جا سکو گے۔ واپس آ جاؤ۔''

'' میں کہہ چکا ہوں کہ ہم ماں بیٹے کو ایک ساتھ نہیں رہنا چاہیے۔ میں آپ سے دور رہنا چاہتا ہوں۔''

'' چلو...... مجھ سے دور رہو۔ کوئی بات نہیں لیکن یہ ملک چھوڑ کر کہیں نہ جاؤ دور ہونا چاہتے ہو تو کسی دوسرے شہر کی طرف چلے جاؤ۔''

اس نے جواب نہیں دیا۔ وہ الجھا ہوا تھا سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے؟ اور کہاں جانا چاہیے؟

ارنا کوف نے کہا'' بیٹے......! تم اس ملک میں رہو گے تو کسی بھی برے وقت میں ہم ایک دوسرے کے پاس آ سکتے ہیں۔ ہمارے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں رہے گا تو ہم کم سے کم وقت میں ایک دوسرے کے قریب پہنچ سکتے ہیں۔''

'' ٹھیک ہے۔ میں اسی ملک میں رہوں گا۔ فرہاد اور اس کے آدمی اس ملک کے شمالی حصے میں ہیں۔ میں جنوب کی طرف چلا جاؤں گا۔''

'' ماں کی جان! ہم ایک دوسرے کے قریب رہیں گے۔ میں پھر خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کروں گی۔''

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ پریشانی سے بیٹے کے لیے سوچنے لگی کہ اب پتا نہیں وہ کہاں کہاں بھٹکتا پھرے گا؟ اس کے جانے کے بعد وہ تنہا رہ گئی تھی۔ یہ نہیں جانتی تھی کہ وردان کب اسے اپنی پناہ میں بلائے گا؟

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ وردان کے اندر پہنچی تو پتا چلا کہ وہ گہری نیند میں ہے۔ اس نے آواز دی'' سوامی جی!''

سوامی وردان کے دماغ سے اس کی سوچ کی لہر ابھری۔ وہ بول رہا تھا'' ابھی یہاں سے جاؤ میں تمام رات کا جاگا ہوا ہوں۔ نیند پوری کرنے کے بعد تم سے بات کروں گا۔''

وہ اس کی تابعدار بن چکی تھی۔ اس سے بحث نہیں کر سکتی تھی۔ اس کا حکم سنتے ہی دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ یہ سمجھ میں آ گیا تھا کہ وہ اس کی معمولہ اور تابعدار بن چکی ہے۔ وہ اس کے جسم و جان کا اور دل و دماغ کا مالک بن چکا ہے۔ وہ جب چاہے گا اسے اس کے بیٹے سے ہمیشہ کے لیے دور کر دے گا۔

ابھی یہ اطمینان تھا کہ وہ ایسا کچھ نہیں کر رہا ہے۔ وہ پھر بیٹے کے پاس پہنچ گئی۔ اس وقت وہ ایک بازار میں تھا۔ وہ پیتل کی تھالی ماش کی دال سرسوں کا تیل اور سندور وغیرہ خرید رہا تھا۔ وہ پریشان ہوکر بولی'' یہ تم کالے جادو کے لیے سامان کیوں خرید رہے ہو؟''

اس نے کہا'' ماما! میں بہت پریشان ہوں۔ آج صبح ہی ایک بہت ہی معروف نجومی نے مجھے کہا ہے کہ الپا کی بیٹی الوشے سے بہت جلد میرا سامنا ہونے والا ہے۔''

وہ حیرانی سے بولی'' یہ کیا کہہ رہے ہو؟ تمہیں کس نجومی نے یہ بات کہی ہے؟''

'' تم جس ہوٹل میں ہو۔ وہ بھی اسی ہوٹل میں موجود ہے۔ اس نے ہمارے ماضی، حال اور مستقبل کی بہت سی سچی باتیں بتائی ہیں۔''

'' لیکن تم یہ جادو کا سامان کیوں خرید رہے ہو؟ ہم نے طے کیا تھا کہ اب کہیں بھی پہنچ کر کالے جادو کا عمل نہیں کریں گے۔ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی بھی طرح معلوم کر سکتے ہیں کہ اس دیس میں کہاں کہاں کالا عمل کیا جا رہا ہے۔ تم ایسا عمل کرو گے اور آس پاس کے لوگوں کو خبر ہوگی تو بات کہیں سے کہیں پہنچے گی اور پھر تم دشمنوں کی نظر میں آ جاؤ گے۔''

'' ماما! جو ڈرتا ہے وہ مرتا ہے۔ ہم تو خطرات سے کھیل ہی رہے ہیں تو پھر ڈرنا کیسا؟ میں یہ عمل کروں گا۔ مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ الوشے کہاں ہے؟ وہ مجھ سے کب ملے گی کہاں ملے گی؟''

'' وہ جب ملنے ہی والی ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ تم تو اسے تلاش کر ہی رہے تھے۔ ذرا صبر سے انتظار کرو اور یہ پلاننگ کرو کہ وہ ملے گی تو کس طرح اپنے قابو میں کرو گے؟''

'' میں یہ ساری باتیں سوچ رہا ہوں۔ لیکن اس نجومی کی اس بات نے مجھے چونکا دیا ہے اور میرے کانوں میں خطرے کی گھنٹی بجا دی ہے کہ اس سے جب بھی ملاقات ہوگی تو وہ ہماری آخری ملاقات ہوگی۔''

اس نے پریشان ہوکر پوچھا'' اس کا مطلب کیا ہوا؟ آخری ملاقات کیوں ہوگی؟''

'' اس کا مطلب یہی سمجھ میں آتا ہے کہ ہم ملنے کے بعد ہمیشہ کے لیے بچھڑ جائیں گے اور بچھڑنے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مجھے یا الوشے کو موت آ سکتی ہے۔ موت کے بعد ہی آئندہ کوئی ملنے کا سلسلہ نہیں رہے گا اور اس طرح ہماری وہ ملاقات آخری ملاقات ہوگی۔''

'' بیٹے! میرے دماغ میں بھی خطرے کی گھنٹی بج رہی ہے۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے کتنے بڑے بڑے جادوگر حرام موت مارے گئے اور انہوں نے کہا تھا کہ ان کے بعد اب ہماری باری ہے۔ میں نے تمہیں پہلے بھی یہی سمجھایا تھا کہ الوشے کا خیال دل سے نکال دو۔''

'' میں اس کے حصول سے باز آؤں گا تب بھی جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ نجومی کہہ رہا تھا کہ میری بہتری اور

سلامتی کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ میں اس لڑکی سے سامنا نہ کروں۔ اس سے کترا کر نکل جاؤں۔"

"وہ نجومی بہت اچھا مشورہ دے رہا تھا۔ تمہیں اس پر عمل کرنا چاہیے۔ اس سے کترانے کی کوشش کرتے رہو۔"

"میں اس سے تب کتراؤں گا۔ جب یہ معلوم ہوگا کہ وہ ہے کہاں؟ وہ جہاں ہوگی میں وہاں سے بہت دور چلا جاؤں گا۔"

"ہم کالے جادو کا تمام سامان پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ ہم نے یہ طے کیا تھا کہ کبھی کالا عمل نہیں کریں گے۔ لیکن اب ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ ہم جیسے تلاش کرنا چاہتے تھے۔ اسے مقناطیسی آلے کے ذریعے ڈھونڈ نکالتے تھے۔ کالے منتروں کے ذریعے وہ آلہ متحرک ہوتا تھا پھر جہاں ہمارا شکار ہوتا تھا۔ وہ اس کی سمت بتانے لگتا تھا۔"

"آپ وہ بھی ماسکو میں چھوڑ آئی ہیں۔ میں اسی لیے کالے منتروں کے لیے یہ تمام سامان خرید رہا ہوں۔ اب میں انوشے کے نام سے بنائے ہوئے پتلے کے ذریعے معلوم کر سکتا ہوں کہ وہ کہاں ہے؟"

وہ شکست خوردہ لہجے میں بولی "ہم نے قسم کھائی تھی کہ اپنی سلامتی کے لیے کالے جادو سے پرہیز کریں گے اور جب تک مکمل سلامتی اور تحفظ کا یقین نہیں ہوگا تب تک ہم کسی بھی طرح کا کالا عمل نہیں کریں گے لیکن اب مجبوری ہے۔"

"ماما! آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ میں سمندر کے ساحل پر جا کر کہیں بہت دور جہاں ویرانی ہوگی۔ وہاں کسی درخت کے سائے میں بیٹھ کر انوشے کے نام کا پتلا بناؤں گا۔ پھر مخصوص منتروں کا جاپ کروں گا۔"

"ٹھیک ہے بیٹے! تم جب بھی منتروں کا جاپ شروع کرو تو مجھے بھی مخاطب کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ ان منتروں کا جاپ کروں گی۔ اس طرح ہمارے عمل میں شدت پیدا ہوگی اور ہم جلد سے جلد انوشے کا سراغ لگا سکیں گے۔"

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی پھر غسل کرنے کے لیے باتھ روم میں چلی گئی۔ ہماری دنیا میں بہت سے لوگ معصوم اور بے گناہ ہوتے ہیں۔ وہ کسی سے دشمنی نہیں کرتے۔ کسی کی برائی نہیں چاہتے۔ اس کے باوجود شرپسند عناصر انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

ارناکوف اور آوازون ایسی کوششیں کر رہے تھے۔ دوسری طرف انوشے بھی عبادت میں مصروف تھی ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد اس کی دادی آمنہ معمول کے مطابق اس کے پاس آگئی تھی اور اس سے باتیں کر رہی تھی "بیٹی...... یہ دنیا بڑی عجیب ہے یہاں لوگ محبت کا جواب محبت سے نہیں عداوت سے دیتے ہیں۔ لہٰذا کبھی کسی سے خیر کی توقع نہ رکھو لیکن اپنے اعمال کو اس طرح بہتر سے بہتر بناؤ کہ دوسرے تم سے خیر کی توقع رکھیں۔"

انوشے نے پوچھا "ایسے وقت جب عداوت کرنے والے ہمیں نقصان پہنچا رہے ہوں تو کیا ہمیں جوابی کارروائی نہیں کرنی چاہیے کیا ایسے وقت بھی ان کے لیے خیر و سلامتی کی دعائیں مانگنی چاہیں؟"

"جب وہ عداوت کا ارادہ کر رہے ہوں تو ان کے لیے دعا کرنا چاہیے۔ انہیں سمجھاؤ بغض، حسد، کینہ اور عداوت رکھنے والوں کو سمجھانے اور راہ راست پر لانے کے لیے کتنے ہی پیغمبر دنیا میں بھیجے گئے۔ جنہیں راہ راست پر آنا ہوتا ہے۔ وہ آ جاتے ہیں اور جو نہیں آتے وہ اپنے کیے کی سزا پاتے ہیں۔ جب دیکھو کہ نقصان پہنچ رہا ہے اور بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہے تو جوابی کارروائی لازمی ہو جاتی ہے۔ شرپسند عناصر کو سزا دینا لازمی ہے۔ اس طرح دوسرے شرپسندوں کو عبرت حاصل ہوتی ہے۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی "تم کل سے اس شہر میں آئی ہو اور تفریح کے لیے باہر نہیں نکلیں؟"

"شام کو اپنی ماما (الپا) کے ساتھ باہر جاؤں گی۔"

"تم نے ایک بار کہا تھا کہ تمہیں ساحل سمندر کے نظارے بہت اچھے لگتے ہیں۔"

"بس گرینڈ ماما......! میں یہاں جوہو کے ساحل پر ہوں اس ساحل پر دور تک تفریح کے لیے جاؤں گی۔"

"تمہارے گرینڈ پاپا بھی اسی شہر میں ہیں۔ تمہارے ساتھ تفریح کر سکتے ہیں۔ وہاں تمہارے ساتھ انہیں کوئی نہیں پہچانے گا۔ کوئی شبہ نہیں کرے گا۔"

"یہ آپ نے بہت اچھا مشورہ دیا ہے۔ میں ابھی گرینڈ پاپا سے رابطہ کروں گی اور ان سے ضد کروں گی کہ وہ میرے پاس آ جائیں۔"

"اب تم ان سے رابطہ کرو۔ میں جا رہی ہوں۔"

وہ اپنی پوتی سے رخصت ہوگئی۔ وہ ایسی روحانی قوتیں حاصل کر چکی تھی کہ اسے پیش آنے والے واقعات کا علم ہو جاتا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ اس کی پوتی سے عداوت رکھنے والے ابھی اس کے خلاف کیا کر رہے ہیں؟

اس نے اپنی پوتی کو یہ بات نہیں بتائی تھی۔ صرف یہ مشورہ دیا تھا کہ ساحل سمندر پر تفریح کرنے کے دوران میں مجھے اپنے ساتھ رکھنا چاہیے۔ "ماما...... آپ گرینڈ پاپا سے

بولیں کہ میں ان سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

الپا نے مسکرا کر اپنی بیٹی کو دیکھا پھر مجھے مخاطب کیا "پاپا...... آپ کی پوتی یاد کر رہی ہے۔"

میں دوسرے لمحے اس کے پاس پہنچ گیا۔ جماہی لیتے ہوئے بولا "دادا کی جان! مجھے کیوں یاد کیا ہے؟"

"اوہ گرینڈ پاپا...... آپ جماہی لے رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے، سو رہے تھے سو سوری...... میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا۔"

"نہیں دادا کی جان...... میں ابھی بیدار ہوا تھا۔ اگر گہری نیند میں ہوتا تب بھی تمہاری آواز سنتے ہی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتا۔ میری نیند میرا آرام سکھ چین اور میری باقی تمام عمر تم پر قربان ہونے کے لیے ہے۔"

"آپ مجھ سے اتنی محبت کرتے ہیں اور اتنی دور بھی رہتے ہیں۔ یہاں ہمیں صورت شکل سے کوئی نہیں پہچانتا ہے اگر آپ دو چار گھنٹے میرے ساتھ تفریح کریں گے تو کوئی دشمن ہمیں پہچان نہیں سکے گا اور نہ ہی کوئی ہم پر شبہ کر سکے گا۔"

"اچھا تو تم تفریح کے موڈ میں ہو؟ وہ بھی میرے ساتھ...... ٹھیک ہے میں ابھی واش روم جا رہا ہوں۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر ٹھیک ایک گھنٹے کے بعد تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔"

انوشے خوش ہو کر الپا سے لپٹ گئی کہنے لگی "گرینڈ پا آ رہے ہیں۔ ہم سب تفریح کے لیے نکلیں گے۔ خوب مزہ آئے گا۔"

سہ پہر کے تین بج رہے تھے۔ سوامی وردان نیند سے بیدار ہو گیا تھا۔ اس نے غسل کر کے فریش ہونے کے بعد خیال خوانی کی پرواز کی۔ سب سے پہلے ارناکوف کے پاس پہنچا تو ذرا چونک گیا۔ اس کے خیالات پڑھنے لگا پھر بولا "ہے یو ارناکوف...... یہ تم کیا کر رہی ہو؟"

وہ اپنے اندر اس کی آواز سنتے ہی ایک دم چونک گئی۔ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی پھر ہچکچاتے ہوئے بولی "وہ...... وہ میں کچھ کالے منتروں کا جاپ کر رہی ہوں۔"

وہ ناگواری سے بولا "مجھے کالے جادو سے نفرت ہے۔ میں نے سوچا تھا جب تمہیں اپنی معمولہ اور تابعدار بنالوں گا تب یہ بات بتاؤں گا پھر تمہیں کوئی کالا عمل نہیں کرنے دوں گا۔"

اس نے بڑی تابعداری سے کہا "جب تمہیں یہ پسند نہیں ہے تو میں کبھی ایسا نہیں کروں گی لیکن آج کر لینے دو۔"

"کیوں کرنے دوں؟ تم پر ایسی کیا افتاد آ پڑی ہے کہ تم کالے جادو کا سہارا لے رہی ہو؟ تم پر اگر کوئی مصیبت آئی ہے یا کوئی خطرہ محسوس کر رہی ہو تو مجھے بتاؤ میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ تم پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔"

وہ بڑی محبت سے بولی "اب تو تم ہی میرے آقا ہو۔ میرے جسم و جان کے مالک ہو میں جانتی ہوں ہمیشہ تمہارے پاس محفوظ رہوں گی لیکن اپنے بیٹے کے لیے پریشان ہوں۔"

"کیا اس پر کوئی مصیبت آئی ہے؟"

"آئی نہیں ہے آنے والی ہے۔"

وہ اسے انوشے کے بارے میں بتانے لگی۔ پھر بولی۔ "ہم ماں بیٹا ایک ساتھ کالے منتروں کا جاپ کر رہے ہیں۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو سکے گا کہ انوشے اس وقت کہاں ہے؟ وہ جہاں بھی ہوگی میرا بیٹا ادھر جانے سے کترائے گا۔ بلکہ اس کے مخالف سمت اور دور چلا جائے گا تاکہ کبھی اس لڑکی سے سامنا نہ ہو۔"

وردان سوچنے لگا "آوازن اس کے لیے غیر ضروری تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ اس کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رکھتا ہے۔ اسے کبھی موقع ملے گا تو وہ اپنی ماں کو اس کے چنگل سے چھڑانے کے لیے اس کا دشمن بن جائے گا۔"

ارناکوف نے پوچھا "کیا تم اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے ذریعے اس لڑکی کا سراغ لگا سکتے ہو؟"

"میں اس کا سراغ لگا سکتا ہوں لیکن بہت مصروف ہوں۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔"

"کیا میری خاطر میرے بیٹے کے لیے وقت نہیں نکالو گے؟"

"اس طرح وقت نکال سکتا ہوں کہ وہ میرے پاس چلا آئے۔ میں اسے تحفظ دوں گا پھر وہ لڑکی انوشے تو کیا؟ اس کا دادا فرہاد علی تیمور بھی تمہارے بیٹے تک نہیں پہنچ سکے گا۔"

"کیا ابھی میرے بیٹے کو اپنے پاس بلا سکتے ہو؟ ایسا ہے تو میں بھی اس کے ساتھ تمہارے پاس آؤں گی۔"

"میں نے کہا ناں...... ابھی بہت مصروف ہوں۔ کسی کو اپنے قریب نہیں بلا سکتا۔ تمہارے بیٹے کو ایک ایسی جگہ بلا کر پناہ دوں گا۔ جہاں اس کی حفاظت کی ذمہ داری میری ہوگی۔ سب سے پہلے تو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ کالے جادو سے باز آجاؤ۔ یہ منتر پڑھنا چھوڑ دو۔ اپنے بیٹے سے بھی کہو کہ وہ ایسے منتر نہ پڑھے۔ وہ ابھی جہاں ہے وہاں سے اٹھ کر باندرہ ہل کی طرف جائے۔ میں اسے گائیڈ کروں گا کہ کس بنگلے میں جا کر پناہ لینی ہے؟"

ارناکوف نے اسی وقت اپنے بیٹے کو مخاطب کیا "یہ منتر

پڑھنا چھوڑ دو۔ ابھی آوازون نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہیں ایک پناہ گاہ تک پہنچائے گا۔ جہاں انوشے تو کیا کوئی بھی دشمن تمہارے قریب نہیں آ سکے گا۔''

وہ ناگواری سے بولا ''ماما...... آپ اس کی تابعدار بن گئی ہیں۔ اس لیے تابعداری کریں لیکن مجھے مجبور نہ کریں۔ منتر پڑھنے کے دوران میں مداخلت نہ کریں۔ مجھے یقین ہے کہ میں مسلسل دو گھنٹے تک جاپ کرتے رہنے کے بعد اس کا سراغ ضرور لگا لوں گا۔''

''دیکھو بیٹے!...... ماں کی بات مان لو۔ یہاں سے اٹھو اور باندرہ ہل کی طرف جاؤ۔ تمہیں پوری طرح تحفظ حاصل ہوگا۔''

''ماما...... یہ آپ نہیں بلکہ آپ کے منہ سے آوازون کی زبان بول رہی ہے۔ آپ کا دماغ آپ کے قابو میں نہیں ہے۔ اس کے قابو میں ہے۔ میں آپ سے آخری بار گزارش کر رہا ہوں کہ یہاں سے چلی جائیں ورنہ میں سانس روک کر بھگا دوں گا۔''

وہ جواباً کچھ کہنا چاہتی تھی مگر بیٹے نے فوراً سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی آوازون نے کہا ''کس خر دماغ بیٹے کے لیے پریشان ہو رہی ہے؟ وہ صرف بدتمیز ہی نہیں ہے بلکہ میرا دشمن بھی ہے پھر بھی میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس کی حفاظت کروں گا۔ تم بار بار اس کے دماغ میں نہ جاؤ یہ میرا حکم ہے۔''

اسے حکم کی تعمیل کرنا پڑی۔ ہوٹل کے کمرے میں وہ جہاں بیٹھی تھی وہیں خاموش سی بیٹھی رہ گئی۔ آوازون اپنی جگہ منتر پڑھ رہا تھا۔ وردان خاموشی سے اس کے اندر پہنچ گیا۔ ٹھہر ٹھہر کر اس کی زبان میں لغزش پیدا کرنے لگا۔ وہ پڑھتے پڑھتے رک رہا تھا۔ کبھی بھول رہا تھا۔ کبھی یاد کر رہا تھا۔ پریشان ہو رہا تھا پھر اس نے خلا میں تکتے ہوئے کہا ''میں سمجھ رہا ہوں وردان...... تم میرے اندر پہنچے ہوئے ہو میں حیران ہوں کہ تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس کیوں نہیں کر رہا ہوں؟''

وہ جواب میں خاموش ہی رہا۔ چپ چاپ رکاوٹیں پیدا کرتا رہا۔ آوازون سمجھ گیا کہ اب وہ آگے منتر نہیں پڑھ سکے گا' وہ وہاں سے اٹھ کر جانے لگا۔ وہ آباد ساحلی علاقوں سے دس کلومیٹر دور ایک ویرانے میں تھا۔ تاکہ تنہائی اور خاموشی میں منتروں کا جاپ کر سکے۔ وہ اٹھ کر جاتے ہوئے یہ سمجھ گیا تھا کہ اپنی مرضی سے نہیں جا رہا ہے۔ دشمن اس کے دماغ پر چھایا ہوا ہے۔ اسے جبراً وہاں سے لے جا رہا ہے۔

وردان اپنے دشمنوں کو کبھی معاف نہیں کرتا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ اسے وہاں سے لے جائے گا پھر شہر سے لے کر ٹریفک کے ہجوم سے گزارتے ہوئے ایسے حادثے سے دوچار کرے گا کہ پھر وہ ایک کے بعد دوسری سانس نہیں لے سکے گا۔

وہ دو کلومیٹر پیدل چلتا ہوا ایک ساحلی علاقے میں پہنچا۔ اس نے ایک گیراج میں اپنی رینٹڈ کار کھڑی کی تھی اور وہاں تک پہنچنے کے لیے اسے ابھی چھ کلومیٹر تک چلنا تھا۔ وہ منتر پڑھنے میں ناکام رہا تھا۔ پھر اس کے دماغ پر یہ بوجھ تھا کہ وہ وردان کے زیر اثر ہے اس کے اندر دماغی تھکن بھی تھی اور جسمانی تھکن بھی۔

وہ ایک جگہ تھک کر بیٹھ گیا ایسے ہی وقت میں کار ڈرائیو کرتا ہوا ادھر پہنچا۔ انوشے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی تھی اور الپا پچھلی سیٹ پر تھی۔ میں نے ایک جگہ کار روک کر کہا ''لو بیٹی! تمہاری فرمائش پر یہاں تک چلا آیا ہوں۔ اب آگے ویران ساحل ہے۔''

وہ کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ دور تک دیکھ کر بولی ''یہاں کتنی خاموشی اور ویرانی ہے۔ شہر کے ہنگاموں سے دور یہاں آ کر کتنا اچھا لگ رہا ہے؟''

آوازون دور بیٹھا ہوا تھا۔ ہماری کار دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا قریب آ کر مجھ سے بولا ''مسٹر...... آگے ایک آبادی میں میری کار کھڑی ہوئی ہے۔ کیا تم مجھے لفٹ دینا پسند کرو گے؟''

میں خوش دلی سے بولا ''بے شک...... یہ میری پوتی ہے یہاں کے نظارے کر رہی ہے۔ ہم تھوڑی دیر کے بعد یہاں سے چلیں گے تو تمہیں بھی لے چلیں گے۔''

انوشے گم صم سی کھڑی ہوئی تھی۔ آوازون کو تک رہی تھی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس میں اس حد تک روحانیت بیدار ہوگئی تھی کہ وہ اپنے آس پاس شر پسندوں اور شیطانی ارادے رکھنے والوں کو محسوس کر لیتی تھی۔

اس نے سر گھما کر الپا کی طرف دیکھا پھر ایک انگلی اپنے سر پر رکھی۔ الپا فوراً ہی اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی ''کیا بات ہے میری جان......؟''

''ماما...... یہ جو آدمی ہے اس سے ہمیں نقصان پہنچ سکتا ہے۔''

الپا نے فوراً ہی مجھے مخاطب کیا ''پاپا...... انوشے اس آدمی کے آتے ہی خطرہ محسوس کر رہی ہے۔ کیا اس کے خیالات پڑھوں؟''

الپا بہت ہی غلط وقت پر میرے اندر آئی تھی۔ کیونکہ اس وقت وردان آوازون کے ذریعے میری آواز سننے کے بعد میرے اندر آ گیا تھا۔ خاموشی سے میرے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اسے تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ میں دھرم ویر ہوں اور رتنا شابائی اسپتال کا منتظم اعلیٰ ہوں۔

لیکن اس نے الپا کی یہ بات سن لی کہ انوشے خطرہ محسوس کر رہی ہے۔ الپا نے یہ بھی کہا کہ کیا میں سامنے والے کے خیالات پڑھوں؟

اس کا مطلب یہی تھا کہ ہم سب ٹیلی پیتھی جانتے ہیں اور ہمارے ساتھ جو سات برس کی لڑکی موجود ہے اس کا نام انوشے ہے۔

وردان کو ارنا کوف کے ذریعے انوشے کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو چکا تھا۔ اس نجومی کے بارے میں بھی معلوم ہوا تھا۔ جس نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ انوشے سے آوازون کا سامنا جلد ہی ہونے والا ہے۔ اب وہ آوازون کے اندر رہ کر دیکھ رہا تھا کہ ان دونوں کا سامنا ہو چکا ہے۔

اس وقت میں یہ نہیں جانتا تھا کہ وردان میرے خیالات پڑھ رہا ہے۔ بس اتنا معلوم تھا کہ کوئی میرے اندر ہے۔ میں نے آوازون پر شبہ کیا پھر اس سے پوچھا ''اچھا...... تو تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟''

اس نے چونک کر مجھے دیکھا پھر انکار میں سر ہلایا۔ میں نے ایک گھونسا اس کے منہ پر رسید کیا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے گیا۔ آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگے اگرچہ وہ ہٹا کٹا جوان تھا اور میں اس کے مقابلے میں بوڑھا تھا۔ اس کے باوجود میرے پاس دشمن سے نمٹنے کے خطرناک تجربات تھے۔

اس نے پلٹ کر مجھ پر حملہ کیا۔ میں نے اس کے حملے کو روکا پھر جوابی حملہ کیا۔ جس طرح جوانی اور بڑھاپے کے دوران ٹھن گئی۔ ہمارے درمیان خاصی دیر تک جنگ جاری رہتی۔ لیکن مار کھانے کے دوران دماغ کچھ کمزور ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی وقت الپا نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا تو وہ لڑنا بھول گیا۔ چیخ مار کر زمین پر گر پڑا۔ الپا نے پھر ایک بار زلزلہ پیدا کیا۔ اس بار تکلیف کی شدت ایسی تھی کہ اس کے حلق سے چیخ بھی نہ نکل سکی۔ وہ خاموشی سے ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپنے لگا۔

ہم نے اس کے مختصر سے خیالات پڑھے تو یہ معلوم کر کے حیران رہ گئے کہ وہ آوازون ہے جو ایک عرصے سے میری پوتی کو حاصل کرنے کی جدوجہد میں مصروف رہا ہے۔ کم بخت میری پوتی سے شادی کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔

وہ دماغی تکلیف کو برداشت کرتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اس کے منہ پر ایک ٹھوکر ماری تو وہ دوسری طرف پلٹ کر پھر زمین پر گر پڑا۔ اس بار میں نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ اس کی حالت ایسی ہوگئی تھی کہ تکلیف کی شدت سے نہ چیخ سکتا تھا نہ تڑپنے کی سکت رہ گئی تھی۔ بس وہ ایک ذرا لرز کر رہ گیا۔

میں نے اس کے اندر جھانک کر دیکھا۔ اس کا دماغ بجھ رہا تھا۔ اس کا ہمیشہ کے لیے بجھ جانا ہی بہتر تھا۔ میں نے آخری بار زلزلہ پیدا کیا۔ آخری بار اس کے جسم میں لرزش ہوئی پھر وہ ہمیشہ کے لیے ساکت ہوگیا۔

میں نے اپنی پوتی کے پاس آ کر اس کی پیشانی کو چوم کر کہا ''ایک اور کالا جادو جاننے والا جہنم رسید ہوگیا ہے۔ تقدیر اسے جہنم میں پہنچانے کے لیے ہی ہمیں یہاں لائی تھی۔ آؤ چلیں۔''

انوشے نے ایک دم چونک کر مجھے دیکھا تو میں نے پوچھا ''کیا ہوا؟''

''گرینڈ پا...... ابھی کوئی میرے دماغ میں آیا تھا۔ سانس روکتے ہی چلا گیا۔''

''میں نے اور الپا نے سوالیہ نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا اس وقت ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ سوامی وردان وشوا ناتھ ہم تک پہنچ چکا ہے اور آئندہ ہمارے لیے نئے مسائل پیدا کرنے والا ہے۔

زندگی ایک جوا ہے۔ ایسا جوا ہے کہ جیت کے پیچھے ہی ہار ہوتی ہے۔

پہلے تو یہ سمجھ میں آیا تھا کہ آوازون میرے اندر آ کر خیالات پڑھ رہا ہے پھر پتا چلا کہ کوئی دوسرا بھی موجود ہے اور اس نے انوشے کے دماغ میں آ کر خیالات پڑھنے کی کوشش کی تھی پھر سانس رکتے ہی بھاگ گیا تھا۔

الپا نے پریشان ہو کر انوشے کو گلے لگا لیا پھر آوازون کی لاش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ''میری بیٹی کا جو سب سے بڑا دشمن تھا وہ تو حرام موت مر چکا ہے پھر یہ نیا دشمن کون ہے جو میری بچی کے اندر جگہ بنانا چاہتا تھا؟''

ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ ارنا کوف اور آوازون سوامی وردان سے رابطہ کر کے اس سے نہ صرف دوستی کر چکے ہیں بلکہ ارنا کوف اس کی معمولہ اور تابعدار بھی بن چکی ہے ہم اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتے تھے اس لیے ہمارا دھیان سوامی وردان کی طرف نہیں جا رہا تھا۔

میں نے آوازون کی اچھی طرح پٹائی کی تھی پھر دماغی

جھٹکے دے کر اسے مارڈالا تھا اس دوران میں وردان خاموش تماشائی بنا ہوا تھا کیونکہ وہ خود بھی آوازون کی موت چاہتا تھا ہم انجانے میں اس کی یہ خواہش پوری کر چکے تھے۔

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچ رہا تھا ''اوہ گاڈ! کیا میں فرہاد علی تیمور کی فیملی سے ٹکرا گیا ہوں؟''

وہ بیٹھا ہوا تھا اٹھ کر کھڑا ہو گیا سوچنے لگا ''تھوڑی دیر پہلے ارنا کوف نے مجھے بتایا تھا کہ فرہاد کی پوتی کا نام انوشے ہے اور آوازون اس سے شادی کرنا چاہتا ہے لیکن ایک نجومی کی پیش گوئی کے مطابق فی الحال آوازون کو انوشے سے دور رہنا چاہیے۔''

وہ میرے متعلق سوچ رہا تھا ''وہ بوڑھا کون ہے؟ میں آوازون کے ذریعے اس کی آواز سنتے ہی اس کے اندر پہنچ گیا تھا اس کے چور خیالات بتا رہے تھے کہ اس کا نام دھرم ویر ہے اور وہ شانتا بائی اسپتال کا منتظم اعلیٰ ہے لیکن اس کے ساتھ جو عورت تھی اس نے اس دھرم ویر کے اندر آ کر بولنا شروع کیا تھا تب ہی مجھے معلوم ہوا کہ اس بچی کا نام انوشے ہے بعد میں پتا چلا کہ وہ بوڑھا دھرم ویر بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔

وردان وشوا ناتھ نے میرے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر انوشے کے اندر پہنچنا چاہا تھا مگر جب اس نے سانس روک کر اسے بھگایا تو وہ حیران رہ گیا۔ یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ چھ سات برس کی بچی یوگا کی ماہر ہو گی۔ وہ سوچنے لگا ''یوں لگتا ہے جیسے وہ بوڑھا، وہ عورت اور وہ بچی سب ہی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں وہاں انوشے کی موجودگی بتا رہی ہے کہ وہ سب فرہاد علی تیمور کی فیملی سے تعلق رکھنے والے افراد ہیں اور اگر ایسا ہے تو پھر وہاں ایک ہندو دھرم ویر کیا کر رہا ہے' کیا واقعی وہ ہندو ہے' کیا واقعی اس کا نام دھرم ویر ہے؟''

وہ میری حقیقت معلوم کرنے کے لیے چپ چاپ میرے اندر آیا میں اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرنے لگا یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے جو شخص انوشے کے اندر آیا تھا شاید وہی میرے اندر آ کر ہمارے بارے میں وضاحت سے بہت کچھ معلوم کرنا چاہتا ہے۔

میں نے سخت لہجے میں پوچھا ''کون ہو تم؟''

وہ چپ رہا' نہ اس نے جواب دیا اور نہ ہی میرے دماغ سے گیا میں نے کہا ''جواب دو باتیں کرو گے تو ہم ایک دوسرے سے متعارف ہو سکیں گے۔ خاموش رہو گے تو میں سانس روک لوں گا پھر کبھی تمہیں اپنے اندر نہیں آنے دوں گے۔''

آخر وہ بولنے پر مجبور ہو گیا اس نے کہا ''میں دشمن نہیں ہوں اور دوست بھی نہیں ہوں لیکن ہماری دوستی ہو سکتی ہے۔''

اس کی آواز اور لہجہ سنتے ہی میں سمجھ گیا کہ وہ سوامی وردان وشوا ناتھ ہے کیونکہ اب سے پہلے کئی بار میں جمیلہ اور نبیلہ کے اندر اس کی سوچ کی لہروں کو سن چکا تھا میں نے انجان بن کر کہا ''اگر مجھ سے سچ بولو گے، مجھے دھوکا نہیں دو گے اور اپنا صحیح تعارف کراؤ گے تو دوستی ضرور ہو گی۔''

اس نے کہا ''پہلے تم اپنا مکمل تعارف کراؤ۔''

میں نے کہا ''اصولی بات کرو پہلے میں نے پوچھا ہے اس لیے تمہیں جواب دینا چاہیے پلٹ کر سوال نہیں کرنا چاہیے۔''

وہ خود کو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا اس نے کہا ''میں نے ابھی تمہارے مختصر سے خیالات پڑھے ہیں تمہارا نام دھرم ویر ہے تم دہلی سے آئے ہو اور شانتا بائی اسپتال کے منتظم اعلیٰ ہو۔''

''یہ میری فراخدلی ہے کہ میں نے اپنے خیالات پڑھنے کا موقع دیا کیا تم ایسی کشادہ دلی کا ثبوت دو گے مجھے اپنے دماغ میں آنے دو گے؟''

''سوری...... پہلے میں تمہارے بارے میں اپنا تجسس ختم کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جو عورت اور بچی تمہارے ساتھ ہیں ان کا تعلق فرہاد علی تیمور کی فیملی سے ہے اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا دھرم ویر فرہاد علی تیمور کی فیملی میں نہیں ہے اور میرا یہ دعویٰ ہے کہ فی الوقت پورے ہندوستان میں صرف میں ہی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہندو ہوں کسی اور خیال خوانی کرنے والے ہندو دھرم ویر کا کوئی وجود نہیں ہے۔''

''اگر نہیں ہے تو میں کیسے ہوں؟ تم میرے اندر آ کر اچھی طرح میرے خیالات پڑھ چکے ہو۔''

''ہاں میں یہی سوچ کر الجھ رہا ہوں کہ تمہارے صحیح خیالات پڑھے ہیں یا دھوکا کھا رہا ہوں؟''

''کسی بھی انسان کے چور خیالات کبھی جھوٹ نہیں بولتے اب ایک راز کی بات بتاؤں تمہیں؟''

اس نے پوچھا ''کیا کہنا چاہتے ہو؟''

''یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی ہمارا آمنا سامنا ہو چکا ہے میں تمہیں بہت قریب سے دیکھ چکا ہوں سوامی وردان وشوا ناتھ......!''

اسے ایک دم سے چپ لگ گئی میں نے پوچھا ''کیا بولتی بند ہو گئی؟''

اس نے پوچھا ''ہمارا سامنا کب ہوا تھا؟''

''پچھلی بار جب تم دہلی کے ہوٹل تاج محل آئے تھے وہاں عقیدت مندوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی میں اس بھیڑ میں تم سے کچھ فاصلے پر تھا تمہاری آواز اور لب و لہجہ میرے دماغ میں نقش ہو چکا ہے۔''

میں نے دوسرے ہی لمحے محسوس کر لیا کہ وہ میرے اندر سے جا چکا ہے میں نے انوشے اور الپا سے کہا ''گاڑی میں بیٹھو ہمیں واپس چلنا چاہیے۔''

ہم سب گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے واپس جانے لگے۔ اس دوران میں الپا میرے اندر تھی اور وردان سے ہونے والی باتیں سنتی رہی تھی اس نے پوچھا ''پاپا! میں آپ سے بات کر سکتی ہوں یا وہ آپ کے اندر موجود ہے؟''

''وہ ابھی نہیں ہے ہم آزادی سے باتیں کر سکتے ہیں پچھلی بار تم نے اچانک میرے اندر آ کر مجھے مخاطب کیا تھا۔ اس وقت ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وردان وشوا ناتھ میرے خیالات پڑھ رہا ہے اور اس طرح وہ تمہاری باتیں بھی سن چکا ہے۔''

اس وقت میں فوراً ہی الپا کو کچھ کہنے سے روک سکتا تھا لیکن میرا خیال تھا کہ آوازون میرے خیالات پڑھ رہا ہے اور ہمارے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد یہاں سے زندہ سلامت واپس نہیں جائے گا۔ یہ تو بعد میں معلوم ہوا کہ اس کے پیچھے وردان چھپا ہوا تھا۔

الپا نے مجھ سے کہا ''میں نے آپ کو پاپا کہہ کر مخاطب کیا اس طرح وہ ہمارا رشتہ سمجھ گیا پھر میں نے انوشے کا نام بھی لیا تھا۔''

''ہاں میرے چور خیالات پڑھنے کے باوجود اسے یقین نہیں آ رہا ہے کہ میرا نام دھرم ویر ہے اور میں کوئی ہندو ہوں۔''

''یقین کیسے آئے گا جبکہ وہ دیکھ رہا ہے ہمارے ساتھ آپ کی پوتی انوشے ہے آپ کے چور خیالات نے یقیناً بتایا ہو گا کہ میں انوشے کی ماں ہوں اس طرح اسے یہ معلوم ہوا ہو گا کہ میں پارس کی سابقہ بیوی اور آپ کی بہو ہوں۔ وہ مختلف پہلوؤں سے ہمارے رشتوں کو سمجھتا رہے گا اور اس کا شبہ یقین میں بدلتا رہے گا کہ آپ ہی فرہاد علی تیمور ہیں۔''

میں تھوڑی دیر تک خاموشی سے ڈرائیونگ کرتا رہا اور سوچتا رہا۔ فی الحال میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ وردان وشوا ناتھ سے ٹکراؤ ہو۔ اس سے دور دور رہ کر اسے تجسس میں مبتلا کر کے حیران اور پریشان کیا جاتا تو یہ ایک طرح کی نفسیاتی جنگ ہوتی۔ اس کا سامنا کیے بغیر ہم اسے ذہنی انتشار میں مبتلا کرتے رہتے اسے بار بار جھنجلاہٹ میں مبتلا کرتے رہتے اس طرح وہ بتدریج ہمارے سامنے کمزور ہوتا چلا جاتا۔

انوشے نے کہا ''گرینڈ پا! آوازون اور اس کی ماں نے پراسرار علوم کے ذریعے معلوم کیا ہو گا کہ میں یہاں ہندوستان میں آپ کے پاس آئی ہوئی ہوں۔ اسی لیے وہ مجھے ٹریپ کرنے کے لیے یہاں آئے ہوئے ہیں۔''

میں نے کہا ''آیا ہوا ہے نہیں...... آیا ہوا تھا تم پر اپنا سایہ ڈالنے سے پہلے ہی جہنم میں پہنچ گیا ہے۔''

''ہاں...... مگر اس کی ماں شاید اسی شہر میں کہیں ہو گی۔''

میں نے اچانک گاڑی روک دی اور اپنی پوتی کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا الپا نے پوچھا ''کیا ہوا؟''

''ہم اس پہلو کو نظر انداز کر رہے تھے کہ اس کے ساتھ اس کی ماں بھی آئی ہوئی ہو گی اور وہ یقیناً اسی شہر میں ہو گی لیکن وہ کہاں ہے یہ معلوم کرنا ہے۔''

یہ کہتے ہی میں نے گاڑی دوبارہ اسٹارٹ کی اسے واپسی کے لیے موڑا پھر اسی طرف جانے لگا جہاں آوازون کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ میں نے کہا ''اس کے لباس کی تلاشی لی جائے گی تو شاید کچھ پتا چلے کہ وہ ماں بیٹے کہاں قیام کر رہے تھے؟''

''ہم وہاں پہنچ گئے میں نے گاڑی سے اتر کر اس کے لباس کی تلاشی لی اس کی جیب سے جو بھی کاغذات برآمد ہوئے میں انہیں پڑھتا گیا وہ اس کے ضروری کاغذات تھے لیکن ان سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس شہر میں اس نے کہاں رہائش اختیار کی تھی؟

انوشے نے اس کے قریب پڑا ہوا موبائل فون اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا ''گرینڈ پا! اس نے چند گھنٹوں میں کہاں کہاں کال کی ہے اس فون سے پتا چل جائے گا۔''

الپا نے اس سے فون لے کر بٹن دبا دبا کر مختلف نمبر پڑھے پھر کہا ''پاپا! ہم ٹیلیفون ڈائریکٹری کے ذریعے معلوم کر سکتے ہیں کہ ان میں درج نمبر کن لوگوں کے ہیں؟''

ہم پھر گاڑی میں آ کر بیٹھ گئے اور وہاں سے جانے لگے میں نے کہا ''یہ فون اپنے پاس رکھو اس کی کوئی کال آ سکتی ہے۔ اس کال کرنے والے کے ذریعے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کا قیام کہاں تھا اور جہاں تھا وہاں اس کی ماں ضرور موجود ہو گی۔''

سوامی وردان وشوا ناتھ بری طرح ٹینشن میں تھا اگرچہ

میرے چور خیالات نے اسے بتایا تھا کہ میں دھرم دیر ہوں۔ اس کے باوجود اس کا دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ وہ انجانے میں فرہاد علی تیمور سے باتیں کر چکا ہے جس سے کترانا چاہتا تھا اس سے ٹکراؤ ہو چکا ہے۔

وہ کمزور اور بزدل نہیں تھا مجھ سے خوف زدہ بھی نہیں تھا لیکن اس کی عقل نے اسے سمجھایا تھا کہ جس شخص کو ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ناقابلِ شکست تسلیم کیا گیا ہے اس سے کترانا چاہیے دور ہی دور رہنا چاہیے اگر کبھی حالات مجبور کریں گے اور اس سے ٹکراؤ ہوگا تو وہ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے ذریعے اپنے آپ کو بھی ناقابل شکست ثابت کرے گا۔

بے شک وہ کئی اعتبار سے شہزور تھا کئی غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا لاکھوں ہندو اور مسلمان اس کے عقیدت مند تھے یوپی' بہار اور بنگال کے سیاستدانوں اور حکمرانوں کے دماغوں پر اس کی گرفت مضبوط رہتی تھی۔ وہ انہیں آلہ کار بنا کر پولیس اور انٹیلی جنس والوں کو ہمارے پیچھے لگا سکتا تھا اور اب تو اسے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ دھرم دیر نامی ایک شخص ٹیلی پیتھی جاننے والا شانتا بائی اسپتال کا منتظم اعلیٰ ہے۔

یہ تو میں نے پہلے ہی طے کر لیا تھا کہ آئندہ مجھے دھرم دیر کی حیثیت سے شانتا بائی کے پاس دہلی واپس نہیں جانا چاہیے۔ وہ حکام بالا کو مجبور کر کے مجھے گرفتار کرا سکتا تھا اس کے بعد مجھے خواہ مخواہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے جنگ شروع کرنی پڑتی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ شانتا بائی اور متعلقہ افراد کو میری ٹیلی پیتھی کے بارے میں کچھ معلوم ہو۔

میں نے اپنی بیٹی اعلیٰ بی بی کو مخاطب کیا۔ وہ دہلی میں شانتا بائی کی بیٹی نیہا بن کر رہا کرتی تھی۔ میں نے اسے تمام حالات بتائے پھر کہا" اب ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے اگر مجبوری کے تحت مجھے خود کو ظاہر کرنا پڑا تب بھی کوئی تم پر شبہ نہیں کرے گا کہ تم میری بیٹی اعلیٰ بی بی ہو۔ سب تمہیں نیہا کی حیثیت سے جانتے ہیں اور تم اسی حیثیت سے وہاں رہا کرو گی۔

اعلیٰ بی بی نے پوچھا" پاپا! کیا آپ یہاں واپس نہیں آئیں گے؟"

"میں فی الحال نہیں آؤں گا تھوڑی دیر بعد ٹیلی فون کے ذریعے شانتا بائی سے رابطہ کروں گا اور اسے سمجھاؤں گا کہ کچھ دشمن میرے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ وہ مجھ پر شبہ کر رہے ہیں کہ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔ وہ غیر قانونی ہتھکنڈوں سے مجھے گرفتار کریں گے اور مجھ پر تشدد کر کے حقیقت اگلوانا چاہیں گے جبکہ حقیقت یہی ہے کہ میں دھرم دیر ہوں اور اس کا منہ بولا بھائی ہوں۔"

میں الپا اور انوشے کے ساتھ جوہو والے بنگلے میں جا کر شانتا بائی سے رابطہ کرنے والا تھا۔ اس وقت وردان وشوانا تھ ہوم منسٹر سے کہہ رہا تھا کہ شانتا بائی اسپتال کے منتظم اعلیٰ دھرم دیر کے بارے میں سختی سے انکوائری کی جائے کہ وہ کون ہے' کہاں سے آیا ہے اگر ٹیلی پیتھی جانتا ہے تو پھر اس نے اتنی اہم بات اپنی حکومت سے کیوں چھپائی ہے؟ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے در پردہ یہاں کیا کر رہا ہے؟

وہ میرے خلاف پہلا قدم اٹھا چکا تھا۔ سختی سے انکوائری کرا رہا تھا رفتہ رفتہ میرے گرد گھیرا تنگ کرنے والا تھا۔ ابھی میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے لیکن ایک اندازہ کر سکتا تھا کہ وہ بہت کچھ کر سکتا ہے۔

ایسے ہی وقت ارنا کوف روتی چیختی اس کے دماغ میں آئی پھر بولی" سوامی جی! مجھے میرے بیٹے کا دماغ نہیں مل رہا ہے۔ میری سوچ کی لہریں اس کی طرف جاتی ہیں لیکن بھٹک کر واپس آ جاتی ہیں یہ کیا ہو رہا ہے؟ میرا بیٹا کہاں ہے؟ میں آپ کو آپ کے بھگوان کا واسطہ دیتی ہوں مجھے بتائیں اس کی خیریت معلوم کریں۔"

اس نے انجان بن کر کہا" تعجب ہے تمہیں اس کا دماغ کیوں نہیں مل رہا ہے تم میرے دماغ میں رہو میں ابھی اس کے پاس جاتا ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کی سوچ کی لہریں ادھر ادھر بھٹکنے لگیں اسے آوازون کا دماغ نہیں مل رہا تھا۔ وہ تھک ہار کر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا پھر بولا" ارنا کوف! مجھے تم سے ہمدردی ہے تمہارا بیٹا...... اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔"

وہ چیخیں مارنے لگی" نہیں' نہیں یہ نہیں ہو سکتا...... میرا بیٹا نہیں مر سکتا...... تم جھوٹ بول رہے ہو۔ وہ ابھی دو گھنٹے پہلے زندہ تھا تھوڑی دیر کے لیے میری آنکھ لگ گئی تھی آنکھ کھلتے ہی میں نے اس سے رابطہ کرنا چاہا تو رابطہ نہیں ہوا۔ تم بھی اس سے رابطہ نہیں کر پا رہے ہو یہ کیا ہو رہا ہے میں کیسے مان لوں کہ وہ مر گیا ہے؟"

"تمہارے اندر کی ممتا اسے مردہ تسلیم نہیں کرے گی رفتہ رفتہ تمہیں یقین آ جائے گا اور صبر بھی آ جائے گا۔ فی الحال میرے دماغ سے جاؤ جب اچھی طرح ماتم کر لو تو پھر مجھ سے باتیں کرنا میں اپنے دوسرے معاملات میں مصروف ہوں۔"

اسے ایک ہمدرد کی ضرورت تھی۔ وہ اس کے پاس رہ کر خوب رونا چاہتی تھی لیکن ایک معمولہ اور تابعدار تھی۔ اس کے حکم کے مطابق اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی بیٹے کو یاد کر کے اپنا سینہ کوٹنے لگی اور بالوں کو نوچتے ہوئے دشمنوں کو گالیاں دینے لگی۔

اسے ہمارا چیلنج یاد آ رہا تھا ہم نے کہہ دیا تھا کہ کالا جادو جاننے والے تمام جادوگروں کو اسی طرح موت کے گھاٹ اتارتے رہیں گے آئندہ موت اس کی اور آوازون کی طرف آئے گی۔ اسے یاد آیا کہ ایک نجومی نے اس کے بیٹے کو ڈھکے چھپے الفاظ میں وارننگ دی تھی کہ اسے اس لڑکی سے نہیں ملنا چاہیے جس کی ملاقات آخری ہوگی اس کے بعد وہ کبھی ایک دوسرے سے نہیں مل سکیں گے۔

اب اس کی پیش گوئی سمجھ میں آ رہی تھی۔ وہ سوچنے لگی" یقیناً میرے بیٹے کا سامنا انوشے سے ہوا تھا۔ اس کے بعد ہی اس کی موت واقع ہوئی ہے۔ ان دشمنوں نے میرے بیٹے کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی آنسو پونچھتی ہوئی واش روم میں گئی وہاں اپنے چہرے پر چھینٹے مارنے لگی تولیے سے منہ ہاتھ پونچھتی ہوئی کمرے میں آ گئی۔ وہاں ٹیلی فون کے پاس بیٹھ کر اس نے ہوٹل کے منیجر سے رابطہ کیا اور اس سے پوچھا" آپ کے ہوٹل میں ایک نجومی ٹھہرا ہوا ہے وہ کس کمرے میں ہے اور اس کا فون نمبر کیا ہے؟"

ہوٹل منیجر نے اسے اس کا فون نمبر اور کمرا نمبر بتایا۔ اس نے رابطہ ختم کیا اپنا پرس اٹھایا پھر کمرے سے نکل کر نچلے فلور کے اس کمرے کے دروازے پر آ گئی جس کا نمبر اسے بتایا گیا تھا اس نے کال بیل کا بٹن دبایا دروازہ کھلنے کا انتظار کیا پھر دوسری بار بیل کا بٹن دبایا اس بار دروازہ کھل گیا۔ سامنے ادھیڑ عمر کا شخص کھڑا ہوا تھا ارنا کوف نے کہا" اگر آپ ماہر نجومی سلطان ابن سلطان ہیں تو میں آپ کو ڈسٹرب کرنے کی معافی چاہتی ہوں کسی اپائنٹمنٹ کے بغیر آپ سے ملنے آئی ہوں۔"

اس نے خوش دلی سے دروازہ کھولتے ہوئے کہا" کوئی بات نہیں آؤ اندر آ جاؤ۔"

اس نے اندر آ کر اپنے پرس سے ہزار کا نوٹ نکالتے ہوئے کہا" میں نہیں جانتی آپ کی فیس کیا ہے؟ کیا یہ کافی ہیں؟"

اس نے وہ نوٹ اس کی طرف بڑھایا۔ سلطان ابن سلطان اس سے وہ رقم لیتے ہوئے بولا" کافی ہے میں ابھی تمہارا ہاتھ دیکھتا ہوں۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی" آج صبح آپ نے ایک نوجوان کا ہاتھ دیکھ کر اس سے کہا تھا کہ وہ جس مطلوبہ لڑکی سے ملنا چاہتا ہے اس سے جلد ہی ملاقات ہوگی لیکن اس سے وہ آخری ملاقات ثابت ہوگی۔"

سلطان ابن سلطان نے ہاں کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا" مجھے یاد ہے میں نے آج ایک نوجوان سے یہ بات کہی تھی اور اسے سمجھایا تھا کہ اس لڑکی سے ملاقات نہ کرے۔ اس سے کترا کر کہیں دور نکل جائے لیکن وہ جھنجلا کر میرے پاس سے چلا گیا تھا۔"

وہ ایک سرد آہ بھر کر بولی" وہ میرا بیٹا تھا۔"

سلطان ابن سلطان نے اسے چونک کر دیکھا۔ وہ ایک بھرپور نوجوان دوشیزہ تھی اور اپنے سے زیادہ عمر والے نوجوان شخص کو بیٹا کہہ رہی تھی۔ اس نے حیرانی سے پوچھا" یہ تم کیا کہہ رہی ہو وہ تمہارا بیٹا تھا اور تم اس کی ماں ہو کیا یہ یقین کرنے کی بات ہے؟"

ارنا کوف کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ جلدی سے بات بدلتے ہوئے بولی وہ"...... دراصل بات یہ ہے کہ وہ میرا بھائی تھا لیکن میں اسے صرف بہن کا ہی نہیں ایک ماں کا بھی پیار دیتی رہی ہوں اس لیے کبھی کبھی اسے بیٹا کہہ دیتی ہوں۔"

"کیا تم اسی ہوٹل میں ہو؟"

"ہاں اس کے اوپر والے فلور پر روم نمبر سات سو سات میں ہوں سات کا عدد لکی کہلاتا ہے لیکن میری لک بہت خراب ہے اس لکی نمبر کمرے میں آ کر بھی میں بدقسمت ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنا ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ وہ اسے اپنے ہاتھوں میں لے کر لکیروں کو پڑھنے لگا وہ بولی" آپ کی پیش گوئی درست ثابت ہوئی ہے۔"

اس نے سوالیہ نظروں سے ارنا کوف کو دیکھا اس کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔ وہ رومال سے آنکھیں پونچھتے ہوئے بولی" میرا بیٹا ہمارے ایک دشمن کے ہاتھوں مر چکا ہے۔"

"اوہ گاڈ! میں نے اسے سمجھایا تھا کہ اس لڑکی سے نہ ملے میں یقین سے کہتا ہوں کہ اسی لڑکی سے کہیں سامنا ہوا ہوگا۔ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ سامنا ہوگا تو وہ بے وقت مرے گا۔"

"آپ نے اس کے سامنے صاف طور پر موت کی پیش گوئی نہیں کی تھی۔"

وہ سر ہلا کر بولا" میں مجبور ہوں میرا اپنا ایک طریقہ کار

ہے کسی کی موت کے بارے میں اسے کچھ نہیں بتاتا اشارتاً کچھ نہ کچھ کہہ دیتا ہوں۔"

"میں نے اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھوں میں دیا ہے آپ کو سچ بولنا ہوگا یہ بتانا ہوگا کہ میری زندگی کتنی رہ گئی ہے؟ آپ مجھ سے کچھ نہیں چھپائیں گے۔"

اس نے ارناکوف کا ہاتھ چھوڑ دیا ہزار کا نوٹ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا "سوری میں کہہ چکا ہوں میرا اپنا طریقہ کار ہے اسی کے مطابق ہاتھ دیکھتا ہوں اور بات بولتا ہوں اشارتاً بھی سمجھاتا ہوں سمجھنے والا ہو تو وہ سمجھ لیتا ہے نا سمجھ ہو تو وہ اس جوان کی طرح موت کے اندھے راستے کی طرف چلا جاتا ہے جسے تم اپنا بھائی کہہ رہی ہو۔"

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی "میں دی ہوئی رقم واپس نہیں لوں گی۔"

اس نے بیگ کو کھول کر نوٹوں کی ایک گڈی نکالی پھر اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا "میں اشاروں کی زبان نہیں سمجھتی آپ مجھ سے صاف صاف کہیں گے۔"

اس نے اپنا ہاتھ پھر اس کی طرف بڑھایا۔ سلطان ابن سلطان نے نوٹوں کی گڈی کو دیکھا پھر اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا اس کے بعد ہاتھ تھام کر لکیروں کو پڑھنے لگا۔ ارناکوف سے کہنے سے ہچکچا رہا تھا۔ وہ تجسس میں مبتلا ہو رہی تھی موجودہ حالات ایسے تھے کہ پریشانیاں بڑھتی جا رہی تھیں، وہ بولی "آپ کچھ کہتے کہتے رک رہے ہیں میں نے آپ کو اچھی خاصی رقم دی ہے مجھ سے کچھ نہ چھپائیں پلیز کھل کر بولیں؟"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا "تمہارے اس بھائی کے ہاتھ کی لکیریں بھی یہی کہہ رہی تھیں، موت اس کا پیچھا کر رہی تھی تم بھی اس کی طرح دشمنوں سے چھپتی پھر رہی ہو۔"

اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا وہ بولا "تمہیں اس کی موت کا صدمہ تو بہت ہے لیکن اس صدمے سے زیادہ تمہارے اندر خوف سما گیا ہے۔ اس کی موت سے تم خوف زدہ اور دہشت زدہ ہو گئی ہو اور یہ سمجھ رہی ہو کہ دشمن تمہارے قریب آتے جا رہے ہیں۔"

"بالکل یہی بات ہے۔ کیا دشمن مجھ تک پہنچ جائیں گے؟"

"یہ میں کیسے کہہ سکتا ہوں دشمنوں کا ہاتھ میرے سامنے ہوتا تو میں انہیں پڑھ کر شاید ان کے بارے میں کچھ بتا سکتا۔ میں صرف تمہارے بارے میں ہی کچھ بول سکتا ہوں۔"

"تو پھر بولو ناں...... جلدی بولو کیا میرا ابھی وقت پورا ہو رہا ہے؟ کیا میں مر جاؤں گی؟"

وہ اس کی ہتھیلی کو تھپکنے لگا جیسے دلاسا دے رہا ہو "تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھو یہ تمہارے ہاتھ پر زندگی کی جو لکیر ہے وہ بہت گہری ہے اور دور تک گئی ہے تم اگر طبعی عمر تک جینا چاہو گی تو ایک لمبی عمر جیتی رہو گی۔"

وہ بولی "لمبی عمر کون نہیں جینا چاہتا، میں تو ہزاروں برس تک زندہ رہنا چاہتی ہوں قیامت تک زندہ رہنا چاہتی ہوں لیکن میرے چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟"

"انسان اگر چاہے اور ارادے مضبوط رکھے تو بہت کچھ ہو جاتا ہے۔ تم دنیا والوں کو دوست بناؤ گی تو وہ تمہاری جان کے محافظ بنیں گے اگر تم دشمن بناؤ گی تو وہ تمہاری جان کے دشمن بنیں گے تم آج جو کرو گی وہ کل تمہارے سامنے آئے گا لہٰذا خود سوچنا پڑتا ہے کہ ہمیں کرنا کیا ہے؟ ہم اچھا کر رہے ہیں تو کل ہمارے سامنے اچھا آئے گا برا کبھی نہیں آئے گا۔ یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ انسان احتیاطی تدابیر سے اور اچھے اعمال سے اپنی زندگی بڑھا سکتا ہے۔"

"آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی میری جان کا دشمن ہے میں اسے دوست بنا لوں تو وہ میری جان نہیں لے گا مجھے معاف کر دے گا؟"

"تمہاری کسی سے کیا دشمنی ہے یہ میں نہیں جانتا اگر دشمن کا کوئی مطالبہ ہے اور تم اسے پورا کر سکتی ہو تو پورا کر دو دشمنی ختم ہو جائے گی۔"

"اگر میں کسی ایسے مضبوط قلعے میں چلی جاؤں جہاں دشمن پہنچ نہ سکے تو کیا تب بھی موت آئے گی؟"

"تم نے کھل کر بات کرنے کے لیے اتنی بڑی رقم دی ہے تو میں کہتا ہوں۔ ایک بہت طویل زندگی گزارنے کے بعد طبعی موت مرو گی یا پھر کسی کے ہاتھوں ماری جاؤ گی تم دوراہے پر ہو میں نہیں جانتا کہ تم کسی کی دوستی کی طرف جاؤ گی یا دشمنی کی طرف؟"

"آپ کی باتوں سے یہی سمجھ میں آ رہا ہے کہ مجھے اپنے دشمن کو دوست بنا لینا چاہیے۔"

"اگر ایسا کر سکو تو موت تمہاری طرف آنے کا راستہ بھول جائے گی۔"

وہ اپنا چھوٹا سا بیگ اٹھا کر وہاں سے چلی آئی۔ اس نجومی کی بات اس کے اندر گردش کر رہی تھی۔ اس نے ڈھکے چھپے انداز میں بتا دیا تھا کہ وہ جلد ہی بے موت مر سکتی ہے اور اگر اس کا کوئی دشمن نہ رہے تو زندگی بہت طویل بھی ہو سکتی ہے۔

اس نے وردان سے رابطہ کیا پھر کہا "مجھے یہ تو بتا دو کہ میرا بیٹا کہاں مارا گیا ہے میں اس کی آخری رسومات ادا کرنا چاہتی ہوں۔"

وردان نے کہا "وہ آخری وقت سمندر کے ایک ویران ساحل پر تھا۔ تم وہاں کوسٹل گارڈز کے دفتر میں جا کر یہ شکایت کرو گی کہ تمہارا بیٹا یا بھائی ساحل کی طرف گیا تھا پھر واپس نہیں آیا ہے کہیں گم ہو گیا ہے تو وہ گارڈز اسے تلاش کرنے نکلیں گے اس طرح تم اپنے بیٹے کی لاش تک پہنچ جاؤ گی۔"

"اچھا میں وہاں جا رہی ہوں۔"

"رک جاؤ تم پہلے آئی تھیں تو رو رہی تھیں صدمات سے چور ہو رہی تھیں اس لیے میں نے تم سے کچھ نہیں کہا اب کہتا ہوں تمہارے لیے بہت زیادہ خطرہ ہے مجھے شبہ ہے کہ فرہاد علی تیمور ممبئی پہنچا ہوا ہے۔"

وہ ایک دم سے گھبرا کر بولی "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ اگر یہ سچ ہے تو میں ایک منٹ بھی اس شہر میں نہیں رہوں گی ابھی یہاں سے چلی جاؤں گی مجھے بتاؤ ایسے وقت کیا کرنا چاہیے؟"

"یہی جو تم کہہ رہی ہو یعنی یہاں تمہیں رکنا نہیں چاہیے اور اپنے بیٹے کی لاش کے قریب بھی نہیں جانا چاہیے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا میں اسے لاوارث کی طرح چھوڑ دوں؟"

"اگر ایسا نہیں کرو گی تو شاید پچھتانا پڑے دشمن نادان نہیں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ماں اپنی ممتا سے مجبور ہو کر بیٹے کی لاش پر ماتم کرنے آئے گی اور اس کی آخری رسومات ادا کرے گی اس طرح وہ تمہیں پہچان لیں گے کہ تمہارا موجودہ روپ کیا ہے۔ انہیں موقع ملا تو وہ تمہیں وہیں ٹھکانے لگا دیں گے یا پھر پیچھا کرتے ہوئے ہوٹل تک پہنچیں گے۔"

وہ ایک دم سے روتے ہوئے بولی "میرے بدترین حالات مجھے کیسے موڑ پر لے آئے ہیں کہ میں بیٹے کو آخری بار دیکھ نہیں سکوں گی اس کی آخری رسومات تک ادا نہیں کر سکوں گی۔"

"یہ سب جذباتی باتیں ہیں مرنے والا مر چکا ہے فلاحی ادارے والے اسے آخری آرام گاہ تک پہنچا دیں گے۔ تمہاری سلامتی اسی میں ہے کہ ابھی اسی لمحے ہوٹل چھوڑ کر ائرپورٹ جاؤ اور یہ معلوم کرو کہ تمہیں کلکتہ جانے کے لیے کسی فلائٹ میں سیٹ مل سکتی ہے یا نہیں؟ کلکتہ پہنچو گی تو تمہیں وہاں سے دارجلنگ جانے کے لیے کوئی فلائٹ ملے گی۔"

"یہ دارجلنگ کہاں ہے؟"

''یہ شہر ہمالیہ کی ایک پہاڑی پر ہے۔ وہاں میرا ایک چھوٹا سا بنگلا ہے تم وہاں پہنچ کر دشمنوں سے دور ہو جاؤ گی پوری طرح محفوظ رہو گی۔''

وہ بول رہی تھی اور اپنا سامان پیک کرتی جا رہی تھی پھر اپنا چھوٹا سا ہینڈ بیگ اور اٹیچی اٹھا کر اس کمرے سے باہر نکل آئی ایسے وقت وہ وردان کے دماغ سے بھی نکل آئی تھی۔

☆☆☆

جمیلہ اور نبیلہ اپنی کوٹھی کے لان میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ پچھلی رات وردان نے ان پر تنویمی عمل کرنا چاہا تھا اور ناکام رہا تھا جمیلہ نے کہا ''ہم عجیب ہیں' ہماری زندگی بھی عجیب ہے ایک طرف سے خوشیاں ملتی ہیں تو دوسری طرف سے پریشانیاں آندھی طوفان کی طرح چلی آتی ہیں۔''

نبیلہ نے کہا ''پتا نہیں وردان سے کب پیچھا چھوٹے گا وہ پچھلی رات ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمیں سحر زدہ کرنا چاہتا تھا۔''

''خدا ہم پر مہربان ہے وہ جب بھی خیال خوانی کے ذریعے ہمیں زیر کرنا چاہتا ہے ناکام ہو جاتا ہے۔''

''ناکامیوں کے باوجود ہماری طلب سے باز نہیں آ رہا ہے ادھر امی اور ابو بھی اس کی اندھی حمایت کر رہے ہیں۔''

وہ خلا میں تکتے ہوئے زیر لب مسکرانے لگی جمیلہ نے پوچھا ''کہاں دیکھ رہی ہو؟ کیا سوچ رہی ہو؟''

''وہ علی اکبر مجھے دکھائی دے رہا ہے۔''

جمیلہ نے کہا ''تم کھلی آنکھوں سے دیکھ رہی ہو۔ میں آنکھیں بند کرتی ہوں، تب بھی وہ نظر آتا ہے۔ کل پہلی بار ہم نے اسے دیکھا پہلی ملاقات ہوئی ایسا لگتا ہے جیسے میں اسے برسوں سے جانتی ہوں۔''

نبیلہ نے کہا ''میرے تو دل و دماغ میں نقش ہو گیا ہے اس کی دلیری اور صاف گوئی نے ہم دونوں کو بہت متاثر کیا ہے۔ اس نے بھری محفل میں سب کے سامنے کہہ دیا تھا کہ ہمیں پسند کرتا ہے اور ہم سے ضرور شادی کرے گا۔''

''وہ وردان کے مقابلے میں شہزور ہے۔ اس سے خوف کھاتا ہے اور نہ وہ اس سے ہی شکست کھائے گا میرا دل کہتا ہے کہ وہ جلد ہی ہمیں دلہن بنا کر لے جائے گا۔''

وہ باپ کی آواز سن کر چونک گئیں عبدالرحمٰن ان کے پیچھے کچھ فاصلے پر کھڑا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا ''میں کل سے تم دونوں کو سمجھا رہا ہوں اس کا خیال دل سے نکال دو۔ وہ کوئی بہروپیا ہے پتا نہیں کس ملک سے آیا ہے اور یہاں کس قسم کا دھندا کر کے دولت کما رہا ہے۔''

نبیلہ نے کہا ''وہ جیسے بھی ہیں ایک ہندو سے لاکھ درجہ بہتر ہیں۔''

عبدالرحمٰن آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے سامنے آ کر بولا ''تم ابھی نادان ہو' یہ نہیں جانتیں کہ وردان کتنا شہزور ہے اس ملک کے حکمران بھی اس کے آگے سر جھکاتے ہیں۔''

جمیلہ نے کہا ''جھکاتے ہوں گے ہم مسلمان ہیں، ہم تو صرف خدا کے آگے سر جھکاتے ہیں۔''

''ابو! اس نے آپ پر اور امی پر ٹیلی پیتھی کا جادو کیا ہے کیا کبھی تنہائی میں اس پہلو پر غور نہیں کرتے کہ آپ کیوں اپنی بیٹیوں کو ایک ہندو سے بیاہنا چاہتے ہیں؟''

''میں اس میں کوئی برائی نہیں سمجھتا ہم ہندوستان میں ہیں اور یہ ایک سیکولر اسٹیٹ ہے۔ یہاں ہندو' مسلمان' سکھ' عیسائی' یہودی سب ہی مل جل کر ایک ساتھ زندگی گزارتے ہیں ایک ساتھ دکھ سکھ میں شریک ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے رشتے داری کرتے ہیں۔''

''کچھ روز پہلے آپ ہندوازم کے خلاف تھے اور یہ کہتے تھے کہ ہندوؤں سے محبت کرنا چاہیے دوستی کرنا چاہیے لیکن رشتے داری نہیں کرنا چاہیے۔ رشتے داری کرنے سے ہندو کی نسل مسلمان کے گھر میں مسلمان کی نسل ہندو کے گھر میں پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح دھرم اور مذہب اپنی اپنی جگہ مکمل نہیں رہتے آدھا تیتر آدھا بٹیر ہو جاتے ہیں۔''

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئیں پھر وہاں سے چلتی ہوئی کوٹھی کے اندر جانے لگیں۔ عبدالرحمٰن ان کے پیچھے چلتے چلتے کہہ رہا تھا ''جیسا دیس ہوتا ہے ویسے ہی بھیس میں رہنا پڑتا ہے۔ یہاں کتنی ہی ہندو لڑکیاں مسلمانوں سے بیاہ کر ان کے گھر جاتی ہیں اسی طرح مسلمان لڑکیاں ہندو کے گھر جاتی ہیں۔''

وہ ڈرائنگ روم میں پہنچ کر رک گئیں جمیلہ نے کہا ''ابو آپ کے سر میں وردان کا مغز ہے اور منہ میں بھی اسی کی زبان ہے لہٰذا آپ سے بحث کرنا فضول ہے۔''

عبدالرحمٰن نے اچانک قہقہہ لگایا۔ دونوں بہنیں چونک کر اسے دیکھنے لگیں ہنسی کی آواز اور اس کا انداز بالکل مختلف تھا۔ صاف پتا چل رہا تھا کہ وردان قہقہہ لگا رہا ہے دونوں نے پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا پھر وردان کی آواز سن کر چونک گئیں۔

جس طرح تالاب کی پُرسکون سطح پر گرنے والا ایک معمولی سا پتھر ہلچل پیدا کر دیتا ہے اسی طرح انسانی زندگی کے معمول میں رونما ہونے والا کوئی معمولی سا واقعہ اس کی زندگی کا رخ ہی بدل کر رکھ دیتا ہے۔ جمیلہ اور نبیلہ کی زندگی غیر معمولی ہونے کے باوجود ایک مخصوص ڈھب پر رواں تھی۔ انہوں نے قدرت کی طرف سے عطا کردہ ایک کجی کو قبول کر لیا تھا۔ اچانک پہلے سوامی وردان نے ان کی پُرسکون زندگی کو متلاطم کیا اور اب پارس ان کی ایک بڑی محرومی دور کرنے کے لیے آ گیا تھا۔ وہ دل سے پارس کی طرف مائل تھیں مگر سوامی وردان ایسا نہیں چاہتا تھا۔

جمیلہ اور نبیلہ اپنے باپ کو قائل کرنے کی کوشش کر رہی تھیں کہ اچانک عبدالرحمٰن نے سوامی وردان کے انداز میں قہقہہ بلند کیا۔ وہ دونوں چونک کر اپنے باپ کو دیکھنے لگیں۔

وہ عبدالرحمٰن کی زبان سے کہہ رہا تھا ''یہ میں ہوں...... میں ...... سوامی وردان وشوانا تھ...... تمہارا عاشق تمہارا طلب گار۔''

وہ ایک صوفے پر بیٹھ گیا پھر بولا ''مجھے ایک باپ کے اندر آ کر اس کی بیٹیوں سے ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں مگر کیا کروں؟ تم دونوں نے مجبور کر دیا ہے تمہارے اندر آتا ہوں تو دونوں کے ہی دماغ عجوبہ بن جاتے ہیں۔''

نبیلہ نے کہا ''تم امی پر اور ابو پر جادو کر کے کچھ حاصل نہیں کر سکو گے۔ کیوں ہمارے پیچھے پڑ گئے ہو؟''

''مجھے دشمن سمجھو گی تو یہی لگے گا کہ پیچھے پڑ گیا ہوں اگر محبت سے سوچو گی کہ میں بھی انسان ہوں میرے سینے میں بھی دل دھڑکتا ہے اور محبت سے تم دونوں کو طلب کر رہا ہوں تو تمہارے سوچنے کا انداز بدل جائے گا۔''

جمیلہ نے کہا ''تم ابو کی زبان سے ایسی باتیں نہ کرو ہمیں ایسا لگ رہا ہے جیسے باپ اپنی بیٹیوں سے ایسی باتیں کر رہا ہے۔''

''بہتر طریقہ یہ ہو گا کہ میں تمہارے ابو کو چھوڑ کر تمہارے اندر آ جاؤں ہم دوستانہ ماحول میں گفتگو کریں گے۔''

نبیلہ نے کہا ''نہیں تم ہم سے دور ہی رہو۔''

جمیلہ نے کہا ''تم جب بھی ہمارے اندر آتے ہو تو ہمیں اپنے قابو میں کرنے کی کوششیں کرتے ہو، ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمارا ذہن تبدیل کرنا چاہتے ہو۔''

''بے شک میں ایسا کر چکا ہوں اور دو بار ناکام ہو چکا ہوں تم لوگوں کو اپنی ذہنی توانائی کا اندازہ نہیں ہے۔ جس طرح تم دونوں عجوبہ ہو اسی طرح تمہارے دماغ بھی ناقابلِ فہم ہیں میں وعدہ کرتا ہوں تمہارے اندر آؤں گا تو بڑے پیار سے گفتگو کروں گا۔''

''پیار سے نہیں صرف ایک دوست کی حیثیت سے۔''

''دوست تو ہمیشہ پیار سے ہی بولتے ہیں۔''

دونوں نے ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر جمیلہ نے کہا ''کیا تم فون کے ذریعے گفتگو نہیں کر سکتے؟''

''تم لوگوں کے پاس موبائل نہیں ہے اور اس گھریلو فون پر گفتگو کرنا مناسب نہیں ہے ایکسچینج والے ہماری باتیں سن سکتے ہیں۔''

دونوں نے پھر ایک دوسرے کو دیکھا اس کے بعد وہاں سے چلتی ہوئی ایک صوفے پر آ کر بیٹھ گئیں جمیلہ نے کہا ''ٹھیک ہے آ جاؤ لیکن مختصر سی باتیں کرو پھر چلے جاؤ۔''

اس نے آ کر کہا ''تم دونوں سمجھدار ہو حالات سے سمجھوتا کرنا جانتی ہو آئندہ بھی سمجھوتا کرتے رہنے کے لیے سوچو' میں بھی انسان ہوں میرے سینے میں بھی محبت بھرا دل دھڑکتا ہے تم نے مجھے دماغ میں آنے دیا ہے میں دل میں بھی آنا چاہتا ہوں۔''

''دل کی اور محبت کی باتیں نہ کرو۔''

''کیوں نہ کروں' مجھ میں کیا خرابی ہے۔ کس بات کی کمی ہے کہ مجھ سے محبت نہیں کرنا چاہتیں کیا اس لیے کہ میں ہندو ہوں؟ کیا ہندو انسان نہیں ہوتے؟''

''ہندو' مسلمان' سکھ' عیسائی سب ہی انسان ہوتے ہیں لیکن ان کے درمیان اپنے اپنے مذہب اور اپنی اپنی نسل کی تفریق ہوتی ہے۔ ہر انسان اپنے مذہب پر فخر کرتا ہے ہمیں بھی دینِ اسلام پر فخر ہے تم بھی اپنے دھرم پر فخر کرو اور کسی ہندو لڑکی سے شادی کر لو۔''

وہ بولا ''ہماری دنیا میں ایسی بے شمار مثالیں ہیں ہندو مسلمان سے عیسائی یہودیوں سے یہودی مسلمان سے اور مسلمان ہندوؤں سے رشتے داری کرتے ہیں اور ازدواجی زندگی گزارتے ہیں پھر یہ تاریخی حقیقت ہے کہ عشق ذات پات کے فرق کو نہیں سمجھتا۔''

''عشق میں دیوانگی ہوتی ہے جہاں دیوانگی ہوتی ہے وہاں عقل نہیں ہوتی خدا کا شکر ہے کہ ہمارے پاس عقل ہے ہمیں کسی سے عشق نہیں ہے۔''

''عشق ہے ...... تم دونوں اس علی اکبر پر مرمٹی ہو اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی کہ وہ کیسا بہروپیا ہے؟ تم دونوں سے شادی کا ڈھونگ رچائے گا تمہاری عزت سے کھیلے گا پھر چلا جائے گا تم سر پکڑ کر روتی رہو گی۔''

''دنیا کی ہر لڑکی شادی کے نام پر اپنی زندگی کا سب سے بڑا جوا کھیلتی ہے۔ وہ نہیں جانتی کہ شادی کے بعد اس کے شوہر کا مزاج کیسا ہوگا ابھی جو محبت سے پیش آتا ہے وہ شادی کے بعد کیسے تیور بدلے گا؟ یہ لڑکیاں نہیں جانتیں بس اللہ پر بھروسا کرتی ہیں اور خود کو مجازی خدا کے حوالے کر دیتی ہیں۔''

وہ اچھی طرح سمجھ گیا کہ ان بہنوں کے درمیان دال نہیں گلے گی اور ٹیلی پیتھی کا ہتھیار بھی کام نہیں آ رہا تھا۔ اس نے نبیلہ کے دماغ پر قبضہ جمایا وہ اس کی مرضی کے مطابق بولی ''ویسے تم بہت اچھے ہو میں تمہیں پسند کرتی ہوں۔''

جمیلہ نے گھور کر اسے دیکھا پھر پوچھا ''یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟''

''میں اپنے دل کی بات کہہ رہی ہوں تمہیں برا نہیں ماننا چاہیے۔''

ان کے باپ عبدالرحمٰن نے جمیلہ سے کہا ''دیکھو میری بیٹی نبیلہ کتنی سمجھدار ہے تمہیں بھی اسی طرح سمجھداری سے کام لینا چاہیے جو شخص اچھا ہے ہر لحاظ سے بہتر ہے اسے پسند کرنا چاہیے۔''

وردان نے جمیلہ کے دماغ پر قبضہ جمایا وہ اس کی مرضی کے مطابق بولی ''ہاں...... ابو! آپ درست کہتے ہیں میں خوامخواہ وردان صاحب کو نظر انداز کر رہی ہوں۔''

ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے کوئی نہ کوئی وہاں ضرور موجود رہتا ہے۔ اس وقت بھی ایک موجود تھا نبیلہ نے اس کی مرضی کے مطابق کہا ''وردان صاحب قابلِ احترام ہیں ہم ان کی عزت کرتے رہیں گے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ شادی کر لیں گے شادی تو میں علی اکبر سے ہی کروں گی۔''

وردان یہ سنتے ہی جمیلہ کے دماغ سے چھلانگ لگا کر نبیلہ کے دماغ میں آیا۔ وہ اس کی سوچ اور اس کا فیصلہ بدلنا چاہتا تھا ادھر جمیلہ نے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کی مرضی کے مطابق کہا ''نبیلہ تم درست کہہ رہی ہو ہم وردان صاحب کی عزت کرتے رہیں گے لیکن ہماری شادی تو علی اکبر سے ہی ہوگی۔''

وہ پریشان ہو گیا۔ یہ تو پہلے ہی تجربہ کر چکا تھا کہ ان پر تنویمی عمل کا اثر نہیں ہوتا۔ ہوتا بھی ہے تو وہ عارضی ہوا کرتا ہے اب وہ نبیلہ کے دماغ میں جا کر اسے متاثر کرتا تھا تو جمیلہ اس کے خلاف بولنے لگتی تھی جمیلہ کے پاس جا کر اسے اپنے زیر اثر لاتا تھا اور وہ اس کی حمایت میں بولتی تھی تب نبیلہ اس کی مخالفت میں بولنے لگتی تھی۔

پھر جمیلہ نے ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کی مرضی کے مطابق ہنستے ہوئے کہا ''وردان! تم کسی کرتب دکھانے والے کی طرح کب تک کبھی میرے دماغ سے نبیلہ کے دماغ میں پہنچو گے کبھی وہاں سے چھلانگ لگا کر یہاں آؤ گے کب تک بندر کی طرح چھلانگیں مارتے رہو گے؟''

نبیلہ نے کہا ''تمہاری چالبازی ہماری سمجھ میں آ گئی ہے تم ہمارے ذہن میں اپنے آپ کو نقش کرنا چاہتے ہو اور علی اکبر کا نقش مٹا دینا چاہتے ہو لیکن ایسا نہیں ہو سکے گا۔''

اس پر جھنجلاہٹ طاری ہونے لگی وہ غصہ برداشت کر رہا تھا ایسے ہی وقت کال بیل کی آواز سنائی دی عبدالرحمٰن نے اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے کے پاس پہنچ کر اسے کھولا تو کھلے ہوئے دروازے پر پارس دکھائی دیا دونوں بہنیں اسے دیکھتے ہی خوشی سے کھل گئیں عبدالرحمٰن نے ناگواری سے پوچھا ''تم کیوں آئے ہو ابھی ہمارے ہاں مہمان آئے ہوئے ہیں تم جاؤ پھر کبھی آنا۔''

پارس نے کہا ''تعجب ہے دروازے پر آئے ہوئے مہمان کو واپس جانے کا کہہ رہے ہیں کیا آداب اخلاق وتہذیب بالکل ہی بھول چکے ہیں؟''

وہ بہنیں تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی دروازے تک آئیں پھر جمیلہ نے کہا ''آپ وہاں کیوں کھڑے ہیں اندر آئیں۔''

نبیلہ نے کہا ''آپ نہیں جانتے کہ ہمیں اس وقت آپ کی کتنی ضرورت تھی آپ صحیح وقت پر آئے ہیں۔''

عبدالرحمٰن اپنی بیٹیوں کو بے بسی سے دیکھ کر ایک طرف ہٹ گیا پارس نے اندر آتے ہوئے پوچھا ''کیا ہو رہا ہے؟''

جمیلہ نے مسکراتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا ''سوامی وردان وشوانا تھ ہمارے دماغ میں براجمان ہے۔''

پارس نے مسکرا کر کہا ''اچھا تو رقیب روسیاہ موجود ہے۔''

نبیلہ نے کہا ''آپ تشریف رکھیں۔''

وہ انکار میں سر ہلا کر بولا ''نہیں جب میرا رقیب تمہارے دماغ کے اندر ہے تو پھر مجھے تمہارے دلوں کے قریب رہنا چاہیے۔''

وہ ان کے قریب ہو گیا عبدالرحمٰن نے غصے سے کہا ''یہ کیا بے شرمی ہے دور ہٹو یہاں سے۔''

''جو آپ کی بیٹیوں کے اندر پہنچا ہوا ہے اسے بھی تو سمجھائیں کہ یہ بے شرمی ہے یہاں سے نکل جائے۔''

وہ دونوں پارس کی قربت سے سحر زدہ ہو رہی تھیں جی

چاہ رہا تھا ہاتھ بڑھا کر اسے چھو لیں وردان نے کہا ''خبردار! اسے ہاتھ نہ لگانا تم دونوں میری امانت ہو۔''

جمیلہ نے پارس سے کہا ''یہ ہمارے دماغ میں کہہ رہا ہے کہ ہم آپ کو ہاتھ نہ لگائیں ہم اس کی امانت ہیں اب تو یہ ثابت کرنا ہی ہوگا کہ ہم اس کی نہیں آپ کی امانت ہیں۔''

یہ کہتے ہی دونوں نے ایک ایک ہاتھ بڑھا کر اسے چھو لیا یوں کہنا چاہیے کہ پہلی بار انہوں نے کسی اجنبی کو ہاتھ لگایا تھا اور جس جذبے سے ہاتھ لگایا تھا وہ جذبے ان کے اندر شریر بچے کی طرح مچل رہے تھے وہ بے حال ہو رہی تھیں اپنے آپ پر قابو پا رہی تھیں۔

وردان ان کے خیالات پڑھ رہا تھا اور ان کے چور جذبوں کو سمجھ رہا تھا۔ اس نے غصے سے عبدالرحمٰن کے پاس آ کر کہا ''یہ تمہاری بیٹیاں بے شرم ہیں بے لگام ہو رہی ہیں اس کے گلے سے لگنا چاہتی ہیں اس سے چپک جانا چاہتی ہیں میرے اس رقیب کو ان سے دور کرو اس سے کہو کہ میں ان کے دماغ سے نکل آیا ہوں۔''

عبدالرحمٰن نے کڑک کر کہا ''علی اکبر دور ہٹو وردان بھی ان کے دماغ سے نکل آیا ہے تم بھی وہاں سے دفع ہو جاؤ۔''

''آپ ہونے والے داماد سے ایسی باتیں نہ کریں۔ میں آپ کو یہ اطلاع دینے آیا ہوں کہ آج شام آپ کے بڑے بھائی اور دوسرے رشتے داروں کے ساتھ یہاں آؤں گا اور آپ کی بیٹیوں کے ساتھ نکاح پڑھا کر انہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔''

وہ دونوں یہ سن کر خوش ہو رہی تھیں عبدالرحمٰن نے کہا ''بکواس مت کرو میں ان کا باپ ہوں میری مرضی کے بغیر ان کی شادی نہیں ہو سکے گی۔''

''آپ سیدھی طرح مان جائیں تو بہتر ہوگا۔ ورنہ یہ لڑکیاں بالغ ہیں اپنا فیصلہ خود کر سکتی ہیں پھر آپ کے تمام رشتے دار میرے حمایتی ہیں آپ کی مخالفت کو کوئی اہمیت نہیں دے گا۔''

وردان نے عبدالرحمٰن کی زبان سے کہا ''تم ان سے نکاح پڑھوانے آؤ گے تو اپنی موت کو دعوت دو گے اس گھر سے ان لڑکیوں کی ڈولی نہیں اٹھے گی تمہارا جنازہ اٹھے گا۔''

علی اکبر (پارس) نے کہا ''تم اس سے زیادہ اور کر بھی کیا سکتے ہو تمہاری تمام چالیں ناکام ہو چکی ہیں اب خون خرابے پر اتر آؤ گے یہ بھی کر کے دیکھ لو تمہیں کچھ حاصل نہیں ہو سکے گا۔''

''جو چیز مجھے حاصل نہیں ہوتی اسے چھین لیتا ہوں تم شام کو برات لے کر آؤ گے اور وہ شام ابھی بہت دور ہے اس سے پہلے میں ان لڑکیوں کو دلہن بننے کے قابل نہیں رہنے دوں گا۔''

وہ عبدالرحمٰن کے دماغ سے چھلانگ لگا کر جمیلہ کے دماغ میں آیا۔ ان لڑکیوں کو عذاب میں مبتلا کرنے کا یا ذہنی مریضہ بنا دینے کا یا مار ڈالنے کا بس ایک ہی حربہ رہ گیا تھا کہ ان کے اندر زلزلہ پیدا کیا جائے لیکن وہاں پارس کی آمد کے ساتھ ہی الپا بھی ان بہنوں کے دماغ میں پہنچ کر ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کے ساتھ ایک ایک بہن کے دماغ پر قبضہ جما چکی تھی۔

وردان نے خیال خوانی کے ذریعے ایک زبردست زلزلہ پیدا کیا۔ اس زلزلہ کے نتیجے میں دونوں بہنیں ایسی شدید دماغی تکلیف میں مبتلا ہوتیں کہ فرش پر گرنے کے بعد اٹھنے کے قابل نہ رہتیں لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ دونوں نے ہلکا سا جھٹکا محسوس کیا پھر نبیلہ نے (پارس) سے کہا ''ہمارے دماغ میں ابھی کچھ ہوا ہے۔''

وہ دونوں بازو پھیلا کر بولا ''میری پناہ میں آ جاؤ! وہ کمبخت تم دونوں کو ذہنی مریضہ بنانا چاہتا ہے۔''

وہ دونوں جیسے اسی انتظار میں تھیں ایک دم سے آگے بڑھ کر اس کے گلے لگ گئیں۔ جمیلہ کا سر علی اکبر (پارس) کے بائیں شانے پر آ گیا اور نبیلہ کا سر دائیں شانے پر جب پیار کرنے والے ایک دوسرے کے گلے لگتے ہیں تو دو دل ایک دوسرے سے مل کر تیزی سے دھڑکنے لگتے ہیں لیکن ان لمحات میں تین دل ایک دوسرے سے لگ کر تیزی سے دھڑک رہے تھے۔

وردان حیران تھا' پریشان تھا اب سے پہلے بھی ان بہنوں کے اندر زلزلہ پیدا کر چکا تھا مگر ناکام رہا تھا اور اس بار بھی ناکام ہو رہا تھا اس نے جھلا کر پھر ایک بار زبردست زلزلہ پیدا کیا۔ الپا اور ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اس بار اور زیادہ مضبوطی سے ان دونوں کے دماغوں کو گرفت میں لیا تھا اس لیے انہوں نے ہلکا سا بھی جھٹکا محسوس نہیں کیا بس ایک ذرا دھیمی سی سرسراہٹ محسوس کی۔

جمیلہ نے کہا ''آپ کا رقیب عداوت سے باز نہیں آ رہا ہے کچھ کر رہا ہے۔''

''وہ جو کرنا چاہتا ہے کرنے دو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اس کی کوئی چال میرے سامنے نہیں چلے گی۔''

نبیلہ نے کہا ''آپ وعدہ کریں ہمیں چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔''

''میں صرف شام تک کے لیے جاؤں گا اس کے بعد

یہاں آ کر تم دونوں کو اپنی دلہن بناؤں گا پھر ساری زندگی تمہارے ساتھ رہوں گا۔''

وہ دونوں خوشی کے مارے رونے لگیں زندگی میں عجیب حالات سے اور عجیب تجربات سے گزرنا پڑتا ہے (پارس) کے لیے یہ عجیب وغریب تجربہ تھا اس کی ہونے والی دلہنیں بیک وقت اس کے دل سے لگی ہوئی تھیں ان کی دھڑکنیں کہہ رہی تھیں یہ تو کچھ بھی نہیں ہے ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں۔

☆☆☆

سوامی وردان دشواناتھ نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس ملک کے بڑے بڑے اور اہم منسٹروں کے دماغوں پر قبضہ جما رکھا تھا' ان میں سے کسی منسٹر کو یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ وردان کے معمول اور تابعدار بنے ہوئے ہیں۔ وردان اپنی ضرورت کے وقت ٹیلی فون کے ذریعے رابطہ کرتا تھا پھر اپنا ضروری کام ان سے کرا لیا کرتا تھا وہ انکار نہیں کرتے تھے اور یہ سمجھنے سے بھی قاصر تھے کہ کیوں اس کی بات مان کر ہر جائز یا ناجائز کام کر گزرتے ہیں۔

وردان نے ٹیلی فون کے ذریعے ہوم منسٹر سے رابطہ کیا پھر کہا ''میں سوامی وردان! دشواناتھ بول رہا ہوں۔''

ہوم منسٹر نے خوش دلی سے کہا ''سوامی جی! ہم آپ کے سیوک ہیں' حکم کریں' کیا چاہتے ہیں؟''

اس نے کہا ''دہلی میں ایک بہت بڑا شانتا بائی اسپتال ہے۔''

''جی ہاں' وہ تو بہت ہی مشہور اسپتال ہے' اس کی کئی شاخیں' دوسرے شہروں میں بھی ہیں۔''

''اس اسپتال کا ایک منتظم اعلیٰ ہے اس کا نام دھرم ویر ہے' مجھے اس پر شبہ ہے۔''

''آپ کو کس قسم کا شبہ ہے؟''

''وہ ہندو نہیں مسلمان ہے' ٹیلی پیتھی جانتا ہے لیکن دھرم ویر بن کر اپنی اصلیت چھپا رہا ہے' آپ ابھی اس کے خلاف انکوائری کرائیں' وہ کون ہے' کب سے شانتا بائی اسپتال کا منتظم اعلیٰ بنا ہوا ہے؟ اس سے پہلے کہاں تھا؟ اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا جا سکتا ہے اور میں یہ بتا دوں سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلے گا' آپ انٹیلی جنس کے کسی کڑک افسر کو اس کے پیچھے لگا دیں۔''

''میں ابھی حکم جاری کرتا ہوں' ایک گھنٹے کے اندر اس کے خلاف انکوائری شروع ہو جائے گی۔''

ادھر میں نے شانتا بائی سے فون پر رابطہ کیا' وہ بولی ''بھائی' آپ کہاں ہیں؟''

میں نے کہا ''میں ابھی ممبئی میں ہوں۔ آدھے گھنٹے کے بعد کسی دوسرے شہر کی طرف چلا جاؤں گا' میں کچھ دنوں تک تم سے اور نیہا (اعلیٰ بی بی) سے دور رہوں گا۔''

''ہم سے دور کیوں رہو گے؟ بات کیا ہے؟''

''میرا ایک بہت پرانا دشمن ہے' اس کا تعلق یہاں کے حکمرانوں سے ہے' وہ بڑے وسیع ذرائع کا مالک ہے' اس نے میرے خلاف انکوائری شروع کرائی ہے۔ وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ میں ہندو نہیں' مسلمان ہوں اور دیش دشمن ہوں۔ یہاں تخریبی کارروائیاں کرنے آیا ہوں۔''

وہ پریشان ہو کر بولی ''ایسا دشمن اچانک کہاں سے پیدا ہو گیا ہے' وہ کیوں ایسے الزامات لگا رہا ہے؟''

''شانتا بائی! دشمن تو دشمن ہی ہوتا ہے وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔ تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ میں اس کم بخت سے نمٹنے کے بعد تمہارے پاس دہلی آؤں گا۔''

''بھائی! آپ کے خلاف انکوائری ہو گی تو مجھے کیا کہنا چاہیے؟''

''تم صرف اتنا کہو گی کہ میں اسپتال کے معاملات نمٹانے کے لیے کبھی ملک سے باہر جاتا ہوں اور کبھی مختلف شہروں کا دورہ کرتا رہتا ہوں اور تم نہیں جانتیں کہ میں اس وقت کہاں ہوں اور مجھ سے فون پر بھی رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔''

''ٹھیک ہے' میں یہی کہوں گی لیکن آپ کے لیے پریشان ہوتی رہوں گی۔''

''میں نے کہا' تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے' میں ان سارے معاملات سے جلد ہی نمٹ لوں گا۔''

میں نے رابطہ ختم کر دیا' ہمیں آوازون کی لاش کے پاس اس کا موبائل فون ملا تھا' وہ فون ابھی میرے پاس تھا' اس میں کئی ٹیلی فون نمبر محفوظ تھے۔

آوازون نے آخری بار جس نمبر پر رابطہ کیا تھا۔ میں نے اس نمبر کو پنچ کیا پھر فون کو کان سے لگایا' تھوڑی دیر بعد ایک آواز سنائی دی ''ہیلو...... میں...... پامسٹ سلطان ابن سلطان بول رہا ہوں۔''

میں فون بند کر کے اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ فون کان سے لگا کر ہیلو ہیلو کہہ کر مخاطب کر رہا تھا پھر اس نے ناگواری سے فون کو دیکھا' اس پر میرے نمبر پڑھے۔ اسے پڑھتے ہی حیران ہو کر سوچنے لگا ''یہ...... یہ تو اس جوان کا فون ہے جو میرے پاس صبح ناشتے کے وقت اپنا ہاتھ دکھانے آیا تھا اور میں نے اس کی موت کی پیش گوئی کی تھی' وہ تو مر چکا ہے پھر یہ کون ہے' جس نے مجھے کال کی ہے؟'' میں اس کے خیالات پڑھنے کے دوران اپنے چہرے کو میک اپ کے ذریعے تبدیل کرنے لگا' اب میں دھرم ویر کی حیثیت سے نہیں رہ سکتا تھا۔ دہلی' ممبئی' مدراس' کلکتہ جہاں بھی شانتا بائی کے نام سے اسپتال قائم کیا گیا تھا' وہاں کے سرکاری افسران مجھے چہرے سے پہچانتے تھے۔ انٹیلی جنس والے کسی وقت بھی مجھ تک پہنچ سکتے تھے' اس لیے میں نے ایک گھنٹے کے اندر اپنے چہرے کو تبدیل کر لیا۔

انوشے نے خوش ہو کر کہا ''گرینڈ پا! اب تو آپ دھرم ویر نہیں رہے' آپ ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں۔''

میں نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا ''دادا کی جان! ابھی مجھے بڑے اہم معاملات نمٹانے ہیں اس نئے چہرے کے مطابق شناختی کارڈ پاسپورٹ اور دوسرے ڈاکومینٹس تیار کرانے ہیں۔''

''اوہ گرینڈ پا یہ تو آپ خیال خوانی کے ذریعے چٹکی بجا کر کر لیں گے۔''

''لیکن چٹکی بجا کر آوازون کی چڑیل ماں تک نہیں پہنچ پاؤں گا میں اسے تلاش کر رہا ہوں ویسے تم سے وعدہ کرتا ہوں میں زیادہ سے زیادہ تمہارے ساتھ رہنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔''

خیال خوانی کا سلسلہ ٹوٹ گیا تھا۔ میں پھر سلطان ابن سلطان کے خیالات پڑھنے لگا پتا چلا کہ ایک گھنٹا پہلے ارناکوف اس سے ملنے آئی تھی اسے ہاتھ دکھا کر قسمت کا حال معلوم کرنا چاہتی تھی۔

وہ نجومی نہیں جانتا تھا کہ اس کا نام ارناکوف ہے اور وہ اس ہلاک ہونے والے جوان کی ماں ہے چونکہ وہ کالے عمل کے ذریعے بھرپور جوانی حاصل کر چکی تھی اس لیے آوازون کی ماں نہیں کہلاتی تھی بلکہ دنیا والوں کے سامنے بہن بھائی بن کر رہتے تھے۔

اس نجومی نے ارناکوف کا ہاتھ دیکھ کر کہا تھا کہ دونوں بھائی بہن کے ہاتھ کی لکیریں ایک ہی بات کہہ رہی ہیں کہ وہ مصیبتوں میں گھرے ہوئے ہیں اور کسی دشمن سے چھپتے پھر رہے ہیں پھر اس نے یہ بھی بتایا کہ اس کے ہاتھ پر زندگی کی جو لکیر ہے وہ دھندلی پڑ رہی ہے وہ مر بھی سکتی ہے اور بچ بھی سکتی ہے۔ بچنے کا صرف ایک ہی راستہ ہے کہ وہ اپنے دشمن سے دوستی کر لے۔

اس نجومی کے خیالات نے بتایا کہ وہ اسی ہوٹل کے کمرا نمبر سات سو سات میں رہتی ہے۔ میں نے اس ہوٹل کے فون نمبر پر رابطہ کیا پھر انکوائری کاؤنٹر گرل کی آواز سننے کے بعد فون بند کر دیا۔ اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ روم نمبر سات سو سات میں ایک جوان دوشیزہ اپنے جوان بھائی کے ساتھ رہنے آئی تھی اس کا بھائی صبح چھ بجے ہوٹل سے کہیں چلا گیا تھا اور اب پندرہ منٹ پہلے وہ دوشیزہ ہوٹل چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ ارناکوف نے ہوٹل کے رجسٹر پر اپنا نام مس مونالی سکینہ لکھوایا تھا۔

میں نے الپا سے کہا ''ارناکوف پندرہ منٹ پہلے اپنا ہوٹل چھوڑ کر کہیں چلی گئی ہے۔ اسے خطرے کا احساس ہو گیا ہے پھر ایک نجومی نے بھی اسے یہ کہہ کر دہشت زدہ کیا ہے کہ اس کے ہاتھ پر زندگی کی لکیر دھندلی پڑ گئی ہے۔''

الپا نے کہا ''یہاں اس کے جوان بیٹے کو ہلاک کیا گیا ہے اس لیے اب وہ اس شہر میں نہیں رہے گی۔''

''اور یہ ملک چھوڑ کر بھی نہیں جائے گی۔ اس نے وردان سے دوستی کی ہے اپنی سلامتی کی خاطر اس جیسے شہ زور اور غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک کے سائے میں پناہ لے رہی ہے۔''

الپا نے کچھ سوچ کر کہا ''پاپا! جب ہم پاکستان اور ہندوستان کے سرحدی اسٹیشن اٹاری میں ولاڈی میر سے نمٹ رہے تھے اور اسے موت کے گھاٹ اتار رہے تھے تب میں نے ارناکوف سے خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کی تھی میں اس کی آواز اور لہجے کو اچھی طرح پہچانتی ہوں کیا اس کے دماغ میں جا کر دیکھوں جگہ مل سکتی ہے یا نہیں؟''

میں نے کہا ''وہ سانس روک کر بھگا دے گی پھر بھی اس کے اندر جاؤ۔''

میں الپا کے اندر پہنچا وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی ارناکوف کے اندر پہنچ گئی۔ اس نے ہمیں محسوس نہیں کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ ان لمحات میں وردان اس کے اندر بول رہا تھا۔ جب ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا کسی کے دماغ میں موجود ہو تو دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی سوچ کی لہریں محسوس نہیں ہوتی۔

اس وقت وہ ائر پورٹ کے ایک لاؤنج میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وردان دشواناتھ کہہ رہا تھا ''یہ اچھا ہوا کہ تمہیں کلکتہ جانے والی فلائٹ میں سیٹ مل گئی ہے۔ میرا شبہ یقین میں بدلتا جا رہا ہے کہ وہ دھرم ویر دراصل فرہاد علی تیمور ہے۔ دہلی اور ممبئی کی انٹیلی جنس والے حرکت میں آ گئے ہیں۔ اسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں اور وہ کہیں روپوش ہو گیا ہے۔'' وہ پریشان ہو کر اٹھ گئی پھر ایک طرف جاتی ہوئی بولی ''میں ابھی بورڈنگ کارڈ

لے رہی ہوں۔ فلائٹ کا وقت ہوگیا ہے مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ میری تلاش میں اسی طرف آ رہا ہے پلیز وردان! جب تک میری فلائٹ یہاں سے روانہ نہ ہو اس وقت تک میرے پاس موجود رہو۔''

''تم ساری زندگی ڈرتی رہوگی تو کیا میں تمہارے دماغ میں بیٹھا تمہاری پہریداری کرتا رہوں گا۔ میرے اور بھی بہت سے معاملات ہیں۔ مجھے اب ان سے بھی نمٹنا ہے میں جارہا ہوں۔''

اس کے جانے سے پہلے میں اور الپا وہاں سے چلے آئے اگر ایسا نہ کرتے تو اس کے جاتے ہی ارنا کوف ہمیں اپنے اندر محسوس کرلیتی۔ ہمارے اس طریقہ کار سے وہ اور وردان بے خبر تھے یہ نہیں جانتے تھے کہ ہم نے موقع سے فائدہ اٹھا کر ان کی باتیں سن لی ہیں۔

صرف باتیں ہی نہیں سنی تھیں ارنا کوف کے چور خیالات بھی پڑھے تھے۔ یہ پتا چلا تھا کہ وہ ابھی کلکتہ جارہی ہے پھر وہاں سے دارجلنگ جائے گی۔ وہاں وردان کے ایک بنگلے میں رہائش اختیار کرے گی۔ وردان اپنے دوسرے معاملات سے نمٹنے کے بعد اس کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے وہاں جائے گا۔

الپا نے کہا ''ہمیں یہ خاص بات معلوم ہوگئی ہے کہ وردان دو چار دن میں دارجلنگ والے بنگلے میں پہنچے گا۔''

''اوہ...... میں ایسے موقع کی تلاش میں تھا کہ کبھی اس سے روبرو ملاقات ہوجائے اور اب ملاقات کے آثار پیدا ہوگئے ہیں مجھے دارجلنگ جانا ہی ہوگا۔''

وردان ذہنی انتشار میں مبتلا ہوگیا تھا۔ جمیلہ اور نبیلہ کے سلسلے میں جو ناکامیاں ہورہی تھیں ان کے باعث وہ بات بات پر جھنجلانے لگا تھا لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا تھا۔ اپنے خدمت گاروں کے ذریعے یہ اعلان کرادیا تھا کہ سوامی جی گیان دھیان میں مصروف ہوگئے ہیں۔ وہ کچھ روز تک کسی عقیدت مند اور ضرورت مند سے ملاقات نہیں کریں گے۔

وہ نیپال کے شہر کھٹمنڈو میں تھا وہاں اپنے بنگلے میں تنہا رہ کر کبھی گیان دھیان میں مصروف رہتا تھا کبھی جمیلہ اور نبیلہ کو حاصل کرنے کے منصوبے بناتا رہتا تھا۔ ایسے دولت مند اور بااختیار لوگ فکر اور پریشانی کے وقت شراب اور شباب سے دل بہلاتے ہیں لیکن وہ شراب نہیں پیتا تھا اور حسین عورتوں سے کتراتا تھا جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔ وہ صرف ایسی حسین عورتوں سے دلچسپی لیتا تھا جو غیر معمولی ہوتی تھیں... فی الوقت اس کی نظر میں تین غیر معمولی ہستیاں تھیں ایک تو وہ جڑواں بہنیں تھیں جو اس کے لیے چیلنج بن گئی تھیں۔ دوسری ارنا کوف اور تیسری شیوانی۔

ایک پارس ہی اس کے لیے ناقابل فہم ہوگیا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح اسے شکست دے سکتا ہے اور اپنے قابو میں رکھ سکتا ہے یا ہلاک کرسکتا ہے پھر اس کے معاملات میں میری موجودگی نے اسے اور زیادہ پریشان کردیا تھا۔ وہ علی اکبر (پارس) کے خلاف منصوبے بنا رہا تھا اور میرے خلاف قانونی کارروائیاں شروع کرا چکا تھا اس کے باوجود اسے سکون نہیں مل رہا تھا اس لیے وہ گوشہ نشین ہوگیا تھا۔ ایک بنگلے میں تنہا رہ کر اپنے موجودہ حالات پر غور کررہا تھا اور نت نئے منصوبے بنا رہا تھا۔

پھر اس نے سوچا ذہن کو سکون پہنچانا چاہیے کچھ تفریح کرنی چاہیے۔ ذہن فریش ہوگا تو تازہ دم ہوکر اپنے مخالفین سے نمٹ سکے گا۔

فی الوقت فریش ہونے کے لیے اس کے پاس دو آئٹم تھے۔ ایک ارنا کوف اور دوسری شیوانی۔ اب تک اس نے خیال خوانی کے ذریعے ان دونوں سے رابطہ کیا تھا۔ کبھی روبرو انہیں دیکھا نہیں تھا۔ یہ نہیں جانتا تھا کہ دونوں میں کون زیادہ حسین ہے اور پرکشش ہے اور کسے پہلے ترجیح دینی چاہیے اور کس کے ساتھ پہلے وقت گزارنا چاہیے؟

وہ ہندوستان کے شمالی حصے میں رہتا تھا اور وہ دونوں جنوب مغرب کے ساحلی شہر ممبئی میں تھیں۔ ان میں سے ایک دارجلنگ کی طرف روانہ ہوگئی تھی اس نے سوچا ابھی ارنا کوف کو نظر انداز کرنا چاہیے اس کا جوان بیٹا مارا گیا ہے وہ صدمات سے چور ہے کھل کر تفریح نہیں کرسکے گی۔

اس نے ارنا کوف سے پہلے شیوانی کو بھی اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا تھا پھر اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا تھا اور حکم دیا تھا کہ وہ فی الحال وہیں ممبئی شہر کے اس ہوٹل میں رہے گی وہ اپنی مصروفیات سے فارغ ہونے کے بعد اسے اپنے پاس بلالے گا۔

شیوانی کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ اپنے بیٹے عدنان کو اپنے سابقہ شوہر پورس سے چھین لینا چاہتی تھی۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی نے بہت پہلے ہی سمجھ لیا تھا کہ شیوانی اندر سے شرپسند ہے۔ آئندہ وہ بڑے فسادات پھیلائے گی اس لیے انہوں نے کبھی اسے بابا صاحب کے ادارے میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ شیوانی کو اسی بات کا غصہ تھا کہ اسے حقیر سمجھا گیا ہے تو وہ اپنے بیٹے کو بھی ادارے میں جانے نہیں دے گی۔

اس نے عدنان کو اس ادارے میں جانے سے روکنے کی خاطر کتنے ہی فسادات پھیلائے تھے اپنی موت کے بعد اس کی آتما انا میریا کے اندر پہنچی تھی پھر انا میریا کی موت کے بعد اب الکا اگنی ہوتری کے اندر سمائی ہوئی تھی۔ اتنی دشمنی اور بھاگ دوڑ کے باوجود وہ عدنان کو حاصل نہیں کرسکی تھی اور اب اسے حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہوگیا تھا کیونکہ وہ بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہوگیا تھا۔

اتنی ناکامیوں کے باوجود وہ بلا کی ضدی تھی۔ اپنے شیطانی ارادوں سے باز آنے والی نہیں تھی اس نے پورس کو چیلنج کیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے عدنان کو بابا صاحب کے ادارے سے نکال لائے گی یہ اتنا بڑا چیلنج تھا کہ اس پر عمل کرنے کے لیے اسے کسی بہت بڑی طاقت کا سہارا لینا تھا۔

اس نے سوامی وردان، شوانا تھ کا سہارا لیا تھا اسے اپنی روداد سنائی تھی۔ وردان یہ سن کر خوش ہوا تھا کہ وہ تو اِن دن ہے یعنی الکا اگنی ہوتری بھی ہے اور شیوانی بھی ہے جسم الکا کا ہے اور آتما شیوانی کی ہے ایسی غیر معمولی عورتیں وردان کو اپنی طرف کھینچتی تھیں اور وہ اس کی طرف کھنچا چلا آیا تھا۔

شیوانی نے اس سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ وہ اس کا ہر حکم مانے گی اپنی جان بھی دے دے گی لیکن اپنا جسم نہیں دے گی۔

پہلی بار تانترک مہاراج جنگل بھٹا چاریہ نے اس کی آتما کو انا میریا کے اندر پہنچایا تھا تب اس نے تانترک مہاراج سے بھی یہی کہا تھا کہ وہ ساری زندگی اس کی سیوا کرتی رہے گی اس کا ہر حکم مانے گی اور اس کے حکم پر جان بھی دے دے گی لیکن اپنا جسم نہیں دے گی کیونکہ وہ اپنی آتما کی گہرائیوں سے صرف پورس کی ہے اور اسی کی رہے گی اس کے سوا اسے کوئی حاصل نہیں کر سکے گا۔

تانترک مہاراج جنگل بھٹا چاریہ کو عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی اسی لیے اس نے شیوانی کی بات مان لی تھی اور اسے صرف داسی بنا کر رکھا تھا سوامی وردان نے جب شیوانی کی یہ ہسٹری سنی تو سمجھ لیا کہ یہ سیدھی طرح ہاتھ نہیں آئے گی اگر وہ اسے طلب کرے گا تو وہ انکار کرے گی اور اس سے دور چلی جائے گی۔

اس نے شیوانی سے کہا ”ٹھیک ہے میں تمہیں کبھی ہاتھ نہیں لگاؤں گا مجھے تم سے صرف اس لیے دلچسپی ہے کہ تم میری طرح ہندو ہو اور اپنے بیٹے عدنان کو بابا صاحب کے ادارے سے نکال کر ہندو بنا کر رکھنا چاہتی ہو میں اس کام میں تمہاری پوری مدد کروں گا۔“

وردان نے جھوٹا وعدہ کیا تھا پھر اس کی لاعلمی میں اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر دیا تھا اس کے بعد اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا تھا۔ وہ بے خبر تھی اگلے چوبیس گھنٹوں تک اسے معلوم نہ ہوسکا کہ اس کے ساتھ کیا ہو چکا ہے؟

وردان نے اسے یہ جھوٹا دلاسا دیا تھا کہ وہ اس کے بیٹے عدنان کو اس ادارے سے نکال لانے کے لیے ایک پراسرار عمل میں مصروف ہے۔ یہ مصروفیت ختم ہوتے ہی اسے کوئی نہ کوئی خوشخبری سنائے گا پھر اس سے ملنے کے لیے آئے گا۔

دراصل وہ شیوانی سے فوراً ہی ملنے کا وقت نہیں نکال سکتا تھا جمیلہ اور نبیلہ نے اسے بری طرح الجھا دیا تھا۔ دوسرے دن شیوانی نے سوچا کہ وہ ہوٹل سے باہر جائے گی اور ممبئی شہر دیکھے گی لیکن وہ نہ جاسکی اور اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔

اس نے دوپہر کو ہوٹل کے گراؤنڈ فلور میں آکر سوچا باہر گارڈن میں جائے گی اور ذرا کھلی فضا میں سانس لے گی لیکن وہ ایسا سوچنے کے باوجود نہ جاسکی۔ تب وہ تشویش میں مبتلا ہوگئی۔ اپنے کمرے میں آکر سوچنے لگی۔ ”کیا میں پابند ہوگئی ہوں اس ہوٹل سے باہر نہیں جاسکوں گی؟ اگر ایسا ہے تو مجھے کس نے پابند کیا ہے اور کیسے کیا ہے؟“

ایسے وقت ایک ہی بات سمجھ میں آئی کہ تنویمی عمل کے ذریعے ہی کسی کو پابند بنایا جاسکتا ہے۔

وہ پریشان ہوکر سوچنے لگی ”کیا سوامی وردان نے مجھ پر تنویمی عمل کیا ہے مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا ہے؟“

اسے اپنے اندر وردان کی آواز سنائی دی ”تم درست سوچ رہی ہو تم جو نہیں چاہتی تھیں وہ تمہارے ساتھ ہو چکا ہے۔ اب تم ہمیشہ میری کنیز بن کر رہو گی۔“

”اس کا مطلب ہے تم نے میرے اعتماد کو دھوکا دیا ہے مجھ سے یہ جھوٹ کہا تھا کہ ایک ہندو ہونے کے ناتے کسی لالچ کے بغیر میری مدد کرتے رہو گے۔“

”کیا میں تمہارے باپ کا نوکر ہوں، مفت میں کام کروں گا جو دنیا کا دستور ہے اسی کے مطابق کام ہوگا۔ اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے۔ میں اپنا وعدہ پورا کروں گا تمہارے بیٹے کو کسی نہ کسی طرح اس ادارے سے باہر نکال لانے کی کوشش کروں گا اور اپنی محنت کا معاوضہ تم سے وصول کرتا رہوں گا۔“

وہ پریشان ہوکر بولی ”کیا تم میرے بدن کو ہاتھ لگاؤ گے؟“

”جو عورتیں غیر معمولی ہوتی ہیں، عجوبہ ہوتی ہیں وہ میرے لیے پُرکشش بن جاتی ہیں۔ تمہارے وجود میں بیک

وقت دو ہستیاں ہیں۔ الکا اگنی ہوتری بھی ہے اور شیوانی بھی۔ میں یہ عجیب و غریب تجربہ کرنا چاہتا ہوں کہ بیک وقت دو کس طرح حاصل ہو جاتی ہیں؟“

”فار گاڈ سیک، ایسی باتیں نہ کرو میرا یہ وجود صرف پورس کے لیے ہے۔“

”بکواس کرتی ہو، جو تمہیں گھاس نہیں ڈالتا اور جس نے تمہارے بچے کو تم سے چھین لیا ہے کیا اسی کی امانت بن کر رہنا چاہتی ہو؟“

”جب میں اپنے بیٹے عدنان کو حاصل کرلوں گی تو وہ بھی میری طرف کھنچا چلا آئے گا میں اس انتظار میں ایک جسم سے دوسرا جسم بدلتی آئی ہوں، بھگوان کے لیے مجھے ہاتھ لگانے کے ناپاک ارادے سے باز آجاؤ۔“

”تم میری معمولہ اور تابعدار ہو میرا حکم ہے کہ تم پارسا بننے سے باز آجاؤ اور میرے ہر حکم کی تعمیل کرو۔ جس طرح میں نے تمہارے دماغ میں یہ بات نقش کی ہے کہ میرے حکم کے بغیر اس ہوٹل سے باہر نہیں جاسکو گی تو تم نہیں جارہی ہو اسی طرح میرے حکم کے مطابق تم کمرے سے باہر جاکر ہوٹل کے کسی بھی شخص سے بات نہیں کرو گی۔“

”تم مجھے یہاں کب تک قیدی بنا کر رکھو گے؟“

”یہاں زیادہ دیر تک قیدی بن کر نہیں رہو گی ہوٹل کے باہر جاسکو گی۔ چار گھنٹے بعد ایک فلائٹ نیپال جانے والی ہے میرے ایک آلہ کار نے تمہارے لیے اس میں ایک سیٹ ریزرو کرائی ہے۔ تم دو گھنٹے بعد یہاں سے نکلو گی اور سیدھی ائرپورٹ جاؤ گی۔ میرا وہ آلہ کار تمہیں ٹکٹ دے گا تو تم اس فلائٹ کے ذریعے کھٹمنڈو پہنچو گی۔“

”میں وہاں جاکر کیا کروں گی؟“

”وہاں میں تمہیں گلے لگا کر استقبال کروں گا۔“

وہ گم صم سی رہ گئی۔ دل ڈوبنے لگا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے بلندی سے بہت ہی پستی میں گرتی جارہی ہو۔ وردان نے کہا ”میں جارہا ہوں۔ چار گھنٹے بعد آکر دیکھوں گا کہ تم طیارے میں سوار ہو چکی ہو یا نہیں۔ ٹھیک دو گھنٹے بعد اس ہوٹل سے نکلو گی۔“

پھر اس کے اندر خاموشی چھا گئی۔ وہ نہیں بول رہا تھا۔ اس کے اندر سے جاچکا تھا۔ وہ روتی ہوئی آکر بستر پر اوندھے منہ گر پڑی۔ اگرچہ وہ شر پسند تھی، غلط راستوں سے اپنے بیٹے کو اور اپنے سابقہ شوہر پورس کو حاصل کرنا چاہتی تھی اس کے ارادے غلط تھے لیکن پورس کے لیے محبت اور عدنان کے لیے ممتا سچی تھی اور پورس کی محبت میں اس قدر بے داغ اور اجلی تھی

کہ آج تک اس نے کسی دوست کو یا کسی دشمن کو اپنے آنچل تک پہنچنے نہیں دیا تھا۔

وہ تھوڑی دیر تک بستر پر اوندھی پڑی روتی رہی پھر سوچنے لگی ”رونے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ مجھے اپنے بچاؤ کے لیے کچھ کرنا ہوگا۔“

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پریشان ہوکر سوچنے لگی ”میں کیا کرسکتی ہوں؟ میرا دماغ وردان کے احکامات کا پابند ہے اور میں ان احکامات کے خلاف باہر نہیں جاسکوں گی اس نے تو یہ بھی کہا ہے کہ یہاں کسی سے رابطہ بھی نہیں کرسکوں گی۔“

اس نے ایک سرد آہ بھر کر سوچا ”آہ! تانترک مہاراج جنگل بھٹا چاریہ اور چنڈال جوگیا سب ہی مارے گئے ہیں۔ کوئی میری مدد کرنے والا نہیں ہے میں کس کو پکاروں؟“

اس نے فون کی طرف دیکھا ”کیا میں اس فون کے ذریعے کسی کو اپنی مدد کے لیے بلاسکتی ہوں؟“

وہ بیڈ سے اتر گئی۔ سوچنے لگی ”مجھے آزمانا چاہیے کسی سے رابطہ کرکے دیکھنا چاہیے۔“

وہ ٹیلی فون کے پاس آئی پھر ریسیور اٹھایا دوسرے ہی لمحے اس نے ریسیور رکھ دیا۔ پریشان ہوکر پھر ٹیلی فون کو دیکھنے لگی۔ اس بار اس نے مصمم ارادہ کرلیا کہ وہ ریسیور اٹھا کر دوبارہ نہیں رکھے گی اور نمبر پنچ کرے گی اس ارادے کے مطابق اس نے ریسیور اٹھا کر جلدی سے ہوٹل انکوائری کے نمبر پنچ کیے لیکن دو نمبر پنچ کرنے کے بعد ہی آگے بھول گئی کہ نمبر کیا ہیں؟

وہ یاد کرنے لگی لیکن اس کی یادداشت جواب دے گئی۔ وہ سحر زدہ تھی، نہ نمبر یاد کرسکتی تھی اور نہ ہی وردان کی مرضی کے خلاف کسی سے رابطہ کرسکتی تھی۔

اس نے ریسیور کو کریڈل پر پٹخ دیا۔ وہاں سے دور ہوگئی۔ آئینے میں اپنے آپ کو دیکھنے لگی۔ ایسے ہی وقت اسے یاد آیا کہ وہ آئینے میں اپنے پورس سے باتیں کرسکتی ہے اسے بلاسکتی ہے۔

وہ دھڑکتے ہوئے دل سے آئینے کے قریب آگئی۔ دل کی گہرائیوں سے اسے یاد کرنے لگی۔ ایسے وقت پورس اپنے واش روم میں تھا۔ آئینے کے سامنے شیو کررہا تھا۔ اچانک ہی آئینے کی سطح پر دھند سا ہوگیا اور شیوانی دکھائی دینے لگی۔

اب سے پہلے بھی ان کے درمیان کئی بار اس طرح رابطہ ہو چکا تھا۔ وہ ناگواری سے اسے دیکھتے ہوئے بولا ”کیا بات ہے؟ کیوں میرے سامنے آئی ہو؟“

وہ رونے کے انداز میں بولی ”پورس! پچھلی دشمنی کو بھول

جاؤ اس وقت میں بہت مصیبت میں ہوں۔ مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔''

وہ حقارت سے بولا ''تم جب چاہتی ہو میرے لیے مصیبتیں پیدا کرتی رہتی ہو۔ اب ایسی کیا مصیبت آ گئی ہے کہ اپنے یاروں کو اور مددگاروں کو نہیں بلا رہی ہو اور مجھے یاد کر رہی ہو؟''

''تم اچھی طرح جانتے ہو تانترک مہاراج اور جنگل بھٹا چاریہ اور چنڈال جوگیا سارے ہی کالا جادو جاننے والے مارے گئے ہیں۔ اب کوئی میری مدد کرنے والا نہیں رہا ہے۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے میرے دماغ پر قبضہ جمالیا ہے مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا ہے۔''

''تمہارے ساتھ یہی ہونا چاہیے تم دشمنی کے جس راستے پر چل رہی ہو وہاں اسی طرح ٹھوکریں کھاتی رہوگی۔''

''دیکھو تم ایک بات اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کتنی ہی بری سہی لیکن اپنے آپ کو صرف تمہارے لیے بچا کر رکھتی ہوں۔ کسی کی مجال نہیں ہوتی کہ کوئی مجھے ہاتھ بھی لگا سکے لیکن آج وہ شخص میرا عامل بن چکا ہے۔ میں اس کے حکم کے مطابق چار گھنٹے بعد نیپال جانے والی ہوں۔ وہاں پہنچوں گی تو وہ میری عزت و آبرو کو خاک میں ملا دے گا۔ ہم صرف اپنے بچے عدنان کے سلسلے میں ایک دوسرے کے مخالف ہیں، ایک دوسرے کی جان کے دشمن نہیں ہیں کیا تم یہ گوارہ کرو گے کہ میری آبرو خاک میں مل جائے؟''

پورس نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر پوچھا ''تم ابھی کہاں ہو؟''

''میں ہندوستان کے شہر ممبئی میں ہوں اب سے چار گھنٹے بعد ائرپورٹ جا کر جہاز میں سوار ہو جاؤں گی پھر یہاں سے نیپال کے شہر کھٹمنڈو پہنچوں گی۔''

''تم تھوڑی دیر بعد رابطہ کرو میں کچھ کرتا ہوں۔''

آئینے کی سطح سے شیوانی گم ہوگئی۔ وہ اپنے آپ کو دیکھنے لگا۔ وہاں سے پلٹ کمرے میں آیا پھر موبائل اٹھا کر نمبر پنچ کرنے لگا۔ رابطہ ہونے پر عبداللہ کی آواز سنائی دی ''لیس سر! میں ابھی آپ کے پاس آ رہا ہوں۔''

رابطہ ختم ہوا وہ اس کے دماغ میں پہنچ گیا پورس نے کہا ''عبداللہ پاپا سے کہو وہ فوراً مجھ سے رابطہ کریں۔''

وہ میرے پاس آ کر بولا ''سر! پورس بابا آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔''

میں نے اپنے بیٹے کے پاس آ کر پوچھا ''خیریت تو ہے۔''

''پاپا! میں تو خیریت سے ہوں شیوانی مصیبت میں ہے۔ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ وہ میرے اور عدنان کے لیے ایک کے بعد ایک جسم بدلتی ہوئی کسی نہ کسی طرح زندگی حاصل کرتی رہتی ہے وہ لاکھ دشمن سہی لیکن میرے اور عدنان کے معاملے میں مخلص ہے ہم سے سچی محبت کرتی ہے۔''

''میں سب سمجھتا ہوں تم اس کے آگے کی بتاؤ۔''

''کسی شخص نے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا ہے۔ وہ اس وقت ممبئی میں ہے اور چار گھنٹے بعد ائرپورٹ جائے گی پھر وہاں سے ایک فلائٹ کے ذریعے نیپال کے شہر کھٹمنڈو پہنچے گی۔ اس پر تنویمی عمل کرنے والا شخص وہاں موجود ہوگا اور وہاں اس کی عزت کو خاک میں ملانا چاہے گا۔''

''ہوں......'' میں نے سوچتے ہوئے کہا ''اس شخص نے اس کے دماغ کو لاک کیا ہوگا۔ میں اس کے اندر نہیں جا سکوں گا اتنا معلوم ہے کہ وہ الکا اگنی ہوتری کے نام سے موجودہ زندگی گزار رہی ہے لیکن میں اسے صورت شکل سے پہچانتا نہیں ہوں کیا تم اس سے پھر رابطہ کر سکتے ہو؟''

''جی ہاں۔ ابھی وہ تھوڑی دیر بعد مجھ سے رابطہ کرے گی۔''

''اس سے بولو کہ وہ جو لباس پہن کر ائرپورٹ جائے گی اس لباس کا کلر اور ڈیزائن تمہیں بتائے میں اس کے مطابق اسے ائرپورٹ میں پہچاننے کی کوشش کروں گا پھر اس کا تعاقب کرتے ہوئے نیپال پہنچوں گا اس سے یہ بھی پوچھو کہ اس کے عامل کا نام کیا ہے؟''

وہ اس وقت پھر آئینے کے سامنے کھڑا شیو کرنے کے بعد منہ دھو رہا تھا۔ اسی وقت اس کا عکس آئینے سے گم ہوگیا اور شیوانی دکھائی دینے لگی اس نے کہا ''پاپا! وہ مجھے دکھائی دے رہی ہے میں اس سے بات کر رہا ہوں آپ سنتے رہیں۔''

وہ بولی ''تم نے کہا تھا میں تھوڑی دیر بعد تم سے رابطہ کروں اس لیے آ گئی ہوں بولو میرے لیے کیا کر رہے ہو؟''

پورس نے پوچھا ''پہلے تو یہ بتاؤ اس شخص کا نام کیا ہے جس نے تم پر تنویمی عمل کیا ہے؟''

اس نے کہا ''اس کا نام سوامی وردان وشوانا تھ ہے۔''

میں نے ایک گہری سانس لے کر پورس سے کہا ''بیٹے! یہ میرا شکار ہے میں اسی کے تعاقب میں ہوں اسے بتاؤ کہ میں تمہارے اندر موجود ہوں۔''

اس نے کہا ''شیوانی اس وقت پاپا میرے اندر موجود ہیں اور تمہاری باتیں سن رہے ہیں۔''

شیوانی نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا ''میں اس قابل نہیں

ہوں کہ آپ کو پاپا کہہ سکوں پھر بھی ہاتھ جوڑ کر معافی مانگتی ہوں، ہوسکے تو مجھے معاف کر دیں اور اس مصیبت سے نجات دلائیں۔''

میں نے پوچھا ''کیا تم مجھے اپنے دماغ میں آنے دو گی؟''

وہ بولی ''میں کچھ کہہ نہیں سکتی اگر اس نے میرے دماغ کو لاک کیا ہوگا تو میں مجبور ہو جاؤں گی۔''

میں نے دوسرے ہی لمحے میں خیال خوانی کی پرواز کی اس کے اندر پہنچا تو اس نے سانس روک لی دوسری بار میں نے وردان کی آواز اور لب ولہجہ اختیار کیا پھر اس کے اندر پہنچا تو اس نے مجھے محسوس نہیں کیا کیونکہ یہ اس کے عامل کا لب ولہجہ تھا۔

میں نے پورس کے پاس آ کر کہا ''اس کے دماغ کو لاک کیا گیا ہے۔ میں وردان کا لب ولہجہ اختیار کر کے اس کے اندر پہنچ سکتا ہوں یہ بات ابھی شیوانی کو بتانا مناسب نہیں ہے۔''

پورس نے میری مرضی کے مطابق پوچھا ''یہ بتاؤ تم ابھی کون سا لباس پہن کر یہاں سے نکلو گی۔ میرے پاپا تمہیں اس لباس میں دیکھ کر پہچان لیں گے اور دور ہی دور سے تمہاری نگرانی کریں گے۔''

وہ خوش ہو کر الماری کے پاس گئی پھر وہاں سے ایک ہینگر اٹھا کر لے آئی پورس کو دکھاتے ہوئے بولی ''میں یہ لباس پہن کر ابھی یہاں سے نکلوں گی۔ کیا تمہارے پاپا مجھے یہاں روک لیں گے کہیں لے جا کر چھپا دیں گے؟''

''ایسی کوئی بات نہیں ہوگی۔ تم اپنے عامل کے مطابق کھٹمنڈو جاؤ گی میرے پاپا تم سے دور ہی دور رہیں گے پھر وہ وہاں پہنچ کر تمہارے عامل سے نمٹ لیں گے۔''

وہ خوش ہو کر بولی ''مجھے یقین ہے تمہارے پاپا وہاں پہنچ کر اسے خاک میں ملا دیں گے۔ مجھے ہمیشہ کے لیے اس سے نجات مل جائے گی۔''

پورس نے میری مرضی کے مطابق کہا ''اب تمہیں رابطہ ختم کرنا چاہیے۔ وہ شخص کسی بھی وقت تمہارے دماغ میں آ سکتا ہے اور یہ معلوم کر سکتا ہے کہ تم ہم سے باتیں کر رہی ہو۔''

''اچھی بات ہے میں جا رہی ہوں۔''

اس کے بعد ہی اس کا عکس گم ہوگیا۔ پورس اپنے آپ کو آئینے میں دیکھنے لگا۔ میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر سر اٹھایا تو سامنے انوشے کھڑی ہوئی تھی۔ وہ بولی ''گرینڈ پا! کیا آپ چوبیس گھنٹے خیال خوانی کرتے رہتے ہیں؟''

''نہیں بیٹی! ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ ہم تمہارے دشمن آواز ون کو تو ختم کر چکے ہیں۔ اب اس کی ماں رہ گئی ہے اور اس کے ساتھ ٹیلی پیتھی جاننے والا ایک عامل ہے۔ اس سے بھی نمٹنا ضروری ہے اس لیے مصروفیت کچھ بڑھ گئی ہے۔''

پھر میں نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا ''اب مجھے جانا ہوگا۔''

وہ ناراض ہو کر بولی ''آپ جانے کی باتیں نہ کریں۔''

''دادا کی جان! میرا جانا بہت ضروری ہے۔ میری ساری زندگی اسی بھاگ دوڑ میں گزرتی رہی ہے۔ میں بھی تمہاری دادی جان کے ساتھ بھی مسلسل نہیں رہ سکا۔ اکثر ایسا ہوتا رہا کہ میں کئی مہینوں تک اور کئی برسوں تک ان سے دور ہی دور رہا کرتا تھا اب بھی یہی حال ہے۔''

پھر میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا ''آؤ کم از کم ائرپورٹ تک تو ساتھ رہے گا مجھے کچھ ضروری چیزیں خریدنی بھی ہیں۔''

ہم اس بنگلے سے باہر آئے الپا اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ میں نیپال تک جانے کے لیے ایک سفری بیگ اور کچھ ضروری سامان خریدنا چاہتا تھا۔ الپا نے گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھائی میں نے فون کے ذریعے ایک ٹریول ایجنٹ سے رابطہ کیا پھر کہا ''مجھے ابھی کھٹمنڈو جانے کے لیے ایک سیٹ چاہیے کسی بھی طرح حاصل کرو۔''

اس نے کہا ''او کے سر! میں کوشش کرتا ہوں اور ابھی آپ کو کال بیک کرتا ہوں۔''

رابطہ ختم ہوگیا ادھر شیوانی مقررہ وقت کے مطابق ہوٹل سے باہر نکلی پھر ٹیکسی میں بیٹھ کر ائرپورٹ کی طرف جانے لگی۔ اس وقت سوامی وردان اس کے اندر موجود تھا لیکن وہ اسے محسوس نہیں کر رہی تھی اور وہ بھی اسے مخاطب نہیں کر رہا تھا چپ چاپ اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔

اور اس کے چور خیالات کہہ رہے تھے کہ اس نے آئینے کی سطح پر پورس سے رابطہ کیا تھا اور اس سے مدد طلب کی تھی اس وقت پورس کے اندر فرہاد علی تیمور بھی موجود تھا اور شیوانی نے فرہاد سے بھی باتیں کی تھیں۔

وہ بے چاری اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہی تھی۔ یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ چور خیالات کے ذریعے بہت کچھ معلوم کر چکا ہے اور یہ جان چکا ہے کہ میں اس کی نگرانی کرتا ہوا کھٹمنڈو پہنچنے والا ہوں اور وہیں اس کے عامل وردان سے نمٹنے والا ہوں...... افسوس نا چاہتے ہوئے بھی بھید کھل چکا تھا۔

☆☆☆

مجھے اور سونیا کو تو ہمیشہ ہی مصروف رہنے کی عادت سی پڑ گئی تھی جب کوئی مصروفیت نہیں ہوتی تھی تو ہم بور ہو جاتے تھے۔ بیزاری سی محسوس ہونے لگتی تھی یا یوں لگتا تھا جیسے اندر سے خالی ہو گئے ہیں اور کسی کام کے نہیں رہے، دنیا میں سب سے زیادہ مضبوط لوہا ہوتا ہے اسے نہ کوئی توڑ سکتا ہے نہ موڑ سکتا ہے مگر وہی لوہا جب ایک طرف پڑا رہے ہے تو اس میں زنگ لگ جاتا ہے۔

ہمیں بھی کچھ ایسا ہی لگتا تھا کہ اگر ہم ایک طرف پڑے رہے تو ہم بھی زنگ آلود ہو جائیں گے میں تو خیر مصروف تھا میرے آس پاس میری پوتی انوشے تھی الیا اور پارس تھے ان کے معاملات میں جو مصروفیات تھیں وہ پتا نہیں کب ختم ہونے والی تھیں لیکن سونیا کی کوئی مصروفیت نہیں تھی اسے ایسا لگ رہا تھا اگر وہ اسی طرح آرام کرتی رہی تو اس کی صلاحیتوں کو زنگ لگنے لگے گا۔

وہ بابا صاحب کے ادارے سے نکل کر پیرس آ گئی وہاں جھیل کے کنارے اس کا ایک کاٹیج تھا وہ کاٹیج میں جانے سے پہلے ایک ریستوران میں کھانے کے لیے گئی وہاں کھانے کے دوران سوچتی رہی کہ دوسرے دن کی کسی فلائٹ سے انڈیا جائے گی اسے معلوم تھا کہ وہاں اعلیٰ بی بی نیہا بن کر اور میں دھرم ویر بن کر شانتا بائی کے ساتھ رہتے ہیں۔ وہ وہاں اچانک پہنچ کر سرپرائز دینا چاہتی تھی۔

کھانے کے دوران میں فون کا بزر سنائی دیا اس نے فون اٹھا کر نمبر پڑھے کوئی نامعلوم سا نمبر تھا کسی جان پہچان والے کا فون نہیں تھا اس نے بٹن دبا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا ''ہیلو کون ہے؟''

وہ جس آواز اور جس لہجے میں بولی ''بالکل وہی آواز وہی لہجہ سنائی دیا'' ہیلو کون ہو تم؟''

سونیا نے ناگواری سے پوچھا ''کیا تم نے مذاق کرنے کے لیے فون کیا ہے؟''

دوسری طرف مترنم ہنسی سنائی دی پھر وہ بولی ''میڈم! آپ غور نہیں کر رہی ہیں۔ ذرا دھیان دیں۔ جواب میں آپ کو آپ ہی کی آواز سنائی دے رہی ہے۔ آپ میری آواز اور لہجے پر غور کریں۔''

سونیا نے توجہ سے اس کی باتیں سنیں تو حیران ہو کر بولی ''تم تو واقعی میری آواز اور میرے لہجے کی نقل کر رہی ہو۔''

وہ ہنستے ہوئے بولی ''یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ میری تو صورت شکل بھی بالکل آپ جیسی ہے۔ پہلے میرے گھر والے کہتے تھے کہ میں بالکل مسز سونیا فرہاد ہوں۔ میں نے ایک بار ٹی وی کے کسی چینل پر آپ کو دیکھا تھا پھر کئی بار میگزین میں آپ کی تصویریں دیکھیں۔ میں وہ تصویریں دیکھتی تھی اور خود کو آئینے میں دیکھتی تو حیران رہ جاتی تھی پھر ایسا ہوا کہ اس شہر میں اور شہر سے باہر کہیں بھی گئی جو لوگ آپ کو چہرے سے پہچانتے تھے وہ مجھے دیکھ کر چونک جاتے تھے اور سمجھتے تھے کہ میں ہی سونیا ہوں۔''

سونیا نے کہا ''تمہاری باتیں سن کر تم سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہو رہا ہے۔''

''میں بھی آپ سے ملنے کے لیے بے چین ہوں۔ ابھی آپ کو اس ریستوران میں دیکھا ہے تو ایک دم سے دل آپ کے پاس آنے کے لیے مچل رہا ہے۔''

''تم اتنے قریب ہو اور فون پر باتیں کر رہی ہو۔ چلو آ جاؤ، فوراً آ جاؤ۔''

سونیا نے فون بند کرتے ہی دوسری بار نمبر پنچ کیے اور رابطہ ہوتے ہی عبداللہ سے کہا ''فوراً میرے پاس آ ؤ۔''

وہ دوسرے ہی لمحے میں اس کے اندر پہنچ گیا اور اس نے کہا ''ابھی میرے پاس ایک عورت آ رہی ہے اس کا دعویٰ ہے کہ وہ میری ہم شکل ہے اس کی آواز اور لہجہ بھی مجھ جیسا ہے تم ہماری باتیں سنو گے اور اس کے خیالات بھی پڑھتے رہو گے۔''

اس نے دیکھا وہ دور سے چلی آ رہی تھی اِدھر اُدھر کی میزوں سے کتراتی ہوئی جس انداز سے چل رہی تھی اسے دیکھ کر سونیا حیران ہو رہی تھی۔ بالکل اسی کی طرح چال تھی قد بھی وہی تھا۔ جسامت بھی وہی تھی جب وہ قریب آئی تو چہرہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔ ایک ایک ناک نقشہ بالکل اسی کی طرح تھا۔ وہ حیرانی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی اسے تکنے لگی وہ مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی ''میڈم سونیا! میرا نام نوی کرسٹل ہے۔''

سونیا نے چونک کر اس کے ہاتھ کو دیکھا پھر مصافحہ کرتے ہوئے کہا ''سچ بتاؤ، یہ تمہارا اصلی چہرہ ہے۔''

''میں کہوں گی تو شاید آپ کو یقین نہیں آئے گا۔ میرے بارے میں معلوم کرنے کا آسان سا اور سیدھا سا راستہ یہ ہے کہ آپ اپنے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو میرے اندر بھیج دیں۔ وہ میرے خیالات پڑھتا رہے گا اور میری اصلیت معلوم کرتا رہے گا۔''

سونیا نے کہا ''آؤ بیٹھو میں ضرور ایسا کروں گی شاید تم نہیں جانتیں کہ ہمیں آئے دن جانے انجانے دشمنوں سے نمٹنا پڑتا ہے اس کے لیے ان کی اصلیت معلوم کرنی ہوتی ہے تمہارے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم ہو جائے گا مجھے ایسی جلدی نہیں ہے۔''

وہ میز کے دوسری طرف ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ سونیا نے پوچھا ''کیا کھاؤ گی؟''

''میں ابھی کھانے سے فارغ ہوئی تھی کہ اچانک آپ پر نظر پڑی، کیا بتاؤں آپ کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر میری کیا حالت ہو رہی ہے یوں لگ رہا ہے جیسے آئینہ دیکھ رہی ہوں اور اپنے ہی سامنے بیٹھی ہوئی ہوں۔''

سونیا نے آہستہ سے پوچھا ''تمہیں میرا موبائل نمبر کیسے معلوم ہوا؟''

''میں نے جھیل کے کنارے ایک کاٹیج کرائے پر لیا ہے۔ وہاں پتا چلا کہ قریب ہی آپ کا بھی ایک کاٹیج ہے۔ وہاں آپ سے ملنے گئی تھی چوکیدار نے کہا ''آپ یہاں نہیں ہیں۔ پتا نہیں کب آئیں گی اسی نے مجھے آپ کا یہ موبائل نمبر دیا تھا۔''

وہ اپنی کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے پھر آگے کی طرف جھکتے ہوئے بولی ''ایک بات بتاؤں۔''

سونیا نے مسکرا کر کہا ''ہاں بتاؤ۔ تم بولتی ہوئی بہت اچھی لگ رہی ہو۔''

وہ بولی ''میں آپ کی طرح بہت زیادہ باصلاحیت تو نہیں ہوں لیکن میرے اندر ایک بہت ہی غیر معمولی صلاحیت ہے۔''

سونیا نے حیرانی کا اظہار کیا پھر پوچھا ''اچھا وہ غیر معمولی صلاحیت کیا ہے؟''

وہ بولی ''کبھی کبھی مجھ پر عجیب سا دورہ پڑتا ہے ایسے وقت میں، میں اپنے آپ سے غافل ہو جاتی ہوں پھر مجھے کچھ دکھائی دیتا ہے۔''

''کیا دکھائی دیتا ہے۔''

''جو کچھ بھی دکھائی دیتا ہے وہ کچھ دنوں کے بعد میری آنکھوں کے سامنے ضرور ہوتا ہے مگر میں یہ دیکھتی ہوں کہ مجھ پر کوئی مصیبت آنے والی ہے اور وہ مصیبت کس طرح آنے والی ہے تو ٹھیک اسی طرح وہ مصیبت چندروز بعد مجھ پر ضرور آتی ہے کوئی خوشی ملنی ہوتی ہے تو پھر اسی انداز میں خوشی ملتی ہے۔''

''اس کا مطلب ہے تمہیں آگہی حاصل ہوتی ہے۔''

''یہی بات ہے دو روز پہلے مجھ پر دورہ پڑا تھا۔ میں نے خود کو اس جھیل کے کنارے دیکھا جہاں ابھی میں نے وہ کاٹیج کرائے پر لیا ہے اور جہاں آپ بھی رہتی ہیں۔ پھر میں نے اس ریستوران میں آپ کو دیکھا۔ آپ مجھے دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہی تھیں اور خوش بھی ہو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں مجھے اپنی دوست سمجھتی رہیں گی۔''

وہ دونوں ہاتھ میز پر رکھے اس کی طرف جھکی ہوئی تھی۔ سونیا نے اس کے ہاتھ کو تھپکتے ہوئے کہا ''تم بہت اچھی ہو۔ میں واقعی تمہیں دوست سمجھتی رہوں گی۔''

ان دونوں کی گفتگو کے دوران عبداللہ، نوی کرسٹل کے چور خیالات پڑھ رہا تھا اور وہ خیالات کہہ رہے تھے کہ اسے واقعی آگہی حاصل ہوتی رہتی ہے لیکن وہ لڑکی کچھ ایب نارمل ہے۔ عام حالات میں زندہ دل ہے ہنستی بولتی رہتی ہے لیکن جب غصہ آتا ہے تو......

تو اس کی حالت تشویش ناک ہو جاتی ہے۔ وہ ایب نارمل ہو جاتی ہے۔ ایک بار اس کے باپ نے گھر سے باہر جانے پر پابندی عائد کی تو وہ غصے سے بھڑک گئی۔ دو دنوں تک باپ بیٹی میں جھگڑا ہوتا رہا وہ باہر جانے کی ضد کرتی رہی اور وہ اس کی ضد کو نظر انداز کرتا رہا آخر جھگڑا اتنا بڑھا کہ اس نے باپ کو گولی مار دی اور گھر سے بھاگ آئی۔

سونیا نے سوچ کے ذریعے کہا ''پھر تو یہ لڑکی خطرناک ہے۔''

عبداللہ نے کہا ''ہر حال میں خطرناک نہیں ہے بلکہ بہت ہی مہربان ہے کسی کا دکھ نہیں دیکھ سکتی کبھی اسپتال جاتی ہے مریضوں کی تیمارداری کرتی ہے اتنی زندہ دل ہے کہ اس نے کبھی کسی کو دشمن نہیں بنایا پہلی ہی ملاقات میں کسی کو بھی دوست بنا لیتی ہے۔''

سونیا نے تائید میں سر ہلا کر کہا ''ہاں یہ تو میں دیکھ رہی ہوں مجھے بھی متاثر کر رہی ہے بہت اچھی لڑکی ہے اگر تم اچھی طرح اس کے خیالات پڑھ چکے ہو تو جا سکتے ہو۔''

''تھینک یو میڈم! میں دوسری جگہ بھی مصروف ہوں اس لیے جا رہا ہوں۔''

وہ چلا گیا۔ سونیا نے کھانے کے بعد پوچھا ''کہیں تفریح کا ارادہ ہے؟''

وہ بولی ''کیوں نا ہم کاٹیج میں چلیں وہیں خوب باتیں کریں گے پھر شام کو تفریح کے لیے نکلیں گے۔''

وہ دونوں ریستوران سے باہر آئیں تو نومی کرسٹل نے کہا ''میرے پاس کار ہے۔''

سونیا نے کہا ''میرے پاس بھی گاڑی ہے۔''

''پھر تو میں اپنی کار واپس کر دیتی ہوں کیونکہ یہ رینٹڈ

ہے۔''

اس نے فون کے ذریعے رینٹڈ کار والے سے کہا ''ریسٹورنٹ کے سامنے کھڑی ہوئی کار آ کر لے جائیں اور اس کا بل کاٹیج میں بھیج دیں۔''

پھر وہ فون بند کرتے ہوئے سونیا سے بولی ''کیا میں تمہاری کار ڈرائیو کر سکتی ہوں؟''

وہ مسکرا کر بولی ''آف کورس، میں ایک لمبی ڈرائیو کے بعد یہاں آئی ہوں۔ اب تم ڈرائیو کرو گی تو میں آرام سے بیٹھی رہوں گی۔''

وہ دونوں ہنستی ہوئی کار کی اگلی سیٹ پر آ کر بیٹھ گئیں پھر وہاں سے کاٹیج کی طرف جانے لگیں نومی کرسٹل نے ڈرائیو کرتے ہوئے کہا ''جو لوگ مجھے بچپن سے نہیں جانتے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے پلاسٹک سرجری کرائی ہے میرے ذہن پر میڈم سونیا سوار رہتی ہیں اس لیے میں مکمل طور پر سونیا بننا چاہتی ہوں۔ میں ایسا سوچنے والوں کو یقین دلانا نہیں چاہتی۔''

سونیا نے کہا ''مجھے یقین ہے کہ یہ تمہارا پیدائشی چہرہ ہے۔ میرا خیال خوانی کرنے والا تمہارے چور خیالات پڑھ چکا ہے۔'' پھر وہ سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر بولی ''اوہ گاڈ! میں تھکن محسوس کر رہی ہوں۔''

نومی نے کہا ''آپ لمبی ڈرائیو کر چکی ہیں تھکن تو ضرور ہوگی۔''

وہ ونڈ اسکرین کے باہر دیکھ رہی تھی سر بوجھل سا لگ رہا تھا نومی نے کہا ''جھیل قریب آ رہی ہے۔ آپ کہاں جانا پسند کریں گی اپنے کاٹیج یا میرے کاٹیج میں؟''

''تم میرے کاٹیج میں چلو، وہیں باتیں کریں گے۔''

اس نے سونیا کے کاٹیج کے سامنے گاڑی روک دی سونیا کو یہ بات کھٹکنے لگی کہ وہ رفتہ رفتہ کمزوری کیوں محسوس کرتی جارہی ہے۔ سب سے پہلے یہی بات سمجھ میں آئی کیا ریستوران کے کھانے میں کچھ ملایا گیا تھا؟

پھر اس نے سوچا ''کسی کو کیا معلوم تھا کہ میں اس ریستوران میں جا کر کھانے والی ہوں۔''

نومی کرسٹل نے اس کی طرف آ کر دروازے کو کھولا پھر اسے دیکھ کر پوچھا ''آر یو آل رائٹ میڈم!''

سونیا نے اسے دیکھ کر سوچا ''کیا اس نے میرے کھانے پینے کی کسی چیز میں کچھ ملایا تھا؟''

پھر اس نے خود ہی سوچا۔ ''نہیں جب یہ میری میز پر آئی تو اس وقت تک میرا کھانا پینا ختم ہو چکا تھا۔ میں اس سے باتوں میں لگی رہی تھی اس کے بعد میں نے نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا۔''

اس کے باوجود وہ خطرہ محسوس کر چکی تھی اس نے فوراً ہی اپنے ہینڈ بیگ میں سے موبائل فون نکالنا چاہا تو ہاتھ بیگ کے اندر جا کر اس فون کو ٹٹولتا اور تلاش کرتا ہی رہ گیا وہ وہاں نہیں تھا وہ کمزوری سے ہانپ رہی تھی نومی کو دیکھتے ہوئے بولی ''میرا موبائل فون کہاں ہے؟''

اس نے حیرانی سے پوچھا ''میڈم آپ کا فون میرے پاس نہیں ہے؟''

وہ کار سے باہر نکل کر نومی کو ایک طرف دھکا دیتی ہوئی لڑکھڑاتی ہوئی اپنے کاٹیج کے اندر آ گئی وہاں بیڈ کے سرہانے ٹیلی فون رکھا ہوا تھا۔ وہ ہانپتی کانپتی بیڈ کے سرے پر آ کر بیٹھ گئی اس نے اب سے پہلے ایسی کمزوری کبھی محسوس نہیں کی تھی۔ دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ اس پر حملہ کرنے والے انجانے دشمن کامیاب ہونے والے ہیں۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا۔ عبداللہ کے نمبر پنچ کرنے لگی اس کے بعد ریسیور کو کان سے لگا کر ہانپتی ہوئی آواز میں کمزوری سے بولی۔ ''ہیلو ہیلو......''

اسے ایک دم سے چپ لگ گئی۔ ریسیور خاموش تھا اس نے اسے دیکھا پھر ٹیلی فون کو دیکھا اس کا تار کٹا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا اس نے سر گھما کر دروازے کی طرف دیکھا وہاں نومی کرسٹل کھڑی ہوئی تھی پریشان ہو کر بول رہی تھی ''میڈم! آخر پریشانی کیا ہے آپ کا موبائل فون کہیں گم ہو گیا ہے اور اس فون کا ریسیور آپ سے چھوٹ گیا ہے کیا وہ فون کام نہیں کر رہا ہے؟''

وہ اپنے بیگ میں ہاتھ ڈال کر اپنا موبائل فون نکالتے ہوئے اس کے قریب آ کر بولی ''آپ میرے فون سے رابطہ کر سکتی ہیں یا مجھے بتائیں میں نمبر پنچ کرتی ہوں۔''

وہ بیٹھے بیٹھے بستر پر لڑھک گئی۔ اس کا آدھا جسم بیڈ پر تھا اور آدھا نیچے تھا۔ نومی اسے سیدھی طرح لٹاتے ہوئے بڑبڑانے لگی ''اوہ گاڈ! میری یہ ملاقات تو میڈم کو بہت مہنگی پڑ رہی ہے کیا میں منحوس ہوں؟''

سونیا ادھ کھلی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی اس کی باتیں سن رہی تھی اس سے کچھ کہنا چاہتی تھی شاید عبداللہ کا فون نمبر بتانا چاہتی تھی لیکن بتا نہیں سکی اس کی ادھ کھلی آنکھیں بند ہو گئیں پھر وہ غفلت کی گہری تاریکیوں میں ڈوبتی چلی گئی۔

نومی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہی تھی پھر بڑبڑاتے ہوئے ایک طرف سے گھوم کر بیڈ کے دوسرے سرے پر آئی۔

میڈم تو بے ہوش ہو گئیں، وہ بے چارہ میرے چور خیالات پڑھ رہا تھا، میں نے اسے بتایا بھی تھا میں بعض حالات میں ایب نارمل بھی ہو جاتی ہوں یہ میڈم دنیا کی سب سے چالاک عورت سمجھی جاتی ہیں لیکن اتنی سی بات نہ سمجھ سکیں کہ ایک ایب نارمل لڑکی ان کے لیے بھی ایب نارمل ہو سکتی ہے۔

وہ سونیا کے برابر آ کر لیٹ گئی پھر وہ خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے بولی ''ہائے فرہاد علی تیمور! کیا کر رہے ہو؟''

فرہاد علی تیمور کی آواز سنائی دی ''میڈم کا برین واش کر رہا ہوں اپنے آدمیوں سے کہو گاڑی لے آئیں۔''

آدھے گھنٹے کے اندر ایک بڑی سی ویگن کار آ گئی۔ دو شخص ایک اسٹریچر لے کر اندر آئے پھر اس پر سونیا کو ڈال کر وہاں سے لے گئے۔ نومی کرسٹل نے بیڈ سے اتر کر دروازے کے پاس آ کر دیکھا وہ گاڑی وہاں سے جا رہی تھی۔

اسے اپنے اندر فرہاد علی تیمور کی آواز سنائی دی ''ہائے سونیا! اب بھی وقت ہے اچھی طرح سوچ لو کیا میڈم کو زندہ رکھنا مناسب ہوگا؟''

وہ بولی ''فرہاد! تمہارے پاس طاقت ہے مگر عقل نہیں ہے۔ ذرا سوچو کیا ہم سے آئندہ کبھی کوئی غلطی نہیں ہوگی؟ اگر تم سمجھتے ہو کہ تم سے کبھی کوئی غلطی نہیں ہوتی ہے تو ایسی خوش فہمی میں مبتلا رہنے سے ضرور غلطی ہوتی ہے۔ مجھ سے بھی ہو سکتی ہے اس لیے اسے زندہ رکھنا چاہیے۔ اگر کبھی میری جان پر بن آئے گی اور یہ لوگ مجھے مار ڈالنا چاہیں گے تب ہم سونیا کو زندہ سلامت ظاہر کریں گے ہماری سلامتی کی ضمانت یہی ہوگی کہ سونیا سلامت رہے گی، شکنجے میں رہے گی پھر وہ کبھی مجھے جانی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔''

وہ قائل ہو کر بولا ''ٹھیک ہے، میں نے اس کا برین واش کیا ہے۔ اب کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا اس کے اندر جانا چاہے گا تو اس کی سوچ کی لہریں تمہارے دماغ میں آ جائیں گی کیونکہ تمہاری آواز تمہارا لب و لہجہ سب کچھ اسی کی طرح ہے۔''

وہ بیگ میں ہاتھ ڈال کر سونیا کا موبائل فون نکالتے ہوئے بولی ''وہ کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میں کس طرح ہاتھ کی صفائی دکھا سکتی ہوں۔''

اس نے سونیا کے موبائل پر عبداللہ کے نمبر پڑھے پھر ان نمبروں کو پنچ کر کے فون کو کان سے لگایا تھوڑی دیر بعد عبداللہ کی آواز سنائی دی ''یس میڈم!''

اس نے پوچھا ''کیا بہت مصروف ہو؟''

اس نے دوسرے ہی لمحے میں اس کے اندر آتے ہوئے کہا ''نو میڈم! اتنی اہم مصروفیات نہیں ہیں آپ حکم دیں۔''

''میں کسی بھی پہلی فلائٹ سے انڈیا جانا چاہتی ہوں۔ میرے لیے ایک سیٹ کنفرم کرالو۔''

''آل رائٹ میڈم! میں سیٹ کنفرم ہوتے ہی آپ کو اطلاع دوں گا۔''

وہ چلا گیا وہ مسکراتے ہوئے بولی ''ہائے فرہاد! کیسی رہی؟''

فرہاد علی تیمور نے کہا ''یہ ٹیلی پیتھی جاننے والے تو کیا سونیا کی اولاد بھی یہ سمجھ نہیں پائے گی کہ ان کی ماں کی جگہ تم آ گئی ہو۔''

وہ ہنستے ہوئے بولی ''وہ آئندہ یہ بھی سمجھ نہیں پائیں گے کہ ان کے باپ کی جگہ تم آ گئے ہو۔''

اس بات پر دونوں قہقہے لگانے لگے۔ نومی کرسٹل اس موبائل فون کا بٹن دباتی جا رہی تھی اور اس میں درج شدہ نام اور فون نمبر پڑھتی جا رہی تھی۔ اپنے فرہاد علی تیمور سے کہتی جا رہی تھی ''اس میں بڑے اہم فون نمبر درج ہیں فرہاد، پارس، پورس، اعلیٰ بی بی اور الپا سب ہی کے فون نمبر ہیں۔ میں ہر ایک سے رابطہ کر کے یہ معلوم کر سکوں گی کہ ان میں سے کون کس ملک کے کس شہر میں ہے اور کیا کر رہا ہے؟ اب تم میرے دماغ سے جاؤ۔''

وہ چلا گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ اس کے اندر آ کر بولی ''آئندہ میرے دماغ میں نہ آنا اگر تم اسی طرح بات کرتے رہو گے اور ان میں سے کوئی اچانک میرے پاس آئے گا تو میں ان کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکوں گی۔ اس طرح ہمارا بھید کھل جائے گا۔'' ''میں ٹیلی فون کے ذریعے رابطہ کروں گا اور تمہیں اپنے اندر آنے کے لیے بولوں گا۔ اب میں ائرپورٹ جا رہا ہوں مجھے بھی انڈیا جانے کے لیے سیٹ کنفرم کرانا ہے۔''

وہ دماغی طور پر سونیا کے کاٹیج میں حاضر ہو گئی اور وہ کاٹیج اس کا اپنا تھا صرف وہ کاٹیج ہی نہیں وہ مجھے اور میرے پورے خاندان کو اپنا بنانے والی تھی۔

☆☆☆

ہم ٹیلی پیتھی جیسی اور کئی غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک بن جائیں پھر بھی یہ نہیں جان سکتے کہ ہمارے پیچھے کیا ہوتا رہتا ہے اور ہمارے آگے کیا ہونے والا ہے؟ ہم مختلف تدابیر سے معلومات حاصل کرنے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ تب کسی حد تک اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے مخالفین آئندہ کیا کرنے

والے ہیں؟

فی الحال سوامی وردان وشوانا تھ کے بارے میں معلوم ہو رہا تھا کہ وہ آئندہ کیا کرنے والا ہے؟ اس نے ارنا کوف کو حکم دیا تھا کہ وہ دارجلنگ جا کر اس کا انتظار کرے اور میں نے بھی وہاں جانے کا ارادہ کیا تھا۔ اس کے بعد شیوانی سے رابطہ ہوا اور معلوم ہوا کہ وہ ان دنوں نیپال میں ہے اور شیوانی کو اپنے پاس بلا رہا ہے۔ وہ ائر پورٹ جا رہی تھی نیپال کے لیے اس کی سیٹ کنفرم ہو چکی تھی میرے ٹریول ایجنٹ نے بتایا تھا کہ میری سیٹ کنفرم ہو چکی ہے۔

اس وقت میں اپنی پوتی انوشے اور الپا کے ساتھ اپنے لیے سفر بیگ اور کچھ ضروری سامان خرید رہا تھا۔ الپا نے پوچھا "پاپا! وردان نے شیوانی کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا رکھا ہے۔ کیا وہ کسی وقت اس کے اندر آ کر اس کے چور خیالات پڑھ کر یہ معلوم نہیں کر سکے گا کہ اس نے پورس کے ذریعے آپ سے بھی رابطہ کیا تھا اس طرح وہ وردان کے بارے میں ہمیں بہت کچھ بتا چکی ہے۔"

میں نے تائید میں سر ہلا کر کہا "ہاں، ایسا ہو سکتا ہے اور نہیں بھی ہو سکتا وردان ان دنوں جمیلہ اور نبیلہ کے معاملے میں بری طرح الجھا ہوا ہے۔ علی اکبر (پارس) نے اسے چیلنج کیا ہے کہ وہ آج شام کو برات لے کر آئے گا اور ان دونوں بہنوں کو دلہنیں بنا کر لے جائے گا۔"

انوشے نے کہا "گرینڈ پا! مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ وہ کہیں میرے پاپا کو نقصان نہ پہنچائے۔"

"بیٹے! ہم نے بڑی احتیاطی تدابیر کی ہیں پھر تمہارا باپ کوئی موم کا بنا ہوا نہیں ہے وہ اس سے نمٹ لے گا۔ میں تو کہہ رہا تھا کہ وردان بری طرح الجھا ہوا ہے۔ شاید شیوانی کے چور خیالات نہ پڑھے اور ہمارے بارے میں کچھ معلوم نہ کر سکے۔ بہر حال مجھے نیپال جانے کا رسک تو لینا ہی ہوگا۔"

ہم ائر پورٹ پہنچ گئے۔ میں نے الپا سے کہا "اب میں جا رہا ہوں۔ جہاز کے اندر پہنچ کر تم سے رابطہ کروں گا۔ تم میرے پاس آؤ گی اور میرے آس پاس کے مسافروں کو دیکھو گی پھر ان میں سے کسی کو قید کر کے اس پر تنویمی عمل کرو گی اور عارضی طور پر فرہاد علی تیمور بناؤ گی۔"

وہ مسکرا کر بولی "میں سمجھ گئی وردان آپ کو دھوکا دینا چاہے گا تو اس سے پہلے ہی آپ اسے دھوکا دے چکے ہوں گے۔"

میں نے الپا کے سر پر ہاتھ رکھا اور انوشے کی پیشانی کو چوما پھر ان سے رخصت ہو کر کاؤنٹر پر چلا گیا۔ وہاں سے بورڈنگ کارڈ لے کر ویٹنگ لاؤنج میں آ گیا۔ چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا۔ دور ایک صوفے پر شیوانی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے آئینے کی سطح پر پورس کو جس رنگ کا لباس دکھایا تھا اسی رنگ کے لباس میں ملبوس تھی۔

میں نے وردان کی سوچ کا لہجہ اپنایا پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہاں خاموشی تھی لیکن میں اس خاموشی سے دھوکا نہیں کھا سکتا تھا۔ وہاں وردان موجود ہو سکتا تھا خاموش رہ کر یہ معلوم کرنا چاہتا ہوگا کہ اس کے دماغ کو لاک کرنے کے باوجود میں اس کے اندر پہنچ سکتا ہوں یا نہیں؟

وہ چپ چاپ بیٹھی اِدھر اُدھر نظریں دوڑا رہی تھی۔ میں نے پورس کے ذریعے اسے یقین دلایا تھا کہ اس کی حفاظت کے لیے موجود رہوں گا اس کے اندر یہ تجسس تھا کہ میں اس کے آس پاس موجود ہوں یا نہیں اگر ہوں تو کس بہروپ میں ہوں؟

وہ بہت بڑی حماقت کر رہی تھی یہ جانتے ہوئے بھی کہ وردان کی تابعدار ہے اور جب وہ اس کے دماغ میں آتا ہے تو وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی ہے وہ کسی بھی وقت اس کے اندر آ کر یہ خیالات پڑھ سکتا ہے کہ وہ خاموش بیٹھی ادھر ادھر نظریں دوڑاتی ہوئی فرہاد علی تیمور کو تلاش کر رہی ہے۔

ہم آدھے گھنٹے بعد جہاز میں آ کر بیٹھ گئے۔ میری سیٹ اس سے بہت دور تھی۔ میرے آس پاس کی سیٹوں پر دو مسافر تھے۔ ان میں سے ایک ادھیڑ عمر کا صحت مند شخص تھا۔ میں نے الپا کو اپنے پاس بلا کر کہا "یہ جو میری بائیں طرف بیٹھا ہوا ہے۔ میں اسے مخاطب کر رہا ہوں۔"

پھر میں نے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "میرا نام رام پرداس ہے۔"

اس نے مصافحہ کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ کے اشارے سے یہ بتایا کہ وہ گونگا ہے۔ بول نہیں سکتا پھر اس نے اپنا بورڈنگ کارڈ پیش کیا اپنے نام کی جگہ انگلی رکھی میں نے اس کا نام پڑھا۔ اس کا نام کبیر داس تھا۔

الپا نے کہا "پاپا! یہ گونگا ہے یا گونگا بن رہا ہے؟"

میں اس کی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ شاید ہمیں جگہ مل جائے۔ ایسا کہتے وقت میں اس کی آنکھوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے بھی بے اختیار میری طرف دیکھا تو ہماری نظریں تھوڑی دیر تک ملتی رہیں پھر اس نے اپنی نظریں ہٹا لیں دوسری طرف دیکھنے لگا اس وقت تک الپا میرے ذریعے اس کے اندر پہنچ چکی تھی۔

اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ ایک مفرور مجرم ہے۔

اس وقت بہروپ میں ہے اور گونگا بنا ہوا ہے۔ ممبئی پولیس سے بچنے کے لیے نیپال جا رہا ہے۔

میں نے الپا سے کہا "دو گھنٹے کا سفر ہے۔ جہاز کے پرواز کرنے سے پہلے ہی اپنا کام شروع کر دو۔ میں اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر رہوں گا۔"

وہ آہستہ آہستہ اس کے دماغ کو تھپکنے لگی۔ وہ سونا نہیں چاہتا تھا۔ نیپال پہنچنے تک ممبئی پولیس والوں سے محتاط رہنا چاہتا تھا لیکن ٹیلی پیتھی نے اسے ایک منٹ کے اندر ہی سلا دیا۔

میں آرام سے اپنی سیٹ پر بیٹھا رہا۔ پرواز کے دوران میں کھانا سپلائی کیا جا رہا تھا جب ائر ہوسٹس کھانا لے کر ہماری طرف آئی تو میں نے کہا "ان صاحب کو نہ اٹھایا جائے۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ نیپال پہنچنے تک سونا چاہتے ہیں ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ یہ کھانے سے پرہیز کر رہے ہیں۔"

وہ بے چارا سوتا رہا اور میں کھاتا رہا۔ ایسے وقت عبداللہ نے آ کر کہا "سر! میڈم آپ کو یاد کر رہی ہیں۔"

"شکریہ عبداللہ! میں ابھی بات کرتا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ میں نے کھانے کے بعد پانی پیا پھر خیال خوانی کی پرواز کی اور سونیا کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے مجھے محسوس کرتے ہی کہا "میں کب سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی ہوں، کیا تم نے موبائل بند کر رکھا ہے۔"

"اس وقت میں طیارے میں سفر کر رہا ہوں اس لیے فون بند رکھا ہے۔"

"بائی داوے کہاں ہو اور کیا کر رہے ہو؟"

"میں ہندوستان میں ہوں اور ابھی ممبئی سے کھٹمنڈو جا رہا ہوں۔"

"کھٹمنڈو جانے کی کوئی وجہ ضرور ہوگی۔"

"ہاں، اپنے بچوں کے معاملات نے مصروف کر رکھا ہے ایک طرف پارس کا معاملہ ہے دوسری طرف پورس کا......"

"کیا نئی الجھنیں ہیں؟"

"الجھنیں تو ہیں لیکن دلچسپ ہیں تم بابا صاحب کے ادارے میں آرام کرنے گئی تھیں۔ اس لیے میں نے پارس کا یہ دلچسپ معاملہ نہیں بتایا کہ وہ جڑواں بہنوں سے شادی کرنے والا ہے۔"

سونیا نے حیرانی سے پوچھا "جڑواں بہنیں۔"

"ہاں۔ وہ پیدائشی طور پر ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں۔"

میں اسے جمیلہ اور نبیلہ کے بارے میں تفصیلی حالات بتانے لگا۔ وہ حیرانی سے سن رہی تھی اور ان سے بہت زیادہ دلچسپی ظاہر کر رہی تھی۔ تمام حالات سننے کے بعد اس نے کہا "وہ میری ہونے والی بہوئیں ہیں میں ان سے بات کرنا چاہتی ہوں مجھے ان کا فون نمبر بتاؤ؟"

میں نے عبدالرحمٰن کے گھر کا فون نمبر نوٹ کرا دیا پھر اس سے پوچھا "پورس کا کیا معاملہ ہے؟"

میں نے کہا "شیوانی مشکل میں پڑی ہوئی ہے۔ اگرچہ وہ ہم سے دشمنی کرتی آ رہی ہے میرے پوتے عدنان کو بابا صاحب کے ادارے میں رکھنا چاہتی ہے۔ اب وہ بچہ وہاں پہنچ گیا ہے تو اسے وہاں سے نکال لانے کی سازشیں کر رہی ہے۔ اس نے سوامی وردان نامی بہت ہی خطرناک آدمی سے ساز باز کی تھی لیکن الٹا وہ اس کے گلے پڑ گیا ہے۔ اس کی عزت خاک میں ملانا چاہتا ہے۔"

میں شیوانی کے بارے میں اسے تفصیلی حالات بتانے لگا۔ وہ تمام باتیں سننے کے بعد بولی "اچھا تو تم شیوانی کے ساتھ اسی طیارے میں سفر کر رہے ہو اور وہ تمہیں پہچان نہیں رہی ہے۔ دوسری طرف وردان تمہیں ضرور پہچان لے گا جیسا کہ تم نے اس کے بارے میں بتایا ہے تو پھر وہ کوئی اناڑی شخص نہیں ہے۔"

"میں جانتا ہوں اور تم بھی یہ جانتی ہو کہ ہم اپنی زندگی میں خطرات کو خود ہی دعوت دیتے رہے ہیں اس وقت بھی میں جان بوجھ کر ایک خطرے سے کھیلنے جا رہا ہوں۔"

"تم باپ بیٹے بٹی سب ہی مصروف ہو ایک میں ہی سب سے کٹ کر رہ گئی ہوں۔ آرام اور سکون مل رہا ہے لیکن ایسا لگ رہا ہے جیسے بالکل خالی خالی سی اکیلی رہ گئی ہوں۔ بہت بور ہو رہی ہوں۔"

"تو یہاں چلی آؤ یا پھر اپنے بیٹے کبریا کے پاس چلی جاؤ وہ آج کل تل ابیب پہنچا ہوا ہے۔"

"میں انڈیا آ رہی ہوں۔"

"ویری گڈ، یہ بتاؤ کب آ رہی ہو؟"

"یہ تو نہیں بتاؤں گی اچانک وہاں پہنچ کر اعلیٰ بی بی اور پارس کو سرپرائز دوں گی۔"

"تمہیں یہ تو پتا ہے کہ ہماری پوتی انوشے بھی یہاں آئی ہوئی ہے اسے بابا صاحب کے ادارے سے پندرہ دنوں کی چھٹی ملی تھی۔ اب وہ چھٹیاں ختم ہو رہی ہیں۔ وہ ایک ہفتے کے اندر واپس چلی جائے گی۔"

وہ انوشے کا نام سن کر کھنک گئی تھی۔ اس کی معلومات کے مطابق وہ اپنی دادی آمنہ کے ساتھ رہ کر اتنی سی عمر میں عبادت

گزار بن گئی تھی اور اپنی دادی سے روحانیت کے سلسلے میں درس حاصل کرتی رہتی تھی فی الوقت اس کے اندر یہ روحانی صلاحیت پیدا ہوگئی تھی کہ کوئی جھوٹا فریبی یا کوئی شرپسند اس کے سامنے سے گزرتا تھا تو وہ فوراً یہ سمجھ لیتی تھی کہ وہ شخص غلط ہے اور اس سے دور رہنا چاہیے۔

سونیا عرف نومی کرسٹل نے اسی لمحے میں یہ طے کرلیا کہ انڈیا جاکر انوشے کا سامنا نہیں کرے گی۔ اس نے مجھ سے پوچھا ''کیا انوشے اپنے باپ کے ساتھ دہلی میں ہے؟''

''نہیں وہ اپنی ماں الپا کے ساتھ ممبئی میں ہے تمہیں پوتی سے ملنے کے لیے ممبئی آنا ہوگا۔''

''میں تو ضرور آؤں گی آخر میری پوتی ہے لیکن اس کی چھٹیاں کب ختم ہورہی ہیں؟''

''دس دن گزر چکے ہیں، پانچ دن رہ گئے ہیں۔ یہاں سے پانچویں دن وہ بابا صاحب کے ادارے میں واپس چلی جائے گی۔''

پھر میں نے ایک ذرا توقف سے کہا ''اب مجھے دماغی طور پر حاضر رہنا ہے اس لیے جارہا ہوں پھر کسی وقت رابطہ کروں گا۔''

میں اس کے دماغ سے چلا گیا۔ میرے جاتے ہی اس نے ایک گہری سانس لی جیسے کسی حادثے سے دوچار ہوتے ہوتے بال بال بچی ہو۔ اگر انڈیا جانے کے بعد انوشے سے سامنا ہوجاتا تو اس سے بڑا حادثہ کوئی نہ ہوتا۔ اس کا سارا بھید کھل جاتا۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر اپنے فرہاد کے پاس پہنچ کر کہا ''تم کھیل شروع ہونے سے پہلے ہی اسے ختم کردو گے اور مجھے کہیں مرنے کے لیے چھوڑ دو گے۔''

''کیا ہوگیا؟ ناراض کیوں ہورہی ہو؟''

''تم بابا صاحب کے ادارے سے متعلق ادھوری معلومات فراہم کررہے ہو۔''

''میں تمہیں اتنا ہی بتا سکتا ہوں جتنا اس ادارے کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا ہوں کیا تمہیں کوئی نئی بات معلوم ہوئی ہے؟''

''ہاں...... انوشے کو بابا صاحب کے ادارے سے پندرہ دنوں کی چھٹی ملی ہے۔ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ انڈیا گئی ہوئی ہے۔ تم نے بتایا تھا کہ کوئی جھوٹا فریبی شخص اس کے سامنے سے گزرتا ہے تو اسے روحانی طور پر آگہی ملتی ہے اور وہ اس غلط شخص کو پہچان لیتی ہے۔ اگر میں اندھی بن کر انڈیا چلی جاتی اور انوشے سے سامنا ہوجاتا تو میرا کیا انجام ہوتا؟''

وہ اب سے پہلے بابا صاحب کے ادارے کا ایک قابل اعتماد ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا۔ اسے یاد نہیں تھا کہ وہ کب سے سونیا عرف نومی کرسٹل کے زیرِ اثر آگیا تھا اور بابا صاحب کے ادارے سے غداری کرنے لگا تھا؟ جناب علی اسد اللہ تبریزی، آمنہ، سونیا، پارس، پورس، اعلیٰ بی بی، کبریا اور دوسرے جتنے اہم افراد تھے وہ ان کے بارے میں تمام معلومات فراہم کرتا رہتا تھا۔

ایسا کرتے وقت وہ یہی محسوس کرتا تھا جیسے سونیا کے سامنے آکر گفتگو کررہا ہو۔ وہ سر سے پاؤں تک بالکل سونیا ہی سونیا تھی۔ اس کے بولنے اور چلنے کا انداز اس کی چال بازیاں اور پلاننگ کرنے کا انداز بالکل سونیا جیسا ہی تھا۔ وہ اسے فرہاد علی تیمور کہہ کر مخاطب کرتی تھی اور کہتی تھی ''آئندہ اسے فرہاد علی کا رول ادا کرنا ہے۔'' وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ دوسری سونیا کون ہے اور کہاں سے آئی ہے؟ اس کے دماغ میں ابھی ایسے سوالات پیدا نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ اس کا معمول اور تابعدار تھا، اس کے حکم کے مطابق اس کے خلاف کبھی کچھ نہیں سوچتا تھا۔

وہ بولی ''یہ کھیل شروع ہوتے ہی تم مجھے دلدل میں پھینک رہے تھے۔ اگر میں اپنے طور پر انوشے کے بارے میں معلومات حاصل نہ کرتی تو بری طرح ماری جاتی، جواب دو تم نے ایسا کیوں کیا؟''

''تم میرے چور خیالات پڑھ کر معلوم کرسکتی ہو کہ میں نے ایسا جان بوجھ کر نہیں کیا ہے ایک ہفتہ پہلے میں نے کہا تھا کہ اب بابا صاحب کے ادارے میں اپنے لیے خطرہ محسوس کررہا ہوں لہٰذا مجھے وہاں نہیں جانا چاہیے ہمیشہ کے لیے اس ادارے کو چھوڑ دینا چاہیے۔''

''بے شک تمہاری سلامتی اسی میں تھی اس لیے میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ وہاں سے ہمیشہ کے لیے چلے آؤ پھر ادھر کا رخ کبھی نہ کرو۔''

''پھر تم ہی اس بات کا حساب کرو میں دس دن پہلے اس ادارے سے چلا آیا تھا اس کے بعد ہی انوشے پندرہ دن کی چھٹی لے کر اپنے ماں باپ کے ساتھ انڈیا گئی ہے۔ یہ بات مجھے کیسے معلوم ہوتی جبکہ میں وہاں نہیں تھا۔''

وہ قائل ہوکر بولی ''تم درست کہہ رہے ہو۔ نہ تم جانتے ہو نہ میں جان سکتی ہوں کہ پچھلے دس دنوں کے اندر بابا صاحب کے ادارے میں کیسی تبدیلیاں ہوئی ہیں کون وہاں آیا ہے اور کون وہاں سے گیا ہے؟''

''تمہارے پاس سونیا کا موبائل فون ہے اس میں تمام

اہم افراد کے فون نمبر، میں ان سے رابطہ کرکے اور باتیں کرکے بہت کچھ معلوم کرسکتی ہو۔''

وہ ہاں کے انداز میں سرہلا کر بولی ''مجھے یہی کرنا ہوگا ورنہ قدم اٹھانے سے پہلے ہی اوندھے منہ گر پڑوں گی۔''

میں کھٹمنڈو پہنچ گیا تمام مسافر جہاز سے اتر رہے تھے۔ الپا نے میرے ساتھی ہم سفر پر تنویمی عمل کیا تھا اسے عارضی طور پر فرہاد علی تیمور بنادیا تھا۔ وہ کھٹمنڈو پہنچنے تک تنویمی نیند سوتا رہا تھا پھر بیدار ہوگیا تھا۔

اس وقت شیوانی اپنا سفری بیگ اٹھائے مسافروں کے درمیان چلتی ہوئی جہاز سے اتر رہی تھی۔ ڈمی فرہاد بھی الپا کی مرضی کے مطابق اس کے پیچھے پیچھے جانے لگا۔

وزیٹرز لابی میں وردان کا ایک ماتحت شیوانی کے استقبال کے لیے آیا تھا اس نے ایک پلے کارڈ اٹھا رکھا تھا جس پر انگا اگنی ہوتری کا نام لکھا ہوا تھا اس کے علاوہ وردان کے کئی گن مین میرے استقبال کے لیے آئے ہوئے تھے اور خود وردان اپنے ایک آلہ کار کے دماغ میں موجود رہ کر اس بھیڑ میں مجھے پہچاننے کی کوشش کررہا تھا۔

شیوانی نے دور ہی سے اس پلے کارڈ پر اپنا نام پڑھا پھر پریشان ہوکر مجھے اِدھر اُدھر تلاش کرنے لگی۔ وردان اپنے آلہ کار کے ذریعے اسے دیکھ رہا تھا اور اس کی پریشانی اور بے چینی کو سمجھ رہا تھا۔

پھر شیوانی کی نظریں ڈمی فرہاد سے ملیں وہ اپنا سفری بیگ اٹھائے ایک طرف کھڑا تھا اس نے الپا کی مرضی کے مطابق آنکھ کا اشارہ کیا وہ مطمئن ہوکر آگے بڑھ گئی۔

ایسے وقت وردان نے اس کے اندر آکر فرہاد کو دیکھ لیا تھا۔ اپنے ماتحتوں کے دماغوں میں پہنچ کر انہیں بتا رہا تھا کہ جو شخص بلیو جینز اور بلیک جیکٹ میں ہے وہی ہمارا شکار ہے اسے ابھی نہ چھیڑو۔

میں خاموشی سے شیوانی کے اندر موجود تھا وہ پلے کارڈ والے سے کہہ رہی تھی ''میرا نام انگا اگنی ہوتری ہے۔''

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا ''میڈم! آیئے آپ کے لیے باہر گاڑی موجود ہے۔''

وہ بولی ''ہمیں کتنی دور جانا ہے؟'' ایسا کہتے وقت وہ آگے پیچھے دیکھ رہی تھی پھر اس نے ڈمی فرہاد کو دیکھ کر اطمینان کی سانس لی اور اس کے ساتھ جانے لگی۔

میں اس پلے کارڈ والے کے اندر پہنچ گیا تھا۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ شیوانی کو کار میں بٹھا کر پہاڑی ہائی وے پر جائے گا۔

اس کے خیالات پڑھ کر پتا چلا کہ مجھے بھی اسی ہائی وے پر کھٹمنڈو سے پچاس میل کے فاصلے تک جانا ہوگا۔ جہاں ایک چھوٹا سا ٹاؤن ہے۔

میں نے خیال خوانی کے ذریعے الپا سے کہہ دیا کہ وہ ڈمی فرہاد کو اسی راستے پر لے جائے میں ایک ٹیکسی کے ذریعے وہاں تک پہنچا۔ وہ پہاڑی علاقہ سطح سمندر سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر ہے وہاں سے دنیا کے سب سے بلند و بالا پہاڑ کی چوٹی دکھائی دیتی ہے جسے ماؤنٹ ایورسٹ کہتے ہیں۔ برف سے ڈھکی ہوئی وہ بلند چوٹی سورج کی کرنوں کو منعکس کرتی ہے تو ایسے قدرتی نظارے کو دیکھنے والے دم بخود رہ جاتے ہیں۔

وردان وہیں مجھے گھیر کر دم بخود کرنا چاہتا تھا ایک چھوٹے سے میدانی علاقے میں وردان کی تین گاڑیوں نے اس ٹیکسی کو چاروں طرف سے گھیر لیا جس میں ڈمی فرہاد سفر کررہا تھا۔ شیوانی کی کار آگے نکل گئی تھی۔ وردان کے بنگلے کی طرف جارہی تھی اور میں اس کار سے بھی آگے نکل گیا تھا تاکہ تعاقب کا شبہ نہ ہو۔

مجھے تعاقب کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس پلے کارڈ والے کے خیالات بتا رہے تھے کہ وردان کا بنگلا کہاں ہے اور وہ شیوانی کو لے کر وہاں پہنچنے والا ہے۔

ادھر ڈمی فرہاد نے ٹیکسی سے باہر نکل کر غصہ دکھاتے ہوئے پوچھا ''تم لوگ کون ہو اور کیوں میرا راستہ روک رہے ہو؟''

وردان نے اپنے آلہ کار کے ذریعے کہا ''فرہاد علی تیمور! تم خود کو بہت چالاک سمجھتے ہو شیوانی کا پیچھا کرتے ہوئے میری شہ رگ تک پہنچنا چاہتے تھے دیکھ لو کہ میں تمہاری شہ رگ تک پہنچ رہا ہوں۔''

وہ الپا کی مرضی کے مطابق بولا ''یہ تم کیا بکواس کررہے ہو؟ مجھے فرہاد علی تیمور کیوں کہہ رہے ہو؟ تمہیں یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔''

اس آلہ کار نے ایک گھونسا اس کے منہ پر رسید کیا وہ لڑکھڑا کر پیچھے چلا گیا۔ وردان نے کہا ''اس کے بعد تم پر ہاتھ نہیں اٹھایا جائے گا گولی ماردی جائے گی تمہیں زخمی کیا جائے گا پھر تمہارے دماغ کے دروازے خودبخود کھل جائیں گے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تم پر گولی نہ چلائی جائے تو دماغ کے دروازے کھول دو مجھے اپنے اندر آنے دو۔''

وہ حیرانی اور پریشانی سے بولا ''یہ کیسی باتیں کررہے ہو۔ میں دماغ کے دروازے کیسے کھولوں اور پھر کیسے اندر آؤ گے؟''

اس آلہ کار نے ریوالور نکال کر اس کا نشانہ لیا۔ وہ فوراً ہی پلٹ کر بھاگنے لگا۔ اسی وقت ٹھائیں سے گولی چلی وہ چیخ مار کر لڑکھڑا کر گر پڑا۔ اس کی ایک ٹانگ زخمی ہو گئی تھی۔ وردان اسی لمحے میں اس کے اندر پہنچ کر خیالات پڑھنے لگا۔ الپا نے اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ وہ تنویمی عمل کے مطابق خود کو فرہاد کہہ رہا تھا اور یہ تسلیم کر رہا تھا کہ وہ شیوانی کا پیچھا کرتا ہوا یہاں تک آیا ہے اور اپنے منصوبے کے مطابق سوامی وردان وشواناتھ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔

وہ کہنے لگا "یہ کتا مجھے کاٹنے آیا تھا۔ اب زخمی ہو کر ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ فرہاد علی تیمور تم بہت اونچی شے ہو۔ میں تمہیں آسانی سے مرنے نہیں دوں گا۔ تمہارا برین واش کروں گا اور تمہیں اپنا غلام بنا کر رکھوں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ دماغی تکلیف کی شدت سے چیخیں مار کر ادھر سے ادھر تڑپنے لگا۔ وردان نے اپنے ماتحتوں سے کہا "اسے اچھی طرح باندھ کر میرے بنگلے میں لے آؤ۔"

پھر وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا جس کمرے میں وہ بیٹھا ہوا تھا وہ ایک آئینہ خانہ تھا چاروں طرف کی دیواروں پر آئینے ہی آئینے تھے۔ چھت سے ایک بڑا ویڈیو کیمرا لٹک رہا تھا پھر دیواروں کے ساتھ بھی چھوٹے چھوٹے کیمرے نصب کیے گئے تھے۔ کمرے کے وسط میں ایک بہت ہی آرام دہ بستر بچھا ہوا تھا۔

اسے بستر نہیں وردان کی تجربہ گاہ کہنا چاہیے وہ ایک حسینہ کا تجربہ کرنے والا تھا۔ جو بظاہر ایک دکھائی دیتی تھی لیکن درپردہ دو عدد تھیں جسم الکا اگنی ہوتری کا تھا اور آتما شیوانی کی تھی اور کچھ دیر بعد ان دونوں کے سنگم پر ایک ویڈیو فلم تیار ہونے والی تھی۔

اس وقت اسے دو طرفہ مسرتیں حاصل ہو رہی تھیں۔ ایک طرف تو وہ شیوانی اور الکا کے سنگم پر پہنچنے والا تھا دوسری طرف یہ کہ اس نے فرہاد علی تیمور جیسے ناقابل شکست شہ زور کو تسخیر کیا تھا یہ کوئی معمولی کامیابی نہیں تھی۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا کا سب سے حیرت انگیز کارنامہ تھا جو بھی سنتا حیران رہ جاتا بلکہ یقین نہ کرتا کہ اس نے فرہاد علی تیمور کو شکست دی ہے، اسے اپنا قیدی اور غلام بنا کر رکھنے والا ہے۔

وہ کامیابی کے نشے میں مست ہو رہا تھا۔ شیوانی اور الکا کے ساتھ اس کامیابی کا جشن منانے والا تھا اس کے حکم سے شیوانی کو اس کمرے میں بھیجا گیا وہ کمرے میں آئی تو حیران رہ گئی۔ جدھر گھومتی تھی اور نظر ڈالتی تھی ادھر خود کو مختلف زاویوں سے دیکھتی تھی۔ کمرے کے وسط میں ایک خوب صورت سا آرام دہ بیڈ تھا پھر ایک طرف باتھ روم کا ٹب رکھا ہوا تھا شاور اور غسل کرنے کے سارے انتظامات تھے۔

اس نے حیرانی سے پوچھا "تم نے ایک ہی کمرے کو آئینہ خانہ بھی بنایا ہے بیڈ روم بھی بنایا ہے اور غسل خانہ بھی ایسا کمرا تو میں پہلی بار دیکھ رہی ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولا "پہلی بار تم بہت کچھ دیکھو گی۔ یہاں میرے سامنے غسل کرو گی اور ایک ایک لباس اتارتی جاؤ گی۔ میں جدھر دیکھوں گا ادھر تم ہی تم دکھائی دیتی رہو گی۔"

وہ ایک قدم پیچھے ہٹ کر بولی "یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تم مجھ سے دور رہو گے۔ میرے بدن کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔"

اس نے مسکرا کر دیکھا اس کے ہاتھ میں ریموٹ کنٹرول تھا۔ اس نے ایک بٹن دبایا تو اچانک ہی جیسے بارش ہونے لگی۔ وہ جہاں کھڑی تھی وہاں بھیگنے لگی۔ اس نے گھبرا کر چھت کی طرف دیکھا تو وہاں دور تک شاور ہی شاور لگے ہوئے تھے۔ وہ جدھر جا رہی تھی ادھر بھیگ رہی تھی۔ شاور کی حدود سے نکلنا چاہتی تھی تو وردان اس کا راستہ روک لیتا تھا۔

ویڈیو کیمرے آن ہو چکے تھے۔ وہاں کا منظر ریکارڈ ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے خود کو چھڑا کر وہاں سے جانے کی کوشش کی تو وردان نے اس کے گریبان کو پکڑ کر ایک زور کا جھٹکا دیا۔ وہ کپڑا دور تک پھٹتا چلا گیا۔ وہ ہنستے ہوئے بولا "تم نے ٹیلی پیتھی کی دنیا کے سب سے طاقت ور انسان کو اپنا باڈی گارڈ بنایا تھا۔ وہ گارڈ تمہاری باڈی چھوڑ کر میرا قیدی بن چکا ہے۔"

میں اس بنگلے سے دور ایک چھوٹے سے پہاڑی ٹیلے پر بیٹھا ہوا تھا۔ نیپال میں سپاہیوں کو اور سکیورٹی گارڈز وغیرہ کو گورکھا کہتے ہیں۔ میں نے شیوانی کے ذریعے ایک گورکھا کی باتیں سنی تھیں اور اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔

جب وہ آئینہ خانے میں چلی گئی تو میں نے گورکھا کے دماغ پر بری طرح قبضہ جمایا۔ وہ اپنی گن سنبھالتا ہوا اس آئینہ خانے کے دروازے پر پہنچا۔ وردان نے ایسے وقت اپنا موبائل فون بند کر رکھا تھا اور دروازہ بھی اندر سے بند تھا۔ باہر تمام ملازمین کو تاکید کی گئی تھی کہ کوئی دروازے پر آ کر دستک نہ دے۔

الپا نے میرے پلان کے مطابق دو گورکھا کے دماغوں میں جگہ بنائی تھی۔ وہ دونوں بھی کوٹھی کے اندر تھے۔ انہوں نے الپا کی مرضی کے مطابق ادھر ادھر فائر کیے۔ دو چار گولیاں چلائیں۔ ایسے وقت میرے آلہ کار گورکھا نے دروازے پر

زور زور سے دستک دی۔

وردان اس بند آئینہ خانے میں مست ہو رہا تھا۔ فائر کی آواز سن کر چونک گیا تھا۔ پھر دروازے پر دستک ہوئی تو جھنجلا کر بولا "کیا ہوا کیوں آئے ہو یہاں؟"

گورکھا نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے کہا "ساب! وہ بندہ درواجا توڑ کے باہر آ گیا ہے۔ بہت زورا زوری کرتا ہے جلدی سے باہر آؤ۔"

وردان نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی اور اس زخمی قیدی کے اندر پہنچنا چاہا لیکن اس نے الپا کی مرضی کے مطابق سانس روک لی۔ خیال خوانی کی لہریں واپس آئیں تو وہ حیران رہ گیا۔ اس قیدی کو گولی مار کر زخمی کیا گیا تھا پھر زلزلہ پیدا کر کے اس کے دماغ کو بے حد کمزور بنا دیا گیا تھا۔ اس کے باوجود وہ یوگا کا بھرپور مظاہرہ کر رہا تھا اس کی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر سے بھگا چکا تھا۔

شیوانی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "تم ابھی کہہ رہے تھے کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا کے سب سے بڑے شہ زور کو شکست دے چکے ہو۔ اب دیکھو کہ وہ کس طرح تمہیں خاک میں ملائے گا؟"

اس نے بیڈ کے سرہانے سے ریوالور نکال کر ریموٹ کنٹرول کا رخ دروازے کی طرف کیا پھر بٹن دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

میں اس گورکھا کے دماغ میں موجود تھا دروازہ کھلتے ہی اس نے اندر آ کر اس کا نشانہ لیا۔ گولی چلائی، فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی ایک شیشہ چکنا چور ہو گیا۔

نشانہ صحیح تھا لیکن اس کے عکس پر گولی لگی تھی۔ وہ خود کہاں تھا یہ معلوم کرنا مشکل تھا۔ آئینہ خانے میں ہر طرف وہی دکھائی دے رہا تھا۔ یہ آسانی سے معلوم نہیں کیا جا سکتا تھا کہ اس کا حقیقی وجود کہاں ہے اور عکس کتنے ہیں؟

میں نے گورکھا کے ذریعے دیکھا وہ ایک طرف دوڑتا جا رہا تھا۔ میں نے پھر اپنے آلہ کار کے ذریعے گولی چلائی ٹھائیں کی آواز کے ساتھ پھر شیشہ چکنا چور ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ آئینے کی سطح پر سے گم ہو گیا۔ اب کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

گورکھا دوڑتا ہوا کمرے کے وسط میں آیا۔ شیوانی دیوار سے لگی کھڑی تھی۔ اس نے کہا "شیوانی! میں تمہارا محافظ ہوں مجھے بتاؤ وہ کہاں گیا ہے؟"

اس نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "وہ اس دروازے کے پیچھے گیا ہے۔"

گورکھا نے آگے بڑھ کر دروازے پر ایک لات ماری۔ وہ ایک دھڑاکے سے کھلتا چلا گیا۔ گورکھا نہیں جانتا تھا کہ وہ ایک چھوٹا سا اسٹور روم ہے۔ اس نے اندر آ کر دیکھا تو وہ کہیں نہیں تھا۔ باہر نکلنے کے لیے وہاں کوئی اور دروازہ نہیں تھا فوراً ہی بات سمجھ میں آ گئی کہ وہاں تہ خانے کا راستہ ہے۔

میں اس کے ذریعے وہاں کی دیواروں پر اور فرش پر چور راستہ تلاش کرنے لگا لیکن وہ کہیں دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ فرش پر چوکور لکیریں پڑی ہوئی تھیں۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہی چور راستہ ہے لیکن وہ کیسے کھلتا ہے یہ میں بھی معلوم نہیں کر سکتا تھا۔

وہاں دیواروں پر یا فرش پر ایسا کوئی سسٹم نہیں تھا جس کے ذریعے چور راستے کو کھولا جا سکتا۔ دراصل وہ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اس راستے کو کھول کر تہ خانے میں چلا گیا تھا پھر اسی ریموٹ کنٹرول کے ذریعے وہ راستہ بند ہو گیا تھا۔

گورکھا نے اسٹور روم سے باہر آ کر شیوانی سے کہا "میرے ساتھ آؤ۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس کے ساتھ اس آئینہ خانے سے باہر آئی۔ باہر فائرنگ ہو رہی تھی۔ میں نے الپا سے پوچھا "کیا ہو رہا ہے؟"

"پاپا! وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے فرار ہو رہا ہے۔ میں اس کے تمام گارڈز کو باری باری آلہ کار بنا کر اس کی طرف دوڑا رہی ہوں اور فائرنگ کرا رہی ہوں۔"

باہر وہ کار کھڑی ہوئی تھی جس میں شیوانی کو لایا گیا تھا۔ گورکھا نے کہا "جاؤ اس میں بیٹھو اور اسے ڈرائیو کرتی ہوئی کھٹمنڈو چلی جاؤ۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی گاڑی میں جا کر بیٹھ گئی۔ تیزی سے ڈرائیو کرتی ہوئی وہاں سے جانے لگی۔ میں گورکھا کو دوڑاتا ہوا اس بنگلے کے پیچھے آیا وہاں ایک وسیع میدان تھا ایک ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتا جا رہا تھا الپا کے آلہ کار فائرنگ کر رہے تھے لیکن وہ فائرنگ کی حدود سے دور ہو چکا تھا۔

ایسے وقت میں نے گورکھا کے اندر اس کی آواز سنی۔ وہ غصے سے کہہ رہا تھا "یو بلڈی نان سینس فرہاد! تم یقیناً اس کے اندر موجود ہو اور میری آواز سن رہے ہو؟"

میں نے کہا "ہاں، سن رہا ہوں تم قسمت کے دھنی ہو کہ میرے ہاتھوں سے بچ کر جا رہے ہو۔"

"اور تم تو اپنے پیدائش کے دن سے قسمت کے دھنی ہو۔ دشمنوں کو خوش فہمی میں مبتلا کرتے ہو کہ ان کے قابو میں آ چکے ہو اور ان کے ہاتھوں مارے گئے ہو۔ پتا نہیں بھگوان

نے تمہیں کس مٹی سے بنایا ہے لیکن آج مجھے ضد ہوگئی ہے آج میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا اور جب تک میری یہ ضد پوری نہیں ہوگی تب تک میں ایک وقت بھوکا رہا کروں گا۔ بھوکا رہ کر ایک خاص تپسیا میں مصروف رہوں گا۔ میری وہ تپسیا کبھی بھنگ نہیں ہوتی مجھے ہمیشہ کامیابی حاصل ہوتی ہے یوں سمجھو کہ تمہاری موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہوئی ہے۔

میں نے کہا ''تپسیا کرتے وقت یہ یاد رکھنا کہ جب بھی کسی کو آلہ کار بنا کر مجھ پر حملہ کروگے تو ناکام رہا کروگے۔ اپنی ضد اپنی قسم پوری کرنے کے لیے تمہیں میرے روبرو آکر مجھے ہلاک کرنا ہوگا۔ میں بہت فراخ دل ہوں۔ میرا دل نہیں سمندر ہے تم جب بھی میرے روبرو آکر مجھے ہلاک کرنے کا وعدہ کروگے تو میں تمہیں اپنے پاس آنے کا پورا پورا موقع دوں گا۔ اب جاؤ اور کچھ روز جی لو۔''

یہ کہہ کر میں اس گورکھا کے دماغ سے نکل آیا۔

☆☆☆

شانتا بائی پر مصیبت آئی ہوئی تھی۔ انٹیلی جنس والے میرے سلسلے میں اس بے چاری کو پریشان کررہے تھے۔ صبح شام، دوپہر رات وقت بے وقت اسے فون کرتے تھے یا اس کے گھر پہنچ جاتے تھے اور میرے بارے میں طرح طرح کے سوال کرتے تھے۔ وہ ایک ہی جواب دیتی تھی ''دھرم ویر میرے منہ بولے بھائی ہیں۔ برسوں سے میرا کاروبار سنبھالتے آرہے ہیں۔ میں نے ان میں کوئی برائی نہیں دیکھی آپ لوگ انہیں برا کیوں سمجھ رہے ہیں؟''

انٹیلی جنس کے ایک افسر نے کہا ''عورتیں بڑی جذباتی ہوتی ہیں کوئی ان کا بھائی بن جائے، بیٹا بن جائے تو وہ جذبات میں آکر صرف اس کی اچھائیوں کو دیکھتی ہے، برائیوں کو نظر انداز کردیتی ہیں لیکن ہم قانون کے محافظ ہیں اور قانون کے خلاف کام کرنے والوں پر کڑی نظر رکھتے ہیں تم یہ یقین نہیں کررہی ہو کہ وہ ہندو نہیں، مسلمان ہے۔''

''میں کبھی یقین نہیں کروں گی اگر وہ مسلمان ہوتے تب بھی میں بہن بن کر ان کے گلے لگتی۔ وہ انسان نہیں فرشتہ ہیں۔''

میری بیٹی اعلیٰ بی بی وہاں شانتا بائی کی بیٹی نیہا بن کر رہتی تھی۔ اس سے بھی سوالات کیے جارہے تھے۔ اس نے پورے اعتماد سے کہہ دیا تھا ''مسٹر دھرم ویر میرے انکل ہیں۔ وہ صرف میرے انکل ہی نہیں میرے گرو دیو بھی ہیں۔ میں ان کے خلاف نہ کوئی بات سنوں گی نہ آپ لوگوں کے کسی سوال کا جواب دوں گی۔''

ایک افسر نے شانتا بائی سے کہا ''اگر وہ مجرم نہیں ہے تو کہاں روپوش ہوگیا ہے؟''

''وہ کہیں روپوش نہیں ہوئے ہیں کاروبار کے سلسلے میں کہیں گئے ہوئے ہیں۔''

''کہیں جانے والا اپنے گھر والوں کو اطلاع دیتا ہے، اپنے دفتر میں یہ انٹری کرتا ہے کہ وہ کاروبار کے سلسلے میں کہاں جارہا ہے؟''

''میرے بھیا خود مختار تھے۔ کسی کے زیر اثر نہیں رہتے تھے اور نہ ہی کسی کو اپنے کام کا حساب دیتے تھے کہ وہ کہاں جارہے ہیں اور کب آرہے ہیں؟ جب وہ ضروری سمجھتے تھے تو باہر جانے کے بعد فون پر رابطہ کرتے تھے۔ اب بھی وہ ضروری سمجھیں گے تو ہمیں بتائیں گے کہ وہ اسی ملک کے کسی شہر میں ہیں یا ملک سے باہر کہیں گئے ہوئے ہیں۔

ایسے ہی وقت اعلیٰ بی بی کے فون کا بزر بولنے لگا۔ اس نے فون پر نمبر پڑھے پتا چلا اس کی مما سونیا اسے کال کررہی ہے۔ وہ ذرا پریشان ہوگئی۔ ان افسروں کے سامنے سونیا سے بات نہیں کرسکتی تھی اس نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا ''ایکس کیوزمی، میں ابھی آتی ہوں۔''

وہ وہاں سے چلتی ہوئی ڈرائنگ روم سے باہر آئی پھر کوریڈور میں ایک جگہ رک کر فون کان سے لگا کر بولی ''یس مما! میں بول رہی ہوں۔''

وہ دوسر طرف سے چہکتے ہوئے بولی ''ہائے میری جان! کیسی ہو؟ کیا کررہی ہو؟''

''مما! اس وقت ہم بڑی پرابلم میں ہیں۔ انٹیلی جنس والے پاپا پر شبہ کررہے ہیں۔ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ہم سے طرح طرح کے سوالات کیے جارہے ہیں۔ میں آپ سے ابھی بات نہیں کرسکوں گی۔ جب یہ چلے جائیں گے تو آپ کو کال بیک کروں گی۔''

وہ فون کو کان سے ہٹا کر اسے بند کرنا چاہتی تھی ایسے ہی وقت اس کے ہاتھ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ فون ہاتھ سے نکل کر فضا میں اچھلتا ہوا قالین پر جا کر گر پڑا۔ انٹیلی جنس کے ایک افسر نے اسے گن پوائنٹ پر رکھتے ہوئے کہا ''خبردار اس فون کو ہاتھ نہ لگانا۔''

وہ غصے سے بولی ''یہ کیا حرکت ہے؟ آپ قانون کے خلاف ہم سے زیادتی کررہے ہیں۔''

دوسرے افسر نے آکر فون کو فرش سے اٹھاتے ہوئے کہا ''اگر ہم دھرم ویر کو مجرم ثابت نہ کرسکے تو تم سب سے اپنی

زیادتیوں کی معافی مانگ لیں گے۔''

اعلیٰ بی بی گن پوائنٹ پر تھی اور یہ دیکھ رہی تھی کہ وہ افسر فون اٹھا کر اس میں درج شدہ نمبر پڑھ رہا ہے اور یہ معلوم کررہا ہے کہ کہاں سے کال آئی تھی؟

اگر وہ چاہتی تو وہ اس لمحے میں اپنی اصلیت پر آجاتی۔ اعلیٰ بی بی بن کر جمناسٹک کے ایسے کرتب دکھاتی کہ ان کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ جاتا اور وہ اس فون کا نمبر پڑھنا بھول جاتے لیکن اس وقت مجبوری تھی۔ وہ شانتا بائی کی بیٹی نیہا بنی ہوئی تھی۔ نہ ان سے ہاتھا پائی کرسکتی تھی اور نہ ہی ٹیلی پیتھی کا مظاہرہ کرسکتی تھی۔

ایک افسر نے دوسرے سے پوچھا ''کس کا نمبر ہے؟''

وہ بولا ''موبائل فون کے ذریعے کال آئے تو یہ معلوم کرنا ممکن نہیں ہوتا کہ کال کرنے والا اسی ملک میں ہے یا ملک سے باہر کہیں ہے۔''

''تم کال بیک کرو کچھ نہ کچھ معلوم ہوسکتا ہے۔''

وہ نمبر پنچ کرنے لگا۔ دوسری طرف نومی کرسٹل عرف سونیا یہ نہیں جانتی تھی کہ وہاں اعلیٰ بی بی کے ساتھ کیا ہورہا ہے۔ وہ اعلیٰ بی بی کے اندر خیال خوانی کے ذریعے نہیں پہنچ سکتی تھی کیونکہ ان سب کی معلومات کے مطابق سونیا ٹیلی پیتھی نہیں جانتی تھی۔

اسے فون کا بزر سنائی دیا اس نے اپنا فون اٹھا کر دیکھا اعلیٰ بی بی کے نمبر دکھائی دیے۔ وہ سن چکی تھی کہ وہاں انٹیلی جنس والے آئے ہوئے ہیں اور وہ باتیں کرنے سے گریز کررہی ہے لہٰذا اس بار اس نے فون کو آن کرکے اپنے کان سے لگایا خاموش رہی اعلیٰ بی بی کے بولنے کا انتظار کرتی رہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی ''ہیلو...... ہیلو......''

یہ سنتے ہی وہ اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے مختصر سے خیالات نے بتایا کہ وہ انٹیلی جنس آفیسر ہے۔ اس وقت اعلیٰ بی بی کا فون استعمال کررہا ہے۔ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ اسے ابھی کس نے کال کی تھی۔ وہ بولی ''ہیلو آپ کون ہیں؟''

اس افسر نے کہا ''ہم مس نیہا کے رشتے دار ہیں۔ ابھی آپ نے کال کی تھی؟''

وہ بولی ''جی ہاں، میں مس نیہا کی سہیلی ہوں۔ آج صبح وہ بہت پریشان نظر آرہی تھی۔ میں نے اس کی خیریت معلوم کرنے کے لیے فون کیا تھا۔''

اعلیٰ بی بی خیال خوانی کے ذریعے اس افسر کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی اور دوسری طرف سے سونیا کی باتیں سن رہی تھی اس کی ماما بڑی چالاکی سے باتیں بنارہی تھی اسے اطمینان حاصل ہورہا تھا۔

لیکن وہ اطمینان عارضی تھا ایسے ہی وقت وردان وشوانا تھ اس افسر کے دماغ میں پہنچ گیا تھا اور اس کے ذریعے معلوم کررہا تھا کہ دھرم ویر یعنی میرے خلاف کس طرح انکوائری ہورہی ہے؟

اس نے اس افسر کے ذریعے سونیا کی یہ بات سنی کہ وہ نیہا کی یعنی اعلیٰ بی بی کی سہیلی ہے۔ یہ سنتے ہی وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا نومی کے اندر پہنچا۔ اسے یہ معلوم تھا کہ سونیا کے دماغ میں آتے ہی آنے والے اپنا نام فوراً بتاتے تھے۔ نومی نے صرف دو سیکنڈ تک انتظار کیا پھر سانس روک لی۔

وردان نے اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوکر یہ سوچا یہ کیا معاملہ ہے۔ اگر وہ نیہا کی سہیلی ہے تو کیا یوگا جانتی ہے؟ خیال خوانی کی لہروں کو محسوس کرلیتی ہے؟ اس نے مجھے چور خیالات پڑھنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ فوراً سانس روک لی مجھے اپنے دماغ سے نکال دیا وہ تو کوئی شاطر لڑکی معلوم ہوتی ہے۔

اس نے کچھ سوچ کر پھر خیال خوانی کی پرواز کی نومی کے دماغ میں پہنچ کر کہا ''سانس نہ روکنا تم سے بہت ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ پلیز، میرے دماغ میں چلی آؤ۔''

یہ کہہ کر وہ دماغی طور پر پھر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ ادھر نومی سوچ میں پڑ گئی کہ وہ کون تھا اور کیوں اپنے پاس بلا رہا ہے؟ کیا وہ جانتا ہے کہ میں خیال خوانی کرسکتی ہوں؟

پھر اس نے اپنی ذہانت سے سوچا نہیں میں سونیا کی حیثیت سے زندگی گزار رہی ہوں۔ دوست ہو یا دشمن یہ سب ہی جانتے ہیں کہ میں خیال خوانی نہیں کرتی ہوں۔ شاید فرہاد کے خیال خوانی کرنے والوں میں سے کسی کو مجھ پر شبہ ہوگیا ہے یا پھر کوئی دوسرا ہے جو میری اصلیت معلوم کرنا چاہتا ہے۔ بہرحال کچھ بھی ہو مجھے خیال خوانی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

وردان نے تھوڑی دیر انتظار کیا پھر اس کے دماغ میں آکر کہا ''میں تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں پلیز میرے پاس آؤ۔''

وہ غصہ دکھاتے ہوئے بولی ''تم کون ہو اور کیوں بار بار میرے دماغ میں آرہے ہو؟ چلے جاؤ یہاں سے......''

اس نے سانس روک لی۔ وردان اور زیادہ تجسس میں مبتلا ہوگیا۔ سوچنے لگا ''یہ آخر ہے کون؟ اس کی باتوں سے اور رویے سے پتا چلتا ہے کہ کوئی پختہ عمر کی عورت ہے پھر ایسی عمر والی نیہا جیسی کمسن کنواری لڑکی کی سہیلی کیسے ہوسکتی ہے؟

اس نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا۔ انٹیلی جنس

کے افسران نے نیہا کا فون اسے واپس کر دیا تھا۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اس کی کسی سہیلی نے اسے فون کیا تھا وہ اسے سوری بول کر وہاں سے چلے گئے تھے۔ اس نے فون کے ذریعے رابطہ کیا اعلیٰ بی بی نے اپنے موبائل پر نمبر پڑھے۔ وہ کوئی نیا نمبر تھا۔ وہ فون کو کان سے لگا کر بولی "ہیلو آپ کون ہیں؟"

وردان نے کہا "بیٹی! میں سوامی وردان وشوا ناتھ بول رہا ہوں۔ شاید تم نے میرا نام سنا ہوگا؟"

وہ اس کا نام سنتے ہی چونک گئی۔ ہمارا بدترین دشمن اسے مخاطب کر رہا تھا۔ وہ جبراً مسکراتے ہوئے بولی "آپ......؟ سوامی جی! آپ نے ہمیں یاد کیا ہے یقین نہیں آتا کہ میں آپ کی آواز سن رہی ہوں۔"

پھر وہ شانتا بائی سے بولی "ممی! اس فون پر سوامی جی بول رہے ہیں۔ سوامی وردان وشوا ناتھ کیا آپ یقین کر سکتی ہیں ہمارے تو بھاگ جاگ رہے ہیں؟"

شانتا بائی نے فوراً ہی اس سے فون لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا "سوامی جی! ہمارے تو سچ مچ بھاگ جاگ رہے ہیں۔ آپ نے ہمیں یاد کیا ہے۔ حکم دیں ہم آپ کے پاس چلے آئیں گے۔"

"نزدیک آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں دور سے ہی بہت کچھ دیکھ لیتا ہوں اور بہت کچھ سمجھ لیتا ہوں۔ لوگ مجھے انتریامی کہتے ہیں۔ میں اندر کی باتیں معلوم کر لیتا ہوں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم سنکٹ میں ہو، کیا یہ درست ہے؟"

وہ بولی "آپ سچ مچ انتریامی ہیں۔ میں اور میری بیٹی بڑے سنکٹ میں ہیں۔ پولس والے ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا منہ بولا بھائی دھرم ویر ہندو نہیں مسلمان ہے اور ٹیلی پیتھی جانتا ہے، ہمارے دیس کا دشمن ہے۔"

وہ بولا "کچھ نہ بتاؤ ہم سب جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ دھرم ویر سچ مچ دیش دروہی ہے بہت بڑا بہروپیا ہے۔ برسوں سے تمہیں بھائی بن کر دھوکا دیتا آ رہا ہے۔ وہ مسلمان ہے ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور ہمارے دیش کو نقصان پہنچا رہا ہے۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ بھگوان کے لیے میرے بھائی کے لیے کچھ نہ بولیں۔ میں کبھی یقین نہیں کروں گی کہ وہ جھوٹے اور فریبی ہیں۔"

"تم ہمیں جھوٹا کہہ رہی ہو۔ ہماری بات کا یقین نہیں کر رہی ہو اس دیش کے لاکھوں عقیدت مند ہمارے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ ہماری ہر بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے تم ہماری بات سے انکار کر کے ہمارا اپمان کر رہی ہو۔"

"میں شما چاہتی ہوں سوامی جی! اگر بھگوان بھی دھرتی پر آ جائے اور مجھے سوئم درشن دے کر بولے کہ میرا بھائی جھوٹا اور فریبی ہے تو میں تب بھی یقین نہیں کروں گی۔"

وہ غصے سے بولا "تم ایسے اندھے اعتماد کی بہت کڑی سزا پاؤ گی فون اپنی بیٹی کو دو۔"

اس نے وہ فون اعلیٰ بی بی کو دیا وہ اسے کان سے لگاتے ہوئے بولی "سوامی جی! آپ نے میری ممی کی باتیں سن لی ہیں اور آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ ہمارے انکل دھرم ویر ہمارے لیے دیوتا سمان ہیں ہم کبھی ان کے خلاف کوئی بات نہیں سنیں گے۔"

وہ بولا "نا سنو! اس وقت تو میں یہ پوچھنے آیا ہوں کیا تمہاری سہیلی یوگا میں مہارت رکھتی ہے؟"

اس نے پوچھا "آپ کس سہیلی کی بات کر رہے ہیں؟"

"اسی کی جس نے تھوڑی دیر پہلے تمہیں فون کیا تھا۔ جب انٹیلی جنس کے افسر نے اس سے بات کی اور سوالات کیے تو وہ کہنے لگی کہ وہ تمہاری سہیلی ہے جب میں اس کے دماغ میں پہنچا تو اس نے سانس روک لی۔"

اعلیٰ بی بی پہلے تو گھبرائی پھر جلدی سے بولی "تو اس میں حیرانی کی کیا بات ہے اسے کھیل کود کا شوق ہے وہ ہیلتھ کلب جاتی ہے ورزش کرتی ہے۔ اگر اسے یوگا میں مہارت حاصل ہو گئی ہے تو آپ کو حیران نہیں ہونا چاہیے۔"

وہ چند لمحے تک چپ رہا پھر بولا "تم واقعی نیہا ہو نا؟"

وہ بولی "یہ آپ کیسا سوال کر رہے ہیں؟ آپ کو میرے نیہا ہونے پر شبہ ہے؟"

"مجھے تو یہ بھی شبہ ہے کہ تمہاری ماں شانتا بائی اصلی نہیں ہے فرہاد نے اس گھر کے تمام افراد کو مار ڈالا ہے کہیں چھپا دیا ہے اور اپنی ٹیلی پیتھی جاننے والیوں میں سے ایک کو شانتا بائی اور دوسری کو نیہا بنا کر یہاں رکھا ہوا ہے۔"

"معاف کیجیے گا، اب آپ مجھے سوامی وردان نہیں لگ رہے ہیں۔ آپ کوئی بہروپیے ہیں ورنہ ہمارے سوامی جی ایسے نہیں ہیں جیسا کہ آپ خود کو ظاہر کر رہے ہیں سوری، آئندہ کے لیے میرے اس فون کا نمبر بھول جائیں۔"

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ اسے بند کرتے ہی اپنے اندر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا لیکن جواباً کچھ نہیں کہا انجان بنی رہی شانتا بائی سے موجودہ حالات کے مطابق گفتگو کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ سوچ کی لہریں واپس چلی گئیں یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ وردان آ کر اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا اصلیت معلوم کرنا چاہتا تھا اور یہ معلوم کر کے مطمئن ہو گیا کہ وہ شانتا بائی کی بیٹی نیہا ہے۔

اس نے شانتا بائی کے بھی چور خیالات پڑھے ہوں گے اور مطمئن ہو گیا ہوگا لیکن دھرم ویر کے معاملے میں مطمئن نہیں تھا اسے پورا یقین ہو گیا تھا کہ وہ میں ہی ہوں۔ نیپال میں وہ ایک بہت بڑے جان لیوا حملے سے بچا تھا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مجھے نیپال بلا کر میری جان لینا چاہے گا تو خود اس کی جان کے لالے پڑ جائیں گے۔

اعلیٰ بی بی نے مجھے مخاطب کیا "پاپا! یہ وردان ہمیں بہت پریشان کر رہا ہے ابھی میرے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔ بہرحال مطمئن ہو کر گیا ہے کہ میں شانتا بائی کی بیٹی ہوں اور یقیناً وہ شانتا بائی کے سلسلے میں بھی مطمئن ہو گیا ہوگا۔"

پھر اس نے مجھے بتایا کہ ابھی وہاں کیا ہو چکا ہے۔ میں نے کہا "اطمینان رکھو، اب وہ تم لوگوں پر شبہ نہیں کرے گا۔ صرف مجھے ہی بے نقاب کرنے کی کوششیں کرتا رہے گا۔ میں ابھی تمہاری مما کے پاس جا رہا ہوں۔"

میں نے سونیا کو مخاطب کیا پھر کہا "تم نے ابھی اعلیٰ بی بی سے فون پر بات کی تھی یہ بات ان کے لیے مہنگی پڑ گئی۔ وردان ان کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ بہرحال شیطان جان سے نہیں مارتا صرف ہلکان کرتا ہے وہ ایسی ہی الٹی سیدھی حرکتیں کرتا رہے گا اور خود پریشان ہوتا رہے گا۔"

لومی نے کہا "وہ کمبخت شاید میرے پاس بھی آیا تھا۔ میں نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا تھا پھر سانس روک کر اسے بھگا دیا تھا۔ وہ تھوڑی دیر بعد آیا تھا اور کہہ رہا تھا مجھ سے دوستی کرنا چاہتا ہے۔ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہے میں اس کے دماغ میں آؤں۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "وہ تمہیں سونیا کی حیثیت سے نہیں جانتا تھا۔ اگر جانتا تو اسے یہ معلوم ہو جاتا کہ تم ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہو۔"

وہ خوش ہو رہی تھی یہ اطمینان حاصل ہو رہا تھا کہ میں اس کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھ کر بھی اسے سونیا تسلیم کر رہا ہوں اس نے اپنے خیالات کے ذریعے کچھ ایسا ظاہر کیا جیسے سر چکرا گیا ہو میں نے پوچھا "کیا ہوا خیریت تو ہے؟"

وہ ذرا پریشان ہو کر بولی "ہاں، کبھی کبھی سر چکرانے لگتا ہے میں کمزوری محسوس کرنے لگی ہوں۔"

"تمہیں کسی ڈاکٹر سے کنسلٹ کرنا چاہیے۔"

"میں اپنی صحت کا بہت خیال رکھتی ہوں۔ ڈاکٹر سے بھی مشورے کرتی رہتی ہوں لیکن ہم آخر کتنی عمر تک صحت مند رہیں گے بڑھاپا مجھ پر اپنی دھونس جمانے لگا ہے۔"

میں نے کہا "کیوں خواہ مخواہ بوڑھی بن رہی ہو۔ مرحوم بابا فرید واسطی کی دعائیں تمہارے ساتھ ہیں پھر تم صبح و شام ورزش کرتی ہو یوگا کی مشقیں بھی کرتی ہو آج بھی تم چوبیس سے پچیس برس کی دوشیزہ دکھائی دیتی ہو۔"

"دکھائی دینے سے کیا ہوتا ہے۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہوتے ہیں، کھانے کے اور ہوتے ہیں۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ میری یادداشت کچھ کمزور ہوتی جا رہی ہے اور میں بہت سی باتیں بھول جاتی ہوں۔"

لومی ایسی باتیں اس لیے کر رہی تھی کہ آئندہ کبھی اس سے کوئی بھول چوک ہو تو مجھے یہ بات یاد رہے کہ اس کی یادداشت کمزور ہو گئی ہے میں نے ہنستے ہوئے کہا "یادداشت کمزور ہو گئی ہے تو بادام کا حلوا کھایا کرو۔"

"حلوا تو کھاتی ہی رہوں گی لیکن تمہارے پاس آنے کو جی مچل رہا ہے۔ میں نے کئی بار تمہیں خواب میں دیکھا ہے اور جب بھی دیکھتی ہوں تم سے ملنے کے لیے تڑپ جاتی ہوں۔"

"تو پھر رکاوٹ کیا ہے؟ چلی آؤ۔"

وہ بولی "پتا ہے، میں آج کل کچھ وہمی سی ہو گئی ہوں۔"

میں نے کہا "اچھا...... یہ میرے لیے نئی بات ہے۔"

"جب مجھ سے ملو گے تو پتا چلے گا کہ مجھ میں بہت سی نئی باتیں پیدا ہو گئی ہیں اور تم ایک نئی سونیا سے مل رہے ہو۔"

یہ سن کر میں قہقہے لگانے لگا پھر بولا "یہ تو اچھی بات ہے مجھے ایک تر و تازہ نئی نویلی سونیا ملے گی۔"

وہ بھی ہنسنے لگی میں واپس آ گیا۔ وردان کے متعلق یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اب کہاں ہوگا اور کیا کر رہا ہوگا۔ یہ یقین تھا کہ میرے ہی خلاف سوچ رہا ہوگا۔ میں اس کے لیے بہت بڑا چیلنج بن گیا تھا اس نے قسم بھی کھائی تھی کہ جب تک مجھے جان سے نہیں مارے گا اس وقت تک ایک وقت بھوکا رہا کرے گا اور بھوکا رہنے کے دوران ایک خاص قسم کی تپسیا کرے گا۔

وہ ایسا کرنے والا تھا دو باتیں اسے بے حد صدمہ پہنچا رہی تھیں۔ اس نے اپنی زندگی میں کبھی ایسی شکست نہیں کھائی تھی۔ ایک تو میں شیوانی کو چھین کر لے گیا تھا دوسرا یہ کہ اس پر جان لیوا حملہ کیا تھا۔

اگر اس بنگلے میں چور دروازہ نہ ہوتا اور سرنگ کے ذریعے فرار ہونے کا راستہ نہ ہوتا تو یقیناً وہ مارا جاتا۔ اب وہ ایسی تدبیر سوچ رہا تھا کہ آئندہ مجھے فرار کا راستہ نہ ملے اور میں اس کے ہاتھوں بے موت مارا جاؤں۔ ایسا سب ہی سوچتے

ہیں کہ ہمارا دشمن آسانی سے ہاتھ لگ جائے اور ہم اس پر سبقت لے جائیں۔

اس کا خفیہ مقام ہمالہ کی ترائی میں تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہاں پہنچ گیا تھا۔ اس نے ایک ماہر تعمیرات کی خدمات حاصل کی تھیں۔ بڑی دولت خرچ کر کے وہاں کے پہاڑی حصے کو تراش خراش کرا کے اپنے لیے بہت بڑا رہائشی محل بنایا تھا اس محل کے اطراف دور تک آبادی نہیں تھی کیونکہ وہاں بارہ مہینے شدید سردی پڑتی تھی۔ برف باری بھی ہوتی رہتی تھی۔ وہاں رہائش اختیار کرنے کے بعد رفتہ رفتہ عقیدت مندوں کی آمدورفت شروع ہوئی تھی پھر رفتہ رفتہ وہاں ایک چھوٹا سا ٹاؤن آباد ہوگیا تھا۔

اس کے عقیدت مند ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے وہاں آتے تھے اور اس سے ملاقات ہونے تک دو چار روز اس ٹاؤن میں رہائش اختیار کرتے تھے۔ عقیدت مندوں کو اس محل سے دور رہنے کا حکم دیا جاتا تھا۔ وہ جتنے عقیدت مندوں سے ایک دن میں ملنے کا وقت مقرر کرتا تھا اتنے لوگوں کے خیالات پہلے پڑھ لیتا تھا۔ مطمئن ہوجاتا تھا کہ ان میں سے کوئی اس کا دشمن نہیں ہے۔

مجھ سے ٹکرانے کے بعد وہ ذرا پریشانی میں مبتلا ہوگیا تھا۔ یہ بات سمجھ میں آئی تھی کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے بھی دھوکا کھا سکتا ہے جس طرح وہ میرے دماغ میں آ کر مجھے دھرم دیر سمجھ رہا تھا میرے چور خیالات بھی یہی کہہ رہے تھے لیکن حالات بتا رہے تھے کہ میں دھرم دیر نہیں فرہاد علی تیمور ہوں۔

آوازدن کی ہلاکت کے بعد اچانک ہی خیال خوانی کے ذریعے میرا اور اس کا ٹکراؤ ہوا تھا۔ تب سے وہ میرے پیچھے پڑ گیا تھا۔ شیوانی کے معاملے میں تو میں اس کے بالکل قریب پہنچ گیا تھا۔ وہ اپنی جان بچا کر فرار ہوگیا تھا۔ تب سے وہ سوچ رہا تھا کہ جب میں اپنی پوتی انوشے کے معاملے میں آوازدن کو ہلاک کر چکا ہوں اور اپنے بیٹے پورس کے حوالے سے شیوانی کی مدد کر رہا ہوں تو پھر جمیلہ اور نبیلہ کے معاملے میں کسی نہ کسی طرح مداخلت کر رہا ہوں گا۔

وہ اپنی خفیہ پناہ گاہ میں پہنچ کر بڑے آرام سے اور اطمینان سے ان حالات پر غور کر رہا تھا مجھ سے ٹکرانے کے بعد یہ بات کھٹک رہی تھی کہ جمیلہ اور نبیلہ پر اس کی ٹیلی پیتھی کا اثر کیوں نہیں ہوتا ہے اور جب وہ زلزلے کے جھٹکے پہنچاتا ہے تو وہ متاثر کیوں نہیں ہوتی ہیں؟

اب وہ مجھ پر شبہ کر رہا تھا "کیا فرہاد علی تیمور ان جڑواں بہنوں کے دماغوں میں بھی پہنچنا چاہتا ہے اور بڑی رازداری سے ان کی مدد کرتا رہتا ہے؟"

اسے ایک ایک کر کے پچھلی باتیں یاد آرہی تھیں۔ جب وہ جڑواں بہنیں پہلی بار ہوٹل تاج محل میں ملنے آئی تھیں تو اس سے متاثر ہوگئی تھیں۔ اس نے بھی خیال خوانی کے ذریعے انہیں اپنے بارے میں سوچنے پر مجبور کیا تھا اور وہ اس کی طرف مائل ہونے لگی تھیں یعنی اس وقت اس کی ٹیلی پیتھی ان دونوں کو متاثر کر رہی تھی۔

"اب انہیں متاثر کیوں نہیں کر رہی ہے؟" یہ سوال اس کے دماغ میں چبھ رہا تھا۔ پھر یہ سوال پیدا ہوا کہ یہ اکبر (پارس) اچانک کہاں سے آگیا ہے؟ اس کا بھی دماغ عجوبہ ہے۔ اس پر بھی ٹیلی پیتھی کی لہریں اثر انداز نہیں ہوتی ہیں۔ اس پر بھی زلزلے کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ علی اکبر فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے کوئی ہو یا پھر اس کا کوئی رشتے دار ہو؟

میرے ایک زبردست جان لیوا حملے نے اس کی دماغ کی گرہیں کھول دی تھیں۔ وہ ایک ایک بات پر غور کر رہا تھا اب یہ شبہ کر رہا تھا کہ ان جڑواں بہنوں سے میرا تعلق ہے۔ اکبر میرا ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے یا پھر میں اس کی پشت پر رہ کر جڑواں بہنوں کی شادی کے سلسلے میں اس کی مدد کر رہا ہوں۔

وہ اس حقیقت کو جس قدر سمجھتا جارہا تھا اسی قدر پریشانی اور جھنجلاہٹ میں مبتلا ہوتا جارہا تھا۔ جھنجلاہٹ اس بات کی کہ وہ تین غیر معمولی عجوبہ ہستیوں کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ان میں سے تو ان ون شیوانی تھی۔ دوسری ارنا کوف تھی جس کا جسم جوان تھا مگر اندر سے وہ بوڑھی تھی۔ وہ جوانی اور بڑھاپے کے سنگم سے کھیلنا چاہتا تھا۔ تیسری جمیلہ اور نبیلہ تھیں جو پیدائشی طور پر جڑواں تھیں اور بیک وقت کسی کی بھی دلہن بن کر اس کی تنہائی میں آسکتی تھیں اور وہ ان دونوں کو صرف اپنی تنہائی میں بلانا چاہتا تھا۔

پریشانی اور جھنجلاہٹ یہی تھی کہ میں ان تینوں کے معاملے میں مداخلت کر رہا تھا اور اس کے راستے کی دیوار بنتا جارہا تھا۔

جس طرح اس نے یہ قسم کھائی تھی کہ مجھے اپنے ہاتھ سے ہلاک کرے گا اسی طرح یہ قسم بھی کھائی کہ ان تینوں غیر معمولی عجوبہ ہستیوں کو حاصل کرے گا اور کسی کو بھی ہاتھ لگانے نہیں دے گا۔ شیوانی ابھی ہاتھ آتے آتے پھسل گئی تھی۔ چھ گھنٹے گزر گئے تھے دیگر مصروفیات میں اسے اتنا موقع نہیں ملا تھا
دیوتا

سکا کہ وہ اس کی خبر لیتا اب اپنی خفیہ رہائش گاہ میں پہنچ کر اس نے خبر لی اس کے اندر پہنچ گیا۔

وہ بہار کے ایک شہر پٹنہ میں تھی ایک ہوٹل کے کمرے میں آرام سے سو رہی تھی۔ میری مدد حاصل ہونے کے بعد اور وردان کے شکست کھانے کے بعد اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب وہ محفوظ ہے اسی لیے وہ آرام سے گہری نیند سو رہی تھی۔

وہ اس کے خواب کی اسکرین پر آ کر ہنسنے لگا وہ بولی ''بڑے بے شرم اور ڈھیٹ ہو شکست کھا کر بھی ہنس رہے ہو۔''

وہ بولا ''زندگی تو ایک جوا ہے۔ کبھی کسی کی ہار ہوتی ہے کبھی کسی کی جیت ہوتی ہے۔ آج میں نے شکست کھائی ہے کل فرہاد کو شرم ناک شکست سے دو چار ہونا پڑے گا۔ بائی دا وے تم نے مجھ سے بے وفائی کر کے اچھا نہیں کیا۔''

''بے وفائی تم نے کی ہے اپنے وعدے سے پھر گئے تم نے کہا تھا کہ کبھی میرے بدن کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے لیکن آج ایک کتے کی طرح میری جوانی کو سونگھنے چلے آئے تھے۔''

کوئی اس سے نظریں ملا کر بات کرنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ کجا یہ کہ اسے اس نے کتا کہا تھا۔ وہ بھلا اتنی بڑی گالی کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ اس نے فوراً ہی اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا وہ ایک دم سے چیخ مار کر اٹھ بیٹھی۔ دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر بیڈ پر ادھر سے ادھر لوٹنے لگی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے قیامت آ گئی ہو اس کا دماغ پھوڑے کی طرح دکھنے لگا تھا۔ وہ تکلیف سے کراہ رہی تھی اور رو رہی تھی۔

وہ حقارت سے کہہ رہا تھا ''کتے کی بچی! تو نے مجھے گالی دی ہے۔ میں تیرے پورے وجود کو پوری زندگی کو ایک گالی بنا دوں گا تو جہاں جائے گی لوگ تجھے مفت کا مال سمجھ کر لوٹتے رہیں گے پھر تجھ پر تھوکتے رہیں گے۔''

وہ تھوڑی دیر تک اسے گالیاں دیتا رہا اور خیال خوانی کے ذریعے اس پر تھوکتا رہا جب دماغ کی تکلیف کچھ کم ہونے لگی تو اس نے کہا ''ابھی پھر تیرے اندر زلزلہ پیدا کروں گا۔''

وہ ایک دم سے تڑپ کر دونوں ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگی ''نہیں نہیں ...... مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے بہت بڑی بھول ہوئی ہے۔ میں کبھی منہ سے گالی نہیں نکالوں گی۔ تم سامنے ہوتے تو میں تمہارے قدموں سے لپٹ جاتی۔ بھگوان کے لیے مجھے معاف کر دو میرے اندر زلزلہ پیدا نہ کرو۔''

اگرچہ وہ گالی کھا کر غصے میں آ کر اسے عذاب میں مبتلا کر رہا تھا۔ تاہم یہ بھی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اس وقت میں اس کے اندر موجود ہوں یا نہیں۔ اگر میں موجود ہوتا تو اسے تکلیف پہنچانے پر اس کی مدد کرتا اسے خیال خوانی کے جھٹکوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا لیکن میں ایسا نہیں کر رہا تھا کیونکہ میں وہاں موجود نہیں تھا۔

وہ دماغی تکلیف سے بالکل بے حال ہو گئی تھی کمزوری کے باعث آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے تھپک تھپک کر سلا دیا پھر اس پر دوبارہ تنویمی عمل کیا اس بار اس نے اپنی آواز اور لب و لہجہ کو اس کے دماغ سے مٹا دیا اور ایک مخصوص لب و لہجہ اس کے دماغ میں نقش کر دیا اور حکم دیا ''جو سوچ کی لہریں اس مخصوص لب و لہجے کے ساتھ آئیں گی وہ انہیں محسوس نہیں کرے گی باقی تمام سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک کر بھگا دیا کرے گی۔''

اس نے بڑی چابکدستی سے تنویمی عمل کیا پھر اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا اس کی مصروفیات کچھ زیادہ ہی بڑھ گئی تھیں۔ اب اسے جمیلہ اور نبیلہ کی طرف جانا تھا۔ پارس نے کہا تھا کہ مغرب کی نماز کے بعد برات لے کر آئے گا پھر ان جڑواں بہنوں کو اپنی دلہنیں بنا کر لے جائے گا۔ پارس کے ارادے چٹان کی طرح مضبوط تھے اور وردان بھی اپنی ضد سے باز آنے والا نہیں تھا۔ ان جڑواں بہنوں کو ہر قیمت پر حاصل کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا اور یہ سوچ چکا تھا کہ کس طرح اس شادی کے گھر کو ماتم کدہ بنانا ہے۔

وہ بڑی خاموشی سے ان بہنوں کے اندر آ کر دیکھ رہا تھا۔ دونوں بہت خوش تھیں اور دلہن بننے کی تیاریاں کر رہی تھیں۔ ایسے ہی وقت لومی نے اس گھر میں فون کیا عبدالرحمٰن نے ریسیور کان سے لگا کر پوچھا ''آپ کون ہیں؟''

لومی نے فوراً ہی مختصر طور پر اس کے خیالات پڑھے معلوم ہوا کہ وہ ان لڑکیوں کا باپ ہے۔ آج وہ دلہن بننے والی ہیں لیکن باپ کو ان کی شادی پر اعتراض ہے۔

اس نے کہا ''میں آپ کے ہونے والے داماد کی ماں ہوں اپنی ہونے والی بہوؤں سے بات کرنا چاہتی ہوں۔''

اس نے کہا ''سوری ہم نہیں جانتے کہ علی اکبر کی کوئی ماں ہے یا نہیں۔ اگر آپ واقعی اس کی ماں ہیں تو شادی کے بعد اپنی بہوؤں سے بات کر سکیں گی۔''

وہ فون بند کرنا چاہتا تھا لیکن لومی نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بولا ''اچھی بات ہے انتظار کریں میں اپنی بیٹیوں کو بلا رہا ہوں۔''

وہ ریسیور رکھ کر وہاں سے جانے لگا۔ لومی اس کے خیالات پڑھتی رہی اور یہ معلوم کرتی رہی کہ وردان نے اس پر اس کی بیوی صائمہ پر تنویمی عمل کیا ہے ان دونوں کو اپنا تابعدار

بنا رکھا ہے لیکن ان دو لڑکیوں پر اس کا بس نہیں چل رہا ہے۔ عبدالرحمٰن کی سوچ کہہ رہی تھی کہ وردان کوئی معمولی شخص نہیں ہے۔ آج شادی کے وقت ضرور کوئی ہنگامہ برپا ہوگا اور وہ علی اکبر کی ایسی کی تیسی کر کے رکھ دے گا۔

اس نے بیٹیوں کے کمرے میں آ کر کہا ''تمہارا فون ہے۔ ایک خاتون کہہ رہی ہیں کہ وہ علی اکبر کی والدہ ہے اور تم سے باتیں کرنا چاہتی ہے۔''

یہ سن کر وہ دونوں خوش ہو گئیں۔ وہاں سے چلتی ہوئی ڈرائنگ روم میں آئیں۔ لومی عبدالرحمٰن کے ذریعے ان جڑواں بہنوں کو حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں وہاں آ کر ایک صوفے پر بیٹھ گئیں جمیلہ نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا پھر کہا ''ہیلو میں جمیلہ بول رہی ہوں۔ آپ کون ہیں؟ میرے ابو کہہ رہے تھے کہ آپ علی اکبر کی والدہ ہیں کیا یہ درست ہے؟''

لومی نے کہا ''ہاں بیٹی! یہ درست ہے۔ میں اس کی ماں ہوں تم سے ہزاروں میل دور ہوں اس مبارک موقع پر مبارک باد دینا چاہتی ہوں اس لیے فون کیا ہے۔''

وردان ان بہنوں کے دماغ میں موجود تھا اس لیے لومی کی آواز سن کر چونک گیا یہ وہی آواز، وہ لب و لہجہ تھا جسے اس نے اعلیٰ بی بی کے فون کے ذریعے سنا تھا اور اس لب و لہجہ کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی تھی ایک دو سیکنڈ کے لیے اس کے دماغ میں پہنچ بھی گیا تھا اس وقت وہ خود کو نیہا کی سہیلی کہہ رہی تھی اور اب ان جڑواں بہنوں سے باتیں کرتے وقت علی اکبر سے ماں کا رشتہ جوڑ رہی تھی۔

اس وقت وہ جمیلہ اور نبیلہ سے کہہ رہی تھی ''میرے ایک بیٹے کو بیک وقت دو دلہنیں مل رہی ہیں۔ یہ بھی قدرت کا عجیب تماشا ہے۔ میں جلد ہی انڈیا آؤں گی اور تم دونوں کو آنکھوں سے دیکھوں گی اور گلے لگا کر خوب پیار کروں گی۔''

جمیلہ نے کہا ''ہمیں بھی آپ کا بے چینی سے انتظار رہے گا۔''

لومی نے کہا ''اب ذرا نبیلہ کی آواز سناؤ۔''

اس نے نبیلہ کو فون دیا اس نے کہا ''السلام علیکم۔''

لومی نے کہا ''وعلیکم السلام بیٹی! میں نے جمیلہ کو مبارک باد دی ہے تمہیں بھی دلہن بننے کی مبارک باد دے رہی ہوں۔ اس سے کہا ہے اور تم سے بھی کہہ رہی ہوں جلد از جلد انڈیا آ کر تم سے ملوں گی اور تم دونوں کو خوب پیار کروں گی۔ اب مجھے فون بند کرنا چاہیے کیونکہ وہاں شام ہو رہی ہو گی اور تمہارا دولہا برات لے کر آتا ہوگا۔ تم دونوں کو تیاریاں بھی کرنی ہیں لہٰذا خدا حافظ۔''

رابطہ ختم ہو گیا۔ لومی فون بند کرنے کے بعد ان بہنوں کے اندر پہنچ گئی۔ باری باری ان کے خیالات پڑھنے لگی۔ ادھر وردان دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا تھا اس نے اعلیٰ بی بی کے فون پر اور عبدالرحمٰن کے فون پر سونیا کے موبائل کے نمبر پڑھے تھے وہ اپنے موبائل پر وہ نمبر پنچ کرنے لگا۔

لومی ان بہنوں کے اندر پہنچی ہوئی تھی ان کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ اپنے موبائل کا بزر سن کر چونک گئی۔ اس نے فون کو اٹھا کر دیکھا نمبر پڑھے تو وہ کسی اجنبی کے نمبر تھے۔ اس نے بٹن دبا کر کان سے لگایا پھر کہا ''ہیلو کون ہے؟''

وردان نے کہا ''بڑی معذرت کے ساتھ میں آپ کی عمر پوچھنا چاہتا ہوں۔''

وہ غصے سے بولی ''یہ گفتگو کرنے کا کیا طریقہ ہے کون ہو تم؟''

''میں وہی ہوں جو تمہارے دماغ میں آنا چاہتا تھا اس وقت تم نیہا کی سہیلی بنی ہوئی تھیں۔ اس کی عمر مشکل سے سترہ اٹھارہ برس کی ہو گی۔ تم بھی اس اعتبار سے اس کی ہم عمر ہو سکتی لیکن ادھر ان جڑواں بہنوں کی ساس صاحبہ بن رہی تھیں اگر ان کے دولھے کی اماں جان ہو تو پھر تمہاری عمر کیا ہو گی نیہا کی وہ سہیلی اٹھارہ برس کی ہے یا اماں جان اسّی برس کی ہے؟''

لومی نے فوراً ہی بٹن دبا کر فون کو آف کر دیا۔ خود پر لعنت ملامت کرنے لگی۔ سوچنے لگی۔ ''اس وقت اگر سونیا ہوتی تو اپنی عادت کے مطابق ہر پہلو پر غور کرتی پھر ان دلہنوں سے رابطہ کرتی میں نے اس پہلو کو نظر انداز کیا تھا کہ وردان ان کا دشمن ہے اور ایسے وقت وہ ان کے دماغوں میں ضرور چھپا ہوا ہوگا۔''

وہ سوچ رہی تھی ''میں نے ان جڑواں بہنوں کو اہمیت دی۔ ان کے ذریعے بہت سی معلومات حاصل کرنا چاہیں لیکن ایسے وقت میں نے وردان کو نظر انداز کیا یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ چہرے اور جسامت کے اعتبار سے سونیا بننا بہت آسان ہے لیکن اس کی طرح ذہین اور مکار بننا ممکن نہیں ہے مجھے ذہانت اور مکاری سیکھنے میں ابھی بہت وقت لگے گا۔ آئندہ مجھے بہت سنبھل کر کام کرنا ہے۔''

اس سے بہت بڑی غلطی ہوئی تھی۔ اس غلطی کے نتیجے میں یہ ظاہر ہو گیا تھا کہ شانتا بائی کی بیٹی نیہا (اعلیٰ بی بی) کا تعلق اس عورت سے ہے جو خود کو علی اکبر کی ماں کہتی ہے۔ علی اکبر اور ان جڑواں بہنوں کے دماغوں میں ٹیلی پیتھی جاننے والے آتے جاتے رہتے ہیں اور وردان کی شر پسندی سے

انہیں تحفظ دیتے رہتے ہیں۔

اس طرح وردان یہ سمجھ گیا تھا کہ شانتا بائی اور نیہا کا تعلق ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے اور یہ شبہ تو اسے یقین کی حد تک تھا کہ دھرم ویر دراصل فرہاد علی تیمور ہے اور ٹیلی پیتھی کا یہ سلسلہ شانتا بائی کے گھر سے ان جڑواں بہنوں کے گھر تک چلا آیا ہے اور وہ سب خیال خوانی کے ذریعے بڑی راز داری کے ساتھ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔

سوامی وردان تنہا تھا اس تنہا شخص کے آگے کئی محاذ تھے۔ ایک محاذ پر دھرم ویر یعنی میں تھا دوسرے محاذ پر شیوانی کی طرف سے لڑنا تھا۔ تیسرے محاذ پر ارنا کوف کی خاطر بھی ہم سے جنگ جاری رہنے والی تھی۔ فی الوقت جمیلہ اور نبیلہ کے محاذ پر جنگ لڑنے کا وقت آ چکا تھا۔ پارس وقت مقررہ پر برات لے کر آ گیا تھا۔

اس کی برات میں جمیلہ اور نبیلہ کے تمام رشتے دار تھے۔ اس کے چچا کا پورا خاندان وہاں آ پہنچا تھا۔ عبدالرحمٰن ان کا سامنا نہیں کر رہا تھا۔ خاندان کے بزرگ اس گھر میں آ کر کہہ رہے تھے "یہ کیسی شادی ہو رہی ہے کیا عبدالرحمٰن کو اتنی بھی توفیق نہیں ہے کہ آنے والے براتیوں کا استقبال کرے اور اپنی بیٹیوں کو ذرا دھوم دھام سے رخصت کرے۔"

پارس نے کہا "بزرگو! میں جانتا تھا کہ یہاں میرا استقبال نہیں کیا جائے گا بلکہ میرے ساتھ آنے والوں کو کھانے پینے کے لیے بھی نہیں پوچھا جائے گا اس لیے میں کھانے کا آرڈر دے چکا ہوں بس یہ چاہتا ہوں کہ جلد از جلد ہمارا نکاح پڑھا دیا جائے۔"

ان جڑواں بہنوں کی ماں نے کہا "آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ آپ سے خون کا رشتہ بھی ہے۔ آپ کا یہ حق بنتا ہے کہ میری بیٹیوں کا نکاح علی اکبر سے پڑھا دیں۔ آپ کی مرضی ہے لیکن اس نکاح میں میرے شوہر شامل نہیں ہوں گے اور نہ ہی میں یہاں موجود رہوں گی کسی دوسرے کمرے میں چلی جاؤں گی۔"

ایک بزرگ نے کہا "ہمیں علی اکبر نے بتایا ہے کہ وہ ہندو شخص ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور اس نے تنویمی عمل کے ذریعے تم میاں بیوی کو اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔ تم دونوں اسی کے سحر میں مبتلا رہتے ہو اس لیے اس شادی سے اختلاف کر رہے ہو کوئی بات نہیں۔ ان لڑکیوں کو یہاں لے آؤ ہم عزت آبرو سے انہیں دلہن بنا کر رخصت کریں گے۔"

براتی بن کر آنے والی خواتین میں سے دو عورتیں اندر گئیں پھر جمیلہ اور نبیلہ کو گھونگھٹ میں چھپا کر وہاں لے آئیں انہیں ایک صوفے پر بٹھایا گیا ان کے روبرو پارس کو بٹھایا گیا ایسے وقت ہمارے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے جمیلہ اور نبیلہ کے اندر تھے ان کے دماغوں کو مضبوطی سے گرفت میں لے رکھا تھا۔ تاکہ وردان انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائے اور وہ پارس کے دماغ میں آ کر تو ناکام ہو چکا تھا۔ اب اس کے اندر آ کر نقصان پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا اور وہ خاموشی سے تماشا دیکھنے والوں میں سے بھی نہیں تھا۔

ان جڑواں بہنوں کو حاصل کرنے کے لیے اسے اس وقت کچھ کر گزرنا تھا اس لیے اچانک ہی عبدالرحمٰن کی گرجتی ہوئی آواز سنائی دی۔ سب نے گھوم کر دیکھا وہ دروازے پر کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ریوالور تھا وہ گرج کر کہہ رہا تھا۔ "حد ہو گئی میرے ہی سامنے میری ہی بیٹیوں کو اغوا کیا جا رہا ہے، میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔"

میں نے اور الپا نے عبدالرحمٰن کے دماغ میں چھلانگ لگائی، اسے قابو میں کرنا چاہا تو پتا چلا کہ وردان کی گرفت پہلے سے ہی مضبوط ہے اور ہم عبدالرحمٰن کو اس کی گرفت سے نہیں چھین سکیں گے۔ اپنے زیر اثر نہیں لا سکیں گے۔ وہ پارس کا نشانہ لے کر کہہ رہا تھا۔ "تم میری بیٹیوں کو مجھ سے چھین کر لے جانا چاہتے ہو۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا یہاں سے میری بیٹیوں کی ڈولی نہیں تمہاری لاش جائے گی۔"

جمیلہ اور نبیلہ اپنے باپ کو دیکھتے ہی اٹھ کر کھڑی ہو گئیں تھیں۔ جمیلہ نے کہا "ابو ایسے وقت آپ کو ایک باپ کا فرض ادا کرنا چاہیے لیکن آپ ایک قاتل بن کر یہاں آئے ہیں ہمارے سہاگ کو قتل کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمارے جیتے جی آپ ایسا نہیں کر سکیں گے۔"

"کس کی ہمت ہے کہ کوئی مجھے روکے، میں اسے ابھی کتے کی موت ماروں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے ٹریگر دبایا گولی چلی دونوں بہنیں اچھل کر پارس کے سامنے ڈھال بن گئیں پھر ان کے حلق سے چیخیں نکلیں پارس کی طرف آنے والی موت ان کی طرف چلی آئی تھی۔ ایک پتلی سی دھار کی صورت میں خون کا فوارہ ان کے بدن سے پھوٹ پڑا۔ پارس نے ان کے گرتے گرتے انہیں سنبھال لیا۔ آہستگی سے فرش پر لٹا دیا۔ وہ تھوڑی دیر تک تڑپتی رہیں پھر ایک دم ساکت ہو گئیں۔

وردان انہیں مار ڈالنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ تو اپنے رقیب کو مارنا چاہتا تھا اور اس کی موت کے بعد ان بہنوں کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی ان بہنوں کے اندر پہنچا ان کے دماغ بے حد کمزور ہو چکے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا تاریکیوں میں ڈوب رہے ہیں۔ پارس نے میری مرضی کے مطابق کہا "انہیں فوراً اسپتال لے چلو۔"

وہ سب انہیں ہاتھوں ہاتھ اٹھا کر کوٹھی سے باہر لے جانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ان بہنوں کے دماغوں سے باہر نکل گئے کیونکہ وہ بے ہوش ہو گئی تھیں۔ گولی کا زخم گہرا تھا یہ کہا نہیں جا سکتا تھا کہ ان کے مقدر میں زندگی ہے یا نہیں؟ وہ آئندہ بھی اس دنیا میں عجیب و غریب تماشا بن کر رہیں گی یا نہیں؟

☆☆☆

کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ دشمن کو گولی مارو تو دوست کو لگ جاتی ہے۔ اسی کو کہتے ہیں "کہیں پہ نگاہیں کہیں پہ نشانہ......" وردان وشوا ناتھ کی نگاہیں جڑواں بہنوں پر تھیں وہ انہیں حاصل کرنا چاہتا تھا، دشمنی پارس سے تھی وہ اسے گولی مارنا چاہتا تھا مگر ایسے وقت جمیلہ اور نبیلہ اپنی جان پر کھیل گئیں پارس کی طرف آنے والی گولی کو اپنے وجود میں اتار لیا۔

وردان سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ دونوں بہنیں پارس کی اس قدر دیوانی ہو جائیں گی وہ ہر حال میں انہیں زندہ رکھ کر اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا جب انہیں گولی لگی تو ایک دم سے بوکھلا گیا۔ عبدالرحمٰن کے دماغ سے نکل کر ان کے دماغ میں آیا۔ شادی کے گھر میں افراتفری پیدا ہو گئی تھی۔ بچے رونے لگے تھے۔ عورتیں چیخنے لگی تھیں ایسے میں پارس چیخ کر کہہ رہا تھا "انہیں فوراً اسپتال لے چلو۔"

ہم نے خیال خوانی کے ذریعے اسے بتایا کہ سانسیں چل رہی ہیں، انہیں بچایا جا سکتا ہے۔ وہاں کتنے ہی ہاتھوں نے ان جڑواں بہنوں کو اٹھا لیا تھا اور انہیں کوٹھی کے باہر لے گئے تھے۔

پہلے تو عبدالرحمٰن کا دماغ وردان کی گرفت میں تھا وہ اس کی مرضی کے مطابق وہاں گولی چلانے کے لیے آیا تھا لیکن جب گولی بیٹیوں کو لگی اور وردان اس کے دماغ سے نکل کر ان جڑواں بہنوں کی طرف گیا تو اس کے ہوش اڑ گئے ریوالور ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گر پڑا کسی نے وہ ریوالور اٹھا لیا۔ ایک بزرگ نے اس کا گریبان پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے کہا "عبدالرحمٰن! یہ تو نے کیا کیا؟ لعنت ہے تجھ پر تو نے اپنی بیٹیوں پر گولی چلائی ہے۔"

اس پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر خلا میں تک رہا تھا۔ ان بیٹیوں کی ماں دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی، اپنا سینہ کوٹ رہی تھی، بال نوچ رہی تھی کچھ خواتین اس کے ساتھ رو رہی تھیں، کچھ اسے دلاسہ دے رہی تھیں اور امید دلا رہی تھیں کہ ان بچیوں کو کچھ نہیں ہو گا انہیں اسپتال لے گئے ہیں اللہ نے چاہا تو انہیں نئی زندگی ملے گی۔

اسپتال اس کوٹھی سے قریب ہی تھا فوراً ہی ان بہنوں کو ایمرجنسی وارڈ میں پہنچایا گیا ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے وہاں کے تمام ڈاکٹروں کے دماغوں پر قبضہ جما لیا وہ انہیں اٹینڈ کرنے لگے۔ ان بہنوں کی جڑی ہوئی پسلیوں میں گولی پیوست ہو گئی تھی۔ آپریشن کے ذریعے اس گولی کو نکالنا ضروری تھا لہٰذا انہیں فوراً ہی آپریشن تھیٹر میں پہنچا دیا گیا۔

چونکہ پارس کی شادی تھی اور عجیب و غریب شادی تھی کہ ایک دولہا دو دلہنوں سے نکاح پڑھوائے گا اور انہیں اپنے ساتھ لے جائے گا اس خوشی کے موقع پر اعلیٰ بی بی اور کبریا بھی خیال خوانی کے ذریعے پہنچے ہوئے تھے۔ دولھے کی ماں آمنہ فرہاد کو بھی آنا چاہیے تھا لیکن اس نے کہا تھا نکاح ہو جانے کے بعد وہ خیال خوانی کے ذریعے آ کر بیٹے کو اور بہوؤں کو مبارک باد دے گی۔

دراصل آمنہ نے ٹال دیا تھا۔ وہ پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ بیٹے کی شادی اور خانہ آبادی نہیں ہو سکے گی جمیلہ اور نبیلہ کی زندگی میں پیچیدگیاں ہیں اور یہ پیچیدگیاں ابھی نیا رخ اختیار کرنے والی ہیں۔

وہاں کے سرجری کرنے والے ڈاکٹر نے آپریشن تھیٹر سے باہر آ کر کہا "ان بہنوں کے جسم سے گولی نکالی جا سکتی ہے لیکن آپریشن بہت ہی پیچیدہ ہو گا ان کے باپ کو یا سرپرست کو فوراً بلایا جائے۔"

عبدالرحمٰن اپنی بیوی کے ساتھ روتا پیٹتا وہاں آ گیا تھا۔ پارس اور خاندان کے کئی بزرگ وہاں موجود تھے۔ ڈاکٹر نے کہا "ان میں سے ایک بہن کی دائیں پسلیاں اور بازو والا حصہ دوسری بہن کی بائیں پسلیاں اور بازو والے حصے سے جڑا ہوا ہے۔ گولی اسی جڑے ہوئے حصے میں جا کر پیوست ہو گئی ہے اسے نکالتے وقت جڑا ہوا حصہ کچھ کٹے گا۔ باقی کچھ حصہ رہ جائے گا اگر اس حصے کی بھی سرجری کی جائے تو دونوں بہنیں ایک دوسرے سے الگ ہو سکتی ہیں۔"

ڈاکٹر سب کی ہی توقع کے خلاف یہ بات کہہ رہا تھا۔ سب نے حیرانی سے اور سوالیہ نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

عبدالرحمٰن نے کہا "جب یہ پیدا ہوئی تھیں تو ڈاکٹر نے کہا تھا کہ انہیں الگ نہیں کیا جا سکتا۔ آپریشن کے ذریعے الگ کیا جائے گا تو ان کی زندگی کی ضمانت نہیں دی جا سکے گی۔"

ڈاکٹر نے کہا "اس وقت وہ ننھی سی بچیاں تھیں آپریشن کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتی تھیں لیکن اب تو یہ بھرپور جوان ہیں۔ تندرست ہیں توانا ہیں۔ آپریشن کے بعد اپنی زندگی کے لیے فائٹ کر سکتی ہیں۔"

پارس نے پوچھا "کیا انہیں علیحدہ کرنے والا آپریشن کامیاب رہے گا؟"

"میں ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے ففٹی پرسنٹ کامیابی کی امید رکھتا ہوں باقی ففٹی پرسنٹ کامیابی ان لڑکیوں کی ہمت اور حوصلے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ آپریشن چھوٹا ہو یا بڑا دنیا کا کوئی ڈاکٹر کامیابی کی ضمانت نہیں دے سکتا اسی لیے پہلے ہی فارم پر دوسر پرستوں کے دستخط کرا لیے جاتے ہیں تاکہ ناکامی کی صورت میں ڈاکٹروں پر الزام نہ آئے۔"

ماں کا دل کمزور ہوتا ہے۔ وہ آپریشن سے انکار کر رہی تھی۔ باپ نے اور دوسرے بزرگوں نے کہا "اللہ کا نام لے کر آپریشن ہونے دیا جائے یہ دونوں اپنی پیدائش کے دن سے جڑی ہوئی ہیں اور بڑی مشکل سے زندگی گزار رہی ہیں۔ اگر علیحدہ ہونے کے بعد آزادی سے اپنی الگ الگ زندگی گزاریں گی تو ہمیں دعائیں دیں گی۔" دوسرے بزرگ نے کہا "اگر اللہ تعالیٰ کو منظور نہ ہوا تو پھر یہ ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہو جائیں گی۔ زندگی اور موت صرف اس مالک حقیقی کی مرضی سے ملتی ہے لہٰذا آپریشن کے نتیجے کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے۔"

سب ہی کی متفقہ رائے سے عبدالرحمٰن دستخط کرنا چاہتا تھا وردان نے کہا "نہیں تم دستخط نہیں کرو گے۔ ان لڑکیوں کو ہمیشہ جڑواں رہنا چاہیے۔ میں نے بہت ہی رنگین اور سنگین تجربات حاصل کرنے کی تیاریاں کی ہیں۔ جب میں ان تجربات سے گزر جاؤں گا تو آپریشن کی اجازت دوں گا۔"

الپا اور اعلیٰ بی بی نے عبدالرحمٰن کے دماغ پر بڑی مضبوطی سے قبضہ جمالیا اس نے ان کی مرضی کے مطابق آپریشن کے اجازت نامے پر دستخط کر دیے میں نے کبریا نے اور دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے وہاں کے ڈاکٹروں اور ان کے ماتحتوں کے دماغوں پر قبضہ جمالیا تاکہ وردان آپریشن کو ناکام بنانے کی کوئی شیطانی سازش نہ کر سکے۔

لومی عرف سونیا نے فون کے ذریعے اس سے رابطہ کیا پھر کہا "وردان وشوانا تھ کا فون نمبر میرے پاس ہے۔ تمہیں رابطہ کر کے اس سے اچھی طرح وارننگ دینی چاہیے۔"

میں نے کہا "تم اس سے رابطہ کرو۔ میں تمہارے اندر رہوں گا۔ ہم دونوں اس سے باتیں کریں گے۔"

اس نے وردان سے رابطہ کیا پھر کہا "تم نے اب سے تین گھنٹے پہلے مجھے فون کیا تھا اور پوچھا تھا کہ میری عمر کیا ہے۔ نیہا کی عمر اٹھارہ برس ہے تو کیا میں اس کی کم عمر سہیلی ہوں یا ان جڑواں بہنوں سے شادی کرنے والے علی اکبر کی بوڑھی ماں ہوں۔"

وہ بولا "ہاں...... میں دھرم دیر کے سلسلے میں معلومات حاصل کرتا پھر رہا تھا۔ اب ہر بات میرے سامنے واضح ہو چکی ہے۔ میں تم سے تمہاری عمر نہیں پوچھوں گا۔ یہ اچھی طرح سمجھ گیا ہوں شیوانی کا کوئی پرابلم ہو ارنا کوف کا کوئی معاملہ ہو یا ان جڑواں بہنوں کی شادی خانہ آبادی کی بات ہو ہر جگہ فرہاد علی تیمور موجود ہے۔"

"یہ بات تم کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"اب سے پہلے میں غلط سوچتا رہا اور دھوکا کھاتا رہا کہ ان بہنوں کے دماغ عجوبہ ہیں۔ اسی لیے میری خیال خوانی کی لہروں کا اثر ان پر نہیں ہوتا ہے پھر علی اکبر ان کی زندگی میں آیا تو اس کا دماغ بھی عجوبہ تھا۔ میں اس وقت سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ سب کچھ ٹیلی پیتھی کے معاملات ہوں گے۔"

وہ ذرا توقف سے بولا "آدازون کی موت کے وقت فرہاد سے میری خیال خوانی کے ذریعے گفتگو ہوئی تب پہلی بار شبہ ہوا کہ دھرم دیر کے پیچھے فرہاد علی تیمور چھپا ہوا ہے پھر اس نے شیوانی کے معاملے میں مداخلت کی اور مجھ پر زبردست جان لیوا حملہ کیا تب میں نے سمجھ لیا نا تو اُن جڑواں بہنوں کے دماغ عجوبہ ہیں نا ہی علی اکبر کا دماغ ناقابلِ فہم ہے فرہاد بڑی چالاکی سے مجھے دھوکا دے رہا ہے۔"

لومی نے کہا "تم فرہاد سے دھوکا کھاتے رہے اس کے ہاتھوں مرتے مرتے بھی بچ گیا کیا اب بھی تمہیں عقل نہیں آ رہی ہے؟"

عقل آ گئی ہے اور یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آ گئی ہے کہ اب میں فرہاد کا جم کر مقابلہ کر سکتا ہوں کمال یہ نہیں ہے کہ اس نے بڑی چالاکی سے مجھ پر حملہ کیا تھا کمال تو یہ ہے کہ میں اس زبردست حملے سے بچ کر نکل گیا۔ تمہیں بچنے والے کی ذہانت اور حوصلے کی داد دینی چاہیے۔"

"تم نے چوہے اور بلی کا کھیل دیکھا ہوگا بلا چوہے کو پکڑنے کے بعد بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اسے بھاگنے اور بچنے کا موقع دیتا ہے۔ جب وہ بھاگتا ہے اور بچنے والا ہوتا ہے تو پھر آ کر دبوچ لیتا ہے۔ پھر اسے بھاگنے کا موقع دیتا ہے۔ چوہا سمجھتا ہے کہ وہ اپنی ذہانت سے اپنے مقدر سے بچ رہا ہے اور بلے کو دھوکا دیتا جا رہا ہے۔ فرہاد بھی تمہارے ساتھ یہی کرے گا۔ تمہیں پکڑے گا، چھوڑے گا پھر پکڑے گا پھر چھوڑے گا۔ بھگا بھگا کر ہلکان کر دے گا۔ آخر تھک ہار کر تم خود ہی اس سے موت کی بھیک مانگو گے۔ زندگی سے اس قدر بیزار ہو جاؤ گے کہ شدت سے موت کی تمنا کرنے لگو گے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "میں اندازہ کر رہا ہوں کہ تم کون ہو سکتی ہو؟ تم الپا ہو یا اعلیٰ بی بی ہو یا فرہاد سے تعلق رکھنے والی کوئی دوسری ٹیلی پیتھی جاننے والی ہو؟ لیکن تم سے بار بار فون کے ذریعے رابطہ ہونے پر یقین ہو گیا کہ تم ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہو اور سونیا بھی ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے۔ ابھی تم بڑی بے تکلفی سے فرہاد کا نام لے رہی ہو اس کے بارے میں کہہ رہی ہو تو یقین ہو گیا ہے کہ تم سونیا ہو۔"

میں نے اسے مخاطب کیا "وردان! میں سونیا کے ذریعے بول رہا ہوں۔ جب تم سمجھ ہی رہے ہو کہ تمہارے ہر معاملے میں ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود رہتے ہیں اور رکاوٹیں پیدا کرتے رہتے ہیں تو ایسے میں تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ ایک تو سلامتی کا راستہ ہے کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ ہمارے معاملے سے دور ہو جاؤ پھر بھی ہم کبھی تمہاری طرف رخ نہیں کریں گے دوسرا راستہ تمہیں موت کی طرف لے جائے گا۔ تم ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے ہو اور تمہارے مقابلے میں بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے یہاں موجود ہیں۔

"تم مجھے بچہ سمجھ کر اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد سے ڈرا رہے ہو۔ تمہارے یہ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہر طرف موجود ہوں گے جیسے موت ہر طرف ہوتی ہے۔ اگر کار ڈرائیو کرتے ہوئے جاؤ تو حادثے سے دوچار ہو سکتے ہیں، مر سکتے ہیں، ہوائی جہاز سے سفر کرو تو نیچے گر کر موت آ سکتی ہے۔ اگر بیڈ پر سوتے رہو تو اوپر سے پنکھا یا فانوس ہم پر گر سکتا ہے۔ ہم سوٹ اور نکٹائی پہنتے ہیں۔ وہ نکٹائی گلے کا پھندا بن سکتی ہے۔ موت تو کسی بہانے آ سکتی ہے کسی وقت بھی آ سکتی ہے کسی سمت سے بھی آ سکتی ہے تو کیا مجھے موت سے ڈر کر ماں کی گود میں چھپ جانا چاہیے؟"

"اس کا مطلب ہے تم دشمنی سے باز نہیں آؤ گے؟"

"دشمنی میں نے شروع نہیں کی ہے۔ تم لوگوں کی طرف سے شروع ہوئی ہے۔ میں بہت پہلے سے ان جڑواں بہنوں کو حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن تم لوگوں نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان کے دماغوں پر قبضہ جمالیا میرے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے لگے پھر ایک علی اکبر کو ان کا عاشق اور ہونے والا دولہا بنا کر بھیج دیا۔"

پھر وہ ذرا چونک کر بولا "ہاں...... یاد آیا وہ علی اکبر کوئی اور نہیں ہے۔ تمہارا بیٹا ہے جب یہ ثابت ہو چکا کہ تمہارے ساتھ بات کرنے والی یہ سونیا ہے تو اس سونیا نے اس علی اکبر کو بیٹا کہا ہے اور اس کی ہونے والی دلہنوں کو بہو کہہ چکی ہے۔ اس کا مطلب یہی ہوا کہ وہ یا تو پارس ہے یا پورس ہے یا پھر کبریا ہے علی اکبر ایک فرضی نام ہے۔"

"بے شک، وہ ہمارا بیٹا ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمارے بیٹے اور بہوؤں کے راستے میں نہ آؤ۔ ہم سے دشمنی نہ کرو۔"

"الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تم دشمنی کر رہے ہو۔ میں جمیلہ اور نبیلہ کا پہلا عاشق ہوں ان کا پہلا طلب گار ہوں۔ میرا حق ان پر زیادہ ہے تمہارا بیٹا بعد میں آ کر میرے راستے کی دیوار بن رہا ہے۔"

میں نے کہا "تم وہاں اسپتال میں کہہ چکے ہو کہ ان جڑواں بہنوں کے ساتھ کوئی رنگین و سنگین تجربہ کرنا چاہتے ہو۔ تمہیں ایسا کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔ ویسے یہ سب جانتے ہیں کہ کبھی بے شرم کو شرم نہیں آتی لیکن اب وہ رنگین و سنگین تجربہ کیسے کرو گے جبکہ وہ جڑواں نہیں رہیں گی ابھی وہ دونوں آپریشن تھیٹر میں ہیں ایک آدھ گھنٹے بعد کوئی نتیجہ سامنے آئے گا۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا "ہاں...... انہیں الگ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں اور یہ اچھا نہیں ہو رہا ہے۔ میں ابھی سے کہہ دوں کہ وہ زندہ نہیں رہ سکیں گی انہیں درمیان سے کاٹ کر الگ کیا جائے گا اور یہ سوچا جا رہا ہے کہ وہ زندہ رہیں گی یہ سراسر حماقت ہے۔"

میں نے کہا "تم بہت عالم فاضل ہو۔ غیر معمولی صلاحیتوں کے مالک ہو لیکن ڈاکٹروں سے زیادہ تجربہ نہیں رکھتے ہو۔ ڈاکٹر کو ففٹی پرسنٹ کامیابی کا یقین ہے پھر یہ کہ ہم آئے دن دیکھتے رہتے ہیں کسی زخمی کی ٹانگ کاٹ کر الگ کر دی جاتی ہے۔ کسی کے دونوں ہاتھ الگ کر دیے جاتے ہیں پھر بھی وہ زندہ رہتا ہے۔ بدن کے کچھ حصے کاٹ کر الگ کر دینے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ وہ مر جائے گا جس کے مقدر میں زندگی ہوتی ہے وہ بدن کے کئی حصوں سے محروم ہونے کے باوجود اپنی طبعی عمر تک زندہ رہتا ہے۔"

"باکی داوے میں بھی ان کی زندگی چاہتا ہوں۔ دیکھنا چاہتا ہوں کہ ایک دوسرے سے الگ ہونے کے بعد ان کا ری ایکشن کیا ہوگا کیا وہ جسمانی طور پر الگ ہونے کے بعد ذہنی طور پر الگ ہو پائیں گی؟ ان کے یوں الگ ہو جانے سے مجھے ایک بہت بڑا فائدہ حاصل ہوگا۔"

''کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کیا فائدہ حاصل کرسکو گے؟''

وہ ہنستے ہوئے بولا ''پہلے میں سوچتا تھا کہ وہ دونوں میرے قابو میں نہیں آ رہی ہیں جولڑ کی قابو میں نہیں آتی اسے اغوا کرلیا جاتا ہے لیکن وہ ایک نہیں تھی ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھیں انہیں اغوا کرانے میں بڑی دشواری پیش آتی۔'' پھر وہ خوش ہوکر بولا ''اگر آپریشن کامیاب ہوگا اور وہ دونوں الگ ہوجائیں گی تو انہیں الگ الگ اغوا کرنے میں بڑی آسانی ہوگی۔ ایک اور اہم بات سمجھ میں آ رہی ہے کہ اب تمہارے بیٹے کی شادی ان دونوں بہنوں سے نہیں ہوسکے گی۔ اسے کسی ایک سے شادی کرنی ہوگی اور ایک کو چھوڑنا ہوگا اور میں دو شادیوں کا کوئی جھمیلا نہیں پالتا اس لیے انہیں اغوا کرکے دونوں سے فائدہ حاصل کرسکتا ہوں۔''

اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے فون بند کردیا۔ میں نومی کے اندر موجود تھا وہ بولی ''یہ سوچنا سراسر حماقت ہے کہ شیطان اپنی شیطانیت سے باز آکر فرشتہ بن جائے۔ اسے تمہارے ہاتھوں سے مرنے کا شوق پیدا ہوگیا ہے۔ اس لیے یہ دوستوں کی زبان نہیں سمجھے گا۔ صرف دشمنی کا سبق پڑھتا رہے گا۔''

''اس نے میرے مقابلے میں خود کو اچھی طرح ناپ تول لیا ہے۔ یہ بڑی حد تک کئی پہلوؤں سے طاقت ور ہے۔ ایک تو غیر معمولی صلاحیت رکھتا ہے پھر یہ کہ یہاں کے حکمرانوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنا چکا ہے۔ اس کے ذریعے ہمارے لیے طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کرسکتا ہے اور اس وقت میرے لیے تو رکاوٹیں پیدا کررہا ہے میں یہاں دھرم ویر کی حیثیت سے رہتا آیا تھا کسی شک وشبہ کے بغیر آرام سے اپنا کام کررہا تھا لیکن اس نے میرا آرام اور سکون و برباد کردیا مجھے اس جگہ سے فرار ہوکر روپوش ہونے پر مجبور کردیا۔ آئندہ یہ پارس کے لیے مصیبت بن جائے گا۔''

''پارس کے لیے کیسے مصیبت بنے گا؟''

''اسے معلوم ہوچکا ہے کہ وہ علی اکبر نہیں ہے۔ ہمارا بیٹا ہے جس طرح اس نے میرے خلاف انکوائری شروع کرائی ہے اس طرح پارس کے خلاف بھی انکوائری شروع کراچکا ہوگا مجھے ابھی پارس کے پاس جانا چاہیے۔''

نومی نے سونیا کی حیثیت سے کہا ''بے شک تم جاؤ! اور یہ بھی دیکھو کہ آپریشن کا نتیجہ کیا ہوتا ہے پھر مجھے فون پر اطلاع دینا۔''

میں اس کے دماغ میں چلا گیا۔ میرے جاتے ہی وہ مسکرانے لگی۔ اسے اس بات کی خوشی تھی کہ میں اس پر کسی طرح کا شبہ نہیں کررہا ہوں۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی پارس کے اندر پہنچ گئی۔ اس نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا کیونکہ میں وہاں پہلے سے موجود تھا اسے یہ بتا کر آیا تھا کہ پارس کے پاس جارہا ہوں لہٰذا وہ بڑی آزادی سے اس کے اندر پہنچی تھی۔

اس وقت وہ اپنے بنگلے میں تھا میں نے پوچھا ''بیٹے کہاں ہو؟''

وہ بولا ''پاپا! مجھے تو وہاں اسپتال میں رہنا چاہیے تھا لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ خطرہ ہے مجھے جتنی جلدی ہوسکے یہاں سے نکل جانا چاہیے اپنا موجودہ نام اور حلیہ تبدیل کردینا چاہیے۔''

''تم نے حالات کے مطابق صحیح فیصلہ کیا ہے۔ جتنی جلدی ہوسکے اپنا نام اور حلیہ بدل لو اور یہ گھر چھوڑ کر چلے جاؤ۔ وردان وشواناتھ تمہارے خلاف زبردست انکوائری کراسکتا ہے۔''

''پاپا! دیکھا جائے تو وہ ہمارے مقابلے میں ناکام ہونے کے باوجود کئی پہلوؤں سے کامیاب ہورہا ہے اور ہمیں ناکامیوں سے دوچار کررہا ہے۔''

میں اس کی باتیں سنجیدگی سے سننے لگا وہ کہہ رہا تھا ''اب یہ راز کھلنے کو ہے کہ میں علی اکبر نہیں ہوں، ادھر میں بھی تبدیل ہورہا ہوں اس طرح اب اس کا رقیب بن کر جمیلہ اور نبیلہ کے سامنے نہیں جاسکوں گا۔ ادھر وہ دونوں مجھے تلاش کریں گی اور میرے لیے پریشان ہوتی رہیں گی۔ وہ کمبخت انہیں حاصل کرنا چاہتا تھا اس مقصد کے لیے اس نے مجھے مارڈالنے کی کوشش کی اس میں کامیاب نہ ہوسکا لیکن مجھے ہمیشہ کے لیے ان لڑکیوں سے دور کردینے میں کامیاب ہوچکا ہے۔''

''موجودہ حالات کے مطابق تمہارا دور ہوجانا مناسب ہے۔ یوں بھی اب وہ جڑواں نہیں رہیں گی۔ ان سے شادی کرنا ضروری نہیں ہے۔ آپریشن کی کامیابی کے بعد اگر وہ تمہیں تلاش کریں، تمہیں یاد کرتی رہیں گی تو تم فون کے ذریعے انہیں یقین دلاتے رہو گے کہ وردان کی وجہ سے روپوش ہوگئے ہو۔ اگر ان کے قریب آؤ گے تو پھر وہ کسی نہ کسی کے ذریعے گولی چلائے گا اور تمہیں ہلاک کردے گا۔ جب تک وردان قابو میں نہیں آئے گا اس وقت تک تم ان کے سامنے نہیں آسکو گے۔''

''وہ دونوں مجھے دیوانگی کی حد تک چاہنے لگی ہیں۔ ان سے ہمدردی ہے صرف ہمدردی ہی نہیں محبت بھی ہے۔

''بے شک وہ لڑکیاں ہمدردی اور محبت کے مستحق ہیں لیکن اب وہ مسئلہ بن جائیں گی۔''

اس نے پوچھا ''وہ مسئلہ کیسے بنیں گی؟''

''آپریشن ہوجانے دو، ان کی زندگی اور سلامتی کے لیے دعائیں مانگتے رہو، وہ زندہ سلامت رہیں گی تو پتا چلے گا کہ وہ کس طرح تمہارے لیے پرابلم بن سکتی ہیں؟''

''اوہ پاپا! آپ مجھے الجھا رہے ہیں پلیز بتائیں آپ ان کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں؟''

''میں کیوں بتاؤں کیا تمہارے پاس عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے؟ چلو پہلے اپنا حلیہ تبدیل کرو۔ یہاں سے نکل کر کوئی دوسرا ٹھکانا بناؤ پھر اس بات پر غور کرو کہ وہ تمہارے لیے مسئلہ کیسے بنیں گی میں جارہا ہوں پھر کسی وقت رابطہ کروں گا۔''

یہ سنتے ہی نومی پارس کے دماغ سے نکل آئی۔ وہ سونیا کی جگہ لے کر ہمارا اعتماد حاصل کررہی تھی۔ ہم میں سے ایک ایک کے پاس پہنچ کر ہم سب کے بھید معلوم کررہی تھی۔

وہ کسی وقت بھی پارس سے فون پر بات کرکے معلوم کرسکتی تھی کہ اب اس کا نیا ٹھکانا کہاں ہے وہ اس کے نئے ٹھکانے پر وردان کو پہنچا سکتی تھی۔ انڈیا میرے پاس ملنے کے لیے آتی تو وردان کو میرا اپنا ٹھکانا بھی بتادیتی۔ اسے میری شہ رگ تک پہنچادیتی لیکن وہ ابھی ایسی کوئی دشمنی نہیں کررہی تھی۔

وہ ہم سب کی پوری ہسٹری جانتی تھی اور یہ خوب سمجھتی تھی کہ ہم مشکل حالات میں بھی کس طرح بچ نکلتے ہیں۔ وہ جلد باز نہیں تھی بڑے آرام سے سونیا بن کر رہنے والی تھی۔ ہمارے اور اندر پہنچ کر ہمارا چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا راز معلوم کرکے ہماری تمام کمزوریوں سے واقف ہوجانا چاہتی تھی۔

وہ کون تھی؟ کہاں سے آئی تھی اور سونیا بن کر کیوں ہمیں جھانسا دے رہی تھی؟ یہ آج نہیں تو کل یا کل کے بعد کسی نہ کسی دن معلوم ہونے ہی والا تھا۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی شانتا بائی کے پاس پہنچ گئی۔ وہ اپنے کمرے سے نکل کر بنگلے کے مختلف حصوں سے گزرتی ہوئی اعلیٰ بی بی کے بیڈروم کے پاس آئی دروازے پر دستک دیتے ہوئے بولی ''بیٹی! کیا تم سو رہی ہو؟''

اندر سے آواز آئی ''نو ممی! دروازہ کھلا ہے اندر آجائیں۔''

اس وقت وہ خیال خوانی میں مصروف تھی جو ڈاکٹر جمیلہ اور نبیلہ کا آپریشن کررہا تھا۔ اس کے دماغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ ہمارا ایک اور ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود تھا۔ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی ڈاکٹر کے اسسٹنٹ اور دوسرے ماتحتوں کے اندر پہنچ کر بالکل الرٹ تھے وردان وشواناتھ کو وہاں کسی کے بھی دماغ میں پہنچ کر گڑبڑ کرنے کا موقع نہیں دے رہے تھے۔

اعلیٰ بی بی نے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے کہا ''میرا دماغی طور پر حاضر رہنا ضروری ہے۔ میں جارہی ہوں تھوڑی دیر بعد آؤں گی۔''

یہ کہہ کر وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ شانتا بائی دروازہ کھول کر اندر آرہی تھی اس نے پوچھا ''ممی! آپ تو سونے گئی تھیں؟ کیا نیند نہیں آرہی ہے؟''

وہ پریشان ہوکر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی ''کیا خاک نیند آئے گی۔ میں اپنے بھیا دھرم ویر کے لیے بہت پریشان ہوں دشمن خواہ مخواہ ان کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ پتا نہیں وہ کہاں چھپے ہوئے ہیں اور کس حال میں ہیں؟''

اعلیٰ بی بی اس کے پاس آکر ایک کرسی پر بیٹھ گئی پھر بولی ''ممی! آپ نے بے انتہا دولت مند ہونے کے باوجود بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں بڑے حوصلے سے زندگی گزارتی آئی ہیں۔ اب پھر آپ کو حوصلہ کرنا ہے۔ اگر آپ کو کوئی ایسی بات معلوم ہو جو آپ کی توقع کے خلاف ہو تو کیا آپ کو دکھ پہنچے گا؟''

اس نے اعلیٰ بی بی کو سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر پوچھا ''یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ مجھے بھلا خلاف توقع کیا بات معلوم ہوگی اور مجھے کیوں دکھ پہنچے گا؟''

''یونہی ایک بات کہہ رہی ہوں۔''

''یہ بات یونہی تو نہیں کہہ رہی ہو ضرور کوئی بات ہے مجھ سے کچھ نہ چھپاؤ۔ بولو کیا مجھے کوئی نقصان پہنچنے والی بات ہے؟''

''نہیں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ جب آپ کو نقصان پہنچ رہا تھا تب انکل دھرم ویر نے یہاں آکر آپ کے دشمنوں کو ایک ایک کرکے مات دی تھی۔ سب کو آپ کے پاس سے بھاگنے پر مجبور کیا تھا اور اب آپ کے خلاف کوئی سازش کرنے کی جرأت نہیں کررہا ہے۔''

''ہاں، میں اپنے بھیا کا جتنا بھی احسان مانوں کم ہے۔ انہوں نے میرے لیے سگے بھائی سے بھی بڑھ کر بہت کچھ کیا ہے۔''

''کیا آپ ان کے احسانات کا بدلہ کبھی اتار سکیں گی؟''

''نہیں بیٹی! ان کے اتنے احسانات ہیں کہ میں انہیں اپنی ساری دولت دے دوں تب بھی اس کا بدلہ نہیں چکا سکوں گی۔''

''آپ احسان کے بدلے ان پر ایک احسان کرسکتی ہیں؟''

اس نے بیٹی کو پھر سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر پوچھا ''میں ان پر احسان کیسے کرسکتی ہوں؟''

وہ بڑے ہی ٹھہرے ہوئے انداز میں بولی ''اس طرح کہ اگر وہ انکل دھرم دیر نہ ہوئے کوئی اور ہوئے تو آپ ان سے ناراض نہیں ہوں گی۔ ان کے بارے میں کوئی غلط رائے قائم نہیں کریں گی۔''

''یہ تم کیسی باتیں کررہی ہو۔ بھلا میرے بھیا کوئی اور کیوں ہوں گے۔ میں اور تمہارے آنجہانی پاپا انہیں برسوں سے جانتے تھے ان پر اندھا اعتماد کرتے تھے۔''

''بے شک، لیکن آپ انہیں برسوں سے نہیں جانتی تھیں۔ ان سے صرف غائبانہ تعارف تھا۔ جب وہ مجھے لندن سے لے کر یہاں آئے تب آپ نے انہیں پہلی بار دیکھا تھا۔''

''ٹھیک ہے، میں انہیں برسوں سے نہیں جانتی ہوں لیکن انہوں نے ایک برس سے دشمنوں سے میری حفاظت کی ہے اور جس طرح میرے کاروبار کو سنبھالا ہے، ترقی دی ہے اس کے پیش نظر میں کہہ سکتی ہوں کہ یہ کوئی اور نہیں ہیں صرف میرے بھیا دھرم دیر ہیں۔''

''نہیں ممی! یہ وہ نہیں ہیں انٹیلی جنس والوں کا شبہ درست ہے وہ مسلمان ہیں ان کا نام فرہاد علی تیمور ہے اور وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔''

شانتا بائی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ وہ بے یقینی سے بیٹی کو دیکھنے لگی۔ اعلیٰ بی بی نے کہا ''آپ یقین نہیں کریں گی میں آپ کو یہ حقیقت بتانا نہیں چاہتی تھی لیکن یہ جانتی ہوں کہ اب وہ کبھی واپس نہیں آئیں گے کیونکہ یہاں ان کی جان کو خطرہ ہے۔''

''تم یہ باتیں کیسے جانتی ہو؟''

''میں آپ کو ابھی اور بہت کچھ بتاؤں گی۔ پہلے آپ میرے سوال کا جواب دیں کیا آپ اپنے بھیا دھرم دیر یعنی فرہاد علی تیمور سے نفرت کریں گے۔ ان کے بارے میں غلط رائے قائم کریں گی؟''

وہ بے چینی سے کرسی پر پہلو بدلنے لگی۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اپنی بیٹی کی بات کا یقین کرے یا نہ کرے لیکن انٹیلی جنس والوں کی انکوائری بھی یہی کہہ رہی تھی کہ بیٹی اس وقت سچ بول رہی ہے۔ وہ پریشان ہو کر بولی ''اے بھگوان! اگر وہ مسلمان ہیں تو ہمارے پاس ہندو بن کر کیوں رہتے تھے؟ کیا وہ انٹیلی جنس والے درست کہتے ہیں کہ وہ دیش دروہی ہیں اور ہمارے دیش کو نقصان پہنچانے کے لیے کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں؟''

وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولی ''ممی! آپ دل پر ہاتھ رکھ کر بولیں کیا وہ ایسے ہوسکتے ہیں؟ آپ نے دیکھا ہے ان کی ذات سے کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچتا تھا بلکہ وہ سب ہی کو فائدہ پہنچاتے رہتے تھے اور آپ کے لیے تو جان دینے کے لیے تیار رہتے تھے کیا آپ ان کے بارے میں غلط رائے قائم کریں گی؟''

شانتا بائی نے بے اختیار انکار میں سر ہلایا پھر کہا ''نہیں، میرے لیے دیوتا سمان ہیں دیوتا مہربان ہوتا ہے اسے پوجتے ہی رہتے ہیں۔ وہ مسلمان ہو یا کوئی بھی ہو ان کا اپنا بھیا دھرم دیر سمجھ کر آخری سانس تک ان کی عزت رہوں گی۔''

''ان کے احسانات کا بدلہ یہی ہوگا کہ آپ ان کی عزت کرتی رہیں اور ان کے خلاف کوئی غلط رائے قائم نہ کریں۔''

شانتا بائی نے چونک کر اسے دیکھا پھر پوچھا ''اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تم بہت پہلے سے انہیں جانتی رہی ہو اور سے ان کی حقیقت چھپاتی رہی ہو؟''

اعلیٰ بی بی نے سر جھکا لیا، وہ بولی ''چپ کیوں ہو، جواب دو۔ تم اب تک اپنی ماں سے کیوں جھوٹ بولتی رہی ہو کیوں دیتی رہی ہو؟''

وہ سر اٹھا کر بولی ''آپ کی بہتری کے لیے ہم نے ایسا ہے۔ آپ کو کوئی بہت بڑا نقصان پہنچانا نہیں چاہتے تھے۔ آپ گمراہ ہوگئی تھیں تنہا زندگی گزار رہی تھیں اور آپ کی بیٹی نیہا ہی سے دور دور رہا کرتی تھی لندن میں تعلیم حاصل کرتی تھی۔''

''تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے میری بیٹی نیہا کوئی اور نہیں ہو۔''

''پہلے میری پوری باتیں سن لیں، آپ کے ساتھ حالات ایسے پیش آرہے تھے کہ جب نیہا بارہ برس کی تھی تو آپ اس بچھڑ گئی تھیں جب وہ اٹھارہ برس کی ہوئی تو آپ نے اسے یعنی مجھے دیکھا یہ سچ ہے ناں؟''

اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔

اعلیٰ بی بی نے کہا ''لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ لندن آپ کی بیٹی بہت بیمار تھی۔ بیماریوں نے اس کی جان لے لی''

شانتا بائی نے چیخ کر کہا ''یہ کیا بکواس کررہی ہو۔ میرے سامنے بیٹھی ہوئی ہو اور کہہ رہی ہو کہ میری بیٹی رہنے کے بعد مرگئی ہے؟''

''پہلے میری پوری بات سن لیں۔ ان دنوں آپ صدمے سے ٹوٹی ہوئی تھیں۔ ایک تو پتی دیو بھگوان کو پیارے تھے۔ دوسرے یہ کہ دشمن آپ کی جان لینا چاہتے تھے۔ آپ طرف سے پریشان تھیں۔ ایسے میں یہ معلوم ہوتا کہ بیٹی سے سدھار گئی ہے تو آپ اس صدمے کی تاب نہ لا مرجاتیں یا بری طرح بیمار ہوجاتیں اور دشمنوں کو آپ

لینے اور آپ کی دولت و جائیداد چھین لینے کا پورا پورا موقع مل جاتا اس لیے آپ سے آپ کی بیٹی کی موت کو چھپایا گیا۔''

وہ ہکا بکا سی ہو کر اسے تک رہی تھی۔ اس کی بات کا یقین نہیں ہو رہا تھا۔ یقین نہ ہونے کے باوجود اس کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔ وہ رونے کے انداز میں بولی ''بیٹی! تم ایسی فضول باتیں کیوں کررہی ہو۔ میرے سامنے بیٹھی ہوئی ہو اور کہہ رہی ہو کہ مرچکی ہو؟''

''ممی! میں آپ کی بیٹی نہ ہوتے ہوئے بھی آپ کی بیٹی ہوں اور بیٹی رہوں گی۔ آپ نے بارہ برس کی عمر میں اپنی بیٹی کو دیکھا تھا پھر اٹھارہ سال کی عمر میں مجھے دیکھا۔ ان چھ برسوں میں لڑکی بچی سے جوان ہوجاتی ہے چہرہ بدل جاتا ہے جسامت بدل جاتی ہے۔ آپ نے لندن آکر میرے کالج میں پہنچ کر دیکھا تو یہی سمجھا کہ وہ نیہا کا کالج ہے اور وہاں میں برسوں سے رہتی آئی ہوں لہٰذا میں ہی نیہا ہوں پھر میرے پاپا نے آپ کو یقین دلایا تو آپ نے یقین کرلیا۔''

اس نے تعجب سے پوچھا ''تمہارے پاپا؟''

''جی ہاں، میں فرہاد علی تیمور کی بیٹی ہوں۔''

وہ حیرانی سے دیدے پھاڑ پھاڑ کر اعلیٰ بی بی کو دیکھ رہی تھی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ ایک برس پہلے جب وہ سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی نیہا بن کر لندن سے یہاں آئی تو اس سے پہلے اس کی اپنی بیٹی نیہا مرچکی تھی اور اس کی جگہ اس لڑکی نے لے لی تھی۔

یہ ایسا زبردست صدمہ پہنچانے والی بات تھی کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہتی تھی۔ ایسے وقت نومی اس کے دماغ پر اثر انداز ہونے لگی۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش کرنے لگی کہ اس کی بیٹی مری نہیں تھی بلکہ اسے مار ڈالا گیا تھا۔ بھیا دھرم دیر تو آستین کا سانپ نکلا اس نے اور اس کی اس بیٹی نے مل کر سازش کی میرے کاروبار پر قبضہ جمانے کے لیے میری بیٹی کو مار ڈالا اور اسے بیٹی بنا کر یہاں لے آیا ''آہ! میں بھی کیسی ہوں کہ اس دھرم پر اندھا اعتماد کرنے لگی تھی؟''

نومی نے اس کے اندر دوسری سوچ پیدا کی۔ وہ سوچنے لگی ''میں اندھا اعتماد نہیں کررہی تھی بلکہ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا تھا۔ مجھ پر جادو کیا تھا اس لیے تو میں نے اپنا تمام کاروبار اس کے حوالے کردیا تھا۔ اسے اپنے کاروبار میں اپنی دولت و جائیداد میں سیاہ و سفید کا مالک بنادیا تھا۔ یہ دونوں باپ بیٹی اب تک مجھے لوٹتے رہے اور میں لٹتی رہی۔''

نومی کی مرضی کے مطابق اس کے دماغ میں یہی ایک بات گونجنے لگی کہ یہی میری بیٹی کی قاتل ہیں۔ انہوں نے میری معصوم بچی کو پتا نہیں کیسی بے دردی سے ہلاک کیا ہوگا اور خود یہاں آکر میری دولت پر عیش کررہے ہیں۔ اس نے بھائی بن کر میری بیٹی کو ہلاک کیا تھا اب میں اس کی بیٹی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔

اعلیٰ بی بی نے کہا ''ممی! ہم پہلے ہی جانتے تھے کہ بیٹی کی موت کی خبر سنیں گی تو آپ کو صدمہ پہنچے گا۔ ایک دن تو سب ہی کو موت آتی ہے سب ہی کو اس دنیا سے جانا پڑتا ہے۔''

وہ آگے اور کچھ کہنا چاہتی تھی اس سے پہلے ہی شانتا بائی ایک دم سے پھٹ پڑی چیخ کر بولی ''یو شٹ اپ! ذلیل! کمینی! تو نے اور تیرے باپ نے میری دولت پر عیش کرنے کے لیے میری بیٹی کو مار ڈالا ہے۔ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ ابھی تجھے قانون کے حوالے کروں گی تم باپ بیٹی کو پھانسی کی سزا ضرور دلاؤں گی۔''

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹیلی فون کے پاس آئی پھر ریسیور اٹھا کر نمبر پنچ کرنا چاہتی تھی۔ اعلیٰ بی بی نے تیزی سے آکر کریڈل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ''یہ کیا کررہی ہیں آپ ہمیں غلط سمجھ رہی ہیں۔ میں ثابت کردوں گی کہ ہم نے اسے ہلاک نہیں کیا ہے بلکہ اسپتال میں اس کی موت واقع ہوئی تھی۔ میرے پاس اس اسپتال کے کاغذات اور اس کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ رکھا ہوا ہے۔ میں ابھی دکھا سکتی ہوں۔''

شانتا بائی نے نومی کی مرضی کے مطابق کہا ''میں دیکھنا چاہتی ہوں چلو ابھی مجھے دکھاؤ۔''

وہ اعلیٰ بی بی کے پیچھے تیزی سے چلتی ہوئی اس کے کمرے میں آئی۔ اعلیٰ بی بی الماری کے پاس جا کر اسے کھولنے لگی۔ اسی وقت شانتا بائی نے باہر آکر دروازے کو بند کردیا۔ اعلیٰ بی بی نے پلٹ کر دیکھا پھر دوڑتی ہوئی آکر دروازے کو جھٹکا دے کر کھولنے کی کوشش کرنے لگی کہنے لگی ''ممی! یہ آپ کیا کررہی ہیں پلیز آپ مجھ پر بھروسا کریں ہم سچ کو سچ ثابت کریں گے۔''

شانتا بائی نے کہا ''اور میں یہ ثابت کروں گی کہ تم فرہاد علی تیمور کی بیٹی ہو میری بیٹی نیہا نہیں ہو تم باپ بیٹی مجھ سے فراڈ کرتے رہے ہو۔''

''پلیز ممی! آپ اس بات کو باہر تک نہ لے جائیں پہلے اسپتال کے وہ کاغذات تو دیکھیں اپنی بیٹی کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ دیکھ کر یقین ہوجائے گا کہ میں سچ بول رہی ہوں۔''

''میں فون کرکے ابھی انٹیلی جنس کے افسران کو بلا رہی ہوں۔ وہی تمہارے سچ اور جھوٹ کو سمجھیں گے۔''

اعلیٰ بی بی نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر شانتا بائی کے

اندر پہنچ گئی۔ اس نے پلٹ کر دروازے کو کھول دیا۔ اس نے فون کے پاس آ کر بیٹھنا چاہا تو اعلیٰ بی بی نے اسے بیٹھنے نہیں دیا۔ اسے ذرا دور لے گئی پھر اس نے محسوس کیا کہ شانتا بائی خیال خوانی کے زیر اثر نہیں آ رہی ہے پھر ٹیلی فون کے پاس جا رہی ہے۔ اس نے جانے سے روکا لیکن نہ روک سکی۔ نومی نے بڑی مضبوطی سے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔

وہ فوراً ہی میرے پاس آ کر بولی ''پاپا! آپ جلد ہی شانتا بائی کے اندر پہنچیں انہیں فون کرنے سے روکیں۔''

میں دوسرے ہی لمحے میں شانتا بائی کے اندر پہنچ گیا۔ اعلیٰ بی بی کہہ رہی تھی ''یہ میرے قابو میں نہیں آ رہی ہیں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی نے ان کے دماغ پر قبضہ جما رکھا ہے۔''

شانتا بائی نمبر پنچ کر رہی تھی۔ میں نے اس کے ذہن کو بھٹکانا چاہا تاکہ پوری طرح نمبر پنچ نہ کر سکے لیکن محسوس کیا کہ اس کا دماغ پتھر کا بنا ہوا ہے اور وہ میری خیال خوانی کے زیر اثر نہیں آئے گی۔ وہ ریسیور کان سے لگا کر کچھ کہنا چاہتی تھی اس سے پہلے ہی اعلیٰ بی بی نے کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔ رابطہ ہوتے ہی لائن کٹ گئی۔

میں نے ناگواری سے کہا ''وردان! تم یہ اچھا نہیں کر رہے ہو اس کے دماغ سے چلے جاؤ۔''

مجھے کوئی جواب نہیں ملا جواب ملتا بھی کیسے؟ وہاں وردان نہیں تھا اور نومی کچھ بولنا نہیں چاہتی تھی بولتی تو پکڑی جاتی یا آواز بدل کر بولتی تو یہ تجسس پیدا ہوتا کہ یہ نئی خیال خوانی کرنے والی کہاں سے پیدا ہو گئی ہے پھر میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس نئی کی تلاش شروع کر دیتے خاموش رہنے میں نومی کی بہتری تھی۔

میں نے کہا ''وردان! مجھ سے باتیں کرو یا پھر یہاں سے چلے جاؤ۔''

میں جواب کا انتظار کرنے لگا سوچنے لگا ''وردان خاموش کیوں ہے؟ بولتا کیوں نہیں ہے؟ آخر اس کی خاموشی میں کیا مصلحت چھپی ہوئی ہے؟''

شانتا بائی پھر نومی کی مرضی کے مطابق نمبر پنچ کرنے لگی۔ جب رابطہ ہونے لگا تو اعلیٰ بی بی نے پھر کریڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ کہہ رہی تھی ''پاپا! یہ ہمیں نیہا کے قتل کے الزام میں گرفتار کرانا چاہتی ہے۔ انٹیلی جنس والوں کو بلا کر میرے لیے مصیبت پیدا کرنے والی ہے۔ اب اسے کیسے روکا جا سکے گا؟''

میں نے اس کے دماغ میں آ کر کہا ''یہ میرے قابو میں نہیں آ رہی ہے وردان نے بڑی سختی سے اس کے دماغ پر قبضہ جما رکھا ہے۔ اسے وردان کی خیال خوانی سے نجات دلانے کا بس ایک راستہ ہے اسے زخمی کر دو۔''

یہ سنتے ہی اعلیٰ بی بی نے ایک گھونسا شانتا بائی کے منہ پر رسید کیا۔ اس نے پاپا صاحب کے ادارے میں مارشل آرٹ کی تربیت حاصل کی تھی۔ ایک ہی گھونسا بے چاری شانتا بائی کے لیے کافی تھا۔ وہ چکرا کر صوفے پر گری تو پھر اٹھ نہ سکی۔ میں نے اعلیٰ بی بی سے کہا ''اس کا دماغ اب کمزور ہو چکا ہے۔ میں اس پر قبضہ جماؤں گا تم فوراً اپنا ضروری سامان لے کر یہاں سے نکلو اور کہیں روپوش ہو جاؤ۔''

وہ وہاں سے دوڑتی ہوئی جانے لگی۔ میں نے شانتا بائی کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ اس کا سر چکرا رہا تھا۔ وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔ میں نے کہا ''وردان! اس کا دماغ کمزور ہو چکا ہے۔ تمہاری گرفت بھی کمزور ہو چکی ہو گی۔ تم ہمیں قانون کی گرفت میں لانے کے لیے ایسی حرکتیں کر رہے ہو میں تمہاری اس دشمنی کا خاطر خواہ جواب دوں گا۔''

جواب میں پھر خاموشی رہی یہ خاموشی مجھے تجسس میں مبتلا کر رہی تھی۔ یہ سوچ پیدا ہو رہی تھی کہ اگر وہ وردان ہے تو مجھ سے کیوں نہیں بول رہا ہے جبکہ اس سے پہلے بھی اچھی خاصی باتیں کر چکا ہے۔

شانتا بائی آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھنے لگی۔ اپنا سر پکڑ کر سوچنے لگی ''اتنے عرصے تک جو بیٹی بن کر میرے گھر میں رہی میرا نمک کھاتی رہی آج اس نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔''

میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا اور یہ سوچ پیدا کی کہ نیہا بن کر اور دھرم دیر بن کر آنے والوں نے دھوکا نہیں دیا ہے۔ اسے بیٹی کی موت کے صدمے سے بچایا ہے۔ اتنے دنوں تک اسے بیٹی کا پیار دیتے رہے ہیں۔ اگر یہ بات نہ کھلتی تو اس کی آخری سانس تک وہ اسے اس طرح خوش رکھتے پیار دیتے رہتے۔ اس طرح اسے کوئی صدمہ نہ پہنچتا۔

میں اسے سمجھا رہا تھا اور یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ مخالفت میں کچھ نہیں بول رہی ہے اور نہ ہی وردان اس کے اندر منفی خیالات پیدا کر رہا ہے۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ وہاں سے جا چکا ہے۔

اعلیٰ بی بی ایک سفری بیگ میں اپنا ضروری سامان رکھ کر وہاں آ گئی پھر دونوں ہاتھ جوڑ کر شانتا بائی سے بولی ''ممی! میں نے آپ پر ہاتھ اٹھایا لیکن میری یہ مجبوری تھی۔ اگر ایسا نہ کرتی تو آپ کے اندر آنے والا دشمن میرے لیے مصیبتیں پیدا کر دیتا ہو سکے تو مجھے معاف کر دیں میں جا رہی ہوں۔''

وہ بیگ اٹھا کر وہاں سے چلی گئی ''میں تھوڑی دیر تک شانتا بائی کے اندر موجود رہا۔ اسے سمجھاتا رہا۔ اب وہ سمجھنے والی نہیں تھی۔ اس کے دماغ میں یہ زہر بھر دیا گیا تھا کہ ہم باپ بیٹی نے اس کی بیٹی نیہا کو قتل کیا ہے۔''

میں نے اس کے دماغ سے واپس آ کر فون کے ذریعے وردان وشوانا تھ سے رابطہ کیا پھر کہا ''تم بہت کمینے ہو شانتا بائی کے دماغ پر قبضہ جما کر میری بیٹی کے لیے مصیبتیں پیدا کرنا چاہتے تھے۔''

وہ حیرانی سے بولا ''یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں یہاں پوجا پاٹ میں مصروف ہوں۔ میں نے پچھلے آدھے گھنٹے سے خیال خوانی نہیں کی ہے۔''

''جھوٹ مت بولو۔ ابھی تم وہاں موجود تھے۔ میں تمہیں مخاطب کر رہا تھا لیکن تم جواب نہیں دے رہے تھے۔ تم نے خاموشی اختیار کی تھی۔ آخر اس کی وجہ کیا تھی؟''

''اس کی وجہ تو تم ہی بتا سکتے ہو کہ میں خاموش کیوں تھا۔ تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ اب تم میرے مقابلے میں آ کر ایب نارمل ہونے لگے ہو۔ کسی دن پاگل ہو جاؤ گے اور میرے ہاتھوں مارے جاؤ گے۔ دیکھو! ہماری دشمنی اپنی جگہ ہے لیکن پوجا پاٹ بہت اہم ہے۔ ابھی مجھے اپنے بھگوان کے چرنوں میں رہنے دو۔ ڈسٹرب نہ کرو۔''

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ میں اپنے فون کو گھور کر دیکھنے لگا۔ سوچنے لگا کہ اس کی آواز اور لہجے میں سچائی اور پختگی تھی اور یہ بات بھی سمجھ میں آنے والی تھی کہ وہ مجھ سے خوف زدہ نہیں ہے۔ خیال خوانی کے ذریعے یا فون کے ذریعے ڈٹ کر مجھ سے باتیں کرتا ہے پھر بھلا شانتا بائی کے اندر کیوں خاموش رہتا۔ اگر وہ ہوتا تو ضرور فخر سے کہتا کہ میرے لیے اور میری بیٹی کے لیے مصیبتیں پیدا کر رہا ہے۔

یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ اگر وردان نہیں تھا تو پھر شانتا بائی کے اندر کون تھا اور جو بھی تھا وہ خاموش کیوں تھا؟

نومی شانتا بائی کے دماغ سے واپس آ گئی تھی اور سوچ رہی تھی ''واقعی فرہاد اور اس کی بیٹی بیٹے بہت ہی ذہین اور حاضر دماغ ہیں۔ میں نے شانتا بائی کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا۔ اعلیٰ بی بی کو قانون کی گرفت میں لا سکتی تھی۔ میں نے فرہاد کو بھی شانتا بائی کے دماغ میں آ کر اثر انداز ہونے نہیں دیا اسے بھی ناکام بناتی رہی اس کے باوجود اعلیٰ بی بی..... اپنی چالاکی دکھاتی رہی میں بیک وقت اس سے اور فرہاد سے نہیں نمٹ سکتی تھی۔ آخر اس لڑکی نے شانتا بائی کو گھونسا مار کر کمزور بنا دیا۔ اس کے بعد میں اس کے کمزور دماغ کو اپنی گرفت میں نہ رکھ سکی۔ بہرحال اتنا تو ہوا کہ میں نے شانتا بائی کے دماغ میں ان باپ بیٹی کے خلاف زہر بھر دیا ہے۔

اس نے فون کے ذریعے اعلیٰ بی بی سے رابطہ کیا۔ فون سے آواز سنائی دی ''آپ کے مطلوبہ نمبر سے فی الحال رابطہ نہیں ہو سکتا۔ آپ تھوڑی دیر بعد کوشش کریں۔''

اس سے اندازہ ہوا کہ اعلیٰ بی بی نے اپنا فون بند رکھا ہے۔ نومی نے مجھ سے رابطہ کیا میں نے اپنے فون پر اس کا نمبر پڑھتے ہی پوچھا ''ہیلو کیا بات ہے؟''

''میں نے ابھی اعلیٰ بی بی سے رابطہ کیا تھا۔ اس کا فون بند ہے۔ وہ خیریت سے تو ہے؟''

میں نے کہا ''خیریت ہی تو نہیں ہے۔ شانتا بائی اس کی دشمن بن گئی ہے۔ اس لیے وہ اس کا گھر چھوڑ کر کہیں جا رہی ہے۔ اپنا ٹھکانا بنانے کے بعد ہم سے رابطہ کرے گی۔''

نومی نے پوچھا ''شانتا بائی اچانک دشمن کیوں بن گئی؟''

''کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے شانتا بائی کے اندر آ کر اسے ہمارے خلاف بھڑکایا ہے۔''

''شانتا بائی کے اندر کون ٹیلی پیتھی جاننے والا آیا تھا؟''

''یہی معلوم نہ ہو سکا مجھے شبہ تھا کہ وردان ایسا کر رہا ہے لیکن وہ اس وقت پوجا پاٹ میں مصروف ہے اور یقین دلا رہا ہے کہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اس نے خیال خوانی نہیں کی ہے اور نہ ہی شانتا کے دماغ میں گیا تھا۔''

نومی نے کہا ''وہ مکار ہے جھوٹ بول رہا ہے۔ ذرا سوچو وہ رفتہ رفتہ تم سب کے قدم کیسے اکھاڑ رہا ہے۔ پہلے اس نے تمہیں شانتا بائی کے گھر سے اور کاروبار سے دور جانے پر مجبور کر دیا پھر اس نے ایسی چال چلی کہ پارس کا بھید کھلنے والا تھا۔ آئندہ وہ علی اکبر کی حیثیت سے ان بہنوں کے پاس نہیں جا سکتا تھا اسے بھی کہیں جا کر چھپنا پڑا پہلے تم روپوش ہوئے اس کے بعد پارس روپوش ہوا اور اب اعلیٰ بی بی کے قدم وہاں سے اکھڑ گئے ہیں۔ وہ بھی وہاں سے کہیں روپوش ہونے کے لیے جا رہی ہے۔ ذرا حساب تو کرو وردان کس طرح تم پر حاوی ہو رہا ہے؟''

واقعی یہ لمحات فکر انگیز تھے۔ وردان ایک ایک کر کے ہمارے قدم اکھاڑ رہا تھا۔ گھر سے بے گھر کر رہا تھا اور ہم دربدر ہو کر چھپتے پھر رہے تھے۔

میں اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ اس بار اعلیٰ بی بی کے قدم وردان نے نہیں اکھاڑے تھے۔ نومی نے وردان کی پچھلی انتقامی کارروائیوں کا حوالہ دے کر اعلیٰ بی بی کا حساب بھی وردان کے کھاتے میں ڈال دیا تھا اور میں قائل ہو کر یہ سوچ رہا تھا کہ جب وہ ہم باپ بیٹے کے قدم اکھاڑ سکتا ہے تو پھر میری بٹی کے ساتھ بھی اسی نے دشمنی کی ہے۔ خوامخواہ پوجا پاٹ کا بہانہ کر رہا تھا۔

نومی نے پوچھا "خاموش کیوں ہوگئے؟ کیا سوچ رہے ہو؟"

میں نے خیالات سے چونک کر کہا "وہ میں یہ سوچ رہا تھا، اس نے ہمارے خلاف جو بھی انتقامی کارروائی کی تو ڈنکے کی چوٹ پر اعتراف کیا کہ وہ ایسا کر رہا ہے لیکن اعلیٰ بی بی کے معاملے سے کیوں انکار کر رہا ہے؟"

"وہ دشمن جھوٹا اور مکار ہے۔ خوامخواہ بہانے کر رہا ہے اور تم اس پر یقین کر رہے ہو؟"

"یقین نہیں کر رہا ہوں لیکن یہ سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے کہ میں شانتا بائی کے دماغ میں جا کر اسے مخاطب کر رہا تھا اور وہ جواب نہیں دے رہا تھا۔ جب وہ ہر بار اپنی طرف سے انتقامی کارروائی کا اعتراف کرتا آ رہا ہے تو اس بار ایک مجرم کی طرح کیوں خاموش تھا اور کیوں وہاں سے چپ چاپ چلا گیا تھا؟"

نومی نے کہا "یہ اس کا اپنا طریقہ کار ہے وہ کسی مصلحت سے خاموش رہا ہوگا اور اگر ایسی بات نہیں ہے تو تم کیا سمجھتے ہو؟ کیا کوئی اور ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارا دشمن ہے اور وہ دشمن بالکل ویسی ہی کارروائی کر رہا ہے جیسی کہ وردان کرتا آ رہا ہے؟ کیا یہ بات عقل تسلیم کرتی ہے؟"

"میرا خیال ہے اس معاملے میں زیادہ الجھنا نہیں چاہیے۔ اگر وہاں کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا تو زیادہ عرصے تک چھپا نہیں رہے گا پھر کہیں نہ کہیں اپنی خیال خوانی کے ذریعے ظاہر ہوگا۔ اب سے پہلے کتنے ہی خیال خوانی کرنے والے پُراسرار بن کر چھپتے رہے لیکن حالات کے ایک جھٹکے نے انہیں بے نقاب کر دیا۔ ان کی پراسراریت دھری کی دھری رہ گئی۔"

پھر میں نے ایک ذرا توقف سے کہا "اعلیٰ بی بی بھٹک رہی ہوگی۔ مجھے اس کے ساتھ رہ کر کہیں اس کا صحیح ٹھکانا بتانا ہے۔ اس لیے جا رہا ہوں۔ پھر کسی وقت رابطہ کروں گا۔"

میں اس سے رابطہ ختم کر کے اعلیٰ بی بی کے پاس چلا گیا۔ اس سے سونیا سمجھ کر بات کر رہا تھا۔ اس پر اندھا اعتماد کر رہا تھا۔ پتا نہیں یہ اندھا اعتماد کب تک قائم رہنے والا تھا؟

☆☆☆

عدنان اور تاشا کے سلسلے میں یہ بات شروع سے چلی آ رہی تھی کہ وہ دونوں ایک دن رشتہ ازدواج میں منسلک ہوں گے اور میاں بیوی کی حیثیت سے ایک کامیاب زندگی گزاریں گے۔ جبکہ عدنان پانچویں برس میں تھا اور تاشا چودہ برس کی ہو چکی تھی۔

یہ بات مضحکہ خیز تھی۔ دلہن اپنے دولہا سے دس برس بڑی تھی۔ دنیا میں شاید چند ایسے سرپھرے ہوں گے جو اپنے سے بڑی عمر کی عورتوں کو دلہن بناتے ہوں گے۔ ہمیں ایسی کوئی مجبوری نہیں تھی کہ ہم اپنے عدنان کو بڑی عمر کی لڑکی سے منسوب کرتے۔ ارنا کوف کو اپنے پراسرار علم کے ذریعے اس رشتے کے بارے میں معلوم ہوا تھا اور اس نے یہ بات دور تک پھیلا دی تھی۔ ہم ایک کان سے سنتے رہے تھے اور دوسرے سے اڑاتے رہے تھے۔ ایسی مضحکہ خیز باتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

لیکن جناب تبریزی کے اس فیصلے نے چونکا دیا کہ تاشا باباصاحب کے ادارے میں آ کر رہے گی اور انہوں نے اسے اپنے سائے میں بلا لیا تھا۔ ان کے اس رویے میں تاشا کے لیے جو شفقت تھی۔ اس سے ہم نے سمجھ لیا تھا کہ ارنا جو پیش گوئی کر چکی ہے وہ آئندہ کبھی پوری ہونے والی ہے۔

پہلے عدنان باباصاحب کے ادارے میں آیا تھا۔ اس کے دوسرے دن ہی تاشا کو بھی بلا لیا گیا تھا۔ وہ دونوں وہاں باقاعدہ تعلیم و تربیت حاصل کر رہے تھے۔ ارنا کوف نے تاشا کے ذہن میں یہ بات نقش کر دی تھی کہ عدنان جب بیس برس کا ہوگا تب اس کی شادی اس سے ہوگی۔ وہ اس کا ہونے والا دولہا ہے۔ تب سے تاشا کے دل و دماغ میں عدنان سمایا ہوا تھا۔

وہ اسے حاصل کرنے کے لیے منتروں کا جاپ کرتی رہی تھی لیکن باباصاحب کے ادارے میں آنے کے بعد کالا جادو بھول گئی تھی۔ جناب تبریزی نے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے برین کو واش کیا تھا۔ اب وہ کالے علم سے نفرت کرنے لگی تھی۔

اس ادارے میں تعلیم دینے والے ایک عالم نے اسے سمجھایا تھا "جو لوگ دل سے گناہوں سے اور شر پسندی سے توبہ کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کر دیتا ہے اور بندوں کا بھی فرض ہے کہ وہ راہِ راست پر آنے والوں کو گلے لگائیں اور انہیں صحیح راستے پر چلاتے رہیں۔"

عالم صاحب نے تاشا کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا "اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت کے لیے یہاں بھیجا ہے۔ تم راہِ راست پر آ چکی ہو اس لیے تمہیں یہاں لایا گیا ہے لیکن تمہاری ماں اور تمہارا بھائی کبھی راہِ راست پر آنے والے نہیں تھے۔ وہ ضدی ہیں اپنے کالے عمل سے باز نہیں آئیں گے۔ اس لیے وہ شیطان کی پوجا کرنے والے شیطانی موت مریں گے تمہیں ان کے لیے صبر کر لینا چاہیے۔ آئندہ کبھی ان سے تمہاری ملاقات نہیں ہوگی۔"

تاشا کے دماغ سے سارے کالے علم کی غلاظتیں دھل گئی تھیں۔ وہ وہاں کے پاکیزہ دینی ماحول میں رچ بس گئی تھی پھر یہ بات اس کے دل کے مطابق تھی کہ عدنان وہیں تھا۔ اپنی دادی آمنہ فرہاد کے ساتھ رہتا تھا اور روز صبح و شام اس سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔

تاشا کی ٹیلی پیتھی والی صلاحیت بحال رکھی گئی تھی۔ وہ روز صبح و شام عدنان کے ساتھ اور دوسرے بچوں کے ساتھ یوگا کی مشقیں کیا کرتی تھی۔ عدنان ابھی بچہ تھا۔ عشق و محبت کے سلسلے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ تاشا بھی اس سے ایسی کوئی بات نہیں کرتی تھی۔ اس سے اتنی محبت کرتی تھی اور اس پر اتنی توجہ دیتی تھی کہ وہ بھی اس سے متاثر ہو گیا تھا اور اس کا دوست بن گیا تھا۔

جب بھی وہ تنہائی میں ملتے تھے تو وہ ایک دوسرے کی غیر معمولی صلاحیتوں کے بارے میں گفتگو کرتے تھے۔ تاشا خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں آتی تھی اور بتاتی تھی کہ وہ کیا سوچ رہا ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے۔ اس نے ایک بار کہا "دیکھو وہ سامنے گلاب کا پھول کھلا ہوا ہے۔ کیا تم وہ پھول مجھے لا کر دو گے؟"

عدنان نے کہا "تم مجھ سے کہا کرتی ہو ہم دوست ہیں۔ ہر کام ایک ساتھ کریں گے تمہیں اس پھول کی ضرورت ہے تو ہم دونوں وہاں ایک ساتھ جائیں گے اور وہ پھول لے کر آئیں گے۔"

تاشا نے کہا "نہیں میں اپنی ٹیلی پیتھی کی صلاحیت تم پر ظاہر کرنا چاہتی ہوں۔ تم انکار کرو گے اور پھول لے کر نہیں آؤ گے اور میں چیلنج کروں گی کہ تم ضرور لے کر آؤ گے۔"

عدنان نے کہا "ٹھیک ہے۔ میں انکار کرتا ہوں وہ پھول نہیں لاؤں گا۔"

تاشا نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تو وہ اٹھ کر بے اختیار اس پودے کی طرف گیا پھر وہاں سے ایک پھول توڑ کر لے آیا۔ تاشا نے اس کے دماغ کو ڈھیل دی تو اس نے چونک کر اپنے آپ کو اور اس پھول کو دیکھا۔ تاشا نے ہنستے ہوئے پھول لے لیا پھر کہا "دیکھو میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے صرف تمہارے ہی نہیں کسی کے بھی دماغ پر قبضہ جما کر اپنا کام کرا سکتی ہوں۔"

وہ بولا "پھر تو یہ علم بہت ہی زبردست ہے۔ میں بھی تمہاری طرح بڑا ہو جاؤں گا تو یہ علم سیکھوں گا۔"

"یہ تو تمہارا خاندانی علم ہے تمہیں ضرور سکھایا جائے گا ابھی تو یہ بتاؤ تمہارے اندر کون سی غیر معمولی صلاحیت ہے؟"

وہ معصومیت سے بولا "میرے اندر تو کوئی بھی صلاحیت نہیں ہے۔ میں تو یہاں آ کر ابھی تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔"

تاشا نے کہا "تمہارے اندر صلاحیتیں ہیں لیکن تم نہیں جانتے تمہیں اپنی گرینڈ ماما سے پوچھنا چاہیے۔"

اس نے رات کو کھانے کے وقت آمنہ سے پوچھا "گرینڈ ماما......! تاشا کہہ رہی تھی کہ میرے اندر غیر معمولی صلاحیتیں ہیں۔ کیا یہ سچ ہے؟"

آمنہ نے کہا "تمہارے اندر صلاحیتیں ہیں لیکن تم انہیں سمجھ نہیں پاتے ہو۔ کبھی تمہارا دماغ ایسا خالی ہو جاتا ہے کہ کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے اندر آ کر خیالات نہیں پڑھ سکتا۔ سارے خیالات ایک دوسرے سے گڈمڈ ہو جاتے ہیں۔ کسی کی سمجھ نہیں آتا کہ تم ان لمحات میں کیا سوچ رہے ہو اور کیا کر رہے ہو؟"

"میرے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے؟"

"یہاں کے ڈاکٹر اور ماہر نفسیات تمہاری اسٹڈی کر رہے ہیں اور اپنی اسٹڈیز کے مطابق تمہارا علاج کر رہے ہیں۔"

پھر وہ اسے پیار سے پچکارتی ہوئی بولی "تمہیں اپنے بارے میں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ جب تم سو جاتے ہو تو میں روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہاری خوابیدہ دماغی کیفیات کو سمجھتی رہتی ہوں اور اس کا روحانی علاج کرتی رہتی ہوں۔"

ہر رات جب وہ گہری نیند میں ہوتا تھا تو آمنہ اس کے اندر پہنچ جاتی تھی اور اس کی دماغی حالت کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہتی تھی۔ اب تک یہ سمجھ میں آیا تھا کہ اس بچے پر قدرت مہربان ہے۔ جب بھی اسے کوئی خطرہ پیش آنے والا ہوتا ہے یا وہ خود نہیں چاہتا کہ کوئی اس کے قریب آئے تو اچانک ہی اس کے دماغ میں کئی سوچ کی لہریں گڈمڈ ہو جاتی ہیں پھر جو بھی خیال خوانی کرنے والا اس کے اندر آتا ہے تو اس کی سمجھ

میں نہیں آتا کہ اس کی سوچ کی مخصوص لہر کون سی ہے اور کسے پڑھنا چاہیے؟

ایسا پہلے بھی کئی بار ہو چکا تھا۔ دوست ہو یا دشمن اس کے اندر جا کر سوچ کی کسی ایک لہر کو پڑھنا چاہتے تو دوسری لہر اس سوچ پر غالب آ جاتی تھی پھر دوسری کے بعد تیسری سوچ کی لہر آ کر الجھا دیتی تھی۔

آمنہ نے یہ معلوم کیا کہ ایسے وقت وہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیے ایک معما بن جاتا ہے لیکن خود کے لیے کوئی معما نہیں رہتا۔ اسے اپنے طور پر یہ پتا نہیں چلتا کہ دماغ کے اندر سوچ کی لہریں ایک دوسرے سے گڈمڈ ہو گئی ہیں۔ وہ ایسے وقت بھی نارمل رہ کر کسی ایک سوچ پر قائم رہتا تھا۔ اپنی آنکھوں کے سامنے جو کچھ دیکھتا تھا اسی کے متعلق سوچتا تھا اس کا دھیان اپنی تعلیم کی طرف یا کھیل کود کی طرف رہتا تھا۔ تو وہ اپنے طور پر نارمل رہتا تھا لیکن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ایسا ہی لگتا تھا جیسے وہ ایب نارمل ہے۔ اس کی سوچ کی لہریں آپس میں گڈمڈ ہو گئی ہیں اور فی الحال اس کے دماغ سے کچھ معلوم نہیں کیا جا سکے گا۔

اب تک کتنے ہی خیال خوانی کرنے والے اس کے اندر آ چکے تھے اور ناکام ہو کر جا چکے تھے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اس کے دماغ میں جگہ مل جاتی تھی اور سوچ کی کوئی ایک لہر ہوتی تھی جسے ٹیلی پیتھی جاننے والے پڑھ لیتے تھے اور یہ معلوم کر لیتے تھے کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے؟ اس بچے کو دوست اور دشمن کی پہچان نہیں تھی جو اسے اپنی انگلی پکڑاتا تھا وہ اس کے ساتھ چل پڑتا تھا لیکن آگے جا کر انگلی پکڑانے والے کی شامت ضرور آتی تھی۔

وہ دو ہستیوں سے بہت زیادہ پیار کرتا تھا۔ ان میں ایک اس کی دادی سونیا تھی۔ پچھلے دنوں وہ ایک طویل عرصے تک اپنی دادی کے ساتھ رہا تھا اور اس سے متاثر ہوتا رہا تھا۔ کبھی اسے پریشان کرتا رہا تھا اور کبھی اس کی پریشانیاں دور کرتا رہا تھا۔ سونیا کے بعد دوسری ہستی اس کی ماں شیوانی تھی۔ وہ اپنی ماں سے جذباتی طور پر وابستہ تھا۔ اسے یاد کرتا رہتا تھا لیکن اس کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ بار بار اس کی ماں کا چہرہ کیوں بدل جاتا ہے؟

وہ اسے چشم تصور میں دیکھتا تھا جب وہ دو برس کا تھا تو اسے شیوانی کا چہرہ دکھائی دیتا تھا۔ وہ اس کے خوابوں میں خیالوں میں آتی تھی۔ اسے تھپکتی تھی چومتی تھی اور کہتی تھی ''میں تمہاری ماں ہوں۔''

پھر وہ تین برس کا ہوا تو ماں کا چہرہ بدل گیا۔ اب اسے انا میریا کی صورت دکھائی دیتی تھی۔ وہ بچہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی ماں کالا علم جاننے والوں کے چنگل میں پھنسی ہوئی ہے اور وہ اس کی آتما کو ایک جسم سے دوسرے جسم میں پہنچاتے رہتے ہیں۔

وہ بابا صاحب کے ادارے میں آنے کے بعد دو چار دنوں کے لیے اپنی ماں کو بھول گیا تھا کیونکہ صبح شام کئی ڈاکٹر اور ماہر نفسیات اس کی اسٹڈی کرتے رہتے تھے۔ علاج کرتے رہتے تھے پھر اس کی دادی آمنہ فرہاد روحانی طور پر اس کا علاج کیا کرتی تھی۔

عدنان کو سمجھایا گیا تھا کہ وہ صرف اپنی تعلیم و تربیت پر دھیان دیتا رہے اور دوسرے رشتے داروں کو فی الحال بھول جائے۔ خاص طور پر اپنی ماں کے بارے میں کچھ نہ سوچے۔ اگر کبھی وہ اس کے خوابوں اور خیالوں میں آئے تو اسے نظر انداز کرنے کی کوشش کرے۔

لیکن عدنان کے لیے یہ ممکن نہیں تھا۔ اس نے اس بار اپنی ماں شیوانی کو دیکھا۔ اس کا چہرہ پھر بدل گیا تھا۔ اب اسے الکا اگنی ہوتری دکھائی دیتی تھی اور کہتی تھی ''بیٹا......! میں تمہاری ماں ہوں جب تک تم میری آغوش میں نہیں آؤ گے میرا چہرہ اور حالات اسی طرح بدلتے رہیں گے آ جاؤ میری جان! اپنی ماں کے سینے سے لگ جاؤ ماں کے کلیجے کو ٹھنڈک پہنچاؤ۔''

ارنا کوف کی خیال خوانی کی لہریں بابا صاحب کے مقدس ماحول سے گزر کر اپنی بیٹی تاشا تک نہیں پہنچ پاتی تھیں۔ اس لیے ماں بیٹی کا رابطہ ہمیشہ ختم ہو گیا تھا اور تاشا تقریباً اسے بھولتی جا رہی تھی۔ اسی طرح شیوانی کے ساتھ ٹیلی پیتھی کا علم ہوتا یا اس کے ساتھ کوئی کالا جادو جاننے والا ہوتا تو وہ بھی یہی کوشش کرتی کہ کسی طرح اپنے بیٹے سے رابطہ کرے اور اسے بھی ناکامی ہوتی۔ کالے جادو کا کوئی عمل بابا صاحب کے ادارے کی دہلیز تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ موجودہ حالات میں شیوانی اپنے بیٹے عدنان کو یاد کرتی تھی اور اس سے ملنے کے لیے تڑپتی تھی۔ کسی طرح اسے اس ادارے سے باہر نکال لانے کی کوششوں میں مصروف تھی۔

وہ کسی بھی ذریعے سے اپنے بیٹے سے رابطہ نہیں کر پا رہی تھی حتیٰ کہ ٹیلی فون کے ذریعے بھی اس سے گفتگو نہیں کر سکتی تھی۔ اسے اس بات کی اجازت ہی نہیں مل سکتی تھی لیکن عدنان جذباتی طور پر اس سے وابستہ تھا۔ اسے اپنے خیالوں اور خوابوں میں دیکھتا رہتا تھا۔

اس نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ اس کی ماں شیوانی بہت پریشان ہے۔ رو رہی ہے اور روتے روتے اس کے باپ پورس سے کہہ رہی ہے ''مجھے کسی طرح بچاؤ' میری عزت خاک میں ملنے والی ہے وہ دردان مجھے تباہ و برباد کر دے گا۔''

یہ وہ وقت تھا جب وردان نے شیوانی کو نیپال کے شہر کھٹمنڈو میں طلب کیا تھا۔ وہ اس کی معمولہ اور تابعدار تھی اور بہت مجبور ہو کر وہاں جا رہی تھی۔ بیٹے کے خواب میں آ کر رو رو کر کہہ رہی تھی ''میں تمہارے باپ کی امانت ہوں۔ کیا میری آبرو نہیں بچاؤ گے؟''

وہ ایک دم سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ فجر کی اذان ہو چکی تھی۔ آمنہ اپنے کمرے میں نماز پڑھ رہی تھی۔ وہ اپنے بیڈ سے اتر کر وہاں سے چلتا ہوا دادی جان کے کمرے میں آیا اور اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بڑے پیار سے کہا ''بیٹے! سامنے سے ہٹو میں عبادت میں مصروف ہوں۔''

وہ انکار میں سر ہلا کر بولا ''نہیں ہٹوں گا۔ میری ماما رو رہی ہیں۔''

آمنہ نے اپنے پوتے کو چونک کر دیکھا پھر پوچھا ''کیا تم نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا ہے؟''

اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ اس نے دائیں طرف اشارہ کیا ''آؤ یہاں بیٹھو۔''

وہ آ کر اس کی گود میں بیٹھ گیا۔ اس نے پیار سے پچکارتے ہوئے کہا ''بیٹے! یہ صرف دادی جان کی گود نہیں ہے۔ جائے نماز بھی ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے یہاں کسی سے کوئی دنیاوی رشتہ نہیں ہوتا۔ میری جان! یہاں میرے پاس بیٹھو میں تمہاری ماں کے لیے دعائیں مانگتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور بہتر کرتا ہے۔''

وہ اس کی گود سے اتر کر جانماز کے قریب فرش پر بیٹھ گیا۔ آمنہ دونوں ہاتھ اٹھا کر دعائیں مانگنے لگی۔ وہ روحانیت کے کئی مراحل طے کرتی آئی تھی۔ اب عبادت کے دوران میں اس بات کی عادی ہو گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہی اپنے آپ سے غافل ہو جاتی تھی۔ ساری دنیا کو بھول جاتی تھی پھر اسے یوں لگتا تھا جیسے وہ نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں ہے۔ بس جہاں بھی ہے وہاں نور ہی نور پھیلا ہوا ہے۔

اس نے دعائیں مانگنے کے بعد اپنی آنکھیں اسی طرح بند رکھیں۔ اس نورانی ماحول میں جناب تبریزی کو یاد کیا تو وہ اسے دکھائی دینے لگے۔ اس نے کہا ''حضور! شیوانی کا کوئی وجود نہیں ہے۔ کوئی جسم نہیں ہے اس کی روح کالے عمل میں الجھی ہوئی ہے۔ میں اپنے پوتے کو کیسے سمجھاؤں کہ ہم اس کے

معاملات میں الجھنا نہیں چاہتے۔"

جناب تبریزی نے کہا "پوتے کو نہ سمجھاؤ خود سمجھو جب تک اس کی آتما خطرناک جادوگروں کے چنگل میں رہی وہ شرپسند رہی۔ ہمارے خلاف سوچتی رہی۔ اپنے بیٹے کو ہم سے چھیننے کی کوششیں کرتی رہی۔ اب ایسا نہیں ہے۔"

انہوں نے ایک ذرا توقف سے کہا "اب اسے یقین ہوگیا ہے کہ کوئی بھی کالا عمل کرنے والا اس کی پشت پر نہیں ہے اور وہ کسی کے زیر اثر نہیں ہے۔ رفتہ رفتہ اس کے دماغ سے شرپسندی ختم ہورہی ہے۔ وہ آئندہ ہم سے عداوت کرنا بھول جائے گی۔ بیٹے کو ہم سے چھیننا نہیں چاہے گی اور جب وہ شرپسندی سے باز آجائے گی تو ہم بیٹے کو اس سے ضرور ملنے دیں گے۔"

آمنہ نے کہا "شیوانی تو مرچکی ہے۔ اب جو کچھ بھی ہے وہ فریب نظر ہے۔ جسم کسی کا ہے اور روح شیوانی کی۔"

"ہاں ایسا ہونا تو نہیں چاہیے جسم کی موت کے بعد روح کو اپنے اصل مقام کی طرف واپس جانا چاہیے۔ اس دنیا میں بھٹکنا نہیں چاہیے۔ ہم اس کی روح کو بھی اس کالے عمل سے نجات دلائیں گے۔ فی الحال پوتے کو سمجھاؤ کہ اس کی ماں پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ وہ دشمن کی بدنیتی سے محفوظ رہے گی۔"

وہ ایسا کہتے کہتے اس نورانی دھند میں گم ہوگئے۔ انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ میں شیوانی کی مدد کے لیے اس کے ساتھ کھٹمنڈو جارہا ہوں اور پوری طرح اس کی حفاظت کرنے والا ہوں۔

آمنہ نے آنکھیں کھول دیں۔ اپنے پوتے کو مسکرا کر دیکھا پھر جائے نماز کا اگلا حصہ ایک ذرا موڑنے کے بعد پوتے کو اٹھا کر اپنی گود میں بٹھالیا۔ اسے چوم کر کہا "تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے۔ اب تم اپنی ماں کو روتے ہوئے نہیں دیکھو گے وہ بالکل محفوظ ہے۔"

پھر وہ اس کی پیشانی کو چوم کر بولی "اب تم جاؤ میں عبادت میں مصروف رہوں گی۔"

اس نے انکار میں سرہلایا جانے سے انکار کیا۔ وہ مسکرا کر بولی "تم تو میرے بہت اچھے بیٹے ہو۔ میری بات مانتے ہو۔"

اس نے ہاں کے انداز میں سرہلایا پھر پوچھا "میری گرینڈ مما کہاں ہیں؟"

وہ آمنہ کو گرینڈ ماما اور سونیا کو گرینڈ مما کہتا تھا۔ آمنہ نے کہا "بیٹے! وہ پیرس گئی ہوئی ہے۔ کیا تم انہیں خواب میں نہیں دیکھتے ہو؟"

اس نے نہیں کے انداز میں سرہلایا پھر کہا "جب میں سونے سے پہلے لائٹ آف کرتا ہوں تو میری گرینڈ مما نظر آ کر مجھے دکھائی دیتی ہیں۔ مسکراتی ہیں۔ مجھ سے کچھ باتیں کرتی ہیں پھر چلی جاتی ہیں لیکن وہ کل میرے پاس نہیں آئیں۔"

"کوئی بات نہیں آج کسی وقت وہ تمہارے خیالوں میں آجائیں گی۔ تم انہیں چشم تصور میں دیکھ سکو گے۔ جاؤ اب برش کر و منہ ہاتھ دھوؤ میں ابھی آ کر تمہارے لیے ناشتا تیار کرتی ہوں۔"

وہ وہاں سے اٹھ کر چلا آیا۔ جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے وہ سونیا کو اور شیوانی کو بڑی شدت سے چاہتا تھا اس لیے ان دونوں کو کبھی خوابوں میں دیکھتا تھا لیکن پچھلی شام سے وہ سونیا کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ بھلا کیسے دیکھتا؟ جو سونیا پیرس والے کاٹیج میں تھی اور انڈیا جانے والی تھی۔ وہ اصل نہیں تھی۔ اصل کو کہاں گم کردیا گیا تھا۔ یہ ابھی اس پوتے کو بھی معلوم نہیں تھا۔

عدنان اس روز لکھنے پڑھنے میں مصروف رہا۔ یہ اطمینان ہوگیا کہ اس کی ماں شیوانی اب نہیں روئے گی اور اس پر مصیبت نہیں آئے گی۔ سونیا کے متعلق کہا گیا تھا کہ وہ آئندہ اسے خوابوں میں یا خیالوں میں ضرور دیکھے گا۔

وہ دن گزر گیا' دوسری رات بھی گزر گئی لیکن اس نے سونیا کو نہیں دیکھا۔ وہ صبح نماز کے وقت پھر اپنی دادی جان کے پاس آگیا۔ اس کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ آمنہ نے کہا "بیٹے! میں نے سمجھایا تھا سامنے نہیں آنا چاہیے۔ میں عبادت کررہی ہوں چلو ہٹ جاؤ۔"

اس نے انکار میں سرہلایا پھر کہا "گرینڈ مما نہیں ہیں وہ کہاں گئی ہیں؟ میرے پاس کیوں نہیں آتی ہیں؟"

"پہلے سامنے سے ہٹو۔ یہاں میرے پاس آ کر بیٹھو پھر میں بات کرتی ہوں۔"

وہ وہاں سے چلتا ہوا جانماز کے پاس آ کر فرش پر بیٹھ گیا۔ وہ اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر بولی "تمہاری مما پیرس کے کاٹیج میں ہے۔"

وہ اپنے سر پر سے دادی کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولا "نہیں ہیں...... وہ جہاں بھی ہوتی ہیں میرے پاس ضرور آتی ہیں پھر کیوں نہیں آرہی ہیں؟"

اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے پوتے کو دیکھا پھر کہا "اچھی بات ہے۔ یہاں خاموش بیٹھے رہو میں ابھی عبادت سے فارغ ہوکر تم سے باتیں کروں گی۔"

وہ خاموش سر جھکائے بیٹھا رہا اس نے فجر کی نماز ادا کی اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں پھر آنکھیں بند کرکے مراقبے میں پہنچ گئی۔ ساری دنیا سے اور اپنے آپ سے غافل ہوگئی۔ اس کی بند آنکھوں کے پیچھے نورانی دھند چھائی ہوئی تھی۔ اس دھند میں جناب تبریزی دکھائی دیئے۔ انہوں نے کہا "تمہارا پوتا درست کہہ رہا ہے۔ سونیا پیرس کے اس کاٹیج میں ہے اور انڈیا جانے والی ہے لیکن وہ سونیا نہیں ہے۔"

آمنہ نے پوچھا "حضور! وہ کہاں ہے؟"

"وہ جہاں بھی ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ہمیں دنیاوی معاملات میں الجھنا نہیں چاہیے۔ اس دنیا میں جو بھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتا ہے اور ہمیں اس کی مرضی میں دخل نہیں دینا چاہیے۔ جب قدرت کی طرف سے اشارہ ملے گا کہ ہمیں سونیا کے لیے کچھ کرنا چاہیے تو انشاء اللہ ہم ضرور کچھ کریں گے۔"

انہوں نے ایک ذرا توقف سے کہا "اپنے پوتے کو بھی سمجھاؤ۔ اس کی دادی اماں جہاں بھی ہے خیریت سے ہے اور جلد ہی واپس آئے گی۔"

وہ بولی "میں آپ کی ہدایت کے مطابق اسے سمجھاؤں گی۔"

انہوں نے کہا "تم نے اب تک دنیاداری سے دور رہ کر روحانیت کے کئی مراحل طے کیے ہیں لیکن اب پوتے کی محبت میں پھر دنیاداری کی طرف مائل ہورہی ہو۔ میں اسے یہاں کے ہاسٹل میں رکھنا چاہتا تھا لیکن تم نے التجا کی کہ پوتے کو اپنے ساتھ رکھو گی تو میں نے اعتراض نہیں کیا۔ صرف اس لیے کہ تمہیں یہ بھی تجربہ ہو جائے۔ لہو کے رشتے محبت کے رشتے جب قریب ہوتے ہیں تو عبادت میں ضرور خلل پڑتا ہے۔ ہمیں جو روحانی قوتیں حاصل ہوتی ہیں اسے ہم اپنوں کی محبت میں استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح دنیاداری میں ملوث ہوجاتے ہیں پھر یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق یہ دنیا چل رہی ہے تو چلنا چاہیے اور ہمیں مداخلت نہیں کرنا چاہیے۔"

وہ سر جھکا کر بولی "میں آپ کی باتیں سمجھ رہی ہوں آئندہ دنیاداری کی طرف توجہ نہیں دوں گی۔ میرے پوتے کا جو بھی مسئلہ ہے وہ آپ پر چھوڑ دوں گی۔ آئندہ میری عبادت میں خلل پڑے گا تو آپ کی ہدایت کے مطابق عدنان کو ہاسٹل میں بھیج دوں گی۔"

اس نے آنکھیں کھول کر عدنان کو دیکھا پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "تمہاری گرینڈ مما جہاں بھی ہیں

خیریت سے ہیں لیکن کچھ عرصے تک تم سے کوئی رابطہ نہیں کریں گی۔ تمہارے خوابوں میں یا خیالوں میں نہیں آئیں گی۔''

اس نے پوچھا ''کیوں نہیں آئیں گی؟''

''بیٹا......! ان کی کچھ مجبوریاں ہیں تم ابھی بچے ہو' سمجھتے نہیں ہو جب میں نے کہا ہے کہ وہ خیریت سے ہیں اور کبھی نہ کبھی تمہارے پاس آئیں گی تو تمہیں مطمئن ہو جانا چاہیے۔''

اس نے ناراضی سے منہ پھیر لیا۔ وہ بولی ''دادی کی جان! ناراض ہوتے ہو تو میرا دل تمہاری طرف کھنچنے لگتا ہے۔ تم میری عبادت کے دوران میں رکاوٹیں پیدا کرنے لگے ہو۔ میں تمہیں کیسے سمجھاؤں یہاں کے قوانین یہاں کے اصول بہت سخت ہیں۔ اگر تم میری بات نہیں مانو گے خوامخواہ ضد کرتے رہو گے میری عبادت میں مداخلت کرتے رہو گے تو تمہیں یہاں سے ہاسٹل بھیج دیا جائے گا۔ تم میرے اچھے بیٹے ہو چلو اٹھو برش کرو منہ ہاتھ دھو میں ابھی آتی ہوں۔''

وہ وہاں سے اٹھ کر جانے لگا۔ آمنہ بڑی محبت سے اسے دیکھتی رہی پھر اس نے چونک کر سوچا ''یہی تو دنیا داری ہے یہی محبتیں یہی خون کے رشتے اپنی طرف اس طرح کھینچتے ہیں کہ عبادت میں دل نہیں لگتا۔ بے شک عبادت کے ساتھ دنیاداری بھی لازمی ہے لیکن جو لوگ عبادت الٰہی میں دن رات مصروف رہتے ہیں اور روحانیت کے مراحل طے کرتے رہتے ہیں۔ انہیں دنیاداری سے ذرا کنارہ کشی اختیار کرنی پڑتی ہے۔ جب قدرت کی طرف سے اشارہ ملتا ہے تب ہی وہ کسی دنیاوی معاملے میں ملوث ہوتے ہیں۔ ورنہ ان کا اوڑھنا بچھونا عبادت عبادت اور صرف عبادت الٰہی ہے۔''

عدنان اپنے بیڈ روم میں آیا پھر اپنے دانتوں کو برش کرنے کے لیے واش روم میں پہنچا۔ وہاں آئینے میں خود کو دیکھ کر رک گیا۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ وہ آئینے میں اپنی آنکھیں دیکھ کر خود کو دیکھتا رہ جاتا تھا۔

تاشا نے اس سے پوچھا تھا ''تمہارے اندر اور کون سی غیر معمولی صلاحیت ہے؟''

وہ اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ اسے جواب نہ دے سکا۔ اس وقت بھی آئینے کے سامنے یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ اس کی آنکھوں میں بلا کی کشش ہے۔ اس سے نظریں ملانے والے ایک ذرا دیر کے لیے ٹھٹک جایا کرتے تھے۔

وہ بچہ تھا۔ اس کی آنکھوں کی مقناطیسیت ابھی محدود تھی۔ جناب تبریزی اور آمنہ نے سمجھ لیا تھا کہ عمر کے ساتھ ساتھ ان کی آنکھوں کی مقناطیسیت بڑھتی جائے گی۔

اس ادارے کے معالج اور روحانی علوم جاننے وا اس کی آنکھوں پر خاص توجہ دے رہے تھے۔ انہیں یقی کہ وقت کے ساتھ ساتھ عدنان کی شخصیت میں بلا کی کشش پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

ایسے وقت انابیلا اور کبریا کا ذکر بہت ضروری جو لومی کرسٹل سونیا بن کر ہمارے درمیان گھس آئی تھی چل کر کبریا کے لیے سب سے زیادہ مصیبت بن سکتی تھی

وہ انابیلا کے ساتھ اسرائیل کے شہر تل ابیب پہنچ گ انہوں نے ایک چھوٹا سا بنگلا کرائے پر حاصل کیا تھا۔ اس چھوٹے سے بنگلے میں رہ کر پورے اسرائیل پر ح کرنے والی تھی۔ اس سلسلے میں اس کی پلاننگ کیا تھی ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

یاد دہانی کے طور پر مختصراً یہ بتا دوں کہ انابیلا نے اپ ڈمی تیار کی تھی۔ اس ڈمی لڑکی کا نام اونا فیبرے تھا فیبرے حسین بھی تھی اور ذہین بھی تھی۔ اپنی سوتیلی ماں نجات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ انابیلا نے اس پر تنوی کر کے اسے مکمل طور پر ٹیلی پیتھی جاننے والی انابیلا بنا دیا

اس نے اپنے عمل کے ذریعے اپنی پچھلی زندگی کی ہسٹری اور تمام اہم واقعات اس کے ذہن پر نقش کر تھے۔ وہ تنویمی عمل کے ذریعے بہت کچھ کر سکتی تھی لیکن ٹیلی پیتھی نہیں سکھا سکتی تھی۔ اس کے لیے اس نے اس کے یہ خیال نقش کیا تھا کہ وہ دن رات خیال خوانی نہیں کیا گی۔ جب ضروری سمجھا کرے گی تو خیال خوانی کے ذ اپنے معاملات سے نمٹ لیا کرے گی۔

اس نے اونا فیبرے کے دماغ کو مخصوص آواز ا لہجے کے ذریعے لاک کر دیا تھا۔ کوئی دوسرا ٹیلی پیتھی والا اس کے اندر نہیں آ سکتا تھا۔ صرف انابیلا ہی جا سک ویسے یہ انابیلا کی خوش فہمی تھی کہ اسرائیل پر حکومت کر سلسلے میں اپنے منصوبوں میں کامیاب ہوتی جا رہی ہے۔

وہ اس حقیقت سے بے خبر تھی کہ کبریا نے تنویمی ذریعے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے۔ اس طر اس کے دماغ میں گھس کر اس کے تمام اندرونی رازوں رہتا تھا۔ یہ بھی جانتا تھا کہ اس نے کس مخصوص آواز لہجے کے ذریعے اونا فیبرے کے دماغ کو لاک کیا ہے؟ آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اونا کے اندر بھی جا گویا اس نے صرف انابیلا کو ہی نہیں اونا فیبرے کو معمولہ اور تابعدار بنا رکھا تھا۔

انابیلا کے منصوبے کے مطابق اونا فیبرے نے

دن ٹیلی پیتھی جاننے والی انابیلا کی حیثیت سے تل ابیب پہنچنے والی تھی، اسرائیلی اکابرین کو اس کی آمد کی اطلاع دے دی گئی تھی۔ انہوں نے الپا کے محل میں اس کی رہائش کا انتظام کیا تھا۔ وہاں اس کے لیے سخت حفاظتی انتظامات کیے گئے تھے۔ جگہ جگہ جدید الیکٹرانک آلات نصب کیے گئے تھے۔ اگر ایک چیونٹی بھی رینگتی ہوئی اس محل میں داخل ہوتی تو فوراً ہی انابیلا کو خبر ہو جاتی۔ اس کے علاوہ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے وہاں کے تمام سیکیورٹی افسران اور گارڈز کے دماغوں میں پہنچ چکی تھی۔

اس کی پلاننگ کے مطابق اوتا فیبر ے وہاں انابیلا بن کر محل میں رہنے والی تھی اور اصل انابیلا اس چھوٹے سے بنگلے میں کبریا کے ساتھ رہائش اختیار کر چکی تھی۔ اس طرح وہ بالکل محفوظ تھی کبھی اسرائیلی اکابرین کی سازش سے یا ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کی سازشوں کے ذریعے اوتا فیبر ے پر حملہ ہوتا اور وہ خوش فہمی میں مبتلا ہو جاتے کہ انہوں نے انابیلا کو مار ڈالا ہے تو وہ اپنی موت کا جشن مناتے ہوئے۔ انہیں دیکھتی رہتی بعد میں ان کے خلاف انتقامی کارروائی کرتی۔

بہر حال اس کی پلاننگ بڑی زبردست تھی۔ اس سے پہلے بھی اس نے کتنی ہی زبردست پلاننگ کی تھی۔ اپنے مخالفین میں سے ولاڈی میر، ارنا کوف اور آوازون کو شکست دیتی آئی تھی۔ حتیٰ کہ سونیا جیسی مکّار عورت کو بھی دھوکا دیتی رہی تھی لیکن سونیا نے جلد ہی اس کی مکاری کو سمجھ لیا تھا۔ اس کے بعد ہی اس نے اپنے بیٹے کبریا کو اس کے پیچھے لگا دیا تھا اور کہا تھا کہ اسے اسرائیل جانے دو اور وہاں اسے حکومت کرنے دو لیکن اس کے دماغ پر حکومت کرتے رہو گے اور اس کے ذریعے ہم اسے ننگی کا ناچ نچاتے رہیں گے۔

اب یہی ہو رہا تھا کبریا اس کے دماغ کے دارالسلطنت پر قبضہ جمائے بیٹھا تھا۔ وہ اسرائیل کے دارالسلطنت پر پہنچی ہوئی تھی۔ اس کی حکمرانی کا آغاز ہونے والا تھا۔ اس سے پہلے ہی کبریا اس پر حکومت کرنے لگا تھا۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ انابیلا اسرائیل میں بالکل ہی محفوظ رہے اور سکون سے زندگی گزارے اس نے اپنی بہن اعلیٰ بی بی سے کہا "تم مما بن کر اس سے رابطہ کرو۔ اسے یہ تاثر دو کہ تم اس کی پلاننگ سے اور تمام موجودہ حالات سے اچھی طرح واقف ہو۔ آئندہ بھی وہ جو کچھ یہاں کرتی رہے گی۔ مما کو اس کی ایک ایک بات کی خبر ہوتی رہے گی۔"

اعلیٰ بی بی نے اپنی مما یعنی سونیا بن کر اس سے رابطہ کیا تھا اور اس سے یہی بات کی تھی۔ اسے اس فکر میں مبتلا کر دیا تھا کہ سونیا اسے اسرائیل پر حکومت کرنے کا موقع تو دیتی رہے گی لیکن وہ حکومت کی کرسی پھولوں کی نہیں ہو گی۔ کانٹوں کی ہو گی وہ کانٹوں پر بیٹھ کر وہاں حکمرانی کرتی رہے گی۔

اعلیٰ بی بی نے سونیا بن کر اس کے دماغ میں ایسا دھماکا کیا تھا کہ اس کی نیند اڑ گئی تھی۔ بھوک مر گئی تھی۔ وہ پریشان ہو کر کبریا سے بولی "یہ سونیا کو کیسے پتا چل گیا کہ میں یہاں تل ابیب پہنچ گئی ہوں؟"

کبریا نے کہا "جیسے تمہیں خیال خوانی کے ذریعے بہت کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سونیا نے بھی معلوم کیا ہو گا۔"

"یہی تو بات ہے کہ سونیا ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے پھر وہ کس طرح میرے پاس آ کر چیلنج کر رہی تھی۔"

"اس کی معلومات کے ذرائع کچھ بھی ہوں لیکن یہ تو طے ہے کہ اسے تمہاری تمام پلاننگ کا اور تمام حالات کا علم ہے۔ تم یہاں کے اکابرین سے اور تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے چھپ رہی ہو لیکن سونیا کو ڈاج دینے میں ناکام ہو رہی ہو۔"

وہ شدید بے چینی اور پریشانی میں مبتلا ہو گئی تھی۔ اپنے بالوں کو دونوں مٹھیوں میں بھینچ کر بڑبڑا رہی تھی "یہ سونیا کیا بلا ہے پیچھے پڑتی ہے تو قبر میں پہنچا کر دم لیتی ہے۔ مجھے ایسا لگ رہا یہ مرتے دم تک میرا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ میں کیا کروں؟ کہاں جا کر چھپ جاؤں؟"

کبریا نے کہا "اپنے بالوں کو نوچنے سے مسئلہ حل نہیں ہو گا خود کو پرسکون رکھنے کی کوشش کرو اور یہ سوچ لو کہ فی الحال تمہیں سونیا کو برداشت کرنا ہے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ پلاننگ کرو کہ کس طرح اس سے نمٹنا ہے اور کس طرح چھپنا ہے کہ وہ کبھی تمہارے سائے تک بھی نہ پہنچ سکے۔"

وہ کبریا کا ہاتھ تھام کر بولی "تم بہت اچھے ہو مجھ جیسی ڈوبنے والی کو اپنی باتوں سے سہارا دے رہے ہو۔"

وہ بولا "میں تو صرف تمہاری طرح باتیں ہی کر سکتا ہوں۔ اگر تمہاری طرح ٹیلی پیتھی جانتا تو اس موجودہ مسئلے کا حل ضرور تلاش کرتا تمہیں سونیا سے کہیں دور لے جا کر چھپا دیتا۔"

"وہ بری طرح میرے اعصاب پر سوار ہو گئی ہے۔ میرا سر دکھ رہا ہے۔"

"تم تھوڑی دیر کے لیے لیٹ جاؤ۔ آنکھیں بند کر کے سو جاؤ تمہیں تھوڑا بہت سکون حاصل ہو گا۔"

وہ بولتے بولتے اس کے دماغ پر حاوی ہو گیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق بیڈ پر لیٹ گئی۔ آنکھیں بند کرتے ہوئے بولی "مجھے نیند آ جائے تو اچھا ہے۔"

کبریا نے اس کی خواہش پوری کر دی۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے تھپک تھپک کر سلا دیا۔ وہ گہری نیند میں ڈوب گئی۔ اسرائیلی اکابرین اس کے استقبال کی تیاریاں کر رہے تھے۔ وہ ایک دن بعد آنے والی تھی۔ ابھی سے ہر طرح کے حفاظتی انتظامات کو چیک کیا جا رہا تھا تاکہ انابیلا کوئی شکایت نہ کر سکے اور پوری طرح مطمئن رہے۔

انابیلا زیادہ دیر تک نہ سو سکی۔ سونیا اس کے حواس پر اس طرح چھا گئی تھی کہ اس نے خواب میں بھی اسے دیکھا تو چونک کر اٹھ بیٹھی۔ کبریا نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ گہری گہری سانس لیتے ہوئے بولی "میں نے سونیا کو دیکھا ہے۔ اس سے پہلے میں نے اوتا فیبر ے کو دیکھا۔ وہ تل ابیب پہنچ گئی تھی جہاز سے اتر رہی تھی لیکن جب میں نے قریب سے دیکھا تو وہ اوتا فیبر ے نہیں تھی بلکہ سونیا تھی۔"

وہ دونوں بانہیں کبریا کی گردن میں حمائل کرتے ہوئے اس سے لپٹتے ہوئے بولی "مجھے ڈر لگ رہا ہے سونیا اوتا فیبر ے کی جگہ یہاں آنے والی ہے۔ اگر یہ خواب سچ ہو گا تو میں یہاں اس کی کنیز بن کر رہ جاؤں گی۔ وہ مجھے بلیک میل کرتی رہے گی۔"

کبریا نے اسے تھپکتے ہوئے کہا "تم ناحق پریشان ہو رہی ہو۔ اگر سونیا تمہیں ٹریپ کرنے کے لیے اوتا فیبر ے کی جگہ آئے گی تو سمجھو کہ تمہارا کام بن گیا۔"

انابیلا نے الگ ہو کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ سر ہلا کر بولا "ہاں ذرا غور کرو سونیا اگر اوتا فیبر ے کے بہروپ میں آئے گی تو تم خیال خوانی کے ذریعے اسرائیلی اکابرین کو خطرے سے آگاہ کرو گی اور بتاؤ گی کہ وہ آنے والی انابیلا نہیں ہے کوئی فراڈ عورت ہے اس کا میک اپ دھویا جائے اس کی حقیقت معلوم کی جائے۔"

وہ قائل ہو کر بولی "ہاں اس طرح تو وہ یہاں پہنچتے ہی قانون کی گرفت میں آ جائے گی۔ اس کا بھید کھلے گا تو اسرائیلی اکابرین اسے قیدی بنا لیں گے۔"

"تم اسے قیدی بنانے کا موقع ہی نہیں دو گی کسی آلہ کار کے ذریعے اسے گولی مار دو گی۔ خس کم جہاں پاک ہمیشہ کے لیے سونیا سے تمہارا پیچھا چھوٹ جائے گا۔"

وہ خوش ہو کر کبریا سے لپٹ گئی۔ بہت دیر تک اس سے پیار کرتی رہی اور اسے پیار دیتی رہی پھر چونک کر پیچھے ہٹ گئی۔ کبریا نے پوچھا "اب کیا ہوا؟"

وہ بولی "یہ تو محض خواب کی باتیں ہیں۔ اگر خواب کی یہ تعبیر نہ ہوئی اور سونیا اوتا کی جگہ نہ آئی تو کیا ہو گا؟ مسئلہ تو اپنی جگہ رہے گا وہ میرے حواس پر مسلط رہے گی۔ یہاں مجھے اپنی مرضی سے حکومت نہیں کرنے دے گی اپنی کنیز بنا کر رکھے گی۔"

"تم پھر ٹینشن میں مبتلا ہو رہی ہو۔ ذرا صبر کرو اور ٹھنڈے دماغ سے حالات پر غور کرو۔ کسی طرح اس سے نجات پانے کی تدبیریں کرو۔ میں بھی سوچتا ہوں تم بھی سوچتی رہو کوئی نہ کوئی اس سے بچنے کا راستہ نکل آئے گا۔"

وہ بیڈ سے اترتے ہوئے بولی "کوئی راستہ نہیں ہے میرے بچاؤ کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ میں کالے علم کے ذریعے اپنے چاروں طرف حصار باندھ لوں۔ تاکہ وہ کبھی میرے قریب نہ آ سکے اپنے بچاؤ کے بعد میں دوسرا کالا عمل کروں گی اور اس پر جان لیوا حملے کروں گی۔ اس کی موت آ گئی ہے میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

کبریا نے کہا "یہ کیا حماقت کرنے جا رہی ہو جبکہ یہ جانتی ہو فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کالا جادو جاننے والوں کو زندہ نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ ایک ایک کر کے سب کو ہلاک کرتے جا رہے ہیں۔"

انابیلا نے چونک کر پوچھا "یہ بات تم کیسے جانتے ہو؟"

کبریا نے کہا "تم نے ہی مجھے بتایا تھا اور بتا کر بھول رہی ہو۔"

حالانکہ اس نے یہ نہیں بتایا تھا لیکن کبریا کی زبان سے بے اختیار یہ باتیں نکل گئی تھیں۔ وہ فوراً ہی اس کے دماغ میں آ کر اس کی سوچ میں کہنے لگا "ہاں' میں نے اسے بتایا ہو گا آج کل بہت پریشان رہتی ہوں۔ ذہنی الجھنوں کے باعث بہت سی باتیں یاد نہیں رہتیں۔"

وہ کبریا کی مرضی کے مطابق قائل ہو کر بولی "ہاں میں نے تمہیں بتایا تھا کہ فرہاد علی تیمور نے تانترک مہاراج جنگل بھٹا چاریہ جیسے خطرناک جادوگر کو حرام موت مارا ہے اس کے شاگرد چنڈال جوگیا کو بھی مار ڈالا ہے پھر پارس اور الپا نے ولاڈی میر کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان کا یہ چیلنج ہے کہ وہ کسی کالا جادو جاننے والے کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

کبریا نے کہا "جب تم یہ جانتی ہو تو کیوں خوامخواہ انہیں چیلنج کر رہی ہو۔ ادھر تم کالا جادو شروع کرو گی ادھر شاید انہیں خبر ہو جائے گی۔ ابھی صرف سونیا تمہارے پیچھے ہے اس کے بعد فرہاد علی تیمور کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے پیچھے پڑ جائیں گے۔"

اس نے ناگواری سے کہا "انہوں نے تمام کالا جادو جاننے والوں کو مار ڈالنے کا ٹھیکا نہیں لے لیا ہے۔ ان کے چیلنج

کرنے سے کیا ہم کالا عمل کرنے والے مر جائیں گے؟ ہرگز نہیں......"

کبریا نے کہا "کالا عمل کرنے سے پہلے تمہیں یہ معلومات حاصل کرنی چاہئیں کہ اب فرہاد کے کتنے کالا جادو جاننے والے دشمن اس دنیا میں رہ گئے ہیں۔ جنہیں وہ مار ڈالنا چاہتا ہے۔"

انا بیلا نے کہا "ان کے بعد ارنا کوف اور آوازدن رہ گئے ہیں۔ تیسری میں ہوں مجھے شاید اس لیے ڈھیل دی گئی ہے کہ میں ایک عرصے سے کالا عمل نہیں کر رہی ہوں اور سونیا میرے ذریعے اسرائیل پر حکومت کرنا چاہتی ہے۔ اسی وجہ سے میں محفوظ ہوں مجھ پر فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرف سے حملے نہیں ہو رہے ہیں۔"

کبریا جانتا تھا کہ کالا جادو جاننے والے آوازدن کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ اس نے کہا "پہلے تم خیال خوانی کے ذریعے یہ معلوم کرو کیا وہ اپنے چیلنج کے مطابق کالا جادو جاننے والوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں یا انہیں نظر انداز کر رہے ہیں؟"

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی ارنا کوف کے پاس پہنچی۔ سوامی وردان وشواناتھ نے اس کے دماغ کو لاک کیا ہوا تھا۔ کوئی اس کے اندر پہنچ نہیں سکتا تھا لیکن اس وقت وردان اس کے اندر موجود تھا۔ اس لیے انا بیلا کو وہاں جگہ مل گئی۔ وہ ارنا کوف سے کہہ رہا تھا "فرہاد علی تیمور تمہارے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا ہے۔ یہ تو تم دیکھ چکی ہو کہ اس نے تمہارے جوان بیٹے آوازدن کو کس طرح ہلاک کیا ہے۔ کالا جادو جاننے والے اس کے جتنے بھی دشمن تھے اس نے اپنے چیلنج کے مطابق ایک ایک کر کے سب ہی کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ صرف تم زندہ رہ گئی ہو۔"

وہ بولی "یہ تمہاری محبت ہے مہربانی ہے تم مجھے اس دشمن سے بچا رہے ہو۔"

انا بیلا ان کی باتیں سن رہی تھی اور چور خیالات کے ذریعے معلوم کر رہی تھی کہ ارنا کوف اس شخص کی معمولہ اور تابعدار بن چکی ہے اور اس کے دماغ کو لاک کر دیا گیا ہے۔ کوئی اس سے خیال خوانی کے ذریعے بھی رابطہ نہیں کر سکے گا۔

یہ معلوم ہوتے ہی اس نے ارنا کوف کا فون نمبر معلوم کیا۔ اس وقت وردان کہہ رہا تھا "میں نے تمہارے دماغ کو اس طرح لاک کیا ہے کہ فرہاد بھی تمہارے اندر نہیں آ سکے گا اور نہ ہی کبھی یہ معلوم کر سکے گا کہ تم روپوش رہنے کے لیے میرے دارجلنگ والے بنگلے میں پہنچ گئی ہو۔"

ارنا کوف نے پوچھا "تم میرے پاس کب آ رہے ہو؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ مجھے کب فرصت ملے گی۔ فرہاد نے مجھے کئی معاملات میں بری طرح الجھا دیا ہے۔ میں ابھی جا رہا ہوں پھر کسی وقت رابطہ کروں گا۔"

یہ سنتے ہی انا بیلا اس کے دماغ سے نکل آئی۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر کبریا کا منہ تکنے لگی۔ اس کی خیال خوانی کے دوران میں کبریا بھی ارنا کوف کے اندر پہنچا ہوا تھا اور وردان کے ساتھ اس کی گفتگو سنتا رہا تھا۔ اس نے انجان بن کر پوچھا "کیا ہوا؟"

انا بیلا نے کہا "فرہاد علی تیمور بہت ہی ضدی ہے جو کہتا ہے وہ کر گزرتا ہے اس نے ارنا کوف کے جوان بیٹے آوازدن کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور اب ارنا کوف اس سے چھپتی پھر رہی ہے۔"

"پھر تو تمہیں کالا عمل کرنے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہیے۔"

"اب تو مجھے ضرور کرنا چاہیے۔ یہ بات میں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں کہ فرہاد اور اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے کالے جادو سے بہت زیادہ خوف زدہ ہیں۔ اسی لیے ہم سب کو مٹا دینا چاہتے ہیں۔ اس سے پہلے ہی میں اس کی سونیا کو مٹا کر رکھ دوں گی۔ اس چڑیل سے نجات ملے گی تو پھر فرہاد علی تیمور سے بھی نمٹ لوں گی۔"

کبریا نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا "نہیں میں تمہیں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ تم ان خطرناک لوگوں کو چیلنج مت کرو۔ جب ایسا عمل کرنے والے حرام موت مرتے جا رہے ہیں تو تم اپنی موت کو دعوت نہ دو۔"

وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر بولی "میں تم سے زیادہ جانتی ہوں کہ ایسے وقت مجھے کیا کرنا ہے۔ میں ہر قیمت پر سونیا سے پیچھا چھڑاؤں گی۔ اسے تباہ و برباد کر دوں گی۔"

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم یہ عمل نہیں کرو گی۔"

وہ حقارت سے بولی "تم حکم دینے والے کون ہوتے ہو؟"

"ٹھیک ہے کہ میرا تمہارا شوہر بیوی کا رشتہ نہیں ہے لیکن میں تمہارے جسم و جان کا مالک ہوں۔ تمہارا باڈی گارڈ ہوں۔ تمہارے جسم کی حفاظت کرتا ہوں اور تم نے اپنا جسم میرے حوالے کیا ہے جب میں تمہیں سر سے پاؤں تک حاصل کرتا رہتا ہوں تو کیا میرا اتنا بھی حق نہیں ہے کہ میں تمہیں کسی غلط کام سے روک سکوں؟"

"میں کوئی غلط کام نہیں کر رہی ہوں اور تمہیں وارننگ

دے رہی ہوں کہ میرے معاملے میں مداخلت نہ کرنا۔ جب میں کالا عمل کرتی رہوں گی تو ایک ذرا ڈسٹرب نہیں کرو گے۔ یہ میرا حکم ہے تم میرے کمرے میں قدم بھی نہیں رکھو گے۔"

اس نے ایک تابعدار کی حیثیت سے سر جھکا لیا۔ وہ اس بنگلے سے باہر گئی اس نے بازار جا کر کالا جادو کرنے کے سلسلے میں ضروری سامان خریدا پھر واپس آ کر اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔ کبریا دوسرے بیڈ روم میں جا کر آرام سے لیٹ گیا پھر اس نے خیال خوانی کے ذریعے اعلیٰ بی بی کو مخاطب کیا "ہائے اعلیٰ......! کیا کر رہی ہو؟"

"اب میں یہاں نیہا کی حیثیت سے نہیں ہوں۔ میرا اور پاپا کا بھید کھل گیا ہے۔ پاپا ممبئی میں ہیں اور میں دہلی میں ہوں۔ کسی دوسری پناہ گاہ کی تلاش میں جا رہی ہوں۔ پاپا ابھی میرے پاس آنے والے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے تم اپنے معاملات میں بری طرح الجھی ہوئی ہو۔"

"ہاں...... پتا نہیں یہ الجھن کب ختم ہو گی۔ کیا تمہیں مجھ سے کوئی ضروری کام ہے؟"

"ہاں ضروری کام تو ہے لیکن یہ کام سسٹر الپا سے کرا لوں گا ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں۔"

اس نے الپا کو مخاطب کیا "ہائے سسٹر! میں کبریا ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولی "ہائے کبریا! کہاں ہو کیا کر رہے ہو؟"

"یہ تو آپ جانتی ہی ہوں گی کہ مقدر نے مجھے انا بیلا کے ساتھ باندھ رکھا ہے۔ میں اسی سے بندھا ہوا ہوں۔ اس کے ساتھ تل ابیب پہنچا ہوا ہوں۔"

وہ اپنے بارے میں انا بیلا اور اونا فیبرے کے بارے میں تفصیلی باتیں بتانے لگا۔ الپا نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا "میں ایک عرصے تک اسرائیلی اکابرین کے دماغوں پر حکومت کرتی رہی اور پورے اسرائیل کی حکمران کہلاتی رہی۔ اب انا بیلا میری جگہ لینے کے لیے بڑی زبردست پلاننگ کر رہی ہے۔"

پھر وہ ہنستے ہوئے بولی "مگر تم اس کی پلاننگ کی ایسی کی تیسی کرتے جا رہے ہو۔ تم نے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے۔ یہ بہت اچھا کیا اب وہ تمہیں کبھی کسی حال میں بھی دھوکا نہیں دے سکے گی۔"

"میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ یہاں سکون سے رہے۔ میں نے اعلیٰ بی بی سے کہا کہ وہ مما بن کر اس سے رابطہ کرے اور اسے دھمکی دے یہ بتائے کہ مما اس کے موجودہ حالات سے اور اس کے تمام منصوبوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔"

الپا نے ہنستے ہوئے پوچھا "پھر تو انا بیلا کے ہوش اڑ گئے ہوں گے؟"

"ہاں...... وہ اسی وقت سے بہت پریشان ہے۔ اب وہ مما سے پیچھا چھڑانے کے لیے اور ان کے خلاف عمل کرنے کے لیے کالا جادو کا بہت سا سامان خرید کر لائی ہے اور ایک کمرے میں بند ہو گئی ہے۔ میں تھوڑی دیر پہلے اس کے اندر گیا تھا۔ وہ منتر پڑھنے کی تیاریاں کر رہی تھی اور میں اسے روکنا چاہتا ہوں۔"

"یہ کون سی بڑی بات ہے۔ تم اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے ذہن کو بہکا سکتے ہو۔ بھٹکا سکتے ہو وہ منتر پڑھتے پڑھتے بھول سکتی ہے۔"

"میں ایسا کروں گا اسے کالا عمل نہیں کرنے دوں گا لیکن یہ چاہتا ہوں کہ پھر اس پر میری مما کی دہشت طاری ہو جائے۔ میں بھی اعلیٰ بی بی کے پاس گیا تھا۔ وہ مما بن کر پھر اس کے ہوش اڑا سکتی تھی لیکن وہ اپنے ایک معاملے میں الجھی ہوئی ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ مما بن کر اس سے رابطہ کریں۔"

"ٹھیک ہے۔ اس کا فون نمبر بتاؤ پہلے میں اس سے فون پر رابطہ کروں گی پھر اس کے اندر جاؤں گی۔ کیا تم نے اپنی آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا ہے؟"

"جی ہاں۔ آپ میرا لب و لہجہ اختیار کر کے اس کے اندر جا سکیں گی۔"

اس نے کبریا سے فون نمبر معلوم کیا پھر اپنے فون پر نمبر پنچ کیے انا بیلا کالا عمل کرنے کی تیاریاں کر چکی تھی سونیا کا پتلا بنا کر اسے ایک تھال پر لٹا کر وہاں پالتھی مار کر بیٹھ گئی تھی، منتر پڑھنے ہی والی تھی کہ موبائل کا بزر بولنے لگا اس نے ناگواری سے سر گھما کر اپنے بیڈ کی طرف دیکھا پھر سوچا "مجھے یہاں کون فون کر سکتا ہے مجھ سے بڑی بھول ہوئی یہاں بیٹھنے سے پہلے فون کو بند کر دینا چاہیے تھا۔"

وہ وہاں سے اٹھ کر بیڈ کے پاس آئی تکیے کے نیچے سے فون کو نکالا اس پر نمبر پڑھے تو پتا چلا کوئی نیا نمبر ہے کوئی اجنبی کال کر رہا ہے۔

اس نے بٹن کو دبا کر اسے کان سے لگایا۔ پھر کہا "ہیلو......کون؟"

الپا نے سونیا کی آواز اور لب و لہجہ میں کہا "میں تمہارے ہوش و حواس پر اس قدر چھائی ہوئی ہوں کہ تم میری آواز سنتے ہی مجھے پہچان سکتی ہو نام بتانا ضروری نہیں ہے۔"

وہ ایک دم سے سہم گئی دل تیزی سے دھڑکنے لگا پھر وہ عاجزی سے بولی ''میڈم! آپ کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہیں؟''

''تم میرے پیچھے پڑو گی تو کیا میں تمہارا پیچھا چھوڑ دوں گی؟''

''میں کب آپ کے پیچھے پڑی ہوں میں تو آپ سے ہزاروں میل دور چلی آئی ہوں۔''

''دور چلے جانے سے کیا ہوتا ہے کیا مجھے نقصان پہنچانے کے لیے تم کالا عمل نہیں کر رہی ہو؟''

اسے شدید حیرانی کے باعث چپ لگ گئی اور الپا نے پوچھا ''چپ کیوں ہو گئیں؟''

وہ بڑی حیرانی سے بولی ''آپ کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ میں اس وقت کالا عمل کر رہی ہوں؟''

''میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گی بس ایک وارننگ دوں گی اگر تم نے کالا عمل کیا تو میں اسرائیل سے تمہارے قدم اکھاڑ دوں گی ابھی وہاں کے اکابرین کو اطلاع دوں گی کہ تم انہیں دھوکا دے رہی ہو۔ وقت سے پہلے ہی تل ابیب پہنچ گئی ہو اور اس وقت نارتھ اسٹریٹ کے بنگلا نمبر جی ون زیرو فور میں چھپی ہوئی ہو اپنی خیریت چاہتی ہو تو کالا عمل روک دو دیٹ از آل۔''

رابطہ ختم ہو گیا اس نے اپنے موبائل فون کو دیکھا پھر اسے بستر پر پٹخ کر پاؤں پٹختی ہوئی ادھر سے ادھر جانے لگی رونے کے انداز میں کہنے لگی ''میں کیا کروں کہاں جاؤں اسے تو اس بنگلے کا نمبر بھی معلوم ہے۔''

وہ ٹہلتے ٹہلتے رک گئی فرش پر پھیلے ہوئے سامان کو دیکھنے لگی جن کا تعلق کالے عمل سے تھا وہ حیرانی سے سوچنے لگی ''میں ابھی یہ سامان خرید کر لائی ہوں اور ابھی عمل شروع کرنے ہی والی تھی اس سے پہلے ہی اسے یہ کیسے معلوم ہو گیا؟ کالا عمل کرنے والی یہ بات تو میں جانتی ہوں یا میرا باڈی گارڈ جانتا ہے۔''

اس نے سر گھما کر بند دروازے کی طرف سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا اسے یہ شبہ نہیں ہوا کہ کبریا دھوکا دے رہا ہے بلکہ یہ شبہ ہوا کہ شاید سونیا کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اسی کے باڈی گارڈ کے دماغ پر قبضہ جما لیا ہے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے اور اس کے ذریعے اس کی تمام مصروفیات کے بارے میں معلوم کرتے رہتے ہیں۔

اس نے سر ہلا کر سوچا ''ہاں...... یہی بات ہے ورنہ سونیا کوئی جادوگرنی نہیں ہے اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی غیب کی باتیں نہیں جانتے ہیں انہوں نے مجھ تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ بنایا ہے اور وہ ذریعہ یہی میرا باڈی گارڈ ہے۔''

وہ دروازہ کھول کر تیزی سے چلتی ہوئی دوسرے بیڈ روم میں آئی کبریا نے فوراً ہی آنکھیں بند کر لیں۔ یہ ظاہر کرنے لگا کہ گہری نیند میں ہے وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگی اس کے چور خیالات نے یہی ظاہر کیا کہ وہ سو رہا ہے۔ اس نے سوال کیا ''کیا تمہارے دماغ میں کوئی آتا ہے؟ کیا کسی نے تمہیں اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے؟''

اس کے خیالات نے جواب دیا ''میرے دماغ میں بھلا کون آئے گا اور کون مجھے اپنا معمول اور تابعدار بنائے گا؟ میرے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔''

''اے! میں تمہیں حکم دیتی ہوں ۔ آنکھیں کھولو اٹھ کر بیٹھ جاؤ۔''

اس نے دوسرے ہی لمحے میں آنکھیں کھول دیں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

''میں نے ابھی خواب میں تمہیں دیکھا تھا۔ تمہاری آواز سنی تھی تم مجھے جاگنے کے لیے کہہ رہی تھیں۔''

وہ ایک طرف چلتی ہوئی گئی۔ ایک کرسی پر بیٹھ کر بولی۔

''ابھی سونیا نے مجھے فون کیا تھا۔ اُسے پتا چل گیا ہے کہ میں کالا عمل کر رہی ہوں۔ اس نے وارننگ دی ہے کہ میں یہ عمل بند نہیں کروں گی تو وہ مجھے یہاں بے نقاب کر دے گی۔

''میں نے پہلے ہی کہا تھا کالا عمل نہ کرو۔ انہیں چیلنج نہ کرو پتا نہیں وہ کیسے کیسے ذرائع سے تم تک پہنچ جاتے ہیں۔ مگر میری بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔''

''اب سمجھ رہی ہوں کہ وہ کون سا ذریعہ استعمال کر رہے ہیں۔'' وہ اس کی طرف انگلی اٹھا کر بولی ''وہ تم ہو، وہ تمہارے ذریعے معلوم کر سکتے ہیں کہ میں کہاں ہوں اور کیا کرتی پھر رہی ہوں؟''

وہ حیرانی ظاہر کرتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا پھر بولا ''یہ کیا بکواس کر رہی ہو؟ وہ میرے ذریعے کیسے معلوم کر سکتے ہیں؟ کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ وہ میرے دماغ میں آتے ہیں اور میں انہیں آنے دیتا ہوں اور تم سے دشمنی کرتا ہوں؟''

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی ''میں ایسا نہیں سوچ رہی ہوں۔ تم میرے دشمن نہیں ہو۔ سچ مچ باڈی گارڈ ہو لیکن انجانے میں ان کے آلہ کار بنے ہوئے ہو۔''

وہ منہ کھولے اور آنکھیں پھاڑے ایسے تک رہا تھا جیسے یہ بات اس کے لیے قابلِ یقین نہ ہو' اس لیے حیرت زدہ رہ گیا ہو۔

وہ بولی ''تمہیں یقین نہیں آئے گا۔ کیونکہ خیال خوانی کے ذریعے تنویمی عمل کرنے کے بعد جب کسی کو معمولہ اور تابعدار بنایا جاتا ہے تو وہ معمول یہ سمجھ نہیں پاتا کہ اس پر عمل کیا گیا ہے اور اسے اپنا غلام بنا لیا گیا ہے۔''

وہ پریشانی ظاہر کرتے ہوئے بولا ''پھر تو مجھے تمہارے پاس نہیں رہنا چاہیے۔ تمہارا باڈی گارڈ بن کر رہوں گا تو جانے انجانے میں تمہارا دشمن بنتا رہوں گا۔''

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی ''میں تمہیں کہیں جانے نہیں دوں گی تم صرف میرے باڈی گارڈ ہی نہیں میرے اور بھی بہت کچھ ہو پھر بہت وفادار بھی ہو' دلیر بھی ہو' میں تمہیں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھوں گی لیکن اس وقت کچھ پلاننگ کرنی ہوگی۔''

''اب کیا پلاننگ کرو گی؟''

''میرے لیے سب سے بڑی مشکل یہ ہو گئی ہے کہ یہاں آ کر پھنس گئی ہوں۔ اب وہ ڈراتی ہے' دھمکاتی ہے کہ مجھے بے نقاب کر دے گی اور واقعی وہ میرے خلاف یہاں کے انٹیلی جنس والوں کو کچھ بولے گی تو سب ہی میری طرف دوڑ پڑیں گے اور مجھے گرفتار کر لیں گے۔ میں یہاں سے فرار نہیں ہو سکوں گی۔''

''پھر کیا کرنا چاہتی ہو تم؟''

''میں تمہیں نہیں بتاؤں گی۔ ان کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس وقت تمہارے دماغ میں موجود ہو سکتا ہے۔ تم اس وقت کہیں چلے جاؤ۔ مجھ سے بہت دور چلے جاؤ۔ ضرورت کے وقت میں تمہارے دماغ میں آ کر اپنے پاس بلا لوں گی۔''

''لیکن میں اس انجانے ملک میں انجانے شہر میں تنہا کہاں جاؤں گا۔''

''تمہارے جانے کے بعد میں بھی تو یہاں تنہا رہ جاؤں گی۔ مجھ سے بحث نہ کرو۔ تمہارے پاس اچھی خاصی رقم ہے تم کچھ روز گزارہ کر لو گے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے مالی امداد پہنچاتی رہوں گی۔ بس میرا حکم ہے' ابھی یہاں سے چلے جاؤ۔''

کبریا نے اپنا بیگ اٹھایا۔ اس میں ضروری سامان رکھا پھر وہاں سے جانے لگا۔ وہ اس سے بہت دور شہر کے دوسرے کنارے کی طرف جا رہا تھا اور اسے اپنے اندر محسوس کر رہا تھا۔ کبھی وہ آ رہی تھی کبھی جا رہی تھی۔ یوں آنے جانے کے دوران میں وہ اپنے سفری بیگ میں ضروری سامان رکھ رہی تھی پھر اس نے ایک تھیلے میں کالا عمل کرنے کا تمام سامان بھی رکھا۔ کبریا کی سوچ اسے بتا رہی تھی کہ وہ اس وقت اس سے چھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ وہ مطمئن ہو کر اپنا نیا ٹھکانا بنانے کے لیے اس بنگلے سے باہر چلی گئی۔

اس نے الپا کو مخاطب کیا ''مسٹر! آپ میرے پاس آ کر میرے خیالات پڑھیں۔ وہ بار بار میرے پاس آ رہی ہے۔ اس لیے آپ میرے اندر خاموش رہیں گی۔''

وہ اس کے اندر آ کر خیالات پڑھنے لگی۔ اسے پتا چلا کہ وہ کبریا کو خود سے دور کر کے کہیں روپوش ہونے کے لیے گئی ہے۔

اس نے کبریا کے سوچ کا لب و لہجہ اختیار کیا پھر انا بیلا کے اندر پہنچ گئی۔ وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر تل ابیب کے جڑواں شہر حیفہ کی طرف جا رہی تھی۔ الپا نے کبریا کے پاس آ کر کہا ''ابھی اسے اپنا ٹھکانا بنا لینے دو۔ جب وہ دوبارہ کالا عمل شروع کرنا چاہے گی۔ تب اس کا محاسبہ کیا جائے گا۔ کیا تم نے مما کو یہ سارے حالات بتائے ہیں۔''

''نہیں...... مجھے اتنی فرصت نہیں مل رہی ہے کہ خیال خوانی کے ذریعے ان سے بات کر سکوں۔ آپ ایسا کریں ان کے پاس چلی جائیں اور انہیں یہاں کے تمام حالات بتا دیں۔ ایسا نہ ہو کہ انا بیلا کسی وقت ان کے دماغ میں پہنچے اور ان کے خیالات پڑھے تو پتا چلے کہ وہ یہاں کے حالات سے بے خبر ہیں اور ان کا نام لے کر خواہ مخواہ یہاں ڈراما پلے کیا جا رہا ہے اور اسے دہشت زدہ کیا جا رہا ہے۔''

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی ان کے پاس جا رہی ہوں۔''

کبریا اب تک بڑی کامیابیاں حاصل کر رہا تھا۔ انا بیلا کو اپنے زیر اثر لا کر اسے کامیاب بھی بنا رہا تھا اور ناکام بھی بنا رہا تھا۔ اسے اسرائیل میں حکمرانی کا موقع بھی دے رہا تھا اور اسے ہماری معمولہ اور تابعدار بھی بنا رہا تھا لیکن اتنی کامیابیاں حاصل کرتے کرتے اچانک ناکامی کی طرف سفر شروع ہو گیا۔ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ وہ ڈمی سونیا ہے اور اسے انا بیلا اور کبریا کے حالات کا علم نہیں ہونا چاہیے۔

لیکن ہونی ہو کر رہتی ہے۔ الپا نے اس کے پاس پہنچ کر مخاطب کیا ''ہیلو مما......! میں الپا ہوں۔''

اس نے خوش دلی سے کہا ''آؤ بیٹی......! کہو کیسی ہو؟ کیسے آنا ہوا؟''

''میں انا بیلا اور کبریا کے موجودہ حالات بتانے آئی ہوں۔ کبریا کو اتنی فرصت نہیں مل رہی ہے کہ آپ سے خیال خوانی کے ذریعے ملاقات کر سکے۔''

لومی کرسٹل عرف سونیا کو جتنا معلوم تھا اس نے اتنا ہی کہا ''ہاں میں نے کبریا سے کہا تھا کہ وہ انا بیلا کے پیچھے اسرائیل تک جائے اور اسے اپنے زیر اثر لے آئے۔ کیا وہ ایسا کر چکا ہے؟''

''جی ہاں' وہ اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا چکا ہے۔ وہ دونوں اس وقت تل ابیب میں ہیں۔''

وہ بتانے لگی کہ انابیلا نے وہاں رہ کر اسرائیلی اکابرین پر حکومت کرنے کی کیسی پلاننگ کی ہے۔ اس نے اپنی ایک ڈمی تیار کی ہے۔ اس ڈمی کا نام اوناقیبرے ہے اور وہ وہاں انابیلا بن کر اسرائیلی اکابرین کے درمیان رہا کرے گی۔

الپا نے یہ بھی بتایا کہ اعلیٰ بی بی ایک بار مما بن کر اسے دہشت زدہ کر چکی ہے اور آج اس نے بھی مما بن کر اسے دہشت زدہ کیا ہے۔ اس طرح وہ کالا عمل کرنے سے باز آ گئی ہے لیکن اب کہیں روپوش ہونے کے لیے حیفہ کی طرف جا رہی ہے۔ جب اسے یقین ہو جائے گا کہ وہ کبریا سے دور ہو گئی ہے اور کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا کبریا کو آلہ کار بنا کر اس کے قریب نہیں پہنچ سکے گا۔ تب شاید وہ دوسری بار کالا عمل کرنا چاہے گی۔

نوی تمام باتیں توجہ سے سنتی رہی پھر بولی ''کیا کبریا نے اپنے لب و لہجے کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا ہے؟''

''جی ہاں۔ اس نے اپنی آواز اور لب و لہجے کے ذریعے اسے اپنا پابند بنا رکھا ہے۔ کوئی دوسرا اس کے اندر جائے گا تو وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لے گی۔ میں تو کبریا کا لب ولہجہ اختیار کر کے اس کے اندر گئی تھی۔''

وہ بولی ''یہ تم نے اچھا کیا کہ مجھے وہاں کے موجودہ حالات سے آگاہ کر دیا۔ اب جبھی انابیلا میرے پاس آئے گی تو میں انجان نہیں بن سکوں گی۔ مجھے سارے حالات کا علم رہے گا۔ تھینک یو الپا......!''

الپا خوش ہو کر اس کے دماغ سے چلی گئی۔ نوی نے محسوس کیا کہ وہ جا چکی ہے۔ تب اس نے اطمینان کی ایک گہری سانس لی پھر سوچا ''اچھا اسرائیل میں اتنا زبردست گیم کھیلا جا رہا ہے۔ یہ لوگ انابیلا کو الو بنا رہے ہیں اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا کر وہاں حکومت کرنا چاہتے ہیں۔ گویا میرے لیے میدان ہموار کر چکے ہیں اور انابیلا نے اپنی ایک ڈمی بنائی ہے۔ وہ اس ڈمی کے ذریعے حکومت کرنا چاہتی ہے۔ نہ وہ ڈمی رہے گی۔ نہ انابیلا رہے گی۔ میں انابیلا بن کر وہاں حکومت کروں گی پھر دوست اور دشمن سب ہی حیرانی سے سوچتے رہ جائیں گے کہ میں کون ہوں؟ یہ نئی انابیلا کہاں سے آ گئی ہے؟ لیکن کوئی مجھے سمجھ نہیں پائے گا۔ میں الپا کی طرح وہاں برسوں حکومت کرتی رہوں گی لیکن اتنی جلدی نہیں۔ ذرا آہستہ آہستہ ذرا صبر سے تحمل سے......

☆☆☆

آپریشن تھیٹر کا دروازہ تقریباً دو گھنٹے تک بند
دروازے کے باہر ان جڑواں بہنوں کے ماں باپ اور
رشتے دار پریشان ہوتے رہے اور دروازے کے اندر
اس کے اسسٹنٹ اور دوسرے ماتحت پریشانی سے دو
ہوتے رہے۔ بہت مشکل اور بڑا ہی صبر آزما آپریشن تھا۔
ڈاکٹر کو سرجری میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ آخر وہ اس مشکل
مرحلے سے گزر ہی گیا۔

اس نے باہر آ کر خوش خبری سنائی کہ آپریشن کامیاب
ہو گیا ہے۔ ان بہنوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا گیا
ہے۔ سب ہی یہ سن کر خوشی سے کھل گئے۔ جمیلہ اور نبیلہ کی ماں
نے پوچھا ''وہ خیریت سے تو ہیں؟ کوئی مسئلہ تو پیدا نہیں
ہوگا؟''

ڈاکٹر نے کہا ''بہت مشکل آپریشن تھا۔ وہ پیدائش کے
وقت سے جڑی ہوئی تھیں۔ بیس برس تک ایک دوسرے سے
جڑی رہیں اب اچانک الگ ہو گئی ہیں تو ان کے ذہن پر منفی
اثرات غالب آ سکتے ہیں۔ شاید وہ علیحدگی پسند نہ کریں۔
نفسیاتی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں پھر آپریشن کے بعد جو تکلیف
ہوتی ہے اس تکلیف کو یہ برداشت کر پائیں گی یا نہیں؟ یہ میں
یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ بس ان لڑکیوں کے حوصلوں پر منحصر
ہے کہ یہ کس حد تک اپنی زندگی کے لیے فائٹ کر سکیں گی؟''

میں نے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہہ دیا کہ وہ
ان بہنوں کے پاس جاتے آتے رہیں۔ جب وہ ہوش میں
آئیں گی تو بڑی شدید تکلیف سے دو چار ہوتی رہیں گی۔
ہمارے خیال خوانی کرنے والے ان کے اندر مسلسل رہ کر
تکلیف کے احساسات کو کم سے کم کرتے رہیں گے۔

جب تک وہ ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھیں۔ تب
تک یہ سسپنس اور دلچسپی برقرار تھی کہ ان سے شادی کیسے ہو
اور ان کے ساتھ ازدواجی تعلقات کیسے قائم کیے جائیں گے
ان کے رشتے میں کتنے ہی نوجوان اور بوڑھے ان کے متعلق
سوچتے تھے اور چشم تصور میں دیکھتے تھے کہ ایک شخص ان کا شوہر
بن کر ان دونوں کی تنہائیوں میں گیا ہوا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ
اب کوئی ایسا بے حیا تصور قائم نہیں کر سکے گا۔ جو ہوس پرست
تھے اور مزے لے لے کر ان دو بہنوں کے بارے میں بہت
کچھ سوچتے تھے۔ وہ بری طرح مایوس ہو گئے تھے۔ جو دیندار
تھے اور شرم و حیا کی سلامتی چاہتے تھے' وہ خوش تھے کہ اب دو
بہنیں الگ الگ بیاہی جائیں گی لیکن میرا اندازہ تھا کہ ان
بہنوں کی شادیوں کا مسئلہ اتنی آسانی سے حل نہیں ہوگا۔

بڑے پیچیدہ مسائل پیدا ہو سکتے تھے۔
ایسا اکثر ہوتا ہے جو ہم کبھی سوچتے نہیں ہیں' وہ سامنے
آ جاتا ہے۔ میرا اندازہ تھا کہ کچھ دلچسپ پیچیدگیاں پیدا ہوں
گی۔ دیکھنا یہی تھا کہ ان دونوں کے ہوش میں آنے کے بعد کیا
ہوتا ہے؟

میں اعلیٰ بی بی کے پاس آ گیا۔ وہ ایک ٹرین میں سفر
کر رہی تھی۔ وہ ٹرین دہلی سے کلکتہ جانے والی تھی۔ ابھی اعلیٰ
بی بی نے کچھ سوچا نہیں تھا کہ اسے کہاں جانا ہے۔ چونکہ دہلی
شہر جلد سے جلد چھوڑنا لازمی تھا اور ریلوے اسٹیشن پر وہ گاڑی
کھڑی ہوئی تھی۔ اس لیے وہ اے' سی کمپارٹمنٹ کا ٹکٹ لے
کر اس میں سوار ہو گئی تھی۔

وہ جس بوگی میں سوار ہوئی اس میں مختلف کیبن بنے
ہوئے تھے۔ اسے کیبن نمبر سات میں ایک برتھ ملی تھی اس نے
کیبن کا دروازہ کھول کر دیکھا تو وہاں دو مرد ایک عورت کے
ساتھ ہنس بول رہے تھے اسے دیکھ کر چپ ہو گئے۔ وہ ایسی قد
آور حسین اور اسمارٹ تھی کہ اسے دیکھتے ہی اس عورت نے
منہ بنالیا۔ باقی دونوں مرد اسے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے
لگے۔

یہ تو طے تھا کہ وہ جہاں بھی جاتی بری نیت رکھنے والے
اس کا پیچھا کرتے رہتے۔ ہر عورت کو گھر کی چار دیواری سے
نکل کر ایسے مردوں کے درمیان سے گزرنا ہی پڑتا ہے۔ وہ
ایک خالی برتھ پر آ کر بیٹھ گئی۔ وہ تینوں دوسری برتھ پر بیٹھے
ہوئے تھے۔

اگر اس کیبن میں اس کی جگہ کوئی مرد آتا تو وہ ناگواری
سے منہ بناتے۔ کیونکہ اس کی موجودگی میں وہ رنگ رلیاں
مناتے ہوئے سفر نہیں کر سکتے تھے۔ اب ایک لڑکی کو دیکھ کر دل
باغ باغ ہو گیا تھا۔ ایک نے پوچھا ''کہاں جا رہی ہو؟''

وہ بڑی سنجیدگی سے بولی ''جہاں یہ ٹرین لے جائے
گی۔''

دوسرے نے پوچھا ''کیا اکیلی ہو؟''

''جب سے اس دنیا میں آئی ہوں اکیلی ہوں اور اکیلی ہی
رخصت ہو جاؤں گی۔''

ایک شخص نے کہا ''جواب دینے کا کیا اسٹائل ہے۔ میں
بھی بہت اسٹائل مارتا ہوں میرا نام مرلی دھر مارتے خان
ہے۔''

اس بات پر سب ہنسنے لگے۔ اسی وقت ٹرین چل پڑی۔
اس عورت نے کہا ''تمہارے پاس سامان نہیں ہے۔ بس ایک
بیگ ہے۔ کیا گھر سے بھاگ کر آئی ہو؟''

وہ بولی ''جب سے ہوش سنبھالا ہے۔ تب سے بھاگتی آ رہی ہوں۔ امریکا سے یورپ' یورپ سے مڈل ایسٹ' مڈل ایسٹ سے ایشیا اب یہاں سے آگے تھائی لینڈ' ہانگ کانگ اور جاپان کی طرف جاؤں گی۔''

دوسرے شخص نے کہا ''میرا نام آنند مراٹھے ہے۔ تمہیں دیکھ کر پتا نہیں چلتا کہ تم نے آدمی سے زیادہ دنیا دیکھی ہے اور گھاٹ گھاٹ کا پانی پیتی آ رہی ہو۔''

مرلی دھر نے کہا ''اب ہمارے گھاٹ آ گئی ہو تو دیکھیں گے کہ پانی کیسے دیتی ہو؟''

اس بات پر وہ تینوں پھر ایک بار ہنسنے لگے۔ آنند مراٹھے نے کہا ''تمہارے اوپر والی برتھ میری ہے جب تم نیچے سوؤ گی تو میں تمہارے اوپر سوتا رہوں گا۔''

یہ ایسی بات تھی کہ تینوں نے پھر قہقہے لگائے۔ میں ان کے خیالات پڑھ رہا تھا وہ دونوں رئیس زادے تھے۔ دہلی سے لکھنو جا رہے تھے اور سفر کو رنگین بنانے کے لیے ایک حسینہ کو کرائے پر حاصل کیا تھا۔ وہ اپنی گفتگو سے پکے بے شرم اور عیاش لگ رہے تھے۔ میری بیٹی سے بدتمیزی کر رہے تھے۔ میں اسی وقت انہیں سزائیں دے سکتا تھا لیکن ٹیلی پیتھی کے ذریعے انہیں سزائیں ملیں تو یہ بات دور تک پھیل جاتی۔ انٹیلی جنس والوں تک یہ بات پہنچتی کہ کوئی لڑکی غیر معمولی صلاحیت رکھتی ہے اور اس نے تنہا رہ کر دو مردوں کو زیر کیا ہے۔ انہیں ایب نارمل کیا ہے اس طرح انہیں یہ سراغ مل جاتا کہ نیہا بن کر رہنے والی لڑکی اسی ٹرین میں سفر کر رہی ہے۔

مرلی دھر نے اعلیٰ بی بی کو دیکھتے ہوئے کہا ''بھئی ہم کھانے سے پہلے پینے کے عادی ہیں۔ کیا تم بھی پینا پسند کرو گی؟''

وہ بولی ''میں خاموش رہنا چاہتی ہوں۔ تم لوگوں سے درخواست کرتی ہوں کہ مجھ سے نہ بولو آپس میں جتنا بولنا چاہو بولتے رہو۔ کھاتے رہو۔ پیتے رہو۔''

آنند مراٹھے نے کہا ''بھئی بڑی دل والی ہو' ہمیں پینے کی اجازت دے رہی ہو' شاید یہ نہیں جانتی کہ پینے کے بعد ہمارا دماغ ساتویں آسمان تک اڑنے لگتا ہے۔''

ہم یہی چاہتے تھے کہ ان کا دماغ کھوپڑی سے باہر آ کر اڑنے لگے۔ انہوں نے بوتل کھول لی۔ تین گلاس نکالے۔ اس حسینہ نے کہا ''مجھے زیادہ پینے کی عادت نہیں ہے۔ تھوڑی سی دو۔''

انہوں نے اسے تھوڑی سی دی مگر اپنے گلاس بھر لیے پھر ایک ایک گھونٹ کر کے پینے لگے اور مستی میں بولنے لگے۔

میں ان کے دماغوں میں جاتا رہا۔ جب بھی وہ کوئی تنگی بات کہنا چاہتے تو میں ان کے ذہن کو بھٹکا دیتا۔ کبھی ان کی زبان میں لڑکھڑاہٹ پیدا کر دیتا۔ ٹرین ایک جگہ رکی تو میں نے دونوں کے ہاتھوں سے گلاس گرا دیئے۔

اس حسینہ نے طنزیہ انداز میں کہا ''ابھی آدھی گلاس بھی نہیں پی اور تم دونوں کو چڑھ گئی۔''

آنند مراٹھے نے کہا ''ہمیں نہیں چڑھی۔ ٹرین کو چڑھ گئی ہے۔ بوتل کھولتے ہی سالی ایک جھٹکے سے رکی تو گلاس کو گرنا ہی تھا۔''

وہ بولی ''ٹرین ایک جھٹکے سے نہیں رکی تھی۔ آہستہ آہستہ رکی تھی۔''

مرلی دھر نے میری مرضی کے مطابق ایک الٹا ہاتھ اس کے منہ پر رسید کرتے ہوئے کہا ''الو کی پٹھی سمجھ رہی ہے کہ ہمیں نشہ ہو گیا ہے۔''

آنند مراٹھے نے میری مرضی کے مطابق مرلی دھر کا گریبان پکڑتے ہوئے کہا ''الو کا پٹھا تو ہے۔ ہم اسے موج مستی کے لیے لائے ہیں اور تو اس پر ہاتھ اٹھا رہا ہے۔''

مرلی دھر نے بھی اس کا گریبان پکڑتے ہوئے کہا ''سالے! ایک عورت کے لیے دوست کا گریبان پکڑتا ہے۔ یہ صرف تیری نہیں میری بھی چیز ہے۔ ہم دونوں نے آدھے آدھے پیسے دیئے ہیں۔''

بات کچھ زیادہ جھگڑے کی نہیں تھی لیکن میں نے جھگڑا بڑھا دیا۔ مرلی دھر نے اس کے منہ پر گھونسا رسید کیا پھر تو وہ دونوں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے۔ وہ حسینہ برتھ پر پیچھے کی طرف کھسکتے ہوئے بولی ''یہ تمہیں کیا ہوا ہے تم دونوں نے کہا تھا۔ کوئی بد معاشی نہیں ہو گی۔ مجھے پیار محبت سے لکھنو تک لے جاؤ گے پھر واپسی کا ٹکٹ کرا کے دہلی بھیج دو گے۔''

اعلیٰ بی بی نے کہا ''اے کتیا......! چپ چاپ بیٹھی رہ اور دونوں کتوں کو لڑنے دے ان کے لڑتے رہنے سے میرا بھلا ہو گا۔''

میں ایک کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے لڑنے پر مجبور کرتا تھا تو اس وقت تک دوسرا سوچتا تھا کہ خوانخواہ کیوں لڑائی ہو رہی ہے؟

وہ مار کھا کر گرتا تھا تو میں اس کے دماغ پر قبضہ جما لیتا تھا۔ وہ جواباً حملہ کرتا تھا اور دوسرے کو مارنے تک وہ دوسرا سوچتا تھا کہ اپنے ساتھی پر کیوں ہاتھ اٹھا رہا ہے؟ کیا واقعی انہیں نشہ ہو گیا ہے؟

ایسا سوچنے تک اس کے منہ پر ہاتھ پڑتا تھا۔ پیٹھ پر لات پڑتی تھی پھر وہ مار کھانے والا میری مرضی کے مطابق جوابی حملہ کرتا تھا اس طرح وہ بڑی دیر تک لڑتے رہے۔ ایک دوسرے کے کپڑے پھاڑتے رہے۔ آخر تھک ہار کر الگ الگ برتھ پر جا کر بیٹھ گئے۔ وہ حسینہ برتھ سے اتر کر کھڑی ہو گئی۔ اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے بولی ''تم دونوں کے ساتھ لکھنو نہیں جاؤں گی۔''

وہ ایسا کہتے ہوئے دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔ آنند مراٹھے نے میری مرضی کے مطابق اٹھ کر کہا ''ارے وہ جا رہی ہے۔ اسے روکو۔ ہم نے پچیس پچیس ہزار دیئے ہیں۔ وہ کم بخت اتنی بڑی رقم لے کر یونہی چلی جا رہی ہے۔''

وہ تیزی سے چلتا ہوا دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔ مرلی دھر تھکا ہوا تھا۔ برتھ پر بیٹھا ہانپ رہا تھا اور اعلیٰ بی بی کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ سوچ رہا تھا ''اچھا ہے۔ آنند مراٹھے چلا گیا۔ اب وہ دونوں واپس نہیں آئیں گے تو بڑا مزہ آئے گا۔''

ٹرین کسی اسٹیشن پر رکی ہوئی تھی۔ وہ حسینہ اپنا بیگ اٹھائے پلیٹ فارم پر آ گئی تھی۔ آنند مراٹھے بھی تیزی سے چلتا ہوا ٹرین سے اتر کر اس کے پاس آیا پھر اسے واپس چلنے کے لیے کہنے لگا۔ وہ منہ پھیر کر جاتے ہوئے بولی ''میں نہیں جاؤں گی۔ میرے ساتھ جھگڑا کرو گے تو پولیس والے آ جائیں گے۔ بے عزتی تمہاری ہو گی کیونکہ تم لوگ عزت دار ہو میری کیا عزت ہے۔ میں تو بدنام ہوں۔''

وہ اس کے پیچھے چلتے ہوئے بولا ''دیکھو جو ہوا اسے بھول جاؤ میں ابھی جا کر مرلی دھر سے معافی مانگ لوں گا تو وہ بھی مجھ سے معافی مانگے گا پھر ہم تینوں میں دوستی ہو جائے گی۔''

''نہیں مجھے معاف کرو۔ میں تم دونوں کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔ اگر تم اپنے پیسے وصول کرنا چاہتے ہو۔ تم یہاں سے ٹیکسی پکڑو۔ میرے ساتھ دہلی چلو۔ صبح تک پیسے وصول کرتے رہو۔ میں انکار نہیں کروں گی۔''

وہ اس کے پیچھے چلتا ہوا اسٹیشن کے باہر آیا۔ اس وقت تک ٹرین وہاں سے چل پڑی تھی۔ اس کا دماغ میری مٹھی میں تھا۔ اس نے ٹرین کی طرف توجہ نہیں دی۔ اس حسینہ کی خوشامدیں کرتا رہا۔ وہ ہنستے ہوئے بولی ''کیوں واپس چلنے کو کہہ رہے ہو۔ ذرا پلٹ کر دیکھو۔ ٹرین جا چکی ہے۔ تم اسے واپس نہیں بلا سکو گے۔ اب یہی ایک راستہ رہ گیا ہے کہ میرے ساتھ دہلی چلو۔''

وہ جھنجلا کر بولا ''کیسے چلوں میری جیب میں پھوٹی کوڑی نہیں ہے۔ میری ساری رقم وہیں بیگ میں رکھی ہوئی ہے اور وہ بیگ مرلی دھر کے ساتھ جا رہا ہے۔''

وہ بولی ''میرے ہوتے ہوئے روپے پیسے کی فکر نہ کرو۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ ایسا کرو پہلے کسی اچھے ہوٹل سے کھانا لے آؤ۔ ہم ٹیکسی میں بیٹھ کر کھاتے ہوئے جائیں گے۔''

اس نے اپنے پرس میں سے تیس روپے نکال کر دیئے۔

وہ بولا ''یہ کیا صرف تیس روپے؟''

''ہاں میں زیادہ نہیں کھاؤں گی دہلی پہنچ کر ہم کسی بڑے ہوٹل میں رات کا کھانا کھائیں گے بس جاؤ کچھ تھوڑا بہت کھانے کو لے آؤ بحث نہ کرو۔''

ہوٹل ذرا دور تھا وہ وہاں سے جانے لگا اس کے جاتے ہی اس نے پلٹ کر ایک ٹیکسی والے کے پاس آ کر پوچھا ''دہلی چلو گے؟''

وہ بولا ''ہاں مگر پورے پانچ سو لوں گا۔''

وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے بولی ''فوراً یہاں سے چلو۔''

ٹیکسی اسٹارٹ ہوئی پھر وہاں سے چل پڑی۔ جب وہ کھانا لے کر واپس آیا تو چڑیا اڑ چکی تھی۔ وہ ادھر ادھر اسے تلاش کرنے لگا ایک ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا ''باؤ جی! کسے ڈھونڈ رہے ہو؟''

''وہ یہاں ایک خوبصورت سی عورت کھڑی ہوئی تھی۔''

وہ بولا ''خوب صورتی کب ایک جگہ ٹھہرتی ہے وہ تو خوشبو کی طرح اڑتی چلی جاتی ہے۔ وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر جا چکی ہے میری ٹیکسی میں بیٹھو گے تو وہاں تک پہنچا دوں گا لیکن پہلے رقم لوں گا۔''

اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں کھانے کو دیکھا۔ وہ تیس روپے کا کھانا لے آیا تھا۔ اب اس کی جیب میں پھوٹی کوڑی نہیں تھی۔ اس نے کہا ''میرے پاس پیسے نہیں ہیں صرف یہ کھانا ہے۔ میں دہلی پہنچ کر دے دوں گا۔''

اس نے پوچھا ''کیا اسی عورت سے لے کر دو گے؟ میں یہاں سے دیکھ رہا تھا اس نے پرس سے کچھ روپے دیئے تھے۔ اس کا مطلب ہے تم کنگال ہو۔ اس نے تمہیں کچھ پیسے دے کر پیچھا چھڑا لیا ہے اور یہاں چلی گئی ہے۔ اور جو تمہیں چھوڑ کر گئی ہے کیا وہ دہلی پہنچنے پر ٹیکسی کا کرایہ دے گی؟ نہیں باؤ جی! مجھے تو معاف کرو یہاں سے پیدل دہلی چلے جاؤ۔''

وہ ٹیکسی اسٹارٹ کر کے اسے ڈرائیو کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا اس کے دونوں ہاتھوں پر کیلے کا پتا تھا اور کیلے کے پتے پر روٹی اور سالن رکھا ہوا تھا وہ اپنی بھوک مٹا سکتا تھا۔ لیکن اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ حتیٰ کہ پی سی او کے ذریعے اپنوں سے رابطہ کر کے رقم منگوانے کے لیے بھی جیب میں پیسے نہیں تھے۔

میں اپنی بیٹی کے پاس آ گیا مرلی دھر ایک برتھ پر بیٹھا اسے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور وہ کہہ رہی تھی ''ابھی تو کتوں کی طرح لڑتے رہے ہو اور بری طرح ہانپتے رہے ہو۔ ذرا سانس درست کر لو۔ پھر میں تم سے ایسی محبت کروں گی کہ ساری زندگی یاد رکھو گے۔''

وہ بولا ''تمہاری باتوں میں طنز چھپا ہوا ہے۔ کیا مجھے کمزور سمجھتی ہو۔ میں آنند مراٹھے کو ایک زور کا ہاتھ جماتا تو وہ زمین پر گر کر ٹھنڈا ہو جاتا لیکن وہ میرا دوست تھا۔ اس لیے میں اس کا لحاظ کر رہا تھا۔''

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی پھر اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے بولی ''اگر تم یہ ہاتھ پکڑ لو گے تو میں تمہاری ہو جاؤں گی۔ آؤ میرے شیر! مجھے پکڑ لو۔''

وہ ہنستا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا ''تم سمجھ رہی ہو۔ میں ابھی تک نشے میں ہوں۔ کوئی نشہ وشہ نہیں ہوا تھا۔ جب میں کسی کی کلائی پکڑتا ہوں تو وہ ہائے کہہ کر میری آغوش میں چلی آتی ہے۔''

اس نے کلائی کو پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو کلائی اس جگہ سے ہٹ گئی پھر گھوم کر اس کے منہ پر ایسا ہاتھ پڑا کہ وہ لڑکھڑا کر پیچھے برتھ پر گر پڑا۔

اس نے فوراً ہی پلٹ کر دیکھا تو وہ اپنا ہاتھ پھر اس کی طرف بڑھا رہی تھی۔ وہ برتھ پر سے اٹھتے ہی اچھل کر اس کی طرف آنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی اعلیٰ بی بی نے گھوم کر ایک کک ماری اس کے حلق سے ایک کراہ نکلی۔ وہ گھوم کر لڑکھڑاتا ہوا کھڑکی کے پاس جا کر گر پڑا۔

اسے اپنے چہرے پر گرمی سی محسوس ہوئی۔ اس نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو ناک اور باچھوں سے لہو رس رہا تھا۔ اعلیٰ بی بی ہاتھ کے اشاروں سے کہہ رہی تھی ''آؤ میرے شیر! ابھی تو کھیل شروع ہوا ہے۔''

وہ قمیض کے دامن سے لہو پونچھتا ہوا اٹھ کھڑا ہو گیا پھر جبراً ہنستا ہوا بولا ''مجھے کیا معلوم تھا کہ تم ٹارزن کی بیٹی ہو۔ چلو دوستی کر لیتے ہیں۔''

اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ اعلیٰ بی بی نے اس سے ہاتھ ملاتے ہی خود گھوم کر اس کے ہاتھ کو دوسری طرف گھما دیا پھر اسے ایک لات ماری وہ جھکتا ہوا لڑکھڑاتا ہوا ٹوائلٹ کے دروازے سے ٹکراتا ہوا اندر جا کر کموڈ میں پہنچ گیا۔ وہ اچھل کر اس پر آ گئی۔ اس نے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لیا پھر اس کے سر کو کموڈ میں گھسا دیا۔ فلش کو آن کیا تو

پانی کموڈ میں بھرنے لگا۔ اس کا سر اس غلیظ پانی میں ڈوبنے لگا۔ وہ تڑپ رہا تھا۔ مچل رہا تھا۔ اس کی سانس رک رہی تھی۔

اس نے سر کو باہر نکال کر ایک جھٹکا دیا۔ وہ الٹ کر فرش پر گر پڑا۔ اس نے پیٹ پر ایک لات ماری تو پیٹ کے اندر گھسا ہوا پانی فوارے کی طرح منہ سے نکل آیا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے پھر ایک ٹھوکر ماری تو وہ الٹ کر دوبارہ فرش پر لیٹ گیا۔

اب وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر ہانپ رہا تھا۔ گڑگڑا رہا تھا "مجھے معاف کردو۔ مجھے معاف کردو۔ تم میری بہن ہو' میری جان ہو' میری بیٹی ہو۔ میں کبھی تم پر بری نظر نہیں ڈالوں گا۔ ابھی یہاں سے چلا جاؤں گا پھر کبھی دکھائی دو گی تو نہیں دیکھوں گا۔ آنکھیں بند کرلوں گا۔"

وہ اسے چھوڑ کر ٹوائلٹ سے باہر آ کر اپنی برتھ پر بیٹھ گئی۔ وہ ہانپتا کانپتا فرش پر بیٹھا ہوا تھا۔ دیوار کا سہارا لے کر کھڑا ہوگیا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا دوسری برتھ پر آ کر بیٹھ گیا۔

اعلیٰ بی بی نے کہا "لیٹ جاؤ!"

وہ چپ چاپ وہاں لیٹ گیا پھر اس نے اعلیٰ بی بی کی مرضی کے مطابق آنکھیں بند کرلیں۔ آہستہ آہستہ نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

اس کے خیالات نے بتایا تھا کہ وہ بہت امیر کبیر شخص ہے۔ لکھنو میں اس کا ایک پرائیویٹ بنگلا ہے جو صرف عیاشی کے لیے وقف ہے۔ اعلیٰ بی بی اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا رہی تھی۔ آئندہ اس بنگلے میں جا کر آرام سے رہنے والی تھی۔

میں پارس کے پاس پہنچا پہلے وہ علی اکبر کے بہروپ میں تھا۔ وردان نے اس کے لیے بھی خطرات پیدا کیے تھے۔ لہٰذا اسے بھی اعلیٰ بی بی کی طرح دہلی شہر چھوڑنا پڑا تھا۔ اس نے اپنا علی اکبر والا میک اپ اتار دیا تھا۔ اب اصلی چہرے کے ساتھ تھا۔ وہاں اسے پارس کی حیثیت سے کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔ کناٹ پیلس میں ایک بوڑھی بیوہ عورت اپنے مکان میں تنہا رہتی تھی۔ وہ وہاں جا کر اس کا پے اِنگ گیسٹ بن گیا تھا۔ اس نے کہا "پاپا......! میں ان بے چاریوں کے لیے فکرمند ہوں۔ کیا آپریشن ہو چکا ہے؟"

"ہاں...... وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو چکی ہیں۔ اس وقت بے ہوش پڑی ہیں۔ ہوش میں آنے کے بعد بڑی تکالیف سے گزرنے والی ہیں۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان دونوں کے دماغوں میں جاتے آتے رہیں گے۔ بازوؤں اور پسلیوں کی طرف سے گوشت کاٹا گیا ہے۔ وہ ناقابلِ برداشت تکالیف سے گزریں گی۔ ایسے وقت خیال خوانی کے ذریعے ان کی تکلیفوں کو کم کیا جائے گا۔ میں جارہا ہوں کوئی بات قابل ذکر ہوگی تو آ کر تمہیں بتاؤں گا۔"

پھر میں نے جانے سے پہلے پوچھا "الپا سے تمہارا رابطہ ہے یا نہیں؟"

"یس پاپا......! وہ میرے دربدر ہونے کے باعث بہت پریشان ہے۔ میرے پاس آتی جاتی رہتی ہے۔"

میں اس کے پاس سے چلا آیا۔ ان بہنوں کو صبح چار بجے ہوش آیا تھا اور وہ تکلیف کی شدت سے کراہ رہی تھی۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان کے دماغوں پر قبضہ جما رکھا تھا۔ اس لیے وہ کم سے کم تکلیف محسوس کررہی تھیں۔

اس وقت وہ ہوش میں آنے کے باوجود پوری طرح ہوش وحواس میں نہیں تھیں۔ یہ نہیں سمجھ پا رہی تھیں کہ ان کے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔ ایک کمرے میں دونوں کے بیڈ الگ الگ تھے۔ وہ بیس برس کے بعد ایک دوسرے سے اتنی دور الگ الگ ہو کر الگ الگ بستر پر پڑی ہوئی تھیں۔ جمیلہ کے پاس اس کی والدہ دو خواتین کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ نبیلہ کے پاس اس کا باپ عبدالرحمن تھا۔ وہاں بھی دو چار رشتے دار موجود تھے۔ انہیں ہوش آنے لگا تو ڈاکٹر کو اطلاع دی گئی۔ انہیں اٹینڈ کرنے کے لیے دو ڈاکٹر نرسوں کے ساتھ آ گئے۔ وہ جانتے تھے کہ تنہا ایک ڈاکٹر دونوں کو بیک وقت اٹینڈ نہیں کرسکے گا۔

پہلے وہ دونوں بیمار ہوتی تھیں تو ایک ہی ڈاکٹر ان میں سے کسی ایک کی نبض تھام کر کسی ایک کا معائنہ کرکے دوسری کا حال بھی معلوم کرلیتا تھا۔ دونوں کو ایک طرح کی بیماری ہوتی تھی اور ایک ہی دوا سے ان دونوں کا علاج ہو جایا کرتا تھا۔ پہلے ان کا دل اور دماغ ہی نہیں جسم بھی ایک تھا۔

وہ دونوں ڈاکٹر الگ الگ ان کا معائنہ کررہے تھے۔ وہ دونوں ایک ہی طرح تکلیف میں مبتلا تھیں۔ ایک جیسے آپریشن سے گزر کر آئی تھیں۔ اس لیے دونوں ہی نیم بے ہوشی کی حالت میں تھیں۔ اس وقت سمجھ نہیں پا رہی تھیں کہ وہ کس عالم میں ہیں؟ کہاں ہے؟ اور ان کے ساتھ کیا ہو چکا ہے؟

ایک ڈاکٹر نے دوسرے ڈاکٹر سے کہا "دونوں لڑکیاں بڑی حوصلہ مند ہیں۔ اتنے بڑے آپریشن کے بعد انہیں شدید تکلیف میں مبتلا ہونا چاہیے تھا لیکن یہ صرف کراہ رہی ہیں اور اپنی تکلیف برداشت کررہی ہیں۔"

دوسرے ڈاکٹر نے کہا "ہمیں پین کم کرنے کے لیے انجکشن لگانا چاہیے۔ یہ جلد ہی پوری طرح ہوش میں آ جائیں گی۔"

انہوں نے دونوں کو ایک ایک انجکشن لگایا۔ ایسے وقت جمیلہ کے ہونٹوں پر ایک ہلکی سی جنبش ہوئی۔ ڈاکٹر نے ایک کان اس کے قریب کرتے ہوئے سنا۔ وہ بہت ہی دھیمی آواز میں کہہ رہی تھی "نبیلہ! میں بہت تکلیف میں ہوں۔"

ادھر دوسرے ڈاکٹر نے اپنا کان نبیلہ کے قریب لے جا کر سنا۔ وہ کہہ رہی تھی "ہاں ...... جمیلہ......! میں بھی بہت تکلیف میں ہوں۔"

ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے اندر موجود تھے۔ حیرانی سے سن رہے تھے کہ ایک نے زیر لب جمیلہ کو مخاطب کرکے تکلیف ظاہر کی تھی۔ دوسری طرف نبیلہ نے اس کی آواز نہیں سنی تھی لیکن ایک کی سوچ کی لہریں دوسری کے اندر پہنچی تھیں اور دوسری جواباً کہہ رہی تھی کہ وہ بھی تکلیف میں مبتلا ہے۔

انہوں نے مجھ کو اور الپا کو بلایا اور کہا "جمیلہ! زیر لب ایسے بول رہی ہے' جیسے نبیلہ اس کے اندر ہو۔"

دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا "نبیلہ بھی جواباً ایسے کہہ رہی ہے' جیسے وہ جمیلہ کو اپنے اندر محسوس کررہی ہو۔"

میں نے اور الپا نے دونوں کے اندر باری باری جا کر دیکھا۔ وہ دونوں تکلیف سے کراہ رہی تھیں اور ایک دوسرے کو تسلیاں دے رہی تھیں۔ جبکہ وہ کمرے کے دوسروں پر الگ الگ بیڈ پر تھیں۔ ایک دوسرے کی آوازیں نہیں سن رہی تھیں۔ اپنے دماغ کے اندر یوں محسوس کررہی تھیں جیسے جمیلہ نبیلہ کے اندر ہو اور نبیلہ جمیلہ کے اندر ہو۔ وہ دونوں سوچ کے ذریعے ایک دوسرے سے بول رہی تھیں۔

الپا نے حیرانی سے پوچھا "پاپا......! کیا یہ دونوں خیال خوانی کرنے لگی ہیں؟"

میں نے کہا "نہیں ...... یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ ٹیلی پیتھی نہیں ہے کوئی اور بات' کوئی قدرتی راز ہے جو ہمیں رفتہ رفتہ معلوم ہوگا۔"

میں نے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہا "تم سب باری باری ان کے اندر موجود رہو اور ان کی اسٹڈی کرتے رہو' ان بہنوں کے اندر ہماری توقع کے خلاف کوئی تبدیلی آ رہی ہے۔"

وہ سب مستعد ہوگئے تھے۔ بڑی توجہ سے ان کی اسٹڈی کررہے تھے ہمیں بھی دلچسپی پیدا ہوگئی تھی۔ ہم رہ رہ کر ان کے پاس جارہے تھے۔ صبح آٹھ بجے وہ پوری طرح ہوش میں آ گئیں۔ ہوش میں آتے ہی انہیں یوں لگا جیسے وہ اندر سے خالی ہوگئی ہوں یا ان سے کچھ چھین لیا گیا ہو۔ وہ دونوں ہم شکل تھیں۔ انہیں اس طرح پہچانا جاتا تھا کہ نبیلہ کے بائیں طرف جڑی ہوئی جمیلہ تھی اور جمیلہ کے دائیں طرف جڑی ہوئی نبیلہ تھی۔

جمیلہ نے پریشان ہو کر اپنی دائیں طرف دیکھا تو نبیلہ کو نہیں پایا ایک دم سے چیخ کر بولی "میری نبیلہ کہاں ہے؟"

ادھر نبیلہ نے اپنی دائیں طرف دیکھا تو جمیلہ کو نہ پا کر اس نے بھی یہی سوال کیا۔ وہاں ڈاکٹر اور دوسرے رشتے دار موجود تھے۔ انہیں بتایا گیا کہ آپریشن کے ذریعے دونوں کو الگ کردیا گیا ہے۔

وہ دونوں چند لمحوں تک حیران رہ گئیں۔ منہ سے کچھ نہ بول سکیں۔ ایک تو وہ آپریشن کے نتیجے میں ہونے والی تکلیف برداشت کررہی تھیں۔ دوسرا یہ ذہنی جھٹکا پہنچا تھا کہ انہیں ایک دوسرے سے الگ کردیا گیا ہے۔ دونوں نے پھر دائیں بائیں سر گھما کر دیکھا ان کے درمیان سے دوسرے رشتے دار ہٹ گئے۔ ڈاکٹر بھی پرے ہوگئے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔ ان کے دو بیڈ کے درمیان تقریباً چھ فٹ کا فاصلہ تھا لیکن انہیں ایسا لگ رہا تھا جیسے انہیں ندی کے دو کنارے بنا دیا گیا ہو۔

جمیلہ نے بڑے کرب سے سوچا "ہائے نبیلہ! مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے تم دنیا کے آخری سرے پر پڑی ہوئی ہو۔"

ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے نبیلہ کے اندر رہ کر سنا۔ اسے جمیلہ کی سوچ سنائی دے رہی تھی اور وہ خود سوچ کے ذریعے کہہ رہی تھی "ہاں جمیلہ......! مجھے بھی ایسا لگ رہا ہے جیسے تم دنیا کے دوسرے سرے پر پڑی ہوئی ہو۔"

ہم نے جمیلہ کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ نبیلہ کی سوچ کو کو سن رہی تھی۔ ہم خیال خوانی کے ذریعے یہ تماشا دیکھ رہے تھے اور حیران ہو رہے تھے۔ ان دونوں کی لائف ہسٹری پر پوری توجہ دی جائے تو حیرانی کی زیادہ بات نہیں تھی۔ وہ بچپن سے ہم مزاج تھیں۔ ایک کو جو تکلیف ہوتی تھی' وہی دوسری بھی محسوس کرتی تھی۔ ایک کی جو خواہش ہوتی تھی' وہی دوسری کی بھی خواہش ہوا کرتی تھی۔ دونوں کے صرف جسم ہی نہیں خیالات' احساسات اور جذبات بھی ایک ہی تھے۔

جب تک ان دونوں کا جسم جڑا رہا۔ انہوں نے کبھی سوچ کے ذریعے ایک دوسرے سے بات نہیں کی۔ ایک دوسرے کی طرف سر گھما کر بولتی رہتی تھیں۔ انہوں نے کبھی کسی کو سوچ کے ذریعے مخاطب کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی تھی لیکن اب ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہی دونوں کے دماغ قدرتی طور پر اتنی شدت سے متحد ہوگئے تھے کہ جسمانی علیحدگی کے

باوجود ایک دوسرے کو اپنے اندر محسوس کررہی تھیں۔

نبیلہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ''تم مجھ سے اتنی دور ہو لیکن دور نہیں لگ رہی ہو۔ میرے اندر سمائی ہوئی ہو۔ کیا تم ایسا محسوس کررہی ہو؟''

اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا ''میں بھی یہی محسوس کررہی ہوں کہ تم میرے اندر ہو مگر ان لوگوں نے ہمیں ایک دوسرے سے دور کردیا ہے۔''

جمیلہ نے غصے سے ڈاکٹر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا ''آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ ہمیں ایک دوسرے سے الگ کیوں کردیا ہے؟''

ڈاکٹر نے کہا ''تم دونوں کی بہتری کے لیے کیا ہے۔ اب تم دونوں آزادی سے چل پھر سکو گی اور اپنی اپنی جگہ ایک الگ زندگی گزار سکو گی۔''

نبیلہ نے چیخ کر کہا ''ہمیں نہیں چاہیے الگ زندگی۔ آپ نے میرا آدھا جسم کاٹ کر مجھے زندگی نہیں دی ہے مجھے مار ڈالا ہے۔''

جمیلہ نے کہا ''مجھے بھی ایسا لگ رہا ہے جیسے مجھے آدھا زندہ رکھا گیا ہے' آدھا مار ڈالا گیا ہے۔ مجھ سے میرا آدھا پن چھین لیا گیا ہے۔ میں نبیلہ کے بغیر نامکمل ہوں۔''

نبیلہ نے کہا ''اور میں جمیلہ کے بغیر نامکمل ہوں۔''

ان کے ماں باپ ان دونوں کو تھپکنے لگے۔ سمجھانے لگے ''بیٹی! تم دونوں بیس برس سے جڑی رہی ہو۔ اس لیے تمہیں علیحدگی گراں گزر رہی ہے۔ غصہ نہ کرو۔ ٹھنڈے دماغ سے غور کرو۔ یہ تم دونوں کے لیے بہتر ہوا ہے۔''

ادھر باپ نے سمجھایا ''دیکھو بیٹی! تم دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو گئی ہو لیکن کہیں جاکر الگ نہیں رہو گی۔ ہمارے ہی گھر میں رہو گی۔ ایک ہی چھت کے نیچے' ایک ہی بیڈ پر سویا کرو گی۔ تمہارا کھانا پینا چلنا پھرنا سب ایک ہی ساتھ ہوگا۔ جب تم دونوں آزادی سے ادھر ادھر آتی جاتی رہو گی تو علیحدہ ہونے کی تکلیف بھول جاؤ گی۔''

وہ سب انہیں سمجھا رہے تھے۔ ہم اس مسئلے پر غور کررہے تھے' کیا وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایک دوسرے کے دماغ میں پہنچ گئی ہیں یا جسمانی علیحدگی کے بعد بڑی شدت سے ذہنی طور پر ایک ہوگئی ہیں؟

میں نے اور الپا نے ان دونوں کے دماغوں میں رہ کر یہ تحریک پیدا کی کہ ان دونوں کو اپنے ماں باپ کے دماغوں میں پہنچ کر سوچ کے ذریعے بولنا چاہیے۔

لیکن وہ نہیں جانتی تھیں کہ خیال خوانی کی پرواز کیسے کی جاتی ہے۔ ہم نے پرواز کرنے کے سلسلے میں تعاون کیا لیکن ان کی سوچ کی لہریں صرف ایک دوسرے کے دماغ تک محدود رہیں۔ یہ بات سمجھ میں آگئی کہ نہ انہیں ٹیلی پیتھی آتی ہے اور نہ ہی وہ خیال خوانی کرسکیں گی۔ ادھر انسانی ہاتھوں نے ان کے جسموں کو ایک دوسرے سے الگ کیا ہے تو قدرت کے ہاتھوں نے ادھر ان کے ذہنوں کو یکجا کردیا ہے۔ وہ ذہنی طور پر پہلے سے زیادہ ایک دوسرے سے جڑ گئی تھیں۔

☆☆☆

انابیلا بڑے آرام سے اپنی پلاننگ پر عمل کرتے ہوئے تل ابیب پہنچی تھی اور وہاں پہنچنے کے بعد ہی اس کا آرام حرام ہوگیا تھا۔ اس پر سونیا کی دہشت طاری کی گئی تھی۔ الپا نے سونیا بن کر اسے دھمکی دی تھی کہ وہ کالا عمل کرے گی تو تل ابیب میں بری طرح پھنسے گی۔

وہ انابیلا کی حیثیت سے وہاں نہیں آئی تھی۔ اس نے اپنی معمولہ اور تابعدار اونا فیبرے کو اپنی ڈمی انابیلا بنایا تھا۔ اس کے ذریعے وہاں حکومت کرنا چاہتی تھی۔ الپا نے سونیا بن کر دھمکی دی کہ وہ احکامات کی تعمیل نہیں کرے گی تو اسے وہاں بے نقاب کردیا جائے گا پھر اسرائیلی انٹیلی جنس والے آکر اسے گرفتار کرلیں گے۔ سب کے سامنے اس کی اصلیت کھل جائے گی۔

انابیلا یہ سوچ سوچ کر پریشان ہوجاتی تھی کہ سونیا کو اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس کے منصوبوں کا علم کیسے ہوجاتا ہے؟ آخر وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ اس کا باڈی گارڈ یعنی کبریا دشمنوں کا آلہ کار بن گیا ہے۔ اسے معمولہ تابعدار بنا کر سونیا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے اندر آتے ہیں اور یہ معلوم کرتے رہتے ہیں کہ انابیلا کہاں ہے اور کیا کرتی پھررہی ہے؟

اس نے کبریا پر شبہ کرتے ہی اس سے علیحدگی اختیار کرلی۔ اسے چھوڑ کر تل ابیب سے جنیفہ چلی آئی۔ وہاں اس نے کرائے کا ایک اپارٹمنٹ حاصل کیا پھر دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔ سب سے پہلے کبریا کے خیالات پڑھے۔ وہ اسے محسوس کرتے ہی انجان بن کر سوچنے لگا ''پتا نہیں انابیلا کہاں چلی گئی ہے؟ کیا وہ دھوکا دے کر گئی ہے؟ کیا اب وہ مجھے کبھی نہیں ملے گی؟''

وہ سوچ رہا تھا اور انابیلا کے لیے پریشانی ظاہر کررہا تھا۔ وہ اس کے اندر بالکل خاموش تھی۔ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اس کے اندر کوئی خیال خوانی کرنے والا موجود ہے یا نہیں؟ کبریا یوں ظاہر کررہا تھا جیسے کوئی اسے مجبور کررہا ہے کہ وہ اس

بنگلے سے باہر جائے اور انابیلا کو تلاش کرے۔

انابیلا کو یقین ہوگیا کہ واقعی کوئی اس کے اندر موجود ہے اور اس کے خلاف اسے بھڑکا رہا ہے۔ اسے مجبور کررہا ہے کہ وہ کسی بھی طرح انابیلا سے رابطہ کرے۔

تب وہ خاموشی توڑ کر کبریا سے بولی ''مجھے یقین ہوگیا ہے کہ کسی نے تمہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا رکھا ہے۔ اب میں دیکھنا چاہوں گی کہ تم اس کے زیادہ تابعدار ہو یا میرے؟''

کبریا نے کہا ''تم اچھی طرح جانتی ہو' میں تمہارا تابعدار ہوں۔ تم سے محبت کرتا ہوں اور ہم دونوں ہمیشہ ایک ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ میں کبھی کسی دوسرے کا غلام بن کر نہیں رہنا چاہتا۔ اگر کسی نے مجھے بنا رکھا ہے تو یہ تمہارا فرض ہے کہ تم مجھے اس سے نجات دلاؤ۔''

''میں ضرور تمہیں نجات دلاؤں گی لیکن پہلے اپنی سلامتی اور تحفظ کو یقینی بنالینا چاہتی ہوں۔ اس کے بعد تمہارے لیے بہت کچھ کروں گی۔ فی الحال میرا حکم ہے کہ تم میری تلاش میں نہیں نکلو گے۔ کوئی خاص ضرورت ہو تو اس بنگلے سے باہر جاؤ گے۔ ورنہ وہیں میرا انتظار کرتے رہو گے۔''

وہ دماغی طور پر اپنے اس اپارٹمنٹ میں حاضر ہوگئی۔ اس نے دروازے کو اندر سے بند کرلیا تھا۔ اپنے ساتھ ایک اٹیچی اور ایک تھیلے میں جادو کا سامان بھر کر لائی تھی۔ اس تھیلے سے وہ سارا سامان نکال کر فرش پر رکھنے لگی۔ ادھر نومی کرسٹل عرف سونیا کو یہ معلوم ہوچکا تھا کہ کبریا کا لب و لہجہ اختیار کرکے انابیلا کے دماغ میں پہنچا جاسکتا ہے۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے اس کے اندر پہنچ گئی تھی اور بالکل خاموش تھی۔ یہ دیکھ رہی تھی کہ وہ کیا کررہی ہے۔ وہ چپ چاپ اس کے چور خیالات پڑھ رہی تھی۔

انابیلا تمام سامان ترتیب سے رکھنے کے بعد اب ماش کے دال کے آٹے کو تیل میں بھگو کر گوندھنا چاہتی تھی۔ اس کے بعد سونیا کے نام کا پتلا بنا کر اس پر عمل کرنے والی تھی۔

اس نے تیل کی بوتل کھول کر اسے ماش کے آٹے پر ڈالنا چاہا تو ایسے وقت اس کا ہاتھ اپنے سر کی طرف چلا گیا۔ وہ اپنے سر پر تیل ڈالنے لگی پھر ایک دم سے گھبرا کر اس نے تیل کی بوتل ایک طرف پھینک دی۔ پریشان ہوکر سوچنے لگی ''یہ میں کیا کررہی تھی؟''

وہ فرش پر پڑی ہوئی بوتل کی طرف دیکھنے لگی۔ بوتل ٹوٹ گئی تھی تیل فرش پر پھیل گیا تھا۔ اس نے سوچا فرش پر سے تیل سمیٹ کر ماش کے آٹے کو بھگوئے گی پھر اس کا پتلا بنائے گی اس نے تیل کو دونوں ہتھیلیوں سے سمیٹا پھر ہتھیلیاں آٹے کی طرف لے جانا چاہتی تھی لیکن وہ اس کے منہ کی طرف آگئیں۔ وہ دونوں ہتھیلیاں منہ پر رگڑنے لگی۔ اس کے چہرے پر تیل پھیلنے لگا۔ وہ ایک دم سے گھبرا کر وہاں سے اٹھ گئی۔ ذرا پیچھے جاکر اپنی دونوں ہتھیلیوں کو گھور گھور کر دیکھنے لگی۔

ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اس نے کبھی ایب نارمل ہوکر الٹی سیدھی حرکت نہیں کی تھی جبکہ آج اس سے ایسی حرکتیں سرزد ہورہی تھیں۔ دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ کوئی اس کے حواس پر چھایا ہوا ہے۔ اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا کر اس پر حکومت کررہا ہے اور اس سے ایسی بے تکی حرکتیں کروا رہا ہے۔

نومی اس کے اندر خاموشی سے یہ تماشا دیکھ رہی تھی اور سمجھ رہی تھی کہ یقیناً الپا وہاں موجود ہے اور اس کے ساتھ ایسا سلوک کررہی ہے۔

انابیلا نے اچانک ہی ایک چیخ مارتے ہوئے کہا ''نہیں یہ نہیں ہوسکتا۔ کوئی میرے دماغ پر قبضہ نہیں جما سکتا۔''

وہ تیزی سے چلتی ہوئی واش روم میں آکر صابن سے ہاتھ منہ دھوتے ہوئے بڑبڑا رہی تھی۔ میں کسی کی معمولہ اور تابعدار نہیں بنوں گی۔ اگر کسی نے مجھے کنیز بنایا تو میں اپنی جان پر کھیل جاؤں گی۔

ایسے وقت الپا کی آواز سنائی دی ''تو پھر تمہیں مرجانا چاہیے!''

اس نے ایک دم سے چونک کر آئینے میں اپنے آپ کو دیکھا۔ کوئی اس کے اندر بول رہی تھی۔ آواز اور لب و لہجہ جانا پہچانا تھا لیکن یاد نہیں آرہا تھا۔ شاید کبھی سنا ہو پھر دوبارہ سننے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔

الپا اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ اس نے کہا ''ہاں سوچو' غور کرو' میں کون ہوں؟ ویسے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں کوئی بھی ہوسکتی ہوں۔ فرق تو تمہارے لیے پڑ گیا ہے کہ تمہارے دماغ پر حاوی ہوگئی ہوں۔''

وہ پریشان ہوکر بولی ''کیا...... کیا تم نے مجھ پر تنویمی عمل کیا ہے؟''

الپا نے ہنستے ہوئے کہا ''نادان بچی بن کر نہ بولو کیا تم نہیں جانتیں کہ تنویمی عمل کے بغیر کسی کو بھی اپنا تابعدار نہیں بنایا جاسکتا۔''

وہ پریشان ہوکر بولی ''لیکن تم نے کب...... کب مجھ پر ایسا عمل کیا تھا؟ مجھے خبر کیوں نہ ہوئی؟''

''تم کامیابیوں کے نشے میں مدہوش تھیں اور جو مدہوش ہوتے ہیں انہیں لٹ جانے کی خبر نہیں ہوتی۔''

وہ بولی ''کیا تمہارا تعلق فرہاد اور سونیا سے ہے؟''

''ہاں بہت گہرا تعلق ہے۔ فی الحال تم سے اس لیے دشمنی کر رہی ہوں کہ تم یہاں میری چیز مجھ سے چھیننے آئی ہو۔''

وہ حیرانی سے بولی ''میں یہاں چھیننے آئی ہوں؟ اور تم سے؟ مجھے صاف صاف بتاؤ میں تم سے کیا چھیننے آئی ہوں؟''

''میں برسوں تک اس ملک پر حکومت کرتی رہی ہوں۔ میں نے کچھ عرصے کے لیے اقتدار کی کرسی چھوڑ دی تو تم یہاں قبضہ جمانے کے لیے آ گئیں۔''

وہ شدید حیرانی سے بولی ''اوہ گاڈ......! تم الپا ہو؟''

''ہاں میں الپا ہوں۔ میرے بعد ولاڈی میر' ارنا کوف آوازون سب ہی نے خیال خوانی کے ذریعے یہاں حکومت کرنے کی کوششیں کیں لیکن ناکام رہے تم انہیں شکست دیتی رہیں۔ بے شک تم نے یہاں تک پہنچنے کے لیے بڑی محنت کی ہے۔ تمہیں کامیاب ہونا چاہیے۔ یہاں اقتدار کی کرسی تمہیں ملنی چاہیے لیکن تم نے میڈم سونیا سے فراڈ کر کے اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی ماری ہے۔''

وہ بولی ''میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں۔ میں نے میڈم سے معافی بھی مانگی ہے۔ انہوں نے مجھے صرف معاف نہیں کیا۔ بلکہ یہ اجازت دی ہے کہ میں یہاں آ کر تمہاری جگہ سنبھال سکتی ہوں اور اسرائیلی اکابرین پر حکومت کر سکتی ہوں۔''

''اس سے اندازہ کرو کہ میڈم سونیا کتنی دریا دل ہیں۔ انہوں نے تمہیں معاف کیا لیکن تم کیا کر رہی ہو؟''

وہ گھبرا کر بولی ''میں...... میں کیا کر رہی ہوں؟''

''کیا میں تمہارے خیالات پڑھ کر معلوم نہیں کر سکتی؟ کیا تمہاری کوئی بات مجھ سے چھپی رہے گی؟ ابھی تم کس کے خلاف کالا جادو کر رہی تھیں؟ جس نے تمہیں اقتدار کی کرسی پر بٹھانے کے لیے یہاں بھیجا ہے' اسے تم کالے عمل کے ذریعے مار ڈالنا چاہتی ہو یا کوئی زبردست نقصان پہنچانا چاہتی ہو؟''

وہ دونوں ہاتھوں سے کان پکڑ کر اپنے گالوں پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی ''میں کان پکڑتی ہوں۔ توبہ کرتی ہوں۔ آئندہ ایسی کوئی غلطی نہیں ہوگی۔''

''تھوڑی دیر پہلے تم کالا عمل کر رہی تھیں۔ تمہیں وارننگ دی گئی تھی کہ یہ عمل کرو گی تو نقصان اٹھاؤ گی لیکن تم نے ہم سب کو دھوکا دینے کی کوشش کی۔ وہاں اپنے باڈی گارڈ کو چھوڑ کر یہاں چلی آئیں۔ تمہارا خیال تھا کہ ہم تمہارے باڈی گارڈ کے محتاج ہیں۔ صرف اسی کے ذریعے تم تک پہنچ سکتے ہیں۔ دیکھ لو کہ اس کے بغیر میں تمہارے اندر پہنچی ہوئی ہوں۔''

وہ عاجزی سے بولی ''میں جانتی ہوں تمہاری معمولہ اور تابعدار بن چکی ہوں۔ اب کسی طرح بھی میڈم سونیا کو دھوکا نہیں دے سکوں گی۔ آئندہ میڈم جو حکم دیں گی میں تعمیل کرتی رہوں گی۔''

''وہ تو کرنا ہی ہوگا۔ ایک معمولہ اور تابعدار کا اور کام ہی کیا ہوتا ہے؟ میں جا رہی ہوں پھر کسی وقت آؤں گی۔''

وہ چلی گئی۔ انابیلا آئینے کی سطح پر خود کو دیکھتی رہی۔ سوچتی رہی۔ انتظار کرتی رہی کہ شاید الپا پھر کچھ بولے گی لیکن خاموشی بتا رہی تھی کہ وہ واقعی جا چکی ہے۔

وہ تو جا چکی تھی لیکن لومی وہاں موجود تھی ان کے درمیان ہونے والے سنگین کھیل تماشے دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ ایسے وقت اسے کیا کرنا چاہیے؟

ایسے وقت کال بیل کی آواز سنائی دی۔ انابیلا نے چونک کر باتھ روم کے دروازے کے باہر دیکھا پھر تولیے سے منہ ہاتھ پونچھتی ہوئی کمرے میں آ کر دروازے کے قریب آ کر بولی ''کون ہے؟''

باہر سے کبریا کی آواز سنائی دی ''میں ہوں!''

اس نے حیرانی سے دروازہ کھول کر پوچھا ''تم یہاں کیسے آ گئے؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں اس اپارٹمنٹ میں ہوں؟''

''تم کیسی باتیں کر رہی ہو' تم نے میرے دماغ میں آ کر یہاں کا پتا بتایا تھا اور حکم دیا تھا کہ میں ابھی چلا آؤں۔ اسی لیے آ گیا ہوں۔''

وہ اندر آیا تو انابیلا آگے بڑھ کر اس سے لپٹ گئی پھر دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔ وہ اسے تھپکتے ہوئے بولا ''کیا بات ہے کیوں رو رہی ہو' مجھے کچھ تو بتاؤ؟''

وہ روتے ہوئے بولی ''الپا نے میرے دماغ پر قبضہ جما لیا ہے۔ مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے۔ میں اب کہیں کی نہیں رہی۔ دو کوڑی کی ہو گئی ہوں اس کی کنیز بن کر رہوں گی۔ میں کیسے رہوں گی کیسے زندگی گزاروں گی۔ مجھے مار ڈالو' مجھے جان سے مار ڈالو۔''

وہ اسے تھپک رہا تھا' چوم رہا تھا' سمجھا رہا تھا ''صبر کرو' کبھی کے دن بڑے ہوتے ہیں۔ کبھی کی راتیں بڑی ہوتی ہیں۔ آج تم چھوٹی پڑ گئی ہو۔ کوئی بات نہیں' ہم کوئی تدبیر کریں گے۔ ایسا پانسا پلٹیں گے کہ وہ چھوٹی ہو جائے گی اور تم بڑی ہو جاؤ گی۔''

وہ رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی ''یہ سب دلاسا دینے والی باتیں ہیں۔ اب میں کوئی تدبیر نہیں کر سکوں گی۔ کروں گی تو اسے خبر ہو جایا کرے گی۔ ابھی میں نے تمہیں نہیں بلایا تھا۔ اسی نے تمہارے پاس آ کر تمہیں یہاں بھیج دیا ہے۔ ہم دونوں اس کے تابعدار بن چکے ہیں۔ اس کے خلاف ابھی کچھ نہیں کر سکیں گے۔''

کبریا نے فرش پر پھیلے ہوئے سامان کو دیکھا پھر کہا ''میں نے تمہیں سمجھایا تھا کہ کالا جادو نہ کرنا خواہ مخواہ سونیا اور فرہاد سے دشمنی مول لینا چاہو گی تو برا انجام ہوگا۔ اب دیکھ لو کہ یہی ہو رہا ہے۔''

وہ بکھرے ہوئے سامان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی ''یہاں سے چلو۔ ہم اپنے اس بنگلے میں واپس جائیں گے۔''

کبریا نے اس کا بیگ اٹھاتے ہوئے کہا ''ہاں اب تو وہیں جانا چاہیے۔ ان سے چھپ کے نہیں رہ سکتے تو پھر وہ بنگلا کیوں چھوڑیں؟''

وہ اس اپارٹمنٹ سے باہر آئے پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگے۔ انابیلا نے کبریا کا ہاتھ تھام کر اسے بڑی بے بسی سے دیکھا۔ وہ ٹیکسی ڈرائیور کی موجودگی میں زبان سے کچھ کہنا نہیں چاہتی تھی۔ سوچ کے ذریعے بولی ''میرے لیے کچھ کرو۔ میں کسی کی معمولہ اور تابعدار بن کر زندگی نہیں گزار سکوں گی۔ مجھے کسی بھی طرح الپا کے تنویمی عمل سے نجات دلاؤ۔''

وہ بولا ''میں نہیں جانتا کہ ٹیلی پیتھی کیا ہوتی ہے اور تنویمی عمل کیا ہوتا ہے اور مجھے کس طرح تمہیں بچانا چاہیے۔ تم مجھے کوئی راستہ دکھاؤ گی اور حکم دو گی تو میں اس راستے پر چل کر تمہیں ہر قیمت پر اس کے شکنجے سے نکالنے کی کوشش کروں گا۔''

وہ اس کے شانے پر سر رکھ کر بولی ''بس ایک تمہارا ہی آسرا رہ گیا ہے۔''

وہ اس بنگلے میں پہنچ کر بولی ''میرے ذہن میں ایک تدبیر ہے میں یقین سے کہتی ہوں۔ اس وقت الپا موجود نہیں ہے۔ ورنہ وہ مجھے ایسی تدبیر سوچنے سے روک دیتی۔''

''تو پھر جلدی سے بولو وہ تدبیر کیا ہے؟''

''تم مجھ سے دور ہو جاؤ۔ کسی بہت بڑے عامل سے ملو۔ انہیں بڑی سے بڑی رقم دے کر اس بات پر راضی کرو کہ وہ تمہارے ذہن سے پچھلا تنویمی عمل واش کر دیں۔''

اس نے بڑی معصومیت سے پوچھا ''اس سے کیا ہوگا؟''

''تم الپا یا سونیا کے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے تنویمی عمل سے نجات حاصل کر لو گے۔ کسی کے معمول اور تابعدار نہیں رہو گے۔ تم پرائی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتے ہو۔ اس طرح آئندہ پھر کسی کو اپنے اندر نہیں آنے دو گے۔''

وہ قائل ہو کر ہاں کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے بولا ''یہ بہت اچھی تدبیر ہے۔ اس طرح میں تو نجات حاصل کر لوں گا لیکن تمہیں کیسے نجات ملے گی؟''

''پھر تو میرے لیے بھی راستہ کھل جائے گا۔ تم اس عامل سے کہو گے کہ وہ میرے ذہن سے الپا کے تنویمی عمل کو واش کر دے تو وہ ایسا ضرور کرے گا۔''

''تو پھر پہلے تمہارے ذہن سے تنویمی عمل کو واش کیوں نہ کرایا جائے؟ میں کسی عامل کو تمہارے پاس لے آؤں گا۔''

''احمقانہ باتیں نہ کرو' وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے اندر رہتے ہیں وہ کسی عامل کو میرے پاس لانے کا موقع نہیں دیں گے۔ پہلے تمہیں نجات حاصل کرنی ہوگی۔''

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ایسا ہی کروں گا۔''

''صرف اتنا ہی نہیں ہم اس عامل پر بھروسا نہیں کریں گے۔ ہو سکتا ہے وہ ایسا عمل کرے کہ الپا سے تو نجات دلائے لیکن مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لے۔''

''ہاں' وہ ایسا کر سکتا ہے۔''

''جب تم اسے گن پوائنٹ پر رکھ کر حکم دو گے کہ ہماری مرضی کے مطابق عمل کرے اور کوئی ایسی بات میرے دماغ میں نقش نہ کرے جو میرے مزاج کے خلاف ہو تو پھر وہ گن کے سامنے مجبور ہو کر وہی کرے گا جو تم اس سے کہو گے۔''

وہ خوش ہو کر بولا ''بڑی زبردست تدبیر ہے۔ میں ابھی جاؤں گا اور کسی بہت بڑے عامل کا پتا ٹھکانا معلوم کروں گا۔''

انابیلا نے اپنے بیگ میں سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا ''تم جاؤ۔ میں اب اپنے بیڈ روم میں آرام کروں گی۔''

وہ بیڈ روم سے باہر آ گیا۔ اس کے جانے کے بعد انابیلا بستر پر آ کر لیٹ گئی۔ لومی کرسٹل عرف سونیا یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ اپنی مرضی سے لیٹنے نہیں گئی ہے۔ اس کے اندر کبریا یا الپا موجود ہیں' وہ اسے سلا دینا چاہتے ہیں۔

واقعی وہ تھوڑی دیر بعد گہری نیند میں ڈوب گئی تھی۔ لومی سوچ رہی تھی کہ انابیلا بہت ذہین' حاضر دماغ اور حوصلہ مند ہے۔ اس نے اپنی ذہانت سے ولاڈی میر' ارنا کوف اور آوازون اور کتنے ہی دشمنوں کو شکست دی اور یہاں تک حکومت کرنے چلی آئی۔

لیکن سونیا کتنی مکار ہے کہ انابیلا کی ہر کامیابی کو در پردہ ناکام بناتی رہی پھر اپنے بیٹے کبریا کو اس کے پیچھے لگا دیا۔ اب سونیا نہیں ہے وہ۔ میرے شکنجے میں ہے۔ اس کے باوجود انابیلا بری طرح کبریا اور الپا کے ہاتھوں بے وقوف بن رہی ہے۔

لومی ان سب کی اسٹڈی کر رہی تھی اور یہ سمجھ رہی تھی کہ انابیلا کبریا پر اندھا اعتماد کر کے ہی دھوکا کھا رہی ہے۔ اس وقت بھی یہی سمجھ رہی تھی کہ الپا نے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے جبکہ کبریا نے اسے اپنی کنیز بنا رکھا تھا۔

وہ کبریا کے ہاتھوں اس قدر اُلو بن رہی تھی کہ اس وقت بھی اس نے الپا کے تنویمی عمل سے نجات حاصل کرنے کے لیے کبریا کو کسی عامل کی تلاش میں بھیجا تھا اور یہ توقع کر رہی تھی کہ وہ اسے فرہاد علی تیمور کے خاندان والوں سے نجات دلائے گا۔

لومی اپنی جگہ تن کر بیٹھ گئی پھر زیر لب بڑبڑائی "نجات تو میں دلاؤں گی۔ پورے اسرائیل پر حکومت کرنے کا موقع مجھے ملے گا۔ میں ایسے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دوں گی۔"

وہ انابیلا کے اندر پہنچ گئی۔ الپا اور کبریا مطمئن ہو گئے تھے کہ وہ پوری طرح ان کی گرفت میں آ گئی ہے۔ اب نا تو جادو ٹونا کرے گی اور نہ ہی کوئی حرکت ان کے مزاج کے خلاف کر سکے گی۔ انہوں نے اسے چھ گھنٹے تک سوتے رہنے کا حکم دیا تھا۔ اس کی طرف سے مطمئن ہو گئے تھے کہ وہ چھ گھنٹے تک خواب خرگوش کے مزے لیتی رہے گی۔

اس نے خوابیدہ انابیلا کو مخاطب کیا "ہیلو! کیا بہت پریشان ہو؟"

اس کے خوابیدہ دماغ نے کہا "ہاں بہت پریشان ہوں۔ مجھے نجات کا راستہ نہیں مل رہا ہے۔"

"میں تمہاری نجات دہندہ ہوں۔ میں تم پر عمل کر رہی ہوں۔ تم راضی خوشی میرے زیر اثر آ ؤ گی تو تمہیں الپا کے تنویمی عمل سے نجات مل جائے گی۔"

"کیا تم مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بناؤ گی؟"

"مجھ سے کوئی سوال نہ کرو۔ صرف ایک سوال کا جواب دو، تم سونیا فرہاد اور الپا وغیرہ کے شکنجے سے نکلنا چاہتی ہو کہ نہیں؟"

"ہاں، میں ان کے شکنجے سے نکلنا چاہتی ہوں۔"

"تو پھر اپنے ذہن کو میرے حوالے کر دو۔"

وہ دھیرے دھیرے اس کے ذہن کو تھپکنے لگی۔ اس پر عمل کرنے لگی۔ اسے اپنے زیر اثر لانے لگی۔ جب وہ پوری طرح ٹرانس میں آ گئی تو اس نے کہا "تمہارے دماغ کو کبریا کے لب و لہجے کے ذریعے لاک کیا گیا ہے۔ تمہیں اس کی آواز اور لب و لہجہ یاد رہے۔ میں اسے تمہارے دماغ سے مٹا رہی ہوں۔ تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اس آواز کو اور لب و لہجے کو بھول جاؤ۔"

وہ خوابیدہ لہجے میں بولی "میں بھول رہی ہوں۔"

تھوڑی دیر بعد لومی نے کہا "میں اپنی اصل آواز اور لب و لہجہ سنا رہی ہوں۔ یہ تمہارے ذہن میں نقش رہے گا اور تم اسے سننے کے بعد میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گی۔ اس کے علاوہ جو بھی سوچ کی لہر تمہارے اندر آئے گی، تم سانس روک کر اسے بھگا دیا کرو گی۔"

"میں تمہارے حکم کی تعمیل کروں گی۔"

لومی نے اپنی آواز اور لب و لہجہ سنایا پھر کہا "میں حکم دیتی ہوں۔ یہ آواز اور یہ لب و لہجہ تمہارے ذہن میں نقش رہے گا، تم میری معمولہ اور تابعدار بن کر رہو گی۔ میرے تمام احکامات کی تعمیل کرتی رہو گی۔"

انابیلا اس کے زیر اثر آ چکی تھی۔ اس کے تمام احکامات اس کے ذہن میں نقش ہوتے جا رہے تھے۔ وہ بڑی دیر تک ٹھہر ٹھہر کر اس کے ذہن پر اپنا سکہ جماتی رہی پھر اسے حکم دیا کہ وہ ایک گھنٹے تک تنویمی نیند سو کر بیدار ہو گی۔ اس کے بعد مزید احکامات کی تعمیل کرے گی۔

وہ گہری نیند میں ڈوب گئی۔ لومی تھوڑی دیر کے لیے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ آئندہ کے متعلق پلاننگ کرنے لگی اسے کیا کرنا ہے؟ آگے چل کر انابیلا سے کام لینا چاہیے یا اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکنا چاہیے؟

وہ سوچتی رہی اور تھوڑی تھوڑی دیر میں انابیلا کے اندر پہنچ کر چپ چاپ یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتی رہی کہ الپا یا کبریا میں سے کوئی اس کے اندر آ رہا ہے یا نہیں؟

وہ بڑے سکون سے گہری نیند سو رہی تھی۔ ٹھیک ایک گھنٹے بعد اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ چھت کو تکنے لگی۔ لومی نے کہا "تمہیں آزادی مبارک ہو، کیا مجھے پہچان رہی ہو؟"

اس نے کہا "ہاں...... میں نے تمہیں خواب میں دیکھا تھا۔ تم میری نجات دہندہ ہو۔"

"ٹھیک ہے۔ اب اٹھ کر بیٹھو اور فوراً ہی یہ جگہ چھوڑ دو۔ میں نے تمہارا دماغ لاک کر دیا ہے۔ اب کوئی دشمن تمہارے اندر نہیں پہنچ سکے گا۔"

وہ بیڈ سے اترتے ہوئے بولی "میں تمہارا شکریہ کس زبان سے ادا کروں؟"

"میں جو کہتی ہوں وہ کرتی جاؤ۔ شکریہ ادا ہوتا رہے گا۔ یہاں سے نکل کر میک اپ کا سامان خریدو۔ کسی ہوٹل کا کمرا کرائے پر لے کر اپنے چہرے کو تبدیل کرو۔ سب سے پہلے یہ دیکھو کہ کبریا اس بنگلے میں موجود ہے یا نہیں؟"

اس نے چونک کر پوچھا "کبریا؟"

"ہاں۔ جسے تم اب تک باڈی گارڈ سمجھتی آئی ہو۔ وہ دراصل فرہاد علی تیمور کا بیٹا کبریا ہے۔ سونیا نے اسے تمہارے پیچھے لگا رکھا ہے۔ اسی نے تم پر تنویمی عمل کیا تھا۔ فی الحال تم یہاں سے نکلو۔ میں تمہیں رفتہ رفتہ سب کچھ بتاتی رہوں گی۔"

وہ اپنے کمرے سے نکل کر دبے قدموں چلتی ہوئی دوسرے بیڈروم کے پاس آئی۔ دروازہ بند تھا اس نے کھڑکی سے جھانک کر دیکھا۔ کبریا بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کا منہ دوسری طرف تھا۔ لومی نے کہا "باہر سے دروازے کی کنڈی لگاؤ اور یہاں سے نکل جاؤ۔"

اس نے دروازے کے پاس آ کر آہستگی سے کنڈی لگائی پھر ایک بیگ میں اپنا ضروری سامان لے کر وہاں سے باہر آ گئی۔ لومی اس کے دماغ میں موجود رہی۔ یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کوئی اس کے اندر آتا ہے یا نہیں۔ ویسے چار گھنٹوں تک کسی کی آمد کی توقع نہیں تھی۔

وہ اس کے احکامات پر عمل کرتی رہی۔ تقریباً تین گھنٹے کے اندر اس نے اپنا چہرہ تبدیل کر لیا۔ بالکل ہی بدل گئی۔ کبریا بھی اسے قریب سے دیکھ کر پہچان نہیں سکتا تھا۔ اس نے اس بنگلے سے لایا ہوا تمام سامان پھینک دیا۔ نیا بیگ خریدا نئے لباس خریدے ضرورت کی تمام چیزیں پھر سے خریدیں پھر ایک رینٹ کار لے کر یروشلم کی طرف جانے لگی۔

لومی کبھی کبھی اس کے اندر آ کر بولتی تھی پھر چلی جاتی تھی۔ وہ اب دوسرے معاملے میں مصروف ہو گئی تھی۔ اس نے انابیلا کا لب و لہجہ اختیار کر کے اسرائیلی اکابرین میں سے ایک حاکم کو مخاطب کیا "ہیلو مسٹر ڈین! میں انابیلا بول رہی ہوں۔"

وہ ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولا "میڈم......! ہم بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ کل شام کی فلائٹ سے آ رہی ہیں نا؟"

"ہاں، آنا تو چاہیے لیکن شاید میں نہ آ سکوں کیونکہ مجھ سے پہلے میرے دشمن وہاں پہنچ گئے ہیں۔"

"اگر ایسا ہے تو آپ ان دشمنوں کی نشان دہی کریں۔ ہم انہیں ابھی گرفتار کر کے آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیں گے۔ اس کے بعد فیصلہ آپ پر چھوڑیں گے آپ خود انہیں سزائیں دیں گی۔"

"ابھی ایک ہی دشمن میری نظروں میں ہے۔ وہ بہت ہی چالاک ہے، دلیر ہے اور ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ آپ پہلے ایسے پولیس افسران کا انتخاب کریں جو یوگا میں مہارت رکھتے ہوں۔ تاکہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والا ان پر اثر انداز نہ ہو سکے۔"

"میڈم......! میں ابھی ایسی پولیس فورس تیار کرتا ہوں۔ آپ مجھے آدھے گھنٹے کی مہلت دیں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں بیس منٹ کے بعد آؤں گی پھر اپنے اس دشمن کی نشان دہی کروں گی۔"

کبریا نے انابیلا کو خیال خوانی کے ذریعے تھپک تھپک کر سلایا تھا اور اسے چھ گھنٹے تک سونے کی ہدایت کی تھی۔ اب وہ چھ گھنٹے گزر چکے تھے۔ اس وقت کبریا بہت تھکا ہوا تھا۔ آرام سے سو رہا تھا۔ الپا نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر انابیلا کے اندر پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔

اس نے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر حیرانی سے سوچا "اس کے دماغ کے دروازے ہمارے لیے کھلے ہوئے تھے۔ یہ مجبور اور بے بس ہو گئی تھی۔ ہماری سوچ کی لہروں کو اپنے اندر آنے سے نہیں روک سکتی تھی لیکن چھ گھنٹوں کے اندر اچانک یہ کیسا انقلاب آ گیا ہے۔ اس کا دماغ مقفل کیسے ہو گیا ہے؟"

انابیلا کار ڈرائیو کرتی ہوئی یروشلم کی طرف جا رہی تھی۔ اس نے راستے کے کنارے گاڑی روک دی۔ یہ سمجھ رہی تھی کہ جو ابھی اس کے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔ وہ پھر اس کے اندر آئے گا۔ وہ انتظار کرنے لگی۔ ادھر الپا نے سوچا "مجھے پھر ایک بار کوشش کرنی چاہیے۔"

وہ پھر اس کے اندر پہنچی تو انابیلا نے کہا "سونیا کے چمچو! کیا تم انابیلا کو موم کی مورت سمجھتے ہو، جسے ایک تیلی سے جلا کر پگھلا دو گے۔ اب تو تمہارا باپ بھی میرے اندر نہیں آ سکے گا۔"

وہ سانس روک کر کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھ گئی۔ الپا وہاں سے ناکام ہو کر کبریا کے پاس پہنچی۔ وہ سو رہا تھا۔ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ بولی "میں ہوں تمہاری سسٹر...... تم یہاں سو رہے ہو اور وہاں بازی پلٹ گئی ہے۔"

اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے پوچھا "آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ کون سی بازی پلٹ گئی ہے؟"

"ذرا انابیلا کے دماغ میں پہنچ کر دیکھو۔"

کبریا نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ اس کے اندر پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ خیال خوانی کی لہریں واپس آگئیں۔ وہ حیرانی سے بولا "مسٹر! یہ کیا ہوگیا؟ اس کا دماغ مقفل کیسے ہوگیا؟"

"یہی بات تو سمجھ میں نہیں آرہی ہے۔ اس کے دماغ میں ہمارے سوا کوئی دوسرا نہیں جاسکتا تھا پھر کون اس کے اندر گیا تھا۔ کس نے اس پر تنویمی عمل کرکے اس کے دماغ کو لاک کیا ہے؟"

کبریا تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر بولا "وہ مجھے بھی اپنے دماغ میں آنے سے روک رہی ہے۔ کیا اسے مجھ پر شبہ ہوگیا ہے؟"

"یہ ایک اہم سوال ہے۔ اس کا جواب ہمیں معلوم ہونا چاہیے۔ اگر اسے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ تم کبریا ہو تو پھر وہ تم پر بھروسا نہیں کرے گی اور نہ ہی آئندہ تم اسے اپنے زیراثر رکھ سکو گے۔"

"اسے میرے بارے میں کیسے معلوم ہوسکتا ہے؟ سب سے پہلے تو ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس پر کس نے تنویمی عمل کرکے ہم سے نجات دلائی ہے؟ اگر وہ نجات دلانے والا یہ جانتا ہے کہ میں اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا کر اب تک اسے بے وقوف بناتا آرہا تھا تو پھر یقیناً اسے میرے بارے میں بہت کچھ معلوم ہوچکا ہوگا۔"

"اگر اسے یہ معلوم ہوچکا ہے کہ تم باڈی گارڈ بن کر اس سے دشمنی کرتے آئے ہو تو وہ تمہارے خلاف انتقامی کارروائی کرے گی۔ تم فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔"

وہ فوراً ہی آئینے کے سامنے آیا پھر ریڈی میڈ میک اپ کے ذریعے چہرے پر تبدیلی کرتے ہوئے بولا "مجھے چہرہ اور لباس اس طرح تبدیل کرنا چاہیے کہ انابیلا کے لیے کوئی پرانی شناخت نہ رہے۔ ورنہ وہ اسی شناخت کے ذریعے اپنے آلہ کاروں کو میرے پیچھے لگائے گی۔"

ادھر نومی نے انابیلا سے کہا "کبریا کو ہاتھ سے پھسلنا نہیں چاہیے۔ چھ گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ انہیں یہ معلوم ہوچکا ہوگا کہ تم نے ان کی گرفت سے رہائی حاصل کرلی ہے اور کسی وقت بھی کبریا کے لیے مصیبت بن سکتی ہو۔"

انابیلا نے غصے سے کہا "اگر وہ کبریا بن کر اب تک مجھے دھوکا دیتا رہا ہے۔ میرے تمام منصوبوں کو خاک میں ملاتا رہا ہے تو میں اسے یہاں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"تم جس طرح چاہو گی اسے عذاب میں مبتلا کرسکو گی۔ فی الحال غصہ تھوک دو۔ اس سے دوستی کرو۔ اس کے پاس جاؤ اور انجان بن کر بولو کہ ایک عامل نے تمہارے دماغ کو لاک کردیا ہے۔ تم اسے بھی دشمنوں سے نجات دلانا چاہتی ہو۔ اس کے دماغ کو بھی لاک کرنا چاہتی ہو۔"

"یہ اچھی پلاننگ ہے۔ اس طرح وہ مجھ پر اعتماد کرے گا اور یہی سمجھے گا کہ میں اب تک بے وقوف بن رہی ہوں۔ وہ مجھ پر اعتماد کرے گا تو میں اس کے دماغ میں جاتی آتی رہوں گی پھر وہ جہاں بھی چھپنے جائے گا مجھے اس کے خفیہ اڈوں کا علم ہوتا رہے گا۔"

وہ نومی کی مرضی کے مطابق خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے کبریا کے پاس پہنچی پھر بولی "سانس نہ روکنا۔ میں تمہاری مالکہ انابیلا ہوں۔"

وہ ایک دم سے خوشی اور بے چینی ظاہر کرتے ہوئے بولا "تم کہاں ہو؟ میں تمہارے لیے پریشان ہوں۔ جب نیند سے جاگ کر تمہارے کمرے میں جاکر دیکھا تو تم وہاں نہیں تھیں۔ تمہارا موبائل فون میرے پاس ہے میں تم سے رابطہ بھی نہیں کرسکتا تھا۔"

"کوئی بات نہیں۔ اب میں تم سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرسکتی ہوں۔ میں نے سونیا جیسی بدترین دشمن سے نجات حاصل کرلی ہے۔ اب اس کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا میرے دماغ میں نہیں آسکے گا۔"

وہ حیرانی سے بولا "یہ تو تم نے کمال کردیا۔ بھئی یہ اچانک کیسے ہوگیا۔ تم نے کیسے نجات حاصل کرلی؟"

وہ بولی "میرے خواب میں فادر بلیک آئے تھے۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "فادر بلیک......؟"

"ہاں...... ہم کالا جادو کرتے وقت جس شیطان کی پوجا کرتے ہیں اسے فادر بلیک کہتے ہیں۔"

"کیا فادر بلیک نے تمہارے دماغ کو لاک کیا ہے؟"

"نہیں فادر خود کبھی ہم پر عمل نہیں کرتے۔ بلکہ ہمیں عمل کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ انہوں نے خواب میں آکر بتایا کہ میرے پاس صرف چھ گھنٹے ہیں۔ میں چھ گھنٹے کے اندر منتر پڑھ کر دشمنوں سے نجات بھی حاصل کرسکتی ہوں اور اپنے دماغ کو لاک بھی کرسکتی ہوں۔"

"کیا تم خواب میں منتر پڑھنے لگی تھیں؟"

"نہیں...... میں گہری نیند میں تھی۔ بیدار نہیں ہونا چاہتی تھی لیکن فادر نے مجھے اٹھا کر بٹھا دیا۔ میں اپنے بارے میں تفصیل سے بتاتی رہوں گی۔ فی الحال تم فوراً اس بنگلے سے نکلو۔"

وہ بیگ لے کر وہاں سے نکلتے ہوئے بولا "میں تو نکل رہا ہوں۔ یہ بتاؤ اب ہماری ملاقات کہاں ہوگی؟"

"مجھ سے ملنے کی جلدی نہ کرو۔ پہلے میں تم پر تنویمی عمل کروں گی۔ تمہارے دماغ کو لاک کروں گی جب یقین ہوجائے گا کہ کوئی دشمن تمہارے اندر نہیں آسکے گا تب میں تمہارے پاس آؤں گی یا تمہیں اپنے پاس بلالوں گی۔"

وہ بنگلے سے باہر آکر ایک فٹ پاتھ پر چلتے ہوئے بولا "کیا مجھے یہاں سے کہیں دور جانا ہے؟"

"ہاں میں چاہتی ہوں، تل ابیب چھوڑ دو اور حیفہ کی طرف جاؤ۔ شہر سے باہر کوئی چھوٹا سا مکان کرائے پر حاصل کرو۔ میں تمہارے دماغ میں آتی جاتی رہوں گی اور یقین کرتی رہوں گی کہ یہاں کوئی موجود ہے یا نہیں؟"

کبریا نے محسوس کیا کہ وہ جاچکی ہے۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے الپا سے کہا "اب میرے دماغ میں نہ آنا۔ اس کے بارے میں فی الحال اتنا ہی بتا سکتا ہوں کہ وہ بلیک میجک کے ذریعے اپنے دماغ کو لاک کرچکی ہے اور اب میرے دماغ کو لاک کرنا چاہتی ہے۔ میں حیفہ کی طرف جارہا ہوں۔ جب بھی وہ میرے دماغ میں نہیں رہے گی۔ میں تمہارے پاس آکر اپنے حالات سے بتاتا رہوں گا فی الحال خداحافظ......!"

وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگا۔ انابیلا جب تک اس سے باتیں کرتی رہی نومی اسرائیلی اکابرین سے باتیں کرتی رہی۔ اس نے کہا "جو یوگا جاننے والی پولیس فورس دشمن کو گرفتار کرنے کے لیے ترتیب دی گئی ہے اس فورس کے افسران کی آواز مجھے سنائی جائے۔"

انہوں نے تین افسران سے فون کے ذریعے گفتگو کی۔ نومی نے ان کی آوازیں سننے کے بعد ان کے پاس پہنچ کر ایک ایک کو مخاطب کیا اور کہا "میں انابیلا ہوں۔ تم تینوں کے دماغوں میں باری باری آتی رہوں گی اور ہدایات دیتی رہوں گی کہ کس وقت کیا کرنا ہے؟"

تینوں افسران نے الرٹ ہوکر سیلوٹ کرتے ہوئے کہا "یس میڈم! ہم آپ کے احکامات کے منتظر رہیں گے۔"

وہ بولی "فی الحال یہ وردیاں اتار دو۔ سادہ لباس پہنو اور حیفہ کی طرف جاؤ۔"

وہ اس کے حکم کی تعمیل کرنے لگے۔ وہ انابیلا کے اندر آکر اس کے خیالات پڑھنے لگی پھر خوش ہوکر بولی "تم نے کبریا کو اچھی طرح ٹریپ کیا ہے۔ اسے یقین دلایا ہے کہ تم اب تک اس پر اندھا اعتماد کررہی ہو۔"

"وہ حیفہ شہر کے باہر کوئی چھوٹا سا مکان حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ وہاں میرا انتظار کرے گا۔ اس کام میں دو تین گھنٹے لگ جائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ اچانک بازی پلٹ جائے اور اسے مجھ پر شبہ ہونے لگے۔"

"تم اس کے پاس جاتی آتی رہو اور اس بے چینی کا اظہار کرتی رہو کہ اسے دشمنوں سے نجات دلانے کے لیے اس کے دماغ کو لاک کرنا چاہتی ہو اور جلد از جلد وہاں جاکر اس کے گلے لگنا چاہتی ہو۔ اسے اپنی بدن کی سوغات پیش کرنے کا لالچ دیتی رہو گی تو وہ الو بنتا رہے گا۔"

"میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کیا اسے فوراً گھیر کر گرفتار نہیں کیا جاسکتا؟"

"وہ گرفتار کرنا آسان ہے لیکن ہم ایک طویل عرصے سے دیکھتے آرہے ہیں کہ وہ کبھی گرفت میں نہیں آتے۔ اگر آتے ہیں تو اپنے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے ایسے ہنگامے برپا کرتے ہیں کہ اس ملک کے حکمران دہشت زدہ ہوجاتے ہیں۔ اپنے ملک میں امن وامان قائم رکھنے کی خاطر ان سے صلح کرلیتے ہیں۔ انہیں رہا کردیتے ہیں اور میں ایسا نہیں چاہوں گی۔"

"کیا سونیا اور فرہاد کے دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے مدد لوگی؟"

"پہلے میں نے یہی سوچا تھا۔ ان کا ایک زبردست دشمن ہے، سوامی دردان وشوانا تھ اس کے زیراثر ناکوف ہے وہ بھی ٹیلی پیتھی جانتی ہے لیکن ان سب کی مدد لینے کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ہمارے ہمراز بن جائیں گے اور یہ چاہیں گے کہ ہمارے ساتھ مل کر اسرائیل پر حکومت کریں۔ جبکہ تمہیں الپا کی طرح تنہا یہاں حکومت کرنا چاہیے۔"

وہ خوش ہوکر بولی "میں تمہاری شکرگزار ہوں۔ اگر تمہارا رویہ اسی طرح دوستانہ رہے گا تو میں ساری زندگی تمہاری تابعدار بن کر یہاں حکومت کرتی رہوں گی۔"

الپا میرے پاس آگئی تھی۔ مجھے کبریا کے موجودہ حالات بتارہی تھی۔ میں نے کہا "انابیلا اب تک اگر اس پر اندھا اعتماد کررہی ہے۔ تو یہ اچھی بات ہے۔ ہم پھر کسی طرح اسے ٹریپ کرلیں گے لیکن ہمیں دوسرے پہلو پر بھی توجہ دینی چاہیے۔ کوئی ایسی بات ہمارے خلاف ہوسکتی ہے جس کی ابھی ہم توقع نہیں کررہے ہیں۔ لہٰذا ہمیں پہلے سے احتیاطی تدابیر کرلینی چاہئیں۔"

الپا نے کہا "میں برسوں وہاں حکومت کرتی رہی ہوں۔ وہاں کے اکابرین کی ایک ایک کمزوری سے واقف ہوں۔ مجھے بتائیں کیا کرنا چاہیے؟"

میں نے اعلیٰ بی بی کو اپنے پاس بلایا پھر اس سے اور الپا سے کہا "خدانخواستہ کبریا پر کوئی مصیبت آئے گی تو تم دونوں اسرائیلی اکابرین کے دماغوں پر مسلط ہو جاؤ گی۔"

پھر میں نے بابا صاحب کے ادارے کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اپنے پاس بلایا اور کہا "الپا......! تم وہاں کی اہم تنصیبات کے متعلق بہت کچھ جانتی ہو۔ ان شعبوں کے اعلیٰ عہدے داروں کے دماغوں میں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو پہنچا دو۔ ضرورت پڑے گی تو انہیں آلہ کار بنا کر اہم تنصیبات کو تباہ کرنے کی دھمکیاں دی جائیں گی۔"

الپا نے کہا "یہ تدبیر اچھی ہے۔ وہ صرف کبریا کو نقصان پہنچا کر اپنے پورے ملک کو نقصان پہنچانے کی حماقت نہیں کریں گے۔ ہمارے سامنے گھٹنے ٹیک دیں گے۔"

کبریا حیفہ شہر کے باہر ایک چھوٹا سا مکان کرائے پر حاصل کر چکا تھا۔ وہاں انا بیلا کا انتظار کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ اس کے پاس آ کر بولی "میں تمہیں ایک کمرے میں دیکھ رہی ہوں۔ کیا تم نے کوئی مکان حاصل کر لیا ہے؟"

"ہاں' یہ دو کمروں کا ایک چھوٹا سا مکان ہے۔ پلیز تم فوراً یہاں چلی آؤ پھر میرے دماغ کو لاک کرو اور اطمینان کر لو کہ کوئی دشمن مجھ تک نہیں پہنچ سکے گا پھر مجھے اپنے پاس بلا لو۔ میں تم سے ملنے کے لیے بہت بے چین ہو رہا ہوں۔"

وہ بولی "مجھ سے ملنے کی ایسی بے چینی کیا ہے؟ تم تو مجھے سر سے پاؤں تک حاصل کر چکے ہو۔ ہماری ملاقات استنبول میں ہوئی تھی نا؟"

"ہاں وہیں تم نے مجھے اپنا باڈی گارڈ بنایا تھا۔ مجھ پر مہربان ہو گئی تھیں اور اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا تھا۔"

"نہیں۔ تم غلط کہہ رہے ہو۔ استنبول سے پہلے بھی تم مجھے دن رات سر سے پاؤں تک حاصل کرتے رہے ہو۔"

کبریا نے چونک کر پوچھا "یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

"جھوٹے! دغا باز! تم کیا سمجھتے تھے۔ کیا مجھے ہمیشہ دھوکا دیتے رہو گے اور میں دھوکا کھاتی رہوں گی؟"

وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا پھر بولا "اچھا...... تو تم میری حقیقت معلوم کر چکی ہو۔ بائی دا وے مجھے اتنی دور یہاں اس مکان میں بلانے کا مقصد کیا ہے؟"

"میں چاہتی تھی۔ یہ مکان حاصل کرنے تک تمہیں جتنا وقت لگے گا۔ اتنے وقت میں میں اپنے دوسرے حفاظتی انتظامات کر لوں گی۔ سو میں نے کر لیا ہے۔"

ایسے ہی وقت دروازے پر دستک سنائی دی۔ کبریا اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے کے قریب آیا پھر بولا "کون ہے؟"

باہر سے آواز آئی "پولیس......"

یہ سنتے ہی اس نے خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ بولنے والے کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو اس نے سانس لی۔ اس کی سوچ کی لہریں واپس آ گئیں۔ انا بیلا نے ہوئے کہا "میں اناڑی نہیں ہوں۔ ایسی پولیس فورس کا کیا ہے۔ جس میں سب ہی یوگا کے ماہر ہیں۔ تم تو کیا باپ بھی کسی کے دماغ میں نہیں پہنچ سکے گا۔"

"اچھا تو تم مجھے گرفتار کروانا چاہتی ہو؟"

"ہاں اسے بچوں کا کھیل نہ سمجھنا۔ اس مکان کو طرف سے گھیر لیا گیا ہے۔ تم میری مرضی کے خلاف گے تو گولیاں چلیں گی اور تم گولیاں چلانے والوں کے دما تمہارا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا مسلط نہیں ہو سکے گا۔ سے باہر نکلتے ہی موت تمہارا مقدر بن جائے گی۔ لہٰ تک جینا چاہتے ہو' تب تک یہیں اسی مکان میں قید رہو۔"

پھر وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولی "تمہاری ماں نے ا کے ہوٹل میں میرے ساتھ یہی سلوک کیا تھا۔ مجھے کہا میں زندہ رہنا چاہتی ہوں تو اسی ہوٹل کے اندر رہو نکلوں گی تو موت میرا مقدر بن جائے گی۔ آج یہی تم ساتھ ہو رہا ہے۔"

اعلیٰ بی بی اور الپا ان لمحات میں اسرائیلی اکابر پاس پہنچی ہوئی تھیں۔ الپا نے کہا "میں یہاں برسوں کرتی رہی ہوں اور یہ کبھی نہیں چاہوں گی کہ میری دوسری لینے کے لیے آ جائے۔"

ایک حاکم نے کہا "تم مسلمانوں کی ہو چکی ہو بھول چکی ہو۔ اب تم سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے یہاں ہمارے پاس رہے گی اور ہمارے ملک کی فلا کے لیے اور ہمارے سیاسی استحکام کے لیے کام کر گی۔"

"وہ کیا خاک کام کرے گی۔ یہاں آنے موت کو دعوت دے رہی ہے اور تم سب کے لیے کر رہی ہے۔ جانتے ہو وہ نوجوان کون ہے جسے باہر ایک مکان میں گھیرا گیا ہے اور اسے گرفتار کر کوششیں کی جا رہی ہیں؟"

"یہ ہم نہیں جانتے' وہ انا بیلا کا دشمن ہے۔ اس بھی دشمن ہے۔"

"تمہیں جاننا چاہیے کہ وہ فرہاد علی تیمور کا بیٹا کبریا
سب نے یہ بات حیرانی سے سنی اور

میں سر ہلانے لگے۔ اعلیٰ بی بی نے کہا ”ہاں...... وہ میرا بھائی کبریا ہے۔ تم سب کے گلے میں ہڈی کی طرح اٹک جائے گا۔ نہ اسے نگل سکو گے نہ اسے اگل سکو گے۔“

انا ہیلا نے وہاں آ کر کہا ”میں تم لوگوں کی دھمکیوں میں نہیں آؤں گی۔ وہ بہت ہی ذلیل ہے وہ دھوکا دے کر مجھ سے اور میرے جذبات سے کھیلتا رہا ہے۔ میں اسے قیدی بنا کر تڑپا تڑپا کر ماروں گی۔“ اعلیٰ بی بی نے کہا ”ذلیل تو تو ہے۔ تو میرے بھائی کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر خوش ہوتی رہی۔ اب تیرے ماتم کرنے کا وقت آ رہا ہے۔“

ایک حاکم نے کہا ”انا ہیلا یہ کیا ہو رہا ہے۔ تم خواہ مخواہ فرہاد وغیرہ سے کیوں ٹکر لے رہی ہو؟“

”میں نے یہاں آنے سے پہلے ولاڈی میر کو شکست دی۔ ارنا کوف اور اس کے بیٹے آوازون کو شکست دی۔ یہاں سے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اور کالا جادو جاننے والوں کے قدم اکھاڑ دیئے۔ اب جو سب سے بڑا ٹیلی پیتھی کا پہاڑ ہے۔ میں اسے یہاں سے اکھاڑنے آئی ہوں۔ تم سب خاموشی سے تماشا دیکھو یہاں سے فرہاد علی تیمور اور اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ایسے بھاگیں گے کہ پلٹ کر بھی واپس نہیں آئیں گے۔“

اسرائیلی آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا ”تم نہیں جانتیں کہ وہ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے لیے کیسی مصیبت بن جائیں گے۔ تم تنہا ہو۔ خیال خوانی کے ذریعے ہماری حفاظت نہیں کر سکو گی۔ وہ کئی ہیں۔ ہم سب کے دماغوں پر مسلط ہو کر ہماری زندگی عذاب بنا دیں گے۔“

الپا نے کہا ”صرف اتنا ہی نہیں یہاں تمہاری اتنی اہم تنصیبات ہیں۔ ہم ان سب کو ایک دھماکے سے اڑا دیں گے۔“

یہ سنتے ہی تمام اکابرین لرز گئے۔ انہوں نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا ”نہیں الپا......! تم مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایسا نہیں کرو گی۔ ہم فرہاد علی کے بیٹے کبریا کو رہا کر دیں گے۔“

انا ہیلا نے چیخ کر کہا ”ہرگز نہیں۔ میں تم سب سے کہتی ہوں۔ اگر اسے رہا کیا گیا تو میں تم سب کی شامت لے آؤں گی۔ یہاں اس ملک میں ایسی تباہی پھیلاؤں گی کہ فرہاد علی تیمور اور اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی تمہاری حمایت میں مجھے نہیں روک سکیں گے۔“

ایک اعلیٰ عہدے دار نے کہا ”یہ تو ہم دونوں طرف سے مصیبت میں پھنس گئے ہیں کس کی بات مانیں، اور کس کی نہ مانیں؟“

انا ہیلا نے کہا ”تھوڑی دیر کے لیے میری بات مان لو اور یہ دیکھو کہ میں فرہاد کے مقابلے میں کتنی شہ زور ہوں اور کس طرح اسے شکست دیتی ہوں۔ تھوڑی دیر کے لیے تماشا دیکھو۔ اگر فرہاد علی تیمور نے شکست تسلیم نہ کی تو میں ہمیشہ کے لیے یہاں سے چلی جاؤں گی۔“

میں نے وہاں ایک حاکم کی زبان سے کہا ”میں یہاں موجود ہوں اور یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ کل کی بچی انا ہیلا مجھے کس طرح شکست دینا چاہتی ہے؟“

جواب میں انا ہیلا کا قہقہہ سنائی دیا پھر اس نے کہا ”فرہاد علی تیمور! تمہاری ایک نہیں، کئی کمزوریاں میرے ہاتھوں میں ہیں۔ میں ابھی تمہیں بتاؤں گی۔ اگر تم شکست تسلیم نہیں کرو گے تو صرف اپنے ایک بیٹے سے نہیں، اپنی کئی اولاد سے محروم ہو جاؤ گے۔“

اس کے اس چیلنج نے مجھے چونکا دیا۔ وہ بڑے اعتماد سے بول رہی تھی ”یہ تو تم لوگوں کا پرانا ہتھکنڈا ہے کہ کسی بھی ملک کے حکمرانوں کو بلیک میل کرتے ہو۔ وہاں تباہیاں پھیلاتے ہو۔ وہاں کے حکمرانوں کی زندگی عذاب میں مبتلا کر دیتے ہو لیکن یہاں ایسا کچھ نہیں کر سکو گے۔“

”میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم میری کن کمزوریوں سے کھیلنے والی ہو؟“

اسے کامیابی کا پورا یقین تھا۔ وہ قہقہے لگانے لگی پھر بولی ”فرہاد علی تیمور! تم یہاں تنصیبات کو تباہ کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہو۔ میں جواباً تمہارے ایک ایک بچے کو موت کے گھاٹ اتار سکتی ہوں۔ میں جانتی ہوں اس وقت اعلیٰ بی بی لکھنو میں مرلی دھر نامی ایک شخص کے بنگلے میں چھپی ہوئی ہے۔ اس سے بولو کہ وہ اس بنگلے سے باہر نکل کر دکھائے۔ تمام دروازے باہر سے بند کر دیے گئے ہیں۔ وہاں ہر جگہ موت کھڑی ہوئی ہے۔“

میں الپا، اعلیٰ بی بی سب ہی پریشان ہو کر اس کی باتیں سن رہے تھے۔ وہ کہہ رہی تھی۔ صرف ایک بیٹا کبریا، صرف ایک بیٹی اعلیٰ بی بی ہی نہیں، تمہارا دوسرا بیٹا پارس بھی میرا ٹارگٹ بنا ہوا ہے۔ اس وقت وہ مائی اشوانی نامی ایک بوڑھی بیوہ کے گھر میں پے انگ گیسٹ کی حیثیت سے موجود ہے۔ اس سے بھی کہہ دو کہ وہ اس مکان سے باہر نہ نکلے۔ سونیا نے مجھے استنبول کے ایک ہوٹل میں قید کیا تھا۔ دھمکی دی تھی کہ ہوٹل سے باہر نکلوں گی تو موت میرا مقدر بن جائے گی اور اب میں دھمکی دے رہی ہوں۔ تمہاری جو اولاد بھی بند مکان سے نکلے گی، وہ موت کے منہ میں جائے گی۔“

وہ اعلیٰ بی بی اور پارس کا صحیح پتا ٹھکانا بتا رہی تھی اور یہ سمجھ میں آ رہا تھا کہ کبریا کی طرح اس نے ان کے اطراف بھی موت کا پہرا لگا دیا ہوگا۔

وہ ہنستے ہوئے بولی ”صرف اتنا ہی نہیں فرہاد علی تیمور! تمہاری پوتی انوشے بھی میرے نشانے پر ہے۔ اس وقت وہ... جو ہو کے بنگلے میں ہے فوراً جاؤ اور اسے سمجھاؤ کہ دروازے سے باہر تو دور کی بات ہے، کھڑکی سے بھی نہ جھانکے۔ ورنہ کوئی اندھی گولی آئے گی اور اس کی زندگی کو چاٹ جائے گی۔“

وہ کامیابی کی مستی میں بولتی جا رہی تھی اور قہقہے لگاتی جا رہی تھی ”فرہاد علی تیمور! تم نے آج تک بڑے بڑے ملکوں کو، بڑے بڑے شہ زوروں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں سب ہی پر تمہاری دہشت طاری ہے کہ فرہاد علی تیمور پہاڑ ہے۔ فرہاد علی تیمور زلزلہ ہے، فرہاد علی تیمور ایسا ہے اور ویسا ہے......

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو ایک قطرہ خوں نہ نکلا

وہ انا ہیلا تو نہیں تھی۔ پتا نہیں کیسی بلا تھی؟ واقعی ہمارا لہو نچوڑ رہی تھی!

☆☆☆

”آخر یہ نومی کرسٹل کون تھی؟“

وہ کوئی بھی تھی، انسان کی بچی ہی تھی۔ کسی حور پری کی طرح آسمان سے اتر کر نہیں آئی تھی اور نہ ہی زمین پھاڑ کر کسی بلا کی طرح نمودار ہوئی تھی۔ عام انسانوں کی طرح اس نے بھی اپنی ماں کے پیٹ سے جنم لیا تھا۔ عام انسان پیدا ہوتے ہیں زندگی گزارتے ہیں اور مر جاتے ہیں۔ نومی کرسٹل کو بھی مرنا تھا لیکن وہ مرنے سے پہلے کچھ کر گزرنے کے لیے پیدا ہوئی تھی۔

عام انسان معمول کے مطابق زندگی گزارتے ہیں اس لیے معمولی کہلاتے ہیں۔ وہ غیر معمولی تھی پیدائش کے وقت سے ہی اس کی آنکھیں اس کا چہرہ دیکھ کر پتا چلتا تھا کہ بہت ہی سنجیدہ اور بہت ہی ضدی لڑکی ہے۔ جب وہ جاگتی تو پلکیں نہیں جھپکتی تھی کی دن رات جاگتی ہی رہتی تھی اور جب سوتی تو دن رات سوتی ہی رہتی تھی۔ ماں کا دودھ پیتے وقت بھی نیند میں رہتی تھی۔

ایسی ضدی تھی کہ دودھ پینے سے انکار کرتی تو صبح سے شام اور شام سے رات ہو جاتی مگر کھانے کو منہ نہیں لگاتی تھی، رفتہ رفتہ بڑی ہونے لگی تو اس کی ضد اور سنجیدگی اور نمایاں ہونے لگی۔

وہ جس چیز کو حاصل کرنے کی ضد کرتی تو اسے حاصل کر کے ہی رہتی تھی۔ سنجیدگی ایسی طاری رہتی تھی جیسے دنیا جہان کے فلسفوں پر غور کر رہی ہو کسی کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ کیا سوچتی رہتی ہے پھر خلاء میں تکتی رہتی تو کئی گھنٹے گزر جاتے وہاں سے نظریں نہیں ہٹاتی تھی۔ اسے تعلیم و تربیت دینے والے گرودیو نے اس کی اسٹڈی کی، پتا چلا وہ کبھی چراغ کی لو کو کبھی روشن بلب کو اور کبھی چاند کو گھنٹوں تکتی رہتی ہے۔ گویا وہ کسی معلم کے بغیر قدرتی طور پر ٹیلی پیتھی سیکھنے کے مرحلے سے گزرتی جا رہی تھی۔

وہ جکارتہ میں پیدا ہوئی تھی۔ ماں کا تعلق بدھ مت سے تھا اور اس کا باپ جان کرسٹل عیسائی تھا۔ ماں اپنے دھرم کے مطابق اسے مندروں میں لے جاتی تھی اور ایک بہت بڑے گرودیو کے ذریعے اسے تعلیم و تربیت دلاتی رہی۔ ادھر باپ اسے کلیساؤں میں لے جاتا رہا اور جدید دور کے تقاضوں کے مطابق اسے تعلیم دلاتا رہا۔ وہ ماں کے ساتھ دو مہینے جکارتہ میں رہتی تھی۔ باقی دس مہینے باپ کے ساتھ پیرس میں رہا کرتی تھی۔

اس نے سولہ برس کی عمر میں اپنے گرودیو سے کہا ”آپ مجھے تعلیم دیتے ہیں۔ میں آپ کی عزت کرتی ہوں لیکن مجھ سے ڈرتے کیوں ہیں؟“

گرودیو نے حیرانی سے پوچھا ”تم کیسے سمجھ رہی ہو کہ میں تم سے خوف زدہ ہوں؟“

وہ بولی ”ابھی آپ سوچ رہے ہیں کہ یہ ایک خطرناک لڑکی ہے۔ دوسروں کے اندر جھانکنے لگی ہے۔ ان کے اندرونی راز معلوم کر لیتی ہے۔ پتا نہیں یہ میرے اندر آ کر کیا کچھ معلوم کرتی ہوگی؟“

گرودیو نے ہاں کے انداز میں سر ہلا کر کہا ”بے شک...... میں ابھی یہی سوچ رہا تھا مجھے بتاؤ تم میرے کون کون سے بھید سے واقف ہو؟“

وہ بولی ”مندر میں دان دکشنا کے لیے لاکھوں روپوں کے چڑھاوے آتے ہیں۔ آپ ان میں سے سونے چاندی اور کچھ روپے چراتے رہتے ہیں۔ آپ نے اچھی خاصی دولت جمع کی ہے۔ آپ کے بیوی بچے یہاں سے دور بالی جزیرہ میں رہتے ہیں وہاں عیش و عشرت کی زندگی گزارتے ہیں۔ یہ کسی کو معلوم نہیں ہے۔“

گرودیو نے پریشان ہو کر پوچھا ”تم یہ باتیں کب سے جانتی ہو؟“

’’میں پچھلے دو برسوں سے جانتی ہوں۔ آپ میرے گرو دیو ہیں اس لیے میں نے آپ کے خلاف کبھی کسی سے کچھ نہیں کہا ہے اور نہ ہی آئندہ کہوں گی۔‘‘

وہ وہاں سے جانے لگی۔ گرو دیو مندر کے ایک استھان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ بہت دور کوری ڈور سے گزر رہی تھی۔ اپنے گرو دیو کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ وہ سہما ہوا تھا اور سوچ رہا تھا۔ اس لڑکی کو راستے سے نہ ہٹایا گیا تو یہ کسی بھی دن میرے لیے مصیبت بن جائے گی۔ یہ بھید کھل جائے گا کہ میرے پاس جتنی دولت اور جائداد ہے وہ سب مندر سے حاصل کی ہوئی ہے۔

نومی نے اس کے خیالات پڑھ کر یہ بھی معلوم کیا تھا کہ گرو دیو نے اس بڑے مندر کے پہلے پجاری کو بڑی رازداری سے ہلاک کیا تھا پھر اس کی جگہ پجاری بن گیا تھا۔

اب وہ سوچ رہا تھا ’’یہ لڑکی میرے اندر کے بھید معلوم کر رہی ہے۔ اس نے اس پجاری کی ہلاکت کے بارے میں بھی معلوم کیا ہوگا لیکن مجھ سے چھپا رہی ہے۔ مجھے اس مکار لڑکی پر بھروسا نہیں کرنا چاہیے۔ اسے بھی ٹھکانے لگا دینا چاہیے۔‘‘

وہ مندر کی ایک ویران راہداری سے گزر رہی تھی۔ ایسے وقت ایک شخص نے آ کر اسے دبوچ لیا۔ وہ گھبرا کر بولی ’’کون ہو تم؟‘‘

وہ مسکرا کر بولا ’’تمہارا طلب گار ہوں تمہیں کئی بار اس مندر میں دیکھا ہے جو حسین لڑکیاں جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہیں۔ میں انہیں اپنی خواب گاہ میں بلا لیتا ہوں۔ موسم کا پہلا پھل میں کھاتا ہوں پھر دوسروں کو کھانے دیتا ہوں۔‘‘

وہ اچانک مسکرا کر بولی ’’میں بھی تمہیں کئی بار مندر میں دیکھ چکی ہوں۔ پتا نہیں کیوں تم مجھے یاد آتے رہتے ہو تنہائی میں تمہارے بارے میں سوچتی رہتی ہوں۔‘‘

اس نے خوش ہو کر اسے چھوڑ دیا پھر پوچھا ’’کیا سچ کہہ رہی ہو؟‘‘

’’میں جھوٹ نہیں بولتی۔ تم سے تنہائی میں ملنا چاہتی ہوں۔‘‘

وہ خوش ہو گیا۔ اپنے شکار کو جبراً حاصل کرنے میں بڑی محنت لگتی تھی اور یہاں تو وہ محنت کے بغیر خود ہی اس کی چھری کے نیچے آ رہی تھی۔ وہ بولا ’’تو پھر میرے ساتھ چلو باہر میری کار کھڑی ہے۔‘‘

وہ کوریڈور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی ’’وہاں گرو دیو اپنے استھان پر بیٹھے ہیں۔ ہم ان سے ملتے ہوئے چلیں گے۔‘‘

وہ راضی ہو گیا۔ اس کے ساتھ جانے لگا۔ وہاں مندر میں پوجا کرنے والے بھی گرو دیو سے ملنے اور اس کا آشیرواد لینے آ رہے تھے۔ نومی نے چلتے چلتے اس شخص کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ وہ ذرا آگے ہو گیا یہ اس سے پیچھے رہ گئی۔ جب وہ گرو دیو کے پاس پہنچا تو اس نے بے اختیار اپنے لباس کے اندر ہاتھ ڈال کر ریوالور نکال لیا پھر نشانہ لیتے ہی گولی چلا دی۔

گولی ٹھیک سینے میں جا کر لگی۔ اسی لمحے نومی کرسٹل نے گرو دیو کے اندر آ کر کہا ’’میں نے تمہارا کچھ نہیں بگاڑا تھا۔ تم میرے گرو دیو تھے۔ میں تمہاری عزت کرتی تھی لیکن تم نے مجھے ہی ختم کرنے کی ٹھان لی۔ اس سے پہلے ہی میں تمہیں نرگ میں پہنچا رہی ہوں۔‘‘

وہ پھر اس شخص کے دماغ میں آ گئی۔ اس نے دوسری گولی چلائی ویسے ایک ہی گولی کافی تھی۔ وہ زیادہ دیر تڑپ بھی نہ سکا ٹھنڈا پڑ گیا۔ اس سے ملنے اور آشیرواد لینے کے لیے جو مرد عورتیں بچے بوڑھے آ رہے تھے۔ وہ سب دہشت زدہ ہو کر چیختے ہوئے اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ گولی چلانے والا عاشق بوکھلا گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس نے کسی دشمنی کے بغیر گرو دیو کو کیوں ہلاک کیا ہے؟

اب یہ سوچنے کا وقت گزر چکا تھا۔ اسے اپنی جان کی خیر منانی تھی۔ قانون کی گرفت سے بچنا تھا اس لیے وہاں سے بھاگتا چلا گیا۔ نومی اس عاشق کو بھاگتے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ اس نے اپنی زندگی میں یہ پہلی واردات کی تھی۔ ایک تیر سے دو شکار کیے تھے۔ جان لینے والے دشمن گرو دیو کو اور عزت لوٹنے والے عاشق کو بیک وقت میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔

اس کا باپ جان کرسٹل فرانسیسی انٹیلی جنس کے شعبے میں ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ تھا۔ اپنی بیٹی سے کہا کرتا تھا ’’تم بالکل میڈم سونیا جیسی لگتی ہو۔‘‘

اس نے پوچھا ’’یہ میڈم سونیا کون ہیں؟‘‘

’’یہ دنیا کی سب سے خطرناک، سب سے مکار عورت ہے۔ بابا صاحب کے ادارے میں رہتی ہے فرہاد علی تیمور کی بیوی ہے۔ فرہاد اور اس کے فیملی ممبر سب ہی ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔‘‘

وہ بولی ’’پھر تو یہ بہت ہی دلچسپ فیملی ہے۔ آپ نے پہلے ان کے بارے میں کیوں نہیں بتایا؟‘‘

’’میں پچھلے دو برس سے تمہارے چہرے کی ا[illegible] کر رہا ہوں۔ تم جوان ہوتے ہوتے بڑی حد تک تبدیل ہو گئی ہو بالکل میڈم سونیا لگنے لگی ہو۔ میں تمہیں دیکھ دیکھ کر حیرانی سے سوچتا رہتا ہوں کہ میڈم سونیا کی روح تمہارے اندر سرایت نہ کر رہی ہو۔‘‘

وہ ہنستے ہوئے بولی ’’پلیز آپ نے سونیا کو بہت خطرناک اور بہت ہی مکار کہا ہے، اس کے بارے میں کچھ بتائیں۔‘‘

’’میں کیا بتاؤں اس فیملی میں وہی ایک ایسی عورت ہے جو ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے لیکن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ بڑے بڑے خیال خوانی کرنے والے دشمنوں کو بھی کا ناچ نچاتی رہتی ہے۔‘‘

وہ سونیا کے بارے میں بڑی دلچسپی سے سوچ رہی تھی۔ اس نے پوچھا ’’ڈیڈ! کیا آپ مجھے سونیا کی کوئی تصویر دکھا سکتے ہیں؟‘‘

اس نے کچھ سوچ کر ہاں کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا ’’ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں سونیا، فرہاد اور اس کے فیملی ممبرز کے بارے میں تفصیلی معلومات محفوظ ہیں۔ صرف ہمارے ہی نہیں دنیا کے تمام بڑے ممالک کے انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ کے ریکارڈ روم میں اس فیملی کی پوری ہسٹری کے ریکارڈز موجود رہتے ہیں۔ ریکارڈز تحریری ویڈیو اور آڈیو میں ہیں۔‘‘

وہ باپ کے گلے میں باہیں ڈال کر بولی ’’میں سونیا کی ویڈیو فلم دیکھنا چاہتی ہوں۔ پلیز آپ مجھے دکھائیں۔‘‘

’’بیٹی یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ میں میڈم سونیا کی ایک آدھ تصویر کی فوٹو کاپی لا کر دکھا سکتا ہوں لیکن پوری ویڈیو فلم اور آڈیو کیسٹ لانا ناممکن ہے۔‘‘

’’آپ وہاں کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ بھلا آپ کو کون روکے گا؟‘‘

’’وہاں میں تو کیا فرانس کا گورنر بھی جاتا ہے تو اس کی چیکنگ ہوتی ہے۔ میں وہاں سے باقاعدہ اجازت لے کر سونیا کی ایک آدھ تصویریں لا سکوں گا۔ اس سے زیادہ اس ریکارڈ کی کوئی چیز باہر لانے کی اجازت نہیں ملے گی۔‘‘

اس نے دل ہی دل میں سوچا ’’میں ڈیڈی کے ساتھ پیرس جاؤں گی پھر خیال خوانی کے ذریعے ایسا چکر چلاؤں گی کہ سونیا کی آڈیو اور ویڈیو فلمیں میرے پاس آ جائیں گی۔‘‘

اس نے کہا ’’ٹھیک ہے ڈیڈ! میں اس بار آپ کے ساتھ پیرس چلوں گی۔ آپ مجھے سونیا کی تصویریں لا کر دکھائیں گے۔‘‘

میری اس مسلسل داستان میں بہت عرصے پہلے ایک خطرناک تنظیم کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس تنظیم کا نام دی ٹیرر سپلائر تھا۔ اس تنظیم نے دنیا کے تین بڑے حصوں میں اپنی اپنی حکمرانی قائم کی تھی۔

دی ٹیرر سپلائرز کا ایک امریکی سربراہ سینڈی گرے تھا۔ دوسرا سربراہ یورپ میں جیک کلر تھا اور تیسرا سربراہ ایشیاء میں مہا دھالی تھا۔ یہ تینوں گویا ٹیلی پیتھی کے ذریعے حکمرانی کر رہے تھے۔ قانونی گرفت میں نہیں آتے تھے جس ملک میں ہتھیار سپلائی کرتے تھے۔ وہاں کے پولیس اور انٹیلی جنس والوں کو اپنے زیر اثر لے آتے تھے۔

وہ بڑی کامیابی سے کروڑوں ڈالر کماتے رہتے تھے پھر ان کی شامت آ گئی، وہ میرے پوتے عدنان کے پیچھے پڑ گئے۔ وہ یورپ سے شمالی امریکا اور جنوبی امریکا تک اسے زیر کرنے کی کوششیں کرتے رہے۔ ایسی ہی کوششوں میں دی ٹیرر سپلائر کا امریکی سربراہ سینڈی گرے مارا گیا۔ اس کے بعد یورپ کے سربراہ جیک کلر کی شامت آئی۔ وہ بھی جہنم میں پہنچ گیا پھر اس سے پہلے کہ ایشیاء کے سربراہ مہا دھالی کی شامت آتی۔ وہ فوراً ہی کہیں جا کر روپوش ہو گیا اور گمنام زندگی گزارنے لگا۔

ابھی نومی کرسٹل کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس وقت وہ سولہ برس کی تھی یوں سمجھا جائے کہ میں اب سے چار برس پہلے کے واقعات پیش کر رہا ہوں۔ ان چار برسوں میں نومی کرسٹل کیا کرتی رہی اور کس طرح مختلف مراحل سے گزرتی ہوئی آج وہ ڈمی سونیا بنی ہوئی تھی؟ اس کے کچھ تفصیلی واقعات پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

مہا دھابی بنکاک میں رہائش پذیر تھا۔ اس کی بیوی مر چکی تھی جوان بیٹا کاروبار میں شریک رہتا تھا۔ اس نے بیٹے کو ٹیلی پیتھی سکھانے کی کوشش کی تھی لیکن ناکام رہا تھا۔ بہر حال وہ ہتھیار سپلائی کرنے کے سلسلے میں ایک بار جکارتہ آیا تو وہاں اس نے نومی کرسٹل کو دیکھا اور حیران رہ گیا۔

اسے یوں لگا جیسے وہ میڈم سونیا کو جوانی کے آغاز میں دیکھ رہا ہو پہلے تو یہ شبہ ہوا کہ سونیا نے میک اپ کے ذریعے اپنے آپ کو ایک نوخیز حسینہ بنا رکھا ہے اور وہاں کسی اہم معاملے سے نمٹنے آئی ہوئی ہے وہ دور ہی دور سے اسے دیکھتا رہا۔ اپنے آلہ کاروں کے ذریعے اس کے قریب پہنچتا رہا لیکن پتا چلا کہ وہ سونیا نہیں ہے۔ اس کا نام نومی کرسٹل ہے پھر اس نے خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچنے کی کوشش کی تو اس نے سانس روک لی۔ وہ اس کے قریب آ کر بولا "کیا تم یوگا کی مشقیں کرتی رہتی ہو؟"

وہ اسے گھور کر دیکھتے ہوئے بولی "کیا تم ابھی میرے دماغ میں آنا چاہتے تھے؟"

وہ ہاں کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے مسکرا کر بولا "ہاں میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں تم پر عاشق ہو گیا ہوں۔ تمہیں اپنی دلہن بناؤں گا تم جانتی ہو میں کتنا بڑا آدمی ہوں۔ تم میری وائف بن کر ساری دنیا پر حکومت کرو گی۔"

اس نے زبان سے جواب نہیں دیا۔ اس کے سامنے زمین پر تھوک کر چلی گئی۔ وہ ایسی انسلٹ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ خود کو پورے ایشیاء میں تنہا ٹیلی پیتھی جاننے والا سمجھتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ وہ چند برسوں میں ایشیاء کے تمام ممالک کے حکمرانوں کو اپنے زیر اثر لا کر مڈل ایسٹ سے جاپان تک حکومت کرتا رہے گا۔

اس وقت وہ ایک مصروف بازار میں تھی۔ لوگوں کا ہجوم تھا۔ ایسی جگہ وہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ اس نے اپنے آلہ کاروں کو حکم دیا کہ اس پر نظر رکھیں اور جہاں بھی موقع ملے اسے اٹھا کر اس کے خفیہ اڈے میں پہنچا دیں۔

اس کے حکم کی تعمیل ہونے لگی۔ دو آلہ کار اس کی نگرانی کرتے رہے۔ انہوں نے ایک جگہ موقع پا کر اسے گھیر لیا۔ ایک نے ریوالور دکھا کر حکم دیا "چلو ہماری گاڑی میں بیٹھ جاؤ۔"

اس کی آواز سنتے ہی وہ اس کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور کو گرا دیا پھر دوسرے کے منہ پر گھونسا جڑ دیا۔ وہ اپنا ریوالور زمین پر سے اٹھانے والا تھا۔ اس کے منہ پر ایک ٹھوکر ماری تو وہ دوسری طرف الٹ گیا۔ وہ ان دونوں کو بیک وقت اپنی طرف آنے کا موقع نہیں دے رہی تھی۔ ایک آتا تو اس کو خیال خوانی کے ذریعے پیچھے کر دیتی دوسرے سے مقابلہ کرتی اس کی پٹائی کرنے کے بعد پھر پیچھے جانے والا آگے آتا تو اس کی پٹائی ہو جاتی۔

آخر پولیس کار کا سائرن سنائی دیا تو وہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے' مہا دھابی بھی ایسے وقت اپنے ان آلہ کاروں کے اندر تھا اور نومی کے لڑنے کا انداز دیکھ رہا تھا۔ حیران ہو رہا تھا کہ یہ تو بالکل میڈم سونیا کی طرح ہے۔ اسی کی طرح دکھائی دیتی ہے اور اسی کی طرح لڑتی بھی ہے اسے ہر قیمت پر حاصل کرنا ہو گا۔ تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا کر رکھنا ہو گا۔

وہ دوسرے دن اپنے باپ جان کرسٹل کے ساتھ پیرس جانے والی تھی۔ اس کی ماں کچھ ضروری سامان خریدنے کے لیے بازار گئی ہوئی تھی۔ وہ واپس نہیں آئی جان کرسٹل اس کے لیے پریشان ہو رہا تھا۔ نومی نے بڑی خاموشی سے خیال خوانی کے ذریعے ماں کے دماغ میں جا کر دیکھا تو وہ ایک کمرے میں کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ مہا دھابی اس کے سامنے ٹہل رہا تھا اور کہہ رہا تھا "ٹھیک ہے میری عمر کچھ زیادہ ہے لیکن مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔ تم اگر اپنی بیٹی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو اور مجھے اپنا داماد بنا لو تو فائدے میں رہو گی یہ نہ سمجھنا کہ تمہارا شوہر فرانسیسی انٹیلی جنس میں بہت بڑا عہدے دار ہے تو مجھے کوئی نقصان پہنچا سکے گا۔ دنیا کے کسی بھی ملک کا کوئی بھی حکمران مجھے اپنی قانونی گرفت میں نہیں لے سکتا۔ زنجیریں غلاموں کو پہنائی جاتی ہیں اور میں غلام بننے کے لیے نہیں غلام بنانے کے لیے پیدا ہوا ہوں۔"

وہ بڑی بڑی ڈینگیں مار رہا تھا۔ ویسے اپنے طور پر درست کہہ رہا تھا۔ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے برما' تھائی لینڈ' انڈونیشیا اور دوسرے ایشیائی ملکوں کے پولیس اور انٹیلی جنس والوں کو پریشان کر رکھا تھا۔ اس نے کتنے ہی اہم افسروں اور

عہدے داروں کو اپنا غلام بنا لیا تھا۔ حکومت کرنے والے قانون نافذ کرنے والے اس کے آگے جھکتے تھے۔ اس لیے وہ اپنے طور پر ڈینگیں مارنے کا مستحق تھا۔

نومی اس کی باتیں سن رہی تھی اور سمجھ رہی تھی کہ وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اس کی ماں کو اغواء کر کے کسی جگہ قید کر رکھا ہے۔ اس وقت اسے مجبور کر رہا تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو اس کے حوالے کر دے۔

ایسے وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ مہا دھابی نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا پھر کہا "ہیلو کون ہے؟"

اس نے کہا "بیٹے یہ کوئی ضروری بات کا وقت نہیں ہے میں بہت مصروف ہوں۔ تھوڑی دیر بعد تمہارے پاس آؤں گا۔"

"نہیں باپو! آپ ابھی آئیں نہیں تو میں ناراض ہو جاؤں گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "بھئی میں اپنے بیٹے کو ناراض کیسے کر سکتا ہوں ابھی آ رہا ہوں۔"

وہ فون بند کر کے اپنے بیٹے کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ ہی نومی بھی اس کے اندر آ گئی۔ وہ کہہ رہا تھا "باپو! ایک لڑکی بہت ہی حسین ہے بس میرے دل میں سما گئی ہے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "پتا نہیں کتنی ہی لڑکیاں آج تک تمہارے دل میں سماتی رہیں اور میں انہیں تمہارے پاس پہنچاتا رہا۔ اب یہ نئی فرمائش پھر شروع کر رہے ہو۔"

"میں سچ کہتا ہوں یہ بہت ہی حسین ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا اسے ایک گھنٹے کے اندر میرے پاس ہونا چاہیے۔"

"اب ایسی جلدی بھی نہ کرو۔ جانتے ہو تمہارا باپ تمہاری ہر فرمائش پوری کرتا ہے۔ ذرا صبر کرو دو چار گھنٹے میں وہ تمہارے پاس پہنچ جائے گی۔ مجھے اس کی آواز سناؤ۔"

اس نے فون کے ذریعے اس حسینہ سے رابطہ کیا۔ وہ بولی "ہیلو کون ہے؟"

وہ بولا "میں مہا ساونت بول رہا ہوں۔ تم سے ملنا چاہتا ہوں۔"

وہ ناگواری سے بولی "اپنی صورت آئینے میں دیکھی ہے؟ خواہ مخواہ میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔ میں تمہیں ڈھیل دے رہی ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں کوئی کمزور عورت ہوں۔ میرے غنڈے تمہاری اچھی طرح پٹائی کر کے ہاتھ پاؤں توڑ کر اسپتال پہنچا دیں گے۔ تب تمہیں اپنی حماقت کا پتا چلے گا۔"

مہا دھابی نے کہا "بس بیٹے! فون بند کر دو یہ دو چار گھنٹوں کے اندر تمہارے پاس پہنچا دی جائے گی۔ ابھی مجھے ڈسٹرب نہ کرو۔"

باپ بیٹے کی گفتگو کے دوران میں نومی اس کے بیٹے کے خیالات پڑھتی رہی۔ پتا چلا وہ اس کا ایک ہی لاڈلا بیٹا ہے۔ لاڈ پیار میں بہت بگڑ گیا ہے۔ باپ سے زیادہ عیاش ہے۔ اس نے غنڈوں کی ایک فوج پال رکھی ہے اور پورے شہر میں مجرموں کا سربراہ ڈان بن کر قانون سے کھیلتا رہتا ہے۔

مہا ساونت کے دو خاص ماتحت تھے۔ وہ دونوں بہت ہی بے رحم سفاک قاتل تھے۔ نومی کرسٹل نے مہا ساونت کے ذریعے ان دونوں کی آوازیں سنیں پھر انہیں باری باری ان کے کمرے میں لے گئی' ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلا کر ان پر مختصر سا تنویمی عمل کیا اور انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا لیتا۔ دو گھنٹے کے اندر دونوں سفاک قاتل اس کے غلام بن گئے۔

اب نومی کی سنجیدگی ذہانت اور حاضر دماغی اسے سمجھا رہی تھی کہ کن حالات میں اسے کیا کرنا چاہیے۔ اسے یہ بات اچھی لگ رہی تھی کہ پہلے باپ نے اسے میڈم سونیا کے بارے میں بہت کچھ بتا دیا تھا۔ یہ میڈم سونیا کس قدر خطرناک ہے اور دوسروں پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ مہا دھابی سے ہوا۔ وہ بھی اسے سونیا سمجھ کر متاثر ہوا تھا۔

مہا ساونت کے جو اہم ماتحت نوی کے غلام بن گئے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام ہیکل اور دوسرے کا نام جیکل تھا۔ انہوں نے نوی کی مرضی کے مطابق مہا ساونت کے بیڈ روم میں جا کر اس کی اچھی طرح پٹائی کی۔ ایک نے اسے دونوں ہاتھوں سے دبوچ لیا۔ دوسرے نے اسے ایک انجکشن لگایا تو وہ اعصابی کمزوری میں مبتلا ہونے لگا۔

وہ دونوں اسے سہارا دے کر بیڈ روم سے باہر لائے۔ مہا ساونت کے سیکریٹری نے پوچھا ''انہیں کیا ہوگیا ہے؟''

ہیکل نے کہا ''دیکھتے نہیں' صاحب اچانک بیمار ہوگئے ہیں۔ انہیں اسپتال پہنچانا بہت ضروری ہے تم ابھی ان کے باپو کو اطلاع نہ دو خوامخواہ پریشان ہو جائیں گے۔''

وہ اسے لے کر باہر آئے پھر ایک کار میں بٹھا کر وہاں سے لے جانے لگے۔ ایسے مہا دھابی نے جان کرسٹل کے موبائل پر رابطہ کیا پھر کہا ''تمہاری بیٹی بہت خوب صورت ہے اور سونے پہ سہاگا یہ کہ بالکل سونیا کی ہم شکل ہے۔ میں اس پر ہزار جان سے عاشق ہوگیا ہوں۔''

جان کرسٹل نے غصے سے کہا ''تم کون ہو؟ یہ کیا بکواس کر رہے ہو؟''

''بکواس نہیں کر رہا ہوں' تمہاری وائف میرے پاس امانت کے طور پر ہے اور اس وقت تک محفوظ رہے گی۔ جب تک تم میری بات مانتے رہو گے۔ میری بات بس اتنی سی ہے کہ اپنی بیٹی کو میرے پاس بھیج دو۔ اگر تم نے پولیس والوں سے رابطہ کیا تو تمہاری بیوی تمہیں زندہ نہیں ملے گی۔''

نوی اپنے باپ کے دماغ میں رہ کر مہا دھابی کی باتیں سن رہی تھی۔ اس نے انجان بن کر پوچھا ''ڈیڈی......! کون بول رہا ہے؟ آپ کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہیں؟''

وہ بیٹی کو نظر انداز کرتے ہوئے مہا دھابی سے بولا ''تم نہیں جانتے کہ میں انٹیلی جنس کے شعبے میں ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ ہوں۔ اگر تم نے میری وائف کو فوراً ہی......''

وہ بات کاٹ کر بولا ''میں جانتا ہوں تم کون ہو' لیکن تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں؟ کیا ہوں؟ اور تمہیں خاک میں ملانے کے لیے کیا کر سکتا ہوں؟ ایک گھنٹے بعد تمہارے بنگلے کے سامنے ایک گاڑی آئے گی تم اپنی بیٹی کو گھر سے باہر جانے دو گے۔ وہ اس گاڑی میں بیٹھ کر میرے پاس آئے گی تو اسی گاڑی میں تمہاری بیوی تمہیں واپس مل جائے گی۔''

وہ بولا ''تم بہت ہی بے وقوف مجرم ہو' تم کیا سمجھتے ہو۔ میں بیوی کو بچانے کے لیے اپنی بیٹی کو جہنم میں بھیج دوں گا بیوی اور بیٹی دونوں ہی میرے لیے اہم ہیں۔ میں ابھی سراغ لگاؤں گا کہ تم نے اسے کہاں قیدی بنا کر رکھا ہے اور جب تم گرفت میں آؤ گے تو میں تمہیں ایسی سزائیں دوں گا......''

وہ پھر بات کاٹ کر بولا ''ابے بڈھے! زیادہ بکواس مت کر۔ میں تجھے ایک گھنٹے کی مہلت دے رہا ہوں۔ اگر اس گاڑی میں تیری بیٹی نہ آئی تو تیری بیوی کی لاش تیرے پاس پہنچے گی۔''

فون بند ہوگیا۔ وہ پریشان ہو کر ٹیلی فون کو دیکھنے لگا۔ مہا دھابی فون بند کرنے کے بعد اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا اور ان باپ بیٹی کی باتیں سن رہا تھا۔ بیٹی کہہ رہی تھی ''ڈیڈی...... آپ پریشان نہ ہوں۔ میں ابھی اپنے کمرے میں جاتی ہوں وہاں بیٹھ کر دھیان گیان میں مصروف رہوں گی۔ تپسیا کروں گی تو میری مما ضرور صحیح سلامت واپس آ جائیں گی آپ فکر نہ کریں۔''

مہا دھابی اس کے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔ اس نے سانس روک لی۔ وہ اس کے باپ جان کرسٹل کی زبان سے بولا ''نوی میں تمہارے باپ کی زبان سے بول رہا ہوں۔ تم ساری زندگی تپسیا کرتی رہو دھیان گیان میں مصروف رہو۔ تب بھی تمہاری ماں تمہیں زندہ واپس نہیں ملے گی۔ اس کی سلامتی چاہتی ہو تو میری بات مان لو۔''

''میری تپسیا کبھی رائیگاں نہیں جاتی تم مجھ سے بات نہ کرو۔ تم نے ایک گھنٹے کی مہلت دی ہے۔ لہٰذا ایک گھنٹے تک چپ رہو۔''

وہ وہاں سے چلتی ہوئی اپنے بیڈ روم میں گئی پھر دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔

مہا دھابی نے ایک گھنٹے کی مہلت دی تھی۔ اس سے پہلے ہی فون کا بزر بولنے لگا۔ اس نے اسے آن کر کے کان سے لگایا پھر کہا ''میں مہا دھابی بول رہا ہوں۔''

دوسری طرف سے جیکل نے آواز بدل کر کہا ''تمہارے بیٹے کی شامت آ رہی ہے۔''

فون بند ہوگیا۔ وہ فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر اپنے بیٹے کے دماغ میں پہنچا وہ اعصابی کمزوری میں مبتلا تھا۔ اس وقت ایک اسپیڈ بوٹ میں پڑا ہوا تھا اور وہ اسپیڈ بوٹ سمندر کی لہروں کو چیرتی ہوئی کہیں جا رہی تھی۔ وہ ایک دم سے بدحواس ہوگیا۔ مہا ساونت اس کا ایک ہی جوان بیٹا تھا۔ اسے وہ اپنی دولت و جائداد اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ چاہتا تھا۔ بیٹے کو ایک ذرا سی تکلیف ہوتی تو باپ کی جان نکلنے لگتی تھی۔

اس وقت بھی اس کی یہی حالت تھی۔ وہ تڑپ کر آوازیں دے رہا تھا ''بیٹے! تمہیں کیا ہوا ہے۔ اٹھو مجھ سے باتیں کرو۔''

اس کی کمزور سی سوچ ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہی تھی ''باپو! مجھے بچاؤ وہ...... اس نے مجھے ایک انجکشن لگایا تھا۔''

''کس نے لگایا تھا؟''

''وہ...... ان لوگوں نے میری پٹائی کی ہے مجھے بہت مارا ہے۔''

اس نے غصے سے پوچھا ''کس کی ہمت ہوئی یہ کون لوگ ہیں کس نے تمہیں ہاتھ لگایا تھا مجھے بتاؤ۔''

نوی بھی اس کے دماغ میں موجود تھی۔ اسے ہیکل اور جیکل کا نام بتانے نہیں دے رہی تھی۔ اس نے اتنا ہی کہا ''باپو! وہ...... وہ لوگ اس بوٹ میں موجود ہیں۔''

فون کا بزر پھر سنائی دیا۔ اس نے اس پر نمبر پڑھے پھر فوراً ہی اسے کان سے لگاتے ہوئے کہا ''کون ہو تم لوگ میرے بیٹے پر کیوں ظلم کر رہے ہو۔ کیا دشمنی ہے میرے بیٹے سے؟''

جیکل نے کہا ''ہم حکم کے بندے ہیں۔ میڈم سونیا کے حکم سے ایسا کر رہے ہیں۔''

وہ ایک دم سے چونک کر بولا ''میڈم سونیا......؟ وہ میڈم...... وہ میڈم مجھ سے کیوں دشمنی کر رہی ہیں؟ میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔''

''بات کرنے کے لیے ہم کافی ہیں۔ ابھی تم دیکھو گے تمہارے بیٹے کو رسیوں سے باندھا گیا ہے اور ابھی ہم اسے سمندر میں پھینکیں گے اور رسی کا ایک سرا بوٹ سے باندھیں گے۔ یہ بوٹ کے ساتھ لہروں سے لڑتا ہوا گھسٹتا ہوا اپنی زندگی کے لیے فائٹ کرتا رہے گا اور تڑپ تڑپ کر تمہیں پکارتا رہے گا۔''

وہ تڑپ کر بولا ''نہیں' میرے بیٹے کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرو۔ مجھے بتاؤ اس کی رہائی کی کیا قیمت لو گے؟''

دوسری طرف سے پوچھا گیا ''تم جانتے ہو تم نے جس نوی کو چھیڑا تھا وہ کون ہے؟''

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا ''نہیں میں تو بس اتنا ہی جانتا ہوں کہ وہ انٹیلی جنس کے اعلیٰ افسر کی بیٹی ہے۔''

''وہ میڈم سونیا کی چھوٹی بہن ہے کتے کے بچے! تو نے میڈم کی ماں کو اغوا کیا ہے۔ یرغمال بنایا ہے تو تیرے بیٹے کے ساتھ کیا ہوگا یہ تو اپنی آنکھوں سے دیکھے گا۔''

وہ اپنا کان پکڑ کر نہیں نہیں کہتا ہوا بولنے لگا ''مجھے معاف کر دو۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میں میڈم سونیا کے ساتھ انجانے میں دشمنی کر رہا ہوں۔ میں توبہ کرتا ہوں' کان پکڑتا ہوں میں ابھی اس کی ماں کو رہا کر دوں گا۔''

''ٹھیک ہے...... پھر تمہارا بیٹا بھی زندہ رہے گا۔''

''میں اسے واپس چاہتا ہوں۔''

''کل نوی اپنے ماں باپ کے ساتھ یہاں سے جا رہی ہے۔ اس کی روانگی کے بعد تمہارا بیٹا تمہیں واپس مل جائے گا۔''

''میں کیسے یقین کروں کہ اس بوڑھی خاتون کو رہا کر دوں گا تو میرا بیٹا کل مجھے واپس مل جائے گا۔''

''یقین کرو یا نہ کرو تمہاری مرضی ہے۔ ہماری میڈم زبان کی پکی ہے جو کہہ دیا سو کہہ دیا۔''

''ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے میں یقین کرتا ہوں میرا بیٹا کل مجھے واپس مل جائے گا۔ میں ابھی اس بوڑھی خاتون کو رہا کر رہا ہوں۔''

''صرف رہا نہیں کرنا ہے تم خود اسے گھر کے سامنے چھوڑ کر آؤ گے۔''

''میں ابھی اسے لے کر اس کے گھر جا رہا ہوں۔''

جیکل نے نوی کی مرضی کے مطابق فون بند کر دیا۔ وہ اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آئی تو جان کرسٹل کے فون کا بزر بول رہا تھا۔ اس نے اسے آن کر کے کان سے لگایا۔ ادھر سے مہا دھابی نے کہا ''میں نے تمہیں وائف کو اغواء کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ میں ابھی آدھے گھنٹے کے اندر اسے تمہارے دروازے پر لا رہا ہوں۔''

جان کرسٹل نے کہا ''تمہارا بہت بہت شکریہ۔ اگر تم میری وائف کو صحیح سلامت یہاں پہنچا دو گے تو میں تمہارے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کروں گا۔''

یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ نوی گہری سنجیدگی سے سوچ رہی تھی ''سونیا کے نام میں کتنی دہشت ہے دشمن کانپ جاتے ہیں۔ اس کا نام سنتے ہی گھٹنے ٹیک دیتے ہیں۔ میں بھی سونیا بنوں گی۔''

وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ پیرس آئی تو سونیا کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی کوششوں میں لگ گئی۔ اس کے باپ نے کہا تھا کہ ریکارڈ روم سے آڈیو اور ویڈیو کیسٹس لے کر آنا ناممکن ہے لیکن اس نے ناممکن کو ممکن بنا دیا۔ باپ کے دماغ پر قبضہ جما کر انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ کے ریکارڈ روم میں پہنچی پھر وہاں کے تمام عہدے داروں کو اپنے زیر اثر لاتی رہی۔ اس کا باپ جان کرسٹل اس ریکارڈ روم میں جاتا تو اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس ہوا کرتا تھا۔ واپسی میں اس بریف کیس کو کھول کر اچھی طرح چیک کیا جاتا تھا پھر اسے باہر جانے کی اجازت ملتی تھی۔

وہ اس روز بریف کیس لے کر ریکارڈ روم میں گیا تو بیٹی نے اسے سحر زدہ کر رکھا تھا۔ اس نے ریکارڈ فائل سے سونیا کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹس نکالیں پھر انہیں اپنے بریف کیس میں رکھ کر بند کر دیا۔ وہاں سے واپس جانے لگا واپسی پر دو ایسے عہدے دار ایگزٹ گیٹ پر بیٹھتے تھے جو کسی بھی اعلیٰ عہدے دار کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔ ہر ایک کی سخت چیکنگ ہوتی تھی۔ جب وہ باہر آنے لگا تو اسے بھی روک لیا گیا اس کی بھی چیکنگ ہونے لگی۔

نومی نے پچھلے دو دنوں تک اچھی خاصی محنت کی تھی۔ وہ وہاں کے اہم عہدے داروں کو اپنے زیر اثر لا چکی تھی۔ ایگزٹ گیٹ پر بیٹھنے والوں میں سے ایک کو اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا تھا اور دوسرے کے دماغ پر اس وقت سختی سے قبضہ جما لیا تھا وہ دوسرا اس کے باپ سے بریف کیس لے کر دوسری طرف گیا۔ ایک چھوٹے سے کیبن میں جا کر اسے کھولنا چاہا لیکن کھول نہ سکا۔ تھوڑی دیر تک چپ چاپ کھڑا رہا پھر اس مقفل بریف کیس کو لے کر واپس آ گیا۔ جان کرسٹل کو دیکھتے ہوئے بولا "اب آپ جا سکتے ہیں۔"

جان کرسٹل جب وہ بریف کیس لے کر گھر آیا اور اسے کھول کر دیکھا تو حیران رہ گیا۔ نومی نے ان دونوں کیسٹس کو لیتے ہوئے کہا "ڈیڈ! میں نے کہا تھا کہ آپ میرے لیے سونیا کی آڈیو اور ویڈیو کیسٹس لے کر ضرور آئیں گے اور آپ لے آئے۔ یو آر سو نائس ڈومی......"

جان کرسٹل نے اپنی وائف کو دیکھ کر حیرانی سے کہا۔ "ہماری بیٹی دنیا کی سب سے عجیب لڑکی ہے ہم بچپن سے دیکھتے آ رہے ہیں یہ جس بات کی ضد کرتی ہے اسے پورا کر لیتی ہے۔"

نومی کی ماں نے کہا "آج آپ نے بیٹی کی ضد پوری کرنے کے لیے اتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے۔ وہاں سے یہ چیزیں چرا کر لے آئے ہیں۔"

انہوں نے اپنی بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا "میں اس کی قسم کھاتا ہوں میں نے چوری نہیں کی ہے۔ جب میں ریکارڈ روم سے باہر آ رہا تھا تو میرے بریف کیس کو لے جا کر چیک کیا گیا تھا اس کے باوجود نہ مجھے گرفتار کیا گیا نہ مجھ سے کچھ پوچھا گیا۔"

اس کی وائف نے کہا "اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چیک کرنے والے افسران نے آپ کو یہ ویڈیو اور آڈیو کیسٹس لانے کی اجازت دی ہے؟"

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا "ہرگز نہیں۔ ایسی چیزیں باہر لانے کی اجازت دی ہی نہیں جا سکتی اور نہ ہی میں نے یہ چیزیں حاصل کرنے کے لیے وہاں کوئی تحریری درخواست دی تھی۔ میں یہ شروع سے مانتا آیا ہوں کہ میری بیٹی کے پیچھے کوئی پراسرار قوت چھپی ہوئی ہے جو اس کی ہر ضد پوری کر دیتی ہے۔"

وہ اپنے ماں باپ کے تبصرے سننے کے لیے وہاں نہیں رکی تھی۔ اپنے بیڈ روم میں آ گئی تھی۔ وی سی آر میں کیسٹ لگا کر ٹی وی آن کر کے سامنے بیٹھ گئی۔ اسکرین کے روشن ہوتے ہی سونیا کا ایک بہت بڑا کلوز اپ دکھائی دیا۔ وہ اسے دیکھ کر حیران رہ گئی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھ رہی ہے۔

سونیا کے چہرے کے مختلف زاویے اسکرین پر دکھائی دے رہے تھے۔ فرانسیسی زبان میں تحریر ابھرتی جا رہی تھی اور بیک گراؤنڈ سے کسی کی آواز بھی ابھرتی جاتی تھی۔ وہ انگریزی زبان میں کہتا جا رہا تھا۔

سونیا کی آنکھوں کے کلوز اپ پر کہا جا رہا تھا۔ جب وہ خوش ہوتی ہے تو اس کی آنکھیں ایسی ہوتی ہیں اسکرین پر سونیا کے دیکھنے کا انداز بدل گیا تھا وہ کبھی مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔ کبھی بہت خوش ہو کر دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک پیدا ہو جاتی تھی۔

پھر کہا گیا "جب وہ اپنوں سے ناراض ہوتی ہے تو اس کی ناراضگی میں بڑی مٹھاس ہوتی ہے اور آنکھیں کچھ اس طرح ہوتی ہیں۔"

کلوز اپ پر اس کی آنکھوں کا انداز بدل گیا۔ اب وہ بڑی ہی میٹھی ناراضگی سے دیکھ رہی تھی۔ نگاہیں پل پل میں بدل رہی تھیں۔ ان میں ناراضگی بھی تھی اور پیار بھی تھا۔

پھر کہا گیا "جب یہ جوش اور جذبے میں آتی ہے۔ دشمنوں سے مقابلے پر تن جاتی ہے تو اس کے دیکھنے کے انداز کیا کیا ہوتے ہیں؟"

اسکرین پر اس کے دیکھنے کا انداز بدل گیا تھا۔ اس کی آنکھوں کو دیکھنے سے صاف پتا چل رہا تھا جیسے سامنے کوئی خطرناک دشمن کھڑا ہوا ہو اور وہ اس کے مقابلے پر تن گئی ہو۔ اس کی دونوں آنکھیں دو دھاری خنجر کی طرح چمک رہی تھیں۔ نومی سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی اور بے اختیار اس کے دیکھنے کے انداز کو اپنا رہی تھی۔ اسکرین پر جیسے جیسے سونیا کے تیور بدل رہے تھے ویسے ہی ویسے نومی بھی اپنے تیور بدلنے کی کوشش کر رہی تھی۔

⌘

اُس کے اندر آپ ہی آپ سونیا بننے کی تحریک پیدا ہوتی جا رہی تھی۔ اسکرین پر آنکھوں کے بعد ہونٹوں کا کلوز اپ دکھائی دیا۔ پس منظر سے بتایا جا رہا تھا کہ خوشی اور غم کے وقت سوچنے اور سمجھنے کے موقعے پر اور غصے کے وقت اس کے ہونٹوں کے زاویے کیسے کیسے ہوتے ہیں۔ وہ اکثر سوچنے سے پہلے اپنے ناک کی بلندی پر کلمے کی انگلی سے دو بار دستک دیتی تھی۔ یوں جیسے تدبیر سوچنے کے لیے دماغ کے دروازے پر دستک دے رہی ہو۔

جب اسے وقت سے پہلے کامیابی کا یقین ہوتا تھا تو مسکراتے ہوئے بائیں ہتھیلی کو ایک بار اپنے سر پر پھیرتی تھی۔ یہ ایک طرح کا چیلنج ہوتا تھا کہ میں میدان مار کر رہوں گی۔ سونیا کے یہ تمام انداز اس لیے ریکارڈ کیے گئے تھے کہ اگر وہ کسی میک اپ میں چھپی رہتی۔ تب بھی اس کا جو قدرتی انداز ہے وہ چھپا نہ رہتا۔ بے اختیار اس سے ایسی حرکتیں... سرزد ہو سکتی تھیں۔ دنیا کے تمام ملکوں کے انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ میں سونیا کے ایسے ریکارڈ محفوظ تھے۔ دنیا کے تمام سراغ رساں اس کے ایک ایک انداز کو ذہن نشین کرتے رہتے تھے۔

پھر اسکرین پر قد آور سونیا سر سے پاؤں تک دکھائی دی۔ اس کے چلنے کا ایک ایک انداز دکھایا جا رہا تھا۔ وہ عام حالات میں کیسے چلتی ہے اور خاص حالات میں اس کی چال کیسے بدل جاتی ہے۔ کسی مقابل کے سامنے آتے وقت اس کا انداز کیا ہوتا ہے وہ کس طرح پینترے بدلتی ہے۔ مقابلے کے دوران میں وہ پنجوں کے بل اچھلتی رہتی تھی۔ کبھی کبھی ایڑیاں زمین پر ٹیکتی تھی۔ اکثر ایڑیاں ٹیکنے کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اب وہ حملہ نہیں کرے گی۔ صرف اپنا بچاؤ کرتی رہے گی۔ اس طرح دشمنوں کو حملہ کرنے کا موقع دیتی رہے گی اور انہیں تھکاتی رہے گی۔

نومی بڑی حیرانی اور دلچسپی سے اس کے لڑنے کا انداز دیکھ رہی تھی۔ اکثر لڑائی ایسی بھی تھیں کہ سونیا نے دشمن پر ایک بھی وار نہیں کیا تھا۔ صرف اپنا بچاؤ کرتی رہی تھی۔ انداز ایسا ہوتا کہ دشمن مسلسل حملے کرتے کرتے تھک کر گر پڑتا۔ ایسے ہی وقت سونیا نے اس کی پٹائی کی تھی۔

وہ دلچسپی سے دیکھ رہی تھی اور سمجھ رہی تھی کہ سونیا اکثر فائٹنگ کے دوران میں ہاتھ پاؤں کم استعمال کرتی ہے اور چالبازیاں زیادہ دکھاتی ہے اور وہ چالبازیاں ایسی انوکھی اور موثر ہوتی تھیں کہ دشمن بعد میں سمجھ پاتے تھے کہ ان کے ساتھ کیا ہوتا رہا ہے؟

اسکرین پر فائٹنگ کے انداز بدل رہے تھے۔ کبھی کبھی سونیا اتنی پھرتی سے لڑتی تھی جیسے بجلی تیزی سے کوند رہی ہو لپک رہی ہو۔ دیکھنے والوں کی آنکھیں ایک جگہ ٹھہرتی نہیں تھیں۔ مقابلہ کرنے والا حیران و پریشان رہ جاتا تھا۔ وہ اسے ادھر پکڑنے لپکتا تھا تو وہ ادھر پہنچ جاتی تھی' پلٹتا تھا تو منہ پر لاتیں پڑتی تھیں۔ وہ بوکھلا جاتا تھا۔ حملہ کرنے سے زیادہ اسے بچاؤ کی فکر ہونے لگتی تھی۔ بڑے بڑے شہ زوروں نے اس سے شکست کھانے کے بعد کہا تھا "شی از دی بولٹ فرام دی بلیو، یعنی سونیا آسمان سے لپکنے والی بجلی ہے۔"

نومی اسکرین پر اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے اندر ایسی تحریکیں پیدا ہو رہی تھی جیسے ابھی وہ اٹھے گی اور سونیا بن کر ادھر سے ادھر لپکنے لگے گی۔

پھر اسے اسکرین پر سونیا کے ساتھ فرہاد دکھائی دیا۔ وہ زندگی میں پہلی بار مجھے دیکھ رہی تھی۔ میری اور سونیا کی چھوٹی چھوٹی سی ملاقاتوں کے سین اسکرین پر آ رہے تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ محتاط سراغ رسانوں نے کہیں نہ کہیں سے چھپ کر ہماری وہ ویڈیو فلم تیار کی ہے۔

نومی بڑی توجہ سے دیکھ رہی تھی کہ سونیا مجھ سے محبت کرتے وقت کیسے کیسے انداز اختیار کرتی ہے۔ کیسی کیسی ادائیں دکھاتی ہے؟

تقریباً پندرہ یا سولہ برس پہلے میں کبھی سونیا کے ساتھ کسی ہوٹل میں گیا تھا۔ وہاں میں نے اس کے ساتھ خوش گوار انداز میں خاصا وقت گزارا تھا۔ مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ اس کمرے میں خفیہ ویڈیو کیمرے نصب کیے گئے ہیں۔ اس طرح جاسوسوں نے ہماری ان مصروفیات کی فلم بھی تیار کر لی تھی۔ نومی اس فلم کے ایک ایک منظر کو توجہ سے دیکھ رہی تھی اور سونیا کی دلربائی کے ایک ایک انداز کو ذہن نشین کرنے کی کوششیں کر رہی تھی۔

ایسے وقت میں اس کے حواس پر چھا رہا تھا۔ نومی ابھی سولہ برس کی تھی جوانی کی ابتداء میں پہلی بار اس کے اندر میری خواہش پیدا ہو رہی تھی۔ وہ ویڈیو فلم کے اس حصے کو بار بار ریوائنڈ کر کے دیکھ رہی تھی اور ایسے وقت سونیا کی ایک ایک ادا ایک ایک انداز کو اپنے ذہن میں نقش کر رہی تھی۔

اس نے ریموٹ کنٹرولر کا بٹن دبا کر ٹی وی اور وی سی آر کو بند کر دیا۔ ابھی وہ ویڈیو کیسٹ پوری نہیں ہوئی تھی لیکن وہ آگے دیکھ نہ سکی۔ نئے نئے انجانے جذبے تھے جو اس کے اندر بری طرح ہانپنے لگے تھے اور وہ بیٹھے بیٹھے کانپنے لگی تھی۔ چہرے اور گردن سے پسینہ پھوٹ رہا تھا۔ وہ چشم تصور سے

سونیا کو اور مجھے دیکھ رہی تھی۔ اب اس میں سونیا بننے کی خواہش ضد میں بدل گئی تھی۔

اس نے بعد میں پوری ویڈیو فلم دیکھی اور آڈیو کیسٹ کو سنا۔ اس آڈیو کیسٹ میں سونیا کے بولنے کا اتار چڑھاؤ اور بدلتے ہوئے لب و لہجے کو پیش کیا گیا تھا۔ مختلف حالات میں بدلتے ہوئے مزاج کے مطابق وہ کیسے بولتی ہے۔ اس کے بولنے کے ایک ایک انداز کو ریکارڈ کیا گیا تھا۔

لومی نے اپنے کمرے میں بڑے بڑے قد آدم آئینے لگوائے۔ وہ صبح دوپہر اور شام ہر وقت اس ویڈیو فلم کو ریوائنڈ کر کر کے دیکھتی رہتی تھی اور سونیا کے ایک ایک انداز کی نقل کرتی رہتی تھی۔ اس نے دنیا کے بہترین تجربہ کار اور انعام یافتہ فائٹروں کی خدمات حاصل کیں۔ ہر ایک سے فائٹنگ کے مختلف داؤ پیچ سیکھنے لگی ہر صبح جمناسٹک کی مشقیں کرنے لگی۔ میک اپ اور گیٹ اپ کے سلسلے میں مہارت حاصل کرنے لگی۔

برس دو برس تین برس گزرنے لگے۔ وہ مختلف ویڈیو کیمروں کے سامنے سونیا کی ایک ایک ادا ایک ایک انداز اور ایک ایک حرکت کی نقل کرتی تھی اور پھر وہ سب کچھ اسکرین پر دیکھتی تھی اسے کامیابی کا یقین ہوتا جا رہا تھا۔ سونیا کے لب و لہجے میں بولتی تھی اور ریکارڈنگ مشین پر اپنی آواز سنتی تھی۔ مختلف حالات اور مختلف مزاج کے مطابق اس کی آواز اور لب و لہجہ بدلتا رہتا تھا۔

اب اس نے مجھے اپنی ضد بنالیا تھا یہ طے کرلیا تھا کہ مجھ تک پہنچے گی اور پھر میرے ساتھ رہ کر سونیا کی طرح ٹیلی پیتھی کی دنیا میں حکمرانی کرتی رہے گی۔

وہ جانتی تھی کہ مجھ تک پہنچنا اتنا آسان نہیں ہے۔ سونیا کو راستے سے ہٹانا اور اس کی جگہ لینا بچوں کا کھیل نہیں ہے لیکن وہ ضدی لڑکی ایسا ہی چیلنج قبول کرتی تھی۔ جو بالکل ناممکن ہوتا تھا اور وہ اپنی ضد، ہٹ دھرمی، حوصلے اور ذہانت سے ناممکن کو ممکن بنادیا کرتی تھی۔

اس نے اپنے ٹارگٹ تک پہنچنے اور اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیے وفاداروں اور جانبازوں کی ایک ٹیم بنائی۔ بڑے بڑے تجربہ کار ڈاکٹروں اور انجینئروں بہترین فائٹروں تنویمی عمل جاننے والوں اور غیر معمولی صلاحیتوں کے رکھنے والوں کو رفتہ رفتہ اپنے زیر اثر لانے لگی۔ تنویمی عمل کے ذریعے ان اہم افراد کو اپنا معمول اور تابعدار بنانے لگی۔

وہ اکثر بابا صاحب کے ادارے کے قریب سے گزرتی تھی۔ اس بڑے سے گیٹ کو حسرت سے دیکھتی تھی۔ سونیا بن جانے کے بعد بھی وہ اس دروازے سے اندر داخل نہیں ہوسکتی تھی لیکن کسی نہ کسی طرح وہاں کے اندرونی حالات معلوم کرنا چاہتی تھی۔ میرے اور میری فیملی کے تمام ممبران کے بارے میں تفصیلی معلومات رکھنا چاہتی تھی کہ ہم میں سے کون کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے؟

اس نے پیرس کی اس جھیل کنارے ایک کاٹیج حاصل کیا۔ جہاں ہمارے کئی کاٹیج تھے۔ ان میں ایک میرا اور سونیا کا کاٹیج بھی تھا۔ وہ وہاں رہ کر یہ دیکھتی رہتی تھی کہ سونیا، فرہاد، پارس، پورس، کبریا، اعلیٰ بی بی وغیرہ کب وہاں آتے جاتے ہیں اور وہاں آ کر کیوں رہتے ہیں؟

ایک روز وہ اپنے کاٹیج سے باہر آرہی تھی۔ ہمارے کاٹیج کو دیکھ کر رک گئی۔ وہاں ایک کار آ کر رکی تھی۔ ایک نوجوان کار کا دروازہ کھول کر زخمی حالت میں باہر نکلا پھر لڑکھڑاتا ہوا کاٹیج کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس کاٹیج کے دروازے پر آئی پھر اسے ذرا سا کھول کر اندر جھانکنے لگی۔ وہ نوجوان ایک الماری سے سرجری کا سامان نکال کر سرہانے والی میز پر رکھ رہا تھا۔ صاف پتا چل گیا کہ اسے گولی لگی ہے اور وہ خود اپنے ہاتھ سے گولی نکالنا چاہتا ہے۔

اس نے اسی وقت خیال خوانی کی پرواز کی اور اپنے معمول اور تابعدار ڈاکٹر کو حکم دیا کہ وہ فوراً سرجری کا تمام سامان لے کر جھیل والے کاٹیج کے سامنے چلا آئے، ایک منٹ کی بھی دیر نہ کرے۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر کاٹیج کا دروازہ پوری طرح کھولتی ہوئی اندر آئی۔ اس نوجوان نے چونک کر اسے دیکھا پھر دیوار کا سہارا لے کر تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا "تم کون ہو؟ پلیز یہاں سے جاؤ۔"

وہ بولی "کیسے چلی جاؤں؟ تم زخمی ہو، تمہیں فوری طبی امداد کی ضرورت ہے۔"

پھر وہ اس کے قریب آ کر اس کے ایک بازو کو تھام کر بولی "یہاں میرے ساتھ آؤ، بیڈ پر لیٹ جاؤ میں دیکھ رہی ہوں کہ تم نے سرجری کا سامان یہاں رکھا ہے اور اپنے ہاتھ سے گولی نکالنا چاہتے ہو، یہ خطرے کو دعوت دینے والی بات ہے۔"

وہ بیڈ پر آ کر لیٹتے ہوئے بولا "میں کمزور نہیں ہوں، اس سے بھی پہلے اپنی ایک ٹانگ سے گولی نکال چکا ہوں۔"

اس کے ایک بازو میں گولی لگی تھی۔ وہ اسے نکالنے کے لیے سرجری کے سامان کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا۔ لومی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر کہا "ذرا صبر کرو۔ جب کمزور نہیں ہو، حوصلہ مند ہو تو پھر تھوڑی دیر اور تکلیف برداشت کرو، ابھی ایک ڈاکٹر آ رہا ہے۔"

اس نے پریشان ہو کر پوچھا "کیا تم نے ڈاکٹر کو بلایا ہے؟ کیوں بلایا ہے؟ میرے دشمن کسی کا بھی پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک آسکتے ہیں۔"

"دشمنوں کی پروا نہ کرو، میں ان سے نمٹ لوں گی۔"

وہ اس سے باتیں کرنے کے دوران میں اس کے خیالات پڑھتی رہی۔ بہت اہم انکشاف ہوا تھا اس کے دل کی مراد پوری ہورہی تھی۔ وہ بابا صاحب کے ادارے کے اندرونی حالات معلوم کرنا چاہتی تھی اور وہ نوجوان اب اس کی معلومات کا ذریعہ بننے والا تھا۔

اس کا نام کاشف جمال تھا۔ وہ بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں سے ایک تھا۔ ان دنوں اپنوں اور بیگانوں کے لیے عدنان بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا تھا۔ ولاڈی میر، ارنا کوف اور آوازدن عدنان کو حاصل کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ اس روز سونیا اپنے پوتے عدنان کو پیرس سے جرمنی کی طرف لے جارہی تھی۔ ایسے وقت بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے خیال خوانی کے ذریعے انہیں تحفظ دے رہے تھے۔

سونیا بڑی کامیابی سے عدنان کو لے کر پیرس سے دور نکل گئی تھی لیکن دو ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں کی نظروں میں آگئے تھے۔ انہوں نے فائرنگ کی تھی جواباً فائرنگ ہوتی رہی۔ جس کے نتیجے میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا ہلاک ہوگیا۔ دوسرا کاشف جمال تھا جسے گولی لگی تھی اور وہ کسی طرح دشمنوں سے چھپتا چھپاتا اس کاٹیج میں چلا آیا تھا۔

اس وقت اس کے چور خیالات لومی سے کہہ رہے تھے کہ وہ اسے دیکھ کر چونک گیا تھا کیونکہ وہ سونیا کی ہم شکل تھی لیکن یہ سمجھ رہا تھا کہ کوئی دشمن ہے جو سونیا کے بہروپ میں آئی ہے۔ کیونکہ وہ سونیا کو ایک گھنٹا پہلے عدنان کے ساتھ اس شہر سے روانہ کرچکا تھا اور وہ جرمنی کی طرف گئی تھی۔

کاشف جمال یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ کوئی دشمن عورت ہے خواہ مخواہ جھوٹ بول رہی ہے کہ اس نے کسی ڈاکٹر کو بلایا ہے وہ کسی کو نہیں بلائے گی اور گولی بھی نکالنے نہیں دے گی۔ اسے بے موت مرنے کے لیے وہاں چھوڑ دے گی۔

اس وقت وہ بہت مجبور ہوگیا تھا۔ دماغی کمزوری کے باعث خیال خوانی نہیں کرسکتا تھا۔ اپنے کسی ساتھی کو اپنے

موجودہ حالات نہیں بتا سکتا تھا۔

نومی کا بلایا ہوا ڈاکٹر وہاں پہنچ گیا اور اس کے حکم کے مطابق گولی نکالنے کے انتظامات کرنے لگا۔ وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کی اپنی سوچ میں بولنے لگی ''یہ نوجوان لڑکی میری دشمن نہیں ہے واقعی اس نے ڈاکٹر کو بلایا ہے اور میرے بازو سے گولی نکلنے والی ہے مجھے آرام آ جائے گا۔''

کاشف جمال اپنے طور پر سوچنے لگا ''اوہ خدایا......! جلد سے جلد گولی نکل جائے اور میری ذہنی توانائی واپس مل جائے تو میں خیال خوانی کے ذریعے اپنے تحفظ کے لیے بہت کچھ کرسکوں گا۔''

وہ سوچتے سوچتے اپنے آپ سے غافل ہوگیا۔ اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ ڈاکٹر نے اس کے بازو سے گولی نکال دی پھر کہا ''خون بہت بہہ چکا ہے۔ اسے خون کی ضرورت ہے۔''

نومی نے اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کیا تھا کہ اس کے خون کا گروپ اونگیٹو ہے۔ وہ بولی ''اس کے اور میرے خون کا گروپ ایک ہی ہے۔ میں اپنا خون دے رہی ہوں تم فوراً ہی خون ٹرانسفر کرنے کے انتظامات کرو۔''

ڈاکٹر نے اس کے حکم کی تعمیل کی پھر اپنے فرائض ادا کرنے کے بعد نومی کے حکم کے مطابق وہاں سے چلا گیا۔

تقریباً دو گھنٹے بعد کاشف جمال کو ہوش آنے لگا تو وہ اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔ اسے اپنا معمول اور تابعدار بنانے لگی۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کرنے لگی کہ وہ کاشف جمال کی حیثیت سے بابا صاحب کے ادارے میں جاتا آتا رہے گا اور اسے وہاں کی ایک ایک معلومات فراہم کرتا رہے گا۔ تنویمی نیند سے بیدار ہونے کے بعد یہ بھول جائے گا کہ وہ کسی کا معمول اور تابعدار بن چکا ہے۔ اس طرح فرہاد کو اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کبھی شبہ نہیں ہوگا کہ وہ کسی کے زیر اثر آ چکا ہے۔

اس نے کاشف جمال کو اپنے شکنجے میں لے کر بہت بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔ اس دن سے اسے بابا صاحب کے ادارے کے اندرونی حالات معلوم ہونے لگے۔ یہ بھی معلوم ہونے لگا کہ میں سونیا' پارس' پورس' کبریا' اعلیٰ بی بی وغیرہ کس ملک کے کس شہر میں ہیں اور کن معاملات میں مصروف رہتے ہیں؟

معلومات کا یہ سلسلہ چند ہفتوں تک جاری رہا پھر ایک روز کاشف جمال نے پریشان ہوکر کہا ''مجھے بابا صاحب کے ادارے میں طلب کیا گیا ہے۔''

نومی نے پوچھا ''تو کیا ہوا؟ تم پریشان کیوں ہو؟''

''ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی ادارے میں طلب نہیں کیا جاتا۔ ہم اپنی رپورٹ ارسال کرتے رہتے ہیں اور وہ اپنے طور پر ہمارے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہتے ہیں۔ جب ہم سے کوئی شکایت ہوتی ہے یا کوئی غلطی ہوتی ہے تو محاسبہ کرنے کے لیے ہمیں طلب کیا جاتا ہے۔''

نومی نے پوچھا ''کیا تمہیں یہ اندیشہ ہے کہ تمہارا بھید کھل چکا ہے؟''

اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلا کر کہا ''میں یہی سمجھ رہا ہوں۔ اگر بھید کھل چکا ہے تو وہاں جانے کے بعد سزا کے طور پر میری ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں مجھ سے چھین لی جائیں گی۔ اب تم ہی بتاؤ کیا مجھے وہاں جانا چاہیے؟''

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا ''نہیں...... بیڈ پر لیٹ جاؤ۔ میں ابھی تم پر عمل کروں گی اور تمہاری سوچ کا لب ولہجہ بدل دوں گی۔ تاکہ کوئی تمہارے دماغ میں نہ آ سکے۔''

اس نے حکم کی تعمیل کی۔ بیڈ پر لیٹ گیا پھر نومی نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کردیا۔ پچھلا لب ولہجہ مٹا دیا۔ اس کے ذہن میں نئے لب ولہجے کو نقش کردیا۔

چونکہ آئندہ بابا صاحب کے ادارے کے اور میری فیملی کے حالات معلوم نہیں ہوسکتے تھے۔ اس لیے اس نے طے کیا کہ اب اسے سونیا کی حیثیت سے ہمارے درمیان رہنا چاہیے۔

ان دنوں سونیا فارغ تھی۔ عدنان کی طرف سے اب کوئی اندیشہ نہیں تھا کیونکہ وہ ادارے میں پہنچا ہوا تھا اور وہاں تعلیم و تربیت حاصل کررہا تھا۔ سونیا آرام طلب نہیں تھی مصروف رہنا چاہتی تھی۔ اس لیے ادارے سے نکل آئی تھی اور پیرس والے کاٹیج میں رہنا چاہتی تھی۔ نومی اس کی تاک میں رہا کرتی تھی۔ جیسے ہی معلوم ہوا کہ وہ پیرس پہنچ چکی ہے تو اس نے بڑی چالاکی سے اسے ٹریپ کرلیا۔ سونیا کو شکنجے میں لینا کوئی معمولی بات نہیں تھی اور وہ یہ غیر معمولی کارنامہ انجام دے چکی تھی۔

یہ مقدر کے کھیل ہیں۔ نومی کی تقدیر میں کامیابی اور سونیا کی تقدیر میں ناکامی لکھی تھی۔ اس لیے وہ دھوکا کھا کر اس کے شکنجے میں آ گئی تھی۔ نومی نے پھر اسے ہاتھ سے پہلے

کا موقع نہیں دیا۔

سونیا کے ہوش میں آنے سے پہلے ہی اسے خفیہ اڈے میں پہنچا کر اس پر عمل کیا تھا اور اس کے برین کو واش کردیا تھا۔ وہ ہوش میں آنے کے بعد خالی الذہن ہوگئی تھی۔ گم صم سی ایک جگہ بیڈ پر پڑی رہتی تھی۔ اپنے آپ کو بھول چکی تھی۔ یہ دنیا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ یہ بھی سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ کہاں پڑی ہوئی ہے۔ وہ کمرا ہے اس کے چاروں طرف چار دیواری ہے اوپر چھت ہے نیچے فرش ہے اس کے آس پاس کیا ہے؟ اسے کسی چیز کی پہچان نہیں رہی تھی۔

نومی وقتِ ضرورت خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر آتی تھی پھر اس پر مختصر سا عمل کرتی تھی اور چلی جاتی تھی۔ وہ بہت ٹھہر ٹھہر کر سوچ سمجھ کر اس پر عمل کررہی تھی' ایسا مستحکم تنویمی عمل کرنا چاہتی تھی کہ اس کے بعد وہ کبھی اس کی گرفت سے نہ نکل سکے۔ وہ اس کا نام اس کا لب ولہجہ اس کا چہرہ اس کی شخصیت سب ہی کچھ بدلتی جارہی تھی۔ یہ بہت اچھی طرح سمجھتی تھی کہ سونیا اگر کبھی اس کے شکنجے سے نکل جائے گی تو پھر اس کی شامت آ جائے گی۔ اس کے لیے ایسا عذاب بن جائے گی کہ ساری زندگی اس عذاب سے نجات حاصل نہیں کرسکے گی۔

اس نے سونیا کی پوری ہسٹری پڑھی تھی اور اس کی زندگی کے تمام حالات تفصیلاً معلوم کیے تھے۔ وہ اپنے مخالفین کے لیے کیسی خطرناک بلا بن جاتی ہے۔ اس سلسلے کے کئی واقعات اس کی ہسٹری میں درج تھے۔

پھر وہ انابیلا کا انجام دیکھ رہی تھی۔ انابیلا نے اسے ایک نہیں دو بار دھوکا دیا تھا اور اس نے بظاہر اسے بڑی فراخ دلی سے معاف کردیا تھا لیکن درپردہ اسے ایسے عذاب میں مبتلا کردیا تھا کہ تل ابیب پہنچنے کے بعد اسے فرار کا راستہ نہیں مل رہا تھا۔ اگر نومی اس کی مدد نہ کرتی تو وہ سونیا اور کبریا کی بدترین معمولہ اور تابعدار بن کر رہ جاتی۔

نومی نے انابیلا کو ہمارے شکنجے سے نکالا تھا اور بڑی چالاکی سے ہمارے اندر رہ کر ہماری کمزوریاں معلوم کرتی رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اعلیٰ بی بی لکھنو کے ایک چھوٹے سے بنگلے میں ہے۔ پارس دہلی میں ایک بیوہ کے مکان میں پے انگ گیسٹ کی حیثیت سے ہے اور میری پوتی الوشے جوہو کے ساحل والے بنگلے میں ہے۔

اس نے ہر جگہ اپنے آلہ کار بنائے تھے اور ان کے ذریعے صرف تل ابیب میں کبریا کا ہی نہیں بلکہ اعلیٰ بی بی پارس اور الوشے کا بھی اتنی سختی سے محاصرہ کیا تھا کہ ان میں سے کوئی اپنے گھر کی چار دیواری سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔

نومی نے انابیلا بن کر چیلنج کیا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی گھر سے باہر قدم نکالے گا تو بے موت مارا جائے گا۔ ایسے وقت بھی وہ خود کو نومی کرسٹل کی حیثیت سے ظاہر نہیں کررہی تھی۔ ڈمی سونیا بنی ہوئی تھی اور انابیلا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا کر اس کے ذریعے ہمیں چیلنج کررہی تھی۔

اس کم بخت نے بری طرح بازی پلٹ دی تھی۔ کہاں تو یہ کہ کبریا نے انابیلا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا تھا۔ اب انابیلا نے نومی کی مدد سے نجات حاصل کی تھی۔ کبریا کے زیر اثر نہیں رہی تھی بلکہ اسے ایک مکان کی چار دیواری میں قیدی بنالیا تھا۔

اسرائیلی اکابرین یہ سن کر پریشان ہوگئے تھے کہ میرے بیٹے کبریا کو وہاں قیدی بنایا گیا ہے۔ وہ مجھ سے ٹکرانا نہیں چاہتے تھے۔ انابیلا سے کہہ رہے تھے کہ فرہاد علی تیمور سے دشمنی مول نہ لی جائے۔ اس کے بیٹے کو رہا کردیا جائے۔

اور وہ چیلنج کررہی تھی کہ میں اور میرا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کا اور اسرائیلی اکابرین کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

اور اس کا چیلنج درست تھا۔ اس نے میری بیٹی اور بیٹوں کو اس طرح قیدی بنایا تھا کہ ہم فوراً ہی انہیں رہائی نہیں دلا سکتے تھے۔ بعد میں کسی تدبیر سے ان کی رہائی ممکن ہوتی ہے یا نہیں۔ یہ ہم ابھی نہیں جانتے تھے۔

پارس دہلی میں ایک بوڑھی بیوہ کے گھر میں پے انگ گیسٹ کی حیثیت سے تھا۔ نومی نے اسے وہاں قیدی بنادیا تھا۔

اعلیٰ بی بی لکھنو کے ایک بنگلے میں قیدی بنی ہوئی تھی اور میری پوتی الوشے ممبئی میں جوہو کے ساحل والے بنگلے میں تھی۔ نومی نے چیلنج کیا تھا کہ ان میں سے کوئی اپنے بنگلے کے دروازے سے باہر نہیں نکل سکے گا۔ نکلتے ہی اس کے آلہ کار انہیں گولی ماردیں گے۔

کبریا حیفہ کے ایک چھوٹے سے مکان میں تھا۔ میرے یہ تمام بچے ایک دوسرے سے دور دور قیدی بنے ہوئے تھے۔ تل ابیب کے ایک کانفرنس ہال میں تمام اکابرین اور آرمی کے اعلیٰ افسر موجود تھے۔ وہاں ہم بھی خیال خوانی کے ذریعے بول رہے تھے اور نومی بھی انامیریا کے ذریعے ہمیں چیلنج کررہی تھی۔

ہم اب تک نومی کرسٹل کے وجود سے بے خبر تھے۔ یہی سمجھ رہے تھے کہ ہمیں مجبور اور بے بس کردینے کا کارنامہ

انابیلا نے انجام دیا ہے اور اس وقت وہ فاتح بنی ہوئی ہے۔ وہ اس کانفرنس ہال میں ایک آلہ کار کے ذریعے تمام اکابرین سے کہہ رہی تھی ''آپ لوگ خواہ مخواہ فرہاد علی تیمور سے خوف زدہ تھے۔ اب آپ سب دیکھ رہے ہیں کہ میں اتنے بڑے پہاڑ کو کس طرح ریزہ ریزہ کر رہی ہوں؟''

آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا ''انابیلا! بے شک تم حیرت انگیز طور پر فرہاد کو شکست دے رہی ہو۔ بہت بڑی کامیابی حاصل کر رہی ہو لیکن ہم نے فرہاد کے خلاف کتنی ہی بار دشمنوں کو کامیاب ہوتے دیکھا ہے لیکن بعد میں وہ کامیابی عارضی تھی یا محض ایک فریب تھی۔ فرہاد علی تیمور نے ہمیشہ دشمنوں کی توقع کے خلاف بازیاں پلٹ دی ہیں یہاں بھی کسی وقت کچھ بھی ہوسکتا ہے۔''

ایک اور فوجی افسر نے کہا ''ابھی تو صرف مسٹر فرہاد سے باتیں ہو رہی ہیں۔ میڈم سونیا ہمارے درمیان نہیں ہیں ان کی عدم موجودگی کچھ معنی رکھتی ہے۔''

ایک حاکم نے کہا ''ہم دیکھ رہے ہیں کہ مسٹر فرہاد کو چپ لگ گئی ہے اور وہ تمہارے سامنے کچھ بول نہیں پا رہے ہیں۔ اسی طرح اگر میڈم سونیا بھی آ کر اپنی ہار تسلیم کر لیں گی تو ہم مان لیں گے کہ تم واقعی فولاد ہو اور فرہاد جیسے پہاڑ کو زمین بوس کر رہی ہو۔''

انابیلا نے ایک قہقہہ لگایا پھر کہا ''میڈم سونیا کی مہربانیوں سے ہی میں یہاں تک پہنچی ہوں۔ ان کی دشمنی میرے لیے فائدہ مند ثابت ہوئی ہے۔ وہ مجھ سے انتقام لے رہی تھی۔ اپنے بیٹے کو کبریا کو میرے پیچھے لگا رکھا تھا۔ مجھے بے وقوف بناتی جا رہی تھی اور یہ سمجھتی جا رہی تھی کہ میں واقعی بے وقوف بن رہی ہوں اور یہاں آ کر اس کی معمولہ اور تابعدار بن کر آپ لوگوں پر حکومت کرتی رہوں گی اور اسے فائدہ پہنچاتی رہوں گی۔''

وہ پھر ایک بار قہقہہ لگا کر بولی ''میں میڈم سونیا کو بھی چیلنج کرتی ہوں وہ کہاں منہ چھپا کر بیٹھی ہوئی ہے۔ میں فرہاد سے کہتی ہوں کہ وہ اسے یہاں بلائے میں جلد سے جلد اس کے تمام بچوں کے خلاف فیصلہ سنانے والی ہوں۔''

میں ہمیشہ ہر مشکل مرحلے پر سونیا کا تعاون حاصل کرتا آیا ہوں اور موجودہ حالات میں تو اس کی موجودگی بے حد لازمی تھی۔ وہی اپنی مکاری سے انابیلا کی بازی پلٹ سکتی تھی۔ میں نے اسرائیلی اکابرین سے کہا ''میری خاموشی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں نے شکست تسلیم کر لی ہے۔ میں موجودہ حالات پر غور کر رہا ہوں اور آپ سب کی موجودگی میں انابیلا سے کہتا ہوں کہ پہلے باہمی گفتگو کے ذریعے یہ معاملات طے کیے جائیں۔ جب ہم گفتگو میں ناکام ہوں گے تو پھر دیکھا جائے گا۔ بہر حال میں تھوڑی دیر کے لیے جا رہا ہوں۔ سونیا سے باتیں کرنے کے بعد واپس آؤں گا۔''

انابیلا نے کہا ''ہم زیادہ انتظار نہیں کریں گے۔ یہاں آدھے گھنٹے تک چائے کا وقفہ رہے گا۔ اس کے بعد فرہاد کو حاضر ہو جانا چاہیے۔''

مجھے انابیلا پر غصہ آ رہا تھا۔ وہ ایسے باتیں کر رہی تھی جیسے میں اس کے زیر اثر آ چکا ہوں۔ اس کا غلام بن چکا ہوں اور اس کے حکم کے مطابق آدھے گھنٹے میں مجھے وہاں حاضر ہو جانا چاہیے۔

دیکھا جائے تو میں واقعی اس کے سامنے مجبور ہو گیا تھا۔ غصہ کرنے سے بات بننے والی نہیں تھی۔ اس لیے میں خیال خوانی کے ذریعے سونیا تک پہنچا اور پہنچا تو کہاں پہنچا؟ اسی دشمن کے پاس پہنچا جس نے مجھے ہر طرف سے شکنجے میں لے رکھا تھا۔ میری اولاد کو بے بس اور مجبور بنا دیا تھا۔

دیکھا جائے تو میں اس وقت بری طرح بے وقوف بن رہا تھا۔ جو دشمن تھی اسی کے پاس تعاون حاصل کرنے آیا تھا۔

میں نے اسے مخاطب کیا ''سونیا......! تمہیں پتا ہے انابیلا انگارے اگل رہی ہے۔''

وہ انجان بن کر بولی ''یہ کیا کہہ رہے ہو؟ وہ تو کبریا کی معمولہ اور تابعدار بنی ہوئی ہے۔''

''اب ہمارا بیٹا کبریا اس کا قیدی بنا ہوا ہے۔ پتا نہیں اس نے کیسے اس کے تنویمی عمل سے نجات حاصل کی ہے؟''

میں اسے بتانے لگا کہ اس نے کس طرح کبریا کو حیفہ میں، پارس کو دہلی میں، اعلیٰ کو لکھنو میں اور انوشے کو ممبئی میں قیدی بنا کر رکھا ہے۔ وہ بڑی حیرانی سے یہ باتیں سن رہی تھی اور پریشانی ظاہر کر رہی تھی۔

اس نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا ''فرہاد! آج تک ہماری زندگی میں ایسا نہیں ہوا کہ ہمیں اس بری طرح شکنجے میں لیا گیا ہو۔ بے شک ہم اور تم کئی بار دشمنوں کے شکنجے میں آ چکے ہیں لیکن اس بار تو ہماری اولاد کا مسئلہ ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ہمیں فوری طور پر کیا کرنا چاہیے؟''

''سچ پوچھو تو میرا ذہن بھی کام نہیں کر رہا ہے۔ ہم بڑے بڑے مشکل اور جان لیوا مرحلوں سے گزر چکے ہیں لیکن اولاد کا معاملہ ایسا ہے کہ ہم اس وقت جذبات میں بھرے ہوئے ہیں اور عقل سے سوچنا بھول گئے ہیں۔''

وہ بولی ''سیدھی سی بات ہے اس وقت ہمیں اپنے آپ کو پرسکون رکھنا ہوگا۔ اولاد کی محبت کو دماغ سے نکال کر یہ سمجھنا ہوگا کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں نہ پانچ ہوسکتے ہیں نہ ساڑھے چار لہٰذا ہم حقیقت سے انکار نہیں کر سکیں گے کہ ہمارا ایک نہیں، چار چار بچے اس وقت دشمن عورت کے شکنجے میں ہیں۔ ہمیں ٹھنڈے دماغ سے غور کرنا ہوگا۔ بالآخر اس عورت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے ہی پڑیں گے اور تم ابھی جاؤ دماغی طور پر حاضر ہو کر اس مسئلے پر غور کرو۔ میں بھی غور کر رہی ہوں تم آدھے گھنٹے بعد آؤ۔ شاید ہم اپنے بچوں کی رہائی کے لیے کوئی اچھی تدبیر سوچ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔''

میں دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ زندگی میں پہلی بار سونیا نے یہ مشورہ دیا تھا کہ ہمیں اپنی اولاد کی سلامتی کی خاطر انابیلا کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑیں گے۔ جبکہ سونیا گھٹنے ٹیکنا جانتی ہی نہیں تھی۔

سونیا کا ایسا مشورہ سننے کے باوجود مجھے اس پر شبہ نہیں ہوا۔ میں نے یہی سوچا کہ وہ بھی اپنی اولاد کی وجہ سے پریشان ہوگئی ہے اور اس کا ذہن کام نہیں کر رہا ہے تو وہ بے تکا مشورہ دے رہی ہے۔ ابھی شاید کوئی اچھی تدبیر سوچے گی پھر ہم اس پر عمل کریں گے۔

میں نے اسرائیلی اکابرین کے درمیان حاضر ہو کر ایک آلہ کار کے ذریعے کہا ''میں یہاں موجود ہوں کیا انابیلا بھی موجود ہے؟''

وہ ایک آلہ کار کے ذریعے بولی ''ہاں میں تمہاری باتیں سن رہی ہوں۔''

''میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم میرے تمام بچوں کو یرغمال بنا کر مجھ سے کیا حاصل کرنا چاہتی ہو۔ مجھے دوست بنانا چاہتی ہو یا دشمن؟''

وہ بولی ''میں یہودی ہوں، اپنی یہودی قوم کی بہتری کے لیے یہاں آئی ہوں اور ان تمام اسرائیلی اکابرین اور آرمی کے تمام اعلیٰ افسران کے ساتھ رہ کر اپنی قوم اور اپنے ملک کے لیے جو کچھ بھی بہتر کر سکتی ہوں کرتی رہوں گی۔ کسی کو اپنا دشمن نہیں بناؤں گی اور نہ ہی کسی سے دشمنی کروں گی۔''

اس کی اس بات پر تمام اسرائیلی اکابرین تالیاں بجانے لگے۔

میں نے کہا ''ان تمام تالیاں بجانے والوں کو بتاؤ کہ تم میرے چار بچوں کو یرغمال بنا کر کیا حاصل کرنا چاہتی ہو؟''

وہ بولی ''ایک ملک، دوسرے ملک کی کمزوریاں اپنی مٹھی میں لے کر اسے اپنے دباؤ میں لا کر دوستی کرنے پر مائل کرتا ہے۔ اسی طرح میں تمہیں مائل کر رہی ہوں۔ تمہاری ایک کمزوری ہمیشہ میرے ہاتھ میں رہے گی تو تم اسی طرح دوستی کرنے پر مجبور ہوتے رہو گے اور ہمیں کبھی کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔''

''تم کس طرح میری کمزوریاں اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہو۔ اس کی وضاحت کرو؟''

''تمہارا بیٹا کبریا مجھ سے محبت کرتا تھا اس نے مجھ سے شادی کا وعدہ کیا۔ میرے اور اس کے درمیان جسمانی تعلقات ہو چکے ہیں۔ اب میں یہ دعویٰ کرنے پر حق بجانب ہوں کہ وہ میرا جیون ساتھی ہے۔ میں اسے اپنا شوہر بنا کر اپنے ساتھ رکھوں گی۔ اس پر تم میں سے کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔''

تمام اسرائیلی اکابرین انابیلا کی حمایت میں ڈیسک بجانے لگے اور کہنے لگے ''بے شک انابیلا کا مطالبہ درست ہے یہ کسی دشمنی میں نہیں محبت سے کبریا کا مطالبہ کر رہی ہے۔ جب ان کے درمیان شادی کا وعدہ ہو چکا ہے اور جسمانی تعلقات قائم ہو چکے ہیں تو پھر یہ میاں بیوی ہیں۔ اگر ان کی شادی نہیں ہوئی ہے تو ان کی شادی یہاں ہم کرائیں گے۔ مسٹر فرہاد کو انابیلا کا یہ مطالبہ منظور کرنا چاہیے۔''

میں نے کہا ''بے شک ان کی شادی ہونی چاہیے لیکن دونوں کی رضامندی سے اگر کبریا کو منظور نہیں ہوگا تو یہ شادی کیسے ہو سکے گی؟''

''منظور کیوں نہیں ہوگا؟ اسے منظور تھا تب ہی اس نے مجھ سے تعلقات قائم کیے ہیں۔ اگر وہ منظور نہیں کرے گا تو میں اس کے خلاف قانونی کارروائی کروں گی کہ اس نے کیا سوچ کر، کیا سمجھ کر میرے جسم کو حاصل کیا تھا۔ اس نے کیوں گناہ کیا تھا اور اس گناہ کی سزا کیا ہو سکتی ہے؟''

ایک حاکم نے کہا ''مسٹر فرہاد! تمہیں جائز بات کو تسلیم کرنا چاہیے۔ بات بڑھاؤ گے تو بڑھتی چلی جائے گی۔''

آرمی کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا ''انابیلا کا دل صاف ہے وہ پوری ذہانت سے یہ فیصلہ سنا رہی ہے کہ کبریا کو محبت سے اپنے پاس رکھے گی۔ اسے دشمن سمجھ کر قیدی بنا کر یہاں نہیں رکھا جائے گا۔ آپ کو اپنے بیٹے کی بہتری اور اس کی سلامتی کے لیے یہ منظور کر لینا چاہیے۔''

انابیلا اور اسرائیلی اکابرین سے گفتگو کے دوران میں الپا، اعلیٰ بی بی اور ہمارے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود تھے اور وہ تمام باتیں سن کر پارس تک اور لومی کو سونیا سمجھ کر اس ڈمی سونیا تک یہ تمام باتیں پہنچا رہے تھے۔

لومی انا بیلا کے دماغ میں رہ کر اس سے مذاکرات کررہی تھی۔ ایسی مصروفیات کے دوران میں مداخلت نہیں چاہتی تھی۔ لہٰذا اس نے اپنے پاس آنے والوں سے کہا ''میرے پاس بار بار نہ آؤ۔ میں اپنے بچوں کی رہائی کے لیے کوئی بہترین تدبیر سوچ رہی ہوں۔ ایسے وقت مداخلت پسند نہیں کروں گی۔''

میں نے سونیا سے کہا ''میں تمہیں ڈسٹرب نہیں کروں گا۔ صرف اتنا بتادو کیا کبریا کو مصلحتاً کچھ عرصے کے لیے انا بیلا کے پاس چھوڑا جاسکتا ہے؟''

وہ بولی ''فی الحال ہمارے سامنے اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس طرح کبریا وہاں زندہ سلامت رہے گا۔ ہر طرح سے محفوظ رہے گا۔ بعد میں اسے ہم وہاں سے نکال لانے کی کوششیں کریں گے۔''

کبریا بھی خیال خوانی کے ذریعے ان اسرائیلی اکابرین کے درمیان پہنچا ہوا تھا اور ہم سب کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے کہا ''پاپا...... ! آپ انا بیلا کا مطالبہ مان لیں۔ مجھے اس شرط پر یہاں چھوڑ دیں کہ یہاں انا بیلا ہماری اعلیٰ بی بی، پارس بھائی اور انوشے کو یرغمال بنا کر نہیں رکھے گی۔''

میں نے اس کانفرنس ہال میں آکر اپنے آلہ کار کے ذریعے کہا ''مجھے انا بیلا کا یہ مطالبہ ایک شرط پر منظور ہے۔''

پوچھا گیا ''وہ شرط کیا ہے؟''

''جب یہ تسلیم کیا جارہا ہے کہ انا بیلا اور کبریا میاں بیوی ہیں تو اس رشتے سے انا بیلا ہماری بہو بن چکی ہے، ہماری رشتے داری ہوگئی ہے اب ہماری بہو کا فرض ہے کہ وہ اپنے دوسرے رشتے داروں کو یرغمال بنا کر نہ رکھے، اعلیٰ بی بی، پارس اور انوشے کے مکانوں کے اطراف جو محاصرہ کیا ہے اسے ختم کردے۔''

''یہ محاصرہ اس وقت ختم ہوگا جب میری اور کبریا کی باقاعدہ شادی ہوگی، یہ شادی کل بھی ہوسکتی ہے اور آج بھی ہوسکتی جتنی جلدی شادی ہوگی اتنی جلدی تمہارے دوسری بچوں کی رہائی ممکن ہوسکے گی۔''

میں نے کہا ''تو پھر آج ابھی اور اسی وقت دونوں کی شادی کرائی جائے۔''

''ایسی جلدی بھی کیا ہے اس سے پہلے میرا ایک اور مطالبہ ہے۔''

''اب اور کیا مطالبہ ہے؟''

وہ بولی ''صرف میں نے ہی تمہارے بچوں کو اغوا نہیں کیا ہے تمہارے بابا صاحب کے ادارے والے بھی میری سوتیلی بہن تاشا کو اغوا کر چکے ہیں، میں اس کی رہائی چاہتی ہوں۔''

''اسے جبراً اغوا نہیں کیا گیا ہے تاشا اپنی مرضی سے وہاں رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کررہی ہے۔''

''جھوٹ بولنے سے سچ بدل نہیں جائے گا اور سچ یہ ہے کہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے تاشا کے ذہن کو تبدیل کیا گیا ہے اسے یہودی سے مسلمان بنایا گیا ہے اور یہ ایک یہودی لڑکی پر ظلم ہے جسے ہم برداشت نہیں کریں گے۔''

میں نے کہا ''تم بنتی ہوئی بات کو بگاڑنا چاہتی ہو۔ خوامخواہ تاشا کو ہمارے معاملات میں ملوث کررہی ہو۔''

وہ بولی ''اگر ہم تمہاری کسی مسلمان لڑکی کو یہودی بنا کر یہاں قیدی بنالیتے تو کیا تم اعتراض نہیں کرتے اس کا مطالبہ نہیں کرتے؟''

تمام اکابرین انا بیلا کی حمایت میں ڈیسک بجانے لگے۔ وہ ان کے یہودی جذبات سے کھیل رہی تھی اور ہر پہلو سے ہم پر حاوی ہورہی تھی ایک حاکم نے کہا ''میڈم انا بیلا ہم مانتے ہیں تم الپا سے بھی زیادہ زبردست ہو اور دانش... یہاں رہ کر ہماری قوم اور ہمارے ملک کا وقار بلند کررہی ہو۔''

میں نے کہا ''آپ حضرات خوش ہورہے ہیں تصویر کا دوسرا رخ نہیں دیکھ رہے ہیں یہ انا بیلا ایک تو ہم سے دشمنی کررہی ہے اس کے بعد بابا صاحب کے ادارے والوں سے دشمنی مول لینا چاہتی ہے کیا یہ دانش مندی ہے؟''

انا بیلا نے کہا ''میں بہت نادان ہوں لیکن تم سے دانش مندی نہیں سیکھنا چاہوں گی جو کہہ رہی ہوں اس پر عمل کیا جائے تاشا کی رہائی کے بعد ہی ہماری گفتگو آگے بڑھے گی۔''

''تم جانتی ہو کہ بابا صاحب کے ادارے سے ہمارا اتنا ہی تعلق ہے جتنا کہ کسی مسلمان کا ہونا چاہیے ہم اس ادارے کی خدمت کے لیے بہت کچھ کرتے ہیں لیکن اس ادارے میں جو فیصلے کیے جاتے ہیں ان پر حاوی نہیں ہوتے اور نہ ہی ان فیصلوں کو بدل سکتے ہیں۔ اور جہاں تک تاشا کی رہائی کا تعلق ہے تو ہم اس سلسلے میں ابھی ان سے بات کریں گے اور یہ ایسی اہم بات ہے کہ بابا صاحب کے ادارے والوں سے مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوجائے گا اور پھر نہیں کب تک جاری رہے گا لہٰذا تاشا کی رہائی کے سلسلے میں کم از کم چوبیس گھنٹے تک انتظار کرنا ہوگا۔''

ایک حاکم نے پوچھا ''یعنی تم چوبیس گھنٹے کی مہلت مانگ رہے ہو؟''

آرمی کے ایک افسر نے کہا ''میڈم انا بیلا! ہمارا پلڑا بھاری ہے آپ ہر طرف سے ان پر حاوی ہیں لہٰذا انہیں چوبیس گھنٹے کی مہلت دے دی جائے۔''

وہ بولی ''مسٹر فرہاد علی تیمور! یہ نہ سمجھنا کہ میں چوبیس گھنٹے کی مہلت دوں گی تو اس عرصے میں تم اپنی چالاکیاں دکھاؤ گے اور کسی طرح ان یرغمال ہونے والے بچوں کو میری گرفت سے نکال کرلے جاؤ گے۔''

پھر وہ ایک ذرا توقف سے بولی ''ایک بات ذہن نشین کرلو، اگر ان چاروں میں سے کوئی ایک بھی کسی وقت بھی فرار ہونے کی کوشش کرے گا تو میں باقی تینوں کو موت کے گھاٹ اتار دوں گی یا پھر ذہنی اور جسمانی طور پر اپاہج بنا کر چھوڑ دوں گی۔ میں تنہا خیال خوانی کرنے والی ہوں اور تمہارے پاس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج ہے لیکن یہ کہاوت کبھی نہ بھولنا، سو سنار کی ایک لوہار کی، بس میں ایک ہی ہتھوڑا ایسا ماروں گی کہ تم سب کے ہوش اڑ جائیں گے اب جاؤ چوبیس گھنٹے بعد ملاقات ہوگی۔''

میں ڈمی سونیا کے پاس آکر اسے وہاں کے بارے میں بتانے لگا جبکہ وہ کمبخت سب کچھ جانتی تھی اس نے وہ تمام باتیں سننے کے بعد کہا ''انا بیلا کے چیلنج میں بڑی پختگی ہے ہماری بہت سی کمزوریاں اس کی ہاتھوں میں ہیں وہ جب چاہے ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہے اس لیے یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ ہمارے کسی بھی بچے کو اپنے طور پر رہائی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے اگر ان میں سے کوئی ایک کامیاب ہوگا تو باقی تینوں بے موت مارے جائیں گے یا اپاہج بنادیے جائیں گے۔''

میں نے پریشان ہوکر کہا ''مجھے ایسا لگتا ہے جیسے انا بیلا تنہا نہیں ہے اس کے پیچھے کوئی قوت چھپی ہوئی ہے۔''

وہ چونک کر بولی ''کیسی قوت؟ تم کس پر شبہ کررہے ہو؟''

''اور کس پر شبہ کرسکتا ہوں ہوں کہ وردان درپردہ انا بیلا کی مدد کررہا ہو۔''

لومی نے اطمینان کی سانس لے کر کہا ''ہاں، یہ ممکن ہے ہمارے قیدی بن کر رہنے والے بچوں میں اعلیٰ بی بی اور کبریا ٹیلی پیتھی جانتے ہیں ان سے کہو وہ میرے پاس آئیں۔''

میں نے ان دونوں کو لومی کے دماغ میں بلایا وہ بولی۔ ''دیکھو بیٹے! تم دونوں خیال خوانی کے ذریعے کوئی ایسی چال نہ چلنا جس سے فائدہ کے بجائے نقصان پہنچے۔ انا بیلا تنہا نہیں ہے اس کے ساتھ یقیناً وردان بھی ہے، وہ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے آس پاس کے لوگوں کو آلہ کار بنا کر تمہاری نگرانی کرتے رہیں گے۔ وہ پارس سے زیادہ تم دونوں پر اور انوشے پر توجہ دیں گے کیونکہ ادھر تم دونوں خیال خوانی جانتے ہو ادھر انوشے کے ساتھ ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا موجود ہے۔''

اعلیٰ بی بی نے کہا ''مما! ہم ہر پہلو پر غور کررہے ہیں انشاء اللہ کوئی غلطی نہیں کریں گے۔''

وہ بولی ''تم دونوں مجھ سے وعدہ کرو کہ جب تک قیدی ہو تب تک خیال خوانی کے ذریعے کوئی چال نہیں چلو گے اپنے باپ پر بھروسا کرو تمہارے پاپا اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے تم لوگوں کے لیے بہت کچھ کرتے رہیں گے۔''

میں نے تائید میں سر ہلا کر کہا ''بے شک، تمہاری مما درست کہتی ہیں تم دونوں کو محتاط رہنا چاہیے فی الحال خیال خوانی نہیں کرنی چاہیے۔''

وہ دونوں چلے گئے میں بھی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا یوں دیکھا جائے تو لومی نے بڑی چالاکی سے اعلیٰ بی بی اور کبریا پر دباؤ ڈالا تھا کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنی کسی تدبیر پر عمل نہیں کریں گے، اس طرح اس نے ان کی جدوجہد کے سامنے کچھ رکاوٹیں پیدا کردی تھیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ وہ سونیا بن کر سونیا سے بھی زیادہ مکاریاں دکھارہی تھیں۔ بہرحال ہم نے چوبیس گھنٹے کی مہلت حاصل کی تھی اور کسی بہترین کارآمد تدبیر پر عمل کرنے کے لیے چوبیس گھنٹے بہت ہوتے ہیں جب تک یہ وقت گزر رہا ہے تب تک جمیلہ، نبیلہ اور سوامی وردان وشوا ناتھ کا ذکر لازمی ہے۔

☆☆☆

جمیلہ اور نبیلہ ایک ہی کمرے میں دو الگ الگ بیڈ پر ایک دوسرے سے دور لیٹی ہوئی تھیں۔ بیس برس تک جڑی رہنے کے بعد پہلی بار ایک دوسری سے الگ کی گئی تھیں یہ علیحدگی ان سے برداشت نہیں ہورہی تھی اور یہ بھی سمجھ رہی تھیں کہ آئندہ ایک دوسرے سے جڑ کر رہنا ممکن نہیں ہے انہیں اب علیحدہ رہنے کی عادت ڈالنی ہوگی۔

ان کے آپریشن کے بعد دو اہم باتیں سامنے آئی تھیں ایک تو یہ کہ علیحدگی کے باعث انہیں بہت شاک پہنچا تھا اور دوسری اہم بات یہ کہ وہ سوچ کے ذریعے ایک دوسرے سے بولنے لگی تھیں اگر جمیلہ کچھ سوچتی تھی تو وہ سوچ نبیلہ کو اپنے

اندر سنائی دیتی تھی وہ ایک دوسری سے چپک کر رہنے کی اس قدر عادی ہوگئی تھیں کہ علیحدگی کے بعد یہ چپک کر رہنے والی شدت ذہنی طور پر سوچ کے ذریعے انہیں متحد کر رہی تھی۔

سوامی وردان دشوانا تھ خاموشی سے ان کے اندر آتا تھا اور ان کے نئے احساسات اور خیالات پڑھتا رہتا تھا۔ پہلے تو وہ آپریشن کے بعد ہونے والی تکالیف سے گزرتی رہی تھیں اور ایک دوسرے سے علیحدہ ہونے کے صدمے کو برداشت کرتی رہی تھیں پھر وردان یہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا کہ وہ دونوں سوچ کے ذریعے ایک دوسرے سے بولنے لگی تھیں۔

ان بہنوں نے اب تک اپنی زبان سے پارس کے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی لیکن چپ چاپ اس کے بارے میں سوچتی رہتی تھیں جمیلہ نے سر گھما کر اپنے دائیں طرف دیکھا دوسرے بیڈ پر نبیلہ لیٹی ہوئی تھی اور بائیں طرف سر گھما کر جمیلہ کو دیکھ رہی تھی ان دونوں کی دیکھ بھال کے لیے وہاں ان کے والدین یا کوئی رشتے دار خاتون ضرور رہتی تھی پھر ڈاکٹر اور نرس وغیرہ آتے جاتے رہتے تھے اس لیے جمیلہ نے سوچ کے ذریعے کہا ''نبیلہ! ہمیں اس طرح الگ کیا گیا ہے یہ بھی ایک تماشا ہے۔ یہ تماشا دیکھنے کے لیے اپنے پرائے سب آ رہے ہیں لیکن علی اکبر کہاں ہے؟''

نبیلہ نے بھی سوچ کے ذریعے کہا ''یہی میں بھی سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی ہوں کہ وہ ہمیں دیکھنے کے لیے کیوں نہیں آیا؟ ہماری خیریت پوچھنے تو آ سکتا تھا؟''

جمیلہ نے کہا ''میرا دل ڈوب رہا ہے کیا ہماری علیحدگی اسے پسند نہیں ہے ہماری تمام دلچسپیاں ختم ہو چکی ہیں ہمارے اندر کوئی کشش نہیں رہی ہے کیا وہ منہ پھیر کر چلا گیا ہے؟''

''ایسی دل توڑنے والی باتیں نہ سوچو جمیلہ! وہ یہاں نہیں آ رہا ہے تو اس کی کوئی مجبوری ہوگی۔''

''ایسی بھی کیا مجبوری ہو سکتی ہے ہم اتنے بڑے آپریشن سے گزر کر یہاں پڑی ہوئی ہیں کیا اسے ہم سے ذرا بھی لگاؤ نہیں رہا ہے۔''

''تم تو بس اس کے خلاف ہی سوچے جا رہی ہو، یہ نہیں سمجھتی کہ وردان اس کی جان کا دشمن بن گیا تھا اگر ہم اس کے سامنے ڈھال نہ بنتیں تو ہمیں لگنے والی گولی اسے لگ جاتی پھر کیا ہوتا؟''

جمیلہ نے تائید میں سر ہلا کر کہا ''ہاں، میں یہ بھول گئی تھی کہ وہ دشمن علی اکبر کی جان کے پیچھے پڑ گیا ہے وہ جانتا ہے کہ ہم سے ملنے آئے گا تو پھر اس پر گولی چلائی جائے گی وردان نے تو صرف علی اکبر پر ہی نہیں ہم پر بھی اپنی دہشت بٹھا دی ہے اللہ کرے اسے موت آ جائے۔''

''دشمن کو کوسنے سے موت نہیں آتی۔ گالیاں دینے سے وہ زخمی نہیں ہوتا اس پر جھنجلانے سے اپنے ہی دل کو اور دماغ کو تکلیف ہوتی ہے۔''

''تو پھر ہم کیا کریں؟ کیا اس دشمن کے ہاتھوں نقصان اٹھاتے رہیں؟''

''ہم اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے زیادہ سے زیادہ اسے عاجزی سے ہاتھ جوڑ کر سمجھا سکتے ہیں۔''

''وہ سمجھنے والوں میں سے نہیں ہم نے پہلے کئی بار اسے سمجھا کر دیکھ لیا ہے۔''

جمیلہ کو اپنے اندر دبی سی ہنسی کی آواز سنائی دی اس نے پوچھا ''نبیلہ! کیا تم اپنے اندر ہنسی کی آواز سن رہی ہو؟''

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی ''نہیں...... کیا تمہیں اندر کوئی آواز سنائی دے رہی ہے؟''

ایسے وقت وردان نے کہا ''ہاں، اس سے کہو کہ میں تمہارے اندر بول رہا ہوں۔ اب تم میرے بارے میں جو سوچو گی، جو بولو گی وہ اسے بھی سنائی دیتا رہے گا تم دونوں پہلے سے بھی زیادہ عجوبہ بن گئی ہو ٹیلی پیتھی سیکھے بغیر ایک دوسرے سے سوچ کے ذریعے بولنے لگی ہو۔''

وہ جمیلہ کے اندر بول رہا تھا۔ اب نبیلہ اپنی بہن جمیلہ کی سوچ کے ذریعے اس کی باتیں سن رہی تھی، وہ بول رہا تھا ''سب سے پہلے تو میں تم دونوں کو کامیاب آپریشن کی اور نئی زندگی کی مبارک باد دیتا ہوں۔''

پھر وہ نبیلہ کے پاس آ کر بولا ''تم دونوں اب آزادانہ طور سے الگ الگ چلتی پھرتی رہو گی۔ لوگوں کی نگاہوں کا تماشا نہیں بنو گی، اپنی اپنی جگہ اپنے طور پر ایک انفرادی زندگی گزارو گی، میں اس سلسلے میں بھی تم دونوں کو مبارک باد دیتا ہوں۔''

نبیلہ نے کہا ''تم بہت ہی دوستانہ انداز میں بول رہے ہو اور ہمیں بہت اچھا لگ رہا ہے کیا تم اسی طرح دوست بن کر نہیں رہ سکتے؟ ہم سے دشمنی کر کے تمہیں کیا حاصل ہوگا؟''

''تم مجھے غلط سمجھ رہی ہو میں نے کبھی دشمنی نہیں کی، یہ میری بدنصیبی ہے کہ تم دونوں میری محبت کو عداوت سمجھتی رہتی ہو کیا میں انسان نہیں ہوں، میرے سینے میں دل نہیں ہے؟ کیا میں تم سے محبت نہیں کر سکتا؟''

''تم پھر وہی پرانی باتیں چھیڑ رہے ہو اس کے پیچھے

میں مذہب، دھرم، ذات پات کی بحث چھڑ جائے گی۔ کیا اتنی سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کہ ہم مسلمان لڑکیاں ہیں، ہماری شادی کسی ہندو سے نہیں ہوگی۔“

”یہ ہندوستان ہے یہاں ذات پات کا فرق نہیں دیکھا جاتا ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، یہودی سب ہی آپس میں ایک دوسرے سے شادی کرتے ہیں، گھر بساتے ہیں، تم کوئی اس دنیا کی نئی اور انوکھی لڑکی نہیں ہو کہ تمہاری شادی کسی ہندو سے نہیں ہو سکے گی۔“

”ہاں...... یہ ہمیشہ سے ہمارا آخری فیصلہ رہا ہے کہ ہم اپنے مزاج کے اور اپنی مرضی کے خلاف کسی ہندو سے شادی نہیں کریں گے۔“

وہ ہنستے ہوئے بولا ”تو کیا علی اکبر سے کرو گی؟“

نبیلہ نے کہا ”بے شک میں علی اکبر سے شادی کرو گی؟“

وہ جمیلہ کے پاس آ کر بولا ”تمہارا کیا خیال ہے کیا تم بھی علی اکبر سے شادی کرو گی؟“

وہ ہاں کے انداز میں سر ہلا کر بولی ”ہاں، میں اسی سے شادی کروں گی۔“

اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا پھر کہا ”یہ کیوں بھول رہی ہو کہ دو سگی بہنوں کی شادی کسی ایک شخص سے نہیں ہو سکتی۔“

دونوں کو چپ لگ گئی اور دونوں نے سر گھما کر ایک دوسرے کو دیکھا آپریشن کے بعد سے اب تک انہوں نے علی اکبر کے بارے میں بڑی محبت سے بہت کچھ سوچا تھا لیکن یہ اہم بات بھول گئی تھیں کہ اب وہ جڑواں نہیں رہی ہیں اب ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے کہ دونوں کی شادی ایک ہی شخص سے کرائی جائے اب تو وہ الگ ہوگئی ہیں اب تو ان کی شادی بھی کسی الگ الگ شخص سے ہوگی۔

نبیلہ نے جمیلہ کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا ”نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا علی اکبر ہمارا ہے، ہمارا ہی رہے گا۔“

جمیلہ نے کہا ”ہاں...... وہ ہم دونوں سے شادی کرنے والا تھا وہ دل و جان سے ہمیں چاہتا ہے، جب بھی آئے گا تو وہ ہم سے ضرور شادی کرے گا۔“

وہ ہنستے ہوئے بولا ”میں تم دونوں کو سمجھا نہیں سکوں گا، اپنے ماں باپ سے اور بزرگوں سے پوچھو، اپنے کسی مذہبی پیشوا سے معلوم کرو سب یہی کہیں گے کہ تم دونوں کی شادیاں علی اکبر سے نہیں ہو سکیں گی تم میں سے کوئی ایک اس سے شادی کر سکے گی دوسری اس کی قربت سے محروم رہا کرے گی۔“

وہ دونوں دل برداشتہ ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔ نبیلہ نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا ”میں اس کے بغیر نہیں رہ سکوں گی۔“

جمیلہ نے بھی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہا ”میں کب اس کے بغیر رہ سکوں گی۔ وہ میرا آئیڈیل ہے۔“

نبیلہ نے کہا ”وہ میرا بھی آئیڈیل ہے، میں اس کے بغیر کسی دوسرے شخص کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔“

دروان نے کہا ”اب کرنا ہوگا کسی دوسرے کو اپنانا ہوگا میری بات مانو علی اکبر کا خیال دل سے نکال دو۔ وہ اب بھی نہیں آئے گا وہ ایک مجرم ہے، قانون کے محافظوں سے چھپتا پھر رہا ہے۔“

نبیلہ نے کہا ”تم اس کی لاکھ برائیاں کرو، ہمارا دل اس کی طرف سے نہیں پھرے گا۔“

”دنیا والے تمہیں اس کی طرف سے پھیر دیں گے اس دنیا میں جینے کے لیے یہاں کے قانون اور رسم و رواج کے مطابق زندگی گزارنی پڑتی ہے اگر رسم و رواج سے بغاوت کرو گی تو کسی ایک مرد کے ساتھ تم دونوں زندگی گزارنا چاہو گی تو لوگ تمہیں پتھر ماریں گے تم پر تھوکیں گے اور تم دونوں کے ساتھ وہ تمہارا ابھی بے موت مارا جائے گا۔“

جمیلہ نے کہا ”خدا کے لیے یہاں سے چلے جاؤ۔“

نبیلہ نے کہا ”میں تمہیں تمہارے بھگوان کا واسطہ دیتی ہوں ہمیں تنہا چھوڑ دو۔“

”ٹھیک ہے، میں جا رہا ہوں میری اور بھی دوسری مصروفیات ہیں لیکن جانے سے پہلے یہ کہہ دوں کہ تم دونوں ایک دوسرے سے الگ ہونے کے بعد میرے لیے اور زیادہ پرکشش ہو گئی ہو۔“

پھر وہ ہنستے ہوئے بولا ”اور میرے لیے بڑی آسانیاں بھی پیدا ہو گئی ہیں۔ پہلے میں سوچتا تھا کہ تم دونوں کو اغوا کر کے کسی خفیہ اڈے میں پہنچا دوں لیکن تم دونوں ایسی جڑی ہوئی تھیں کہ اغوا کرنے والوں کے لیے مصیبت بن جاتیں تمہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا آسان کام نہ ہوتا مگر اب یہ آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔“

وہ چپ چاپ اس کی باتیں سن رہی تھیں اور پریشان ہو رہی تھیں، وہ کہہ رہا تھا ”تمہیں جسمانی طور پر تو الگ کر دیا گیا ہے لیکن تم ذہنی طور پر پہلے سے زیادہ متحد ہو گئی ہو ایک دوسرے کے اندر پہنچ جاتی ہو ایک دوسرے کی سوچ کی لہروں کو سنتی ہو، بولتی ہو اگر میں تم دونوں میں سے کسی ایک کو اغوا

کراؤں گا تو دوسری بے اختیار اس کی طرف کھنچی چلی جائے گی۔“

وہ پھر ہنستے ہوئے بولا ”یہ بات تو پکی ہے کہ تم دونوں بہنیں ایک دوسرے کے بغیر نہیں رہ سکو گی اور نہ ہی کسی ایک مرد کے بغیر رہ سکو گی اور وہ ایک مرد میں ہوں، صرف میں......“

وہ ان کے پاس سے چلا گیا وہ دونوں چپ چاپ پڑی رہیں انتظار کرتی رہیں کہ شاید وہ کچھ بولے گا پھر انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا نبیلہ نے کہا ”شاید وہ جا چکا ہے؟“

جمیلہ نے کہا ”نہیں...... شیطان اتنی آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑتا وہ چپ چاپ ہمارے اندر گھسا رہے گا اور ہمارے اندر کی باتیں معلوم کرتا رہے گا۔“

”معلوم کرنے کے لیے اور کیا رہ گیا ہے بس ہماری ایک ہی پہلی اور آخری خواہش ہے اور وہ ہے علی اکبر......“

نبیلہ نے بڑی محبت سے، بڑی عقیدت سے اور بڑے دکھ سے کہا ”جمیلہ! ہمارا کیا بنے گا؟ کیا تم اس کے بغیر رہ سکو گی؟“

وہ بولی ”نہیں، میں اس کے بغیر سانس لینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔“

”یہی میری حالت ہے پھر ہمارا کیا بنے گا؟“

وہ دونوں بہنیں اس قدر ہم مزاج تھیں کسی ایک شخص کی طلب میں ایک دوسرے سے دشمنی نہیں کر سکتی تھیں اور نہ ہی رقابت کی آگ میں جل سکتی تھیں۔ جمیلہ جو اپنے لیے سوچتی تھی وہی نبیلہ کے لیے بھی سوچتی تھی اور نبیلہ کا بھی یہی حال تھا۔ دونوں کا درد، دونوں کے احساسات اور جذبات ایک جیسے تھے۔

اب تو ان دونوں کی سوچ کی لہریں ایک ہو گئی تھیں جمیلہ پارس کے بارے میں جس طرح جذباتی ہو کر سوچتی تھی، ٹھیک ان ہی لمحات میں نبیلہ بھی پارس کے متعلق اسی انداز میں سوچتی رہتی تھی۔

بہت سے رشتے دار اسپتال میں ان سے ملنے آتے تھے، انہیں مبارک باد دیتے تھے اور ایک نئی زندگی گزارنے کے سلسلے میں دعائیں بھی دیتے رہتے تھے ان کے بزرگ چچا نے کمرے میں آ کر اپنا موبائل فون دکھاتے ہوئے کہا ”علی اکبر تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔“

اس کا نام سنتے ہی دونوں کے دل تیزی سے دھڑکنے لگے۔ وہ بے خیالی میں اٹھنا چاہتی تھیں لیکن تکلیف کی شدت سے کراہتے ہوئے پھر لیٹ گئیں۔ چچا نے ایک طرف بڑھتے ہوئے کہا ”بیٹی! ذرا آرام سے ابھی زخم کچا ہے۔“

پھر وہ دوسری کی طرف بڑھتے ہوئے بولا ”ڈاکٹر نے ہلنے جلنے سے منع کیا ہے۔ جب زخم مندمل ہونے لگے گا تو پھر تم اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہو جاؤ گی۔“

دونوں نے اپنا اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا ”چچا جان! فون ہمیں دیں۔“

وہ دونوں کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ سوچنے لگا فون کسے دینا چاہیے۔ جمیلہ نے کہا ”مجھے دیں۔“

نبیلہ نے کہا ”مجھے دیں، میں اس کی آواز سنوں گی۔“

جمیلہ نے کہا ”ٹھیک ہے چچا جان! آپ نبیلہ کو فون دیں۔“

نبیلہ نے فوراً ہی کہا ”نہیں چچا جان! آپ جمیلہ کو فون دیں۔“

جمیلہ نے کہا ”کوئی فرق نہیں پڑے گا تم اس کی باتیں سنو گی بولو گی تو میں بھی سنتی رہوں گی۔“

چچا بے چارہ ان کے درمیان کھڑا تھا مسکرا کر بولا۔ ”اگر تم دونوں چلنے پھرنے کے قابل ہوتیں تو میں اس فون کو بیچ میں رکھ دیتا جس کی مرضی ہوتی وہ آ کر اسے اٹھا لیتی لیکن اب اس وقت نبیلہ نزدیک ہے تو میں اسے دے رہا ہوں۔“

نبیلہ نے بڑی بے قراری سے فون لے کر اس کے بٹن کو دبایا پھر کان سے لگا کر کہا ”ہیلو علی اکبر! یہ آپ بول رہے ہیں نا؟“

پارس کی آواز سنائی دی ”ہاں، میں بول رہا ہوں مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپریشن کامیاب رہا ہے، تم دونوں کو علیحدہ کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تم دونوں خیریت سے ہو۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ تم دونوں کے لیے میری نیک تمنائیں ہیں۔“

جمیلہ اس سے دور بیڈ پر لیٹی سر گھمائے اس کی طرف حسرت سے دیکھ رہی تھی۔ وہ فون کو کان سے لگا کر پارس کی آواز کو سننے کے لیے تڑپ رہی تھی اس کی تڑپ کو نبیلہ سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ وہاں قریب ہی دس برس کا ایک چچا زاد بھائی کھڑا ہوا تھا اس نے کہا ”اسلم ادھر آؤ، یہ فون اپنی جمیلہ آپی کو دو۔“

اس نے فون لے جا کر جمیلہ کو دیا وہ بھی بے قراری سے فون لے کر کان سے لگاتے ہوئے بولی ”ہیلو، میں جمیلہ بول رہی ہوں، آپ کیسے ہیں؟ کہاں ہیں؟ ہم سے ملنے کیوں نہیں آئے۔“

وہ مسکرا کر بولا ''ایک ہی وقت میں کتنے سوالات کر رہی ہو، یہ کیوں بھول رہی ہو کہ دشمن میری جان لینا چاہتا ہے، اس لیے مجھے اس سے چھپ کر رہنا چاہیے۔''

''ہاں، یہ آپ اچھا کر رہے ہیں۔ ہمیں آپ کی زندگی آپ کی سلامتی چاہیے پتا نہیں ہم سب کو وردان جیسے شیطان سے کب نجات ملے گی؟''

نبیلہ نے کہا ''اللہ تعالیٰ نے چاہا تو جلد ہی اس سے نجات مل جائے گی۔''

جمیلہ نے اسلم کو آواز دی ''ادھر آؤ اسلم! یہ فون نبیلہ کو دے دو۔''

وہاں کئی رشتے دار موجود تھے ان دونوں بہنوں کی محبتوں کو سمجھ رہے تھے، نبیلہ نے کہا ''ہیلو میں نبیلہ بول رہی ہوں۔''

پارس نے ہنستے ہوئے کہا ''اب تم دونوں کی علیحدگی سے یہ ہو گیا کہ بیچ میں کسی کو ملازم رکھنا ہوگا تاکہ وہ تم دونوں کے درمیان ادھر سے ادھر دوڑتا رہے۔''

نبیلہ اس بات پر ہنسنے لگی تو دوسرے بیڈ پر سے جمیلہ بھی ہنسنے لگی۔ نبیلہ نے کہا ''ہمیں یہ خوشیاں عارضی طور پر مل رہی ہیں۔ ابھی تم فون بند کر دو گے تو ہم پھر مایوس ہو جائیں گے اور تمہارے اگلے فون کا انتظار کرتی رہیں گی۔''

پارس نے کہا ''میں نے بہت ضروری باتیں کرنے کے لیے ابھی فون کیا ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ میرا اصلی نام علی اکبر نہیں ہے میرا نام پارس علی ہے۔ میں مشہور زمانہ ٹیلی پیتھی جاننے والے فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہوں۔''

وہ حیرانی سے بولی ''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟''

ایسا کہتے وقت اس نے جمیلہ کی طرف دیکھا۔ جمیلہ بھی حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی پارس نے کہا ''اب تک ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے دماغوں میں آتے رہے ہیں اور تم دونوں کی حفاظت کرتے رہیں ہیں اس لیے وردان جیسا ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے پاس آ کر ناکام ہوتا رہا ہے۔''

جمیلہ نے اپنے بیڈ پر سے کہا ''ان سے پوچھو کہ انہوں نے یہ بات اب تک ہم سے کیوں چھپائی تھی؟''

''اس لیے کہ ہم وردان سے یہ حقیقت چھپانا چاہتے تھے لیکن اب اس شیطان کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ میرا اصل نام پارس ہے اور میں فرہاد علی تیمور کا بیٹا ہوں اس نے یہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس والوں کو ہمارے پیچھے لگا دیا ہے جب تک میں وردان کو اس کے عبرت ناک انجام تک نہیں پہنچاؤں گا تب تک تم دونوں کے سامنے نہیں آسکوں گا۔''

نبیلہ نے مایوسی سے کہا ''پتا نہیں، کب وہ شیطان خاک میں ملے گا اور کب تم ہمارے پاس آؤ گے، کیا تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیں اس سے نجات نہیں دلا سکتے؟''

''بے شک، وہ نجات دلا سکتے ہیں فی الحال یہ کر سکتے ہیں کہ تم دونوں کے دماغوں کو لاک کر دیں تاکہ وہ کبھی تمہارے اندر نہ آسکے۔''

نبیلہ نے اسلم کو فون دیا اس نے جمیلہ کے پاس اسے پہنچایا۔ وہ فون کو کان سے لگا کر بولی ''جتنی جلدی ہو سکے ہمارے دماغوں کو لاک کرا دو۔ ہم اس کی آواز اپنے اندر سننا نہیں چاہتے۔ جب بھی وہ ہمارے اندر آ کر بولتا ہے تو ہمیں زہر لگتا رہتا ہے۔''

''فکر نہ کرو، جلد ہی تم دونوں کے دماغوں کو لاک کر دیا جائے گا ویسے شیطان اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا۔ جب وہ تمہارے اندر پہنچنے میں ناکام رہے گا تو تمہارے آس پاس کے لوگوں کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے ذریعے تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا جیسا کہ اس نے تمہارے ابو کے ذریعے مجھے گولی مارنے کی کوشش کی تھی۔''

وہ پریشان ہو کر بولی ''پتا نہیں، یہ کیسی بلا ہمارے پیچھے پڑ گئی ہے کم بخت جونک کی طرح چمٹ کر رہ گیا ہے اور اندر ہی اندر ہمارا خون چوس رہا ہے۔''

نبیلہ نے کہا ''جمیلہ! ان سے پوچھو پھر کب ہم سے فون پر باتیں ہوں گی؟''

جمیلہ یہ پوچھنا چاہتی تھی پارس نے کہا ''میں نے نبیلہ کی بات سن لی ہے ابھی تھوڑی دیر میں تم دونوں کے پاس ایک موبائل فون پہنچے گا۔ اس کے ذریعے تم جب چاہو گی مجھ سے باتیں کر سکو گی۔ اب میں فون بند کر رہا ہوں کیونکہ دوسری جگہ مصروف ہوں۔ مجھے یہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس والوں سے چھپ کر رہنا پڑتا ہے بڑی محتاط زندگی گزار رہا ہوں۔''

وہ بولی ''ٹھیک ہے، آپ اپنا خیال رکھیں اور جب ضروری سمجھیں اور اپنے آپ کو محفوظ سمجھیں تب ہم سے رابطہ کریں۔''

میں نے خدا حافظ کہہ کر فون کو بند کر دیا۔ اب تک پارس بن کر ان دونوں سے بول رہا تھا۔ پارس اپنی جگہ مجبور تھا انا بیلا کا قیدی بنا ہوا تھا اس کے پاس موبائل فون نہیں تھا میں نے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کیا تو اس نے یہ فرمائش

کی تھی کہ میں ان بہنوں سے باتیں کروں اور انہیں تسلیاں دوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تسلی ہو چکی تھی۔ وہ دونوں بہت خوش تھیں۔

اس وقت میں اور میرے اپنے بہت بڑے چیلنج کا سامنا کر رہے تھی ایسی پریشانیوں سے گزر رہے تھے جو ختم ہوتی دکھائی نہیں دے رہی تھیں ایسی حالت میں بھی ہم نے جمیلہ اور نبیلہ کی خوشیوں کا خیال کیا تھا۔ وہ دونوں بھی ہمارے لیے اہم تھیں ان کی وجہ سے سوامی اور وردان وشوانا تھ سے ٹکراؤ ہوا تھا۔

ہمیں شبہ تھا کہ انا بیلا تنہا اپنے محاذ پر نہیں ہے اس کی پشت پر وردان جیسا ٹیلی پیتھی جاننے والا اور غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والا شخص موجود ہے ان دونوں نے چپکے چپکے معلوم کیا تھا کہ اعلیٰ بی بی، پارس اور انوشے کون کون سے شہر میں ہیں اور ان کا پتا ٹھکانا کیا ہے؟

اس سلسلے میں اب یہ اہم سوال میرے ذہن میں چبھ رہا تھا کہ انہیں ان سب کا پتا ٹھکانا کیسے معلوم ہوا؟

وردان نے تمام پولیس اور انٹیلی جنس والوں کو اعلیٰ بی بی اور پارس کے پیچھے لگا دیا تھا وہ سب انہیں تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ وردان کی اس جدوجہد سے پتا چل رہا تھا کہ وہ اعلیٰ بی بی اور پارس کے موجودہ ٹھکانے سے واقف نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ انا بیلا نے خود اپنے طور پر معلومات حاصل کی ہیں۔

لیکن معلومات کیسے حاصل کیں؟ وہ تقریباً دس گھنٹے پہلے کبریا کی معمول اور تابعدار تھی اور کبریا یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس نے میرے کسی بھی بیٹے یا بیٹی کے بارے میں کوئی معلومات حاصل نہیں کی ہیں پھر وہ اچانک ہی کبریا کے تنویمی عمل سے آزاد ہو گئی تھی، کیا آزادی اور خودمختاری حاصل ہوتے ہی اس نے پارس، اعلیٰ بی بی اور انوشے کا پتا ٹھکانا معلوم کر لیا تھا؟

یہ بات ذہن تسلیم نہیں کر رہا تھا میں یقین سے کہہ سکتا تھا کہ اس کی معلومات کا ذریعہ کوئی دوسری ہستی ہے اور وہ دوسری ہستی کوئی بھی ہو اسے کیسے معلوم ہوا کہ میرے بچے کہاں کہاں روپوش ہیں؟ یہ بات میں جانتا تھا یا صرف سونیا جانتی تھی کسی تیسری ہستی کو میرے بچوں کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا حتیٰ کہ الپا اور ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی پارس اور اعلیٰ بی بی کی موجودہ رہائش گاہ سے واقف نہیں تھے۔

جب کوئی نہیں جانتا تھا تو پھر انا بیلا کیسے جان گئی؟ کس نے اسے میرے بچوں کے بارے میں بتایا؟ وہ یا تو مجھ سے معلوم کر سکتی تھی یا پھر سونیا سے...... میں نے تو اسے نہیں بتایا تھا اور میں سونیا پر شبہ نہیں کر سکتا تھا کہ اس نے انا بیلا کو بتایا ہوگا پارس، اعلیٰ بی بی اور کبریا سونیا کے بیٹے تھے وہ اپنے بیٹوں سے بھلا کیوں دشمنی کرے گی؟

گھوم پھر کر وہی سوال پیدا ہوتا تھا کہ جب میں نے، سونیا نے اور انا بیلا کو نہیں بتایا تو پھر اسے کیسے معلوم ہوا، کہاں سے معلوم ہوا؟ وہ ہستی کون ہے جو اس کی معلومات کا ذریعہ بن گئی؟

ہماری طویل زندگی کے تلخ تجربات نے یہ سمجھایا ہے کہ کبھی خود پر بھی شبہ کرنا پڑے تو ضرور کرنا چاہیے یہ سوچنا چاہیے کہ شاید ہم نے نیند کی حالت میں بڑبڑاتے ہوئے اپنے اندر کی بات دوسرے کو بتا دی ہے۔

مجھے اور سونیا کو نیند میں بڑبڑانے کی عادت نہیں تھی دوسرا تلخ تجربہ تھا کہ ہم غفلت میں مارے جاتے ہیں یا کسی کے زیر اثر آ جاتے ہیں ہمیں پتا ہی نہیں چلتا کہ کس نے کب ہمیں ٹریپ کیا تھا اور ہم پر تنویمی عمل کر کے پچھلی ساری باتیں بھلا دی تھیں یا پھر مجھے فرہاد کی حیثیت سے سونیا کو سونیا کی حیثیت سے رہنے دیا ہے لیکن درپردہ ہمیں اپنا مطیع اور فرمانبردار بنا لیا ہے۔

میں اپنے بارے میں یقین سے کہہ سکتا تھا کہ کسی نے مجھے ٹریپ نہیں کیا ہے اور نہ ہی میری کسی غفلت سے فائدہ اٹھایا ہے اگر میں کسی کے زیر اثر ہوتا تو اپنے اور اپنی اولاد کے خلاف بہت کچھ کرتا رہتا لیکن میں پورے ہوش و حواس میں رہ کر یہ دیکھ رہا تھا کہ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔

بات سونیا پر آ کر رکی کیا وہ غفلت میں کسی کے زیر اثر آ گئی ہے؟ وہ بابا صاحب کے ادارے سے نکل کر پیرس گئی تھی کیا وہ کسی حادثے سے دوچار نہیں ہو سکتی، کسی کے فریب میں نہیں آ سکتی؟

میں نے سوچا اگر سونیا سے یہ بات پوچھوں گا تو وہ انکار کر دے گی، پورے یقین سے کہے گی کہ وہ کسی کے زیر اثر نہیں ہے کیونکہ جو کسی کے معمول اور تابعدار ہوتے ہیں انہیں کبھی یہ پتا نہیں چلتا کہ وہ آزاد اور خودمختار رہ کر بھی کسی کے زیر اثر آ چکے ہیں۔

میں تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر میں نے الپا کو مخاطب کیا اسے اپنے خیالات بتائے وہ توجہ سے سنتی رہی پھر اس نے کہا ''پاپا! میں پچھلے تین ہفتوں سے آپ کے ساتھ ہوں اور دن رات آپ سے رابطہ رہتا ہے۔ آپ کو دیکھتی آ رہی

ہوں یہ یقین سے کہتی ہوں کہ آپ کو کسی نے ٹریپ نہیں کیا ہے آپ کسی کے زیراثر نہیں ہیں۔''

''سونیا کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟'

''وہ ہم سے بہت دور ہیں ہم ان کی دن رات کی مصروفیات کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔''

میں نے کہا ''ہم کچھ جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں، ایک بات اٹل ہے کہ پارس اور علی بی بی کا موجودہ پتا ٹھکانا صرف میں جانتا ہوں، یا سونیا جانتی ہے تم ہمارے بہت قریب ہو لیکن تم بھی نہیں جانتیں لہٰذا ہم دونوں میں سے کوئی ایک انا بیلا کی معلومات کا ذریعہ بن چکا ہے۔''

''یہ آپ کے تجربات اور اصول پسندی ہے کہ آپ اپنے آپ پر بھی شبہ کر رہے ہیں۔''

''میں اس لیے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم مجھ پر کڑی نظر رکھو مختلف ذرائع سے معلوم کرنے کی کوشش کرو، کیا میں جانے انجانے میں کوئی ایسی حرکت کر رہا ہوں جس سے میرے بچوں کو نقصان پہنچ رہا ہے اور میں نہ جانتے ہوئے بھی انا بیلا کو فائدہ پہنچا رہا ہوں۔''

''آپ کا حکم سر آنکھوں پر، میں آپ کی نگرانی کروں گی۔''

''اور میں سونیا کی نگرانی کروں گا میرے بچوں کی رہائی ملنے تک نہ تم مجھ پر بھروسا کرو، نہ میں سونیا پر بھروسا کروں گا کوئی اہم معاملہ ہو اور تم کسی بہترین تدبیر پر عمل کرنے والی ہو تو مجھے نہ بتانا، اپنے طور پر جو چاہو کر گزرو، سیدھی بات یہ ہے کہ مجھ پر بھروسا نہ کرو میں بھی سونیا پر بھروسا نہیں کروں گا۔''

جنگ لڑنے کا دستور ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ آپس کے لوگ متحد ہو کر دشمن سے مقابلہ کرتے ہیں۔ میں نے پہلی بار اس اصول کو بدل دیا متحد ہونے کے بجائے ہم الگ الگ ہو گئے یہ طے کر لیا کہ سونیا اپنے طور پر جو چاہے کرے، الپا بھی اپنے طور پر تدبیر کرے اس پر عمل کرے اور میں بھی جو سوچوں گا جو چاہوں گا کروں گا لیکن اپنی تدبیر پر عمل کرتے وقت کسی کو اپنا راز دار نہیں بناؤں گا۔

فی الوقت میں نے اور الپا نے یہ فیصلہ کیا تھا اور اب یہ فیصلہ سونیا کو سنانا ضروری تھا میں اس سے کہنا چاہتا تھا کہ جب تک ہمارے بچوں کو رہائی نہیں ملے گی تب تک میں اس سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ نہیں کروں گا اور نہ ہی فون کے ذریعے مجھے مخاطب کرے گی۔

اس مقصد کے لیے میں نے خیال خوانی کی پرواز کی اور سونیا کے اندر پہنچ گیا اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا کیونکہ اس وقت کوئی اور اس کے اندر موجود تھا اور اس سے کہہ رہا تھا ''میں لکھنؤ کے سبز بنگلے میں پہنچ گیا ہوں، ایک کھڑکی سے دیکھ رہا ہوں سامنے مرلی دھر کا وہ بنگلا ہے جس میں اعلیٰ بی بی کو تم نے قیدی بنا رکھا ہے۔''

وہ ایسی بات کہہ رہا تھا جسے سنتے ہی میرے ذہن کو جھٹکا سا لگا کیا سونیا نے اعلیٰ بی بی کو قیدی بنا رکھا ہے؟

اسی وقت سونیا نے کہا ''بس ٹھیک ہے میرے اندر زیادہ دیر نہ رہو کوئی بھی یہاں آ سکتا ہے تم جاؤ میں تمہارے پاس آ رہی ہوں۔''

یہ سنتے ہی میں اس کے دماغ سے نکل آیا کیونکہ وہ اجنبی بھی وہاں سے جا رہا تھا اس کے جاتے ہی سونیا میری سوچ کی لہروں کو محسوس کر سکتی تھی میں شدید حیرانی سے سوچ رہا تھا ''یہ کیا ماجرا ہے؟ سونیا نے اپنی ہی بیٹی اعلیٰ بی بی کو مرلی دھر کے مکان میں قیدی بنا رکھا ہے۔ یہ یقین کرنے والی بات نہیں تھی۔''

میں اس اجنبی کی ایک ایک بات توجہ سے سن چکا تھا اور خود سنی ہوئی بات کو جھٹلا نہیں سکتا تھا پھر سونیا نے اس اجنبی سے کہا تھا کہ وہ اس کے دماغ سے چلا جائے وہ خود اس کے پاس آئے گی۔

اب یہ سوال پیدا ہوا کہ وہ اس کے پاس کیسے جائے گی جبکہ وہ اجنبی لکھنؤ میں ہے اور میری موجودہ معلومات کے مطابق سونیا پیرس کے جھیل والے کاٹیج میں تھی۔

میں نے اس اجنبی کی آواز اور لب و لہجہ کو گرفت میں لیا وہ یوگا کا ماہر ہو سکتا تھا میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی مجھے سانس روک کر بھگا سکتا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا مجھے اس کے اندر سونیا کی آواز سنائی دے رہی تھی اور میں شدید حیرانی میں مبتلا ہو رہا تھا یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ خیال خوانی کرنا نہیں جانتی تھی پھر بھی اس اجنبی کے اندر آ کر بول رہی تھی۔

ایک پل میں یہ منکشف ہو گیا کہ وہ میری سونیا نہیں ہے اور میں اب تک اس سے دھوکا کھاتا رہا ہوں ابھی یہ سوچنے کا وقت نہیں تھا کہ میری سونیا کہاں ہے اور اس ڈمی نے اس کی جگہ کیسے لے لی ہے اور کب سے اس کی جگہ رہ کر ہمیں دھوکا دے رہی ہے؟

اپنی سونیا کی فکر بعد میں کی جا سکتی تھی وہ کوئی نادان بچی نہیں تھی فی الحال ڈمی سونیا کے جھوٹ اور فریب کو سمجھنا بہت ضروری تھا۔

میرے لیے ایک اور حیرانی کی بات یہ تھی کہ وہ اس اجنبی کو فرہاد کہہ کر مخاطب کر رہی تھی اس وقت میں یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والا دراصل بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتا تھا اس کا نام کاشف جمال تھا۔ جب اسے محاسبے کے لیے بابا صاحب کے ادارے میں طلب کیا گیا تو نومی نے اس پر دوبارہ تنویمی عمل کر کے اس کا لب و لہجہ اور شخصیت بدل دی اس کے ذہن سے کاشف جمال کا نام مٹا دیا اور اسے یہ تاثر دیا کہ جس طرح وہ سونیا بن کر ایک اہم رول ادا کر رہی ہے اسی طرح آئندہ اسے فرہاد علی تیمور بن کر اس کے ساتھ رہنا ہے اسی لیے وہ اسے فرہاد کہہ کر مخاطب کیا کرتی تھی۔

بہرحال اس وقت میں ان دونوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ یہ اہم انکشاف میرے لیے بہت تھا کہ میری سونیا کی جگہ کوئی ڈمی سونیا آ گئی ہے۔ اس وقت ڈمی فرہاد کہہ رہا تھا ''یہ بات پھر سمجھ میں نہیں آئی کہ تم اعلیٰ بی بی کو کیوں اہمیت دے رہی ہو جبکہ اہمیت انوشے کی ہے وہ فرہاد کے بیٹے کی بیٹی ہے فرہاد کی اور آمنہ کی جان ہے۔''

ڈمی سونیا نے کہا ''میں تم سے زیادہ اس فیملی کی ہسٹری جانتی ہوں اور میں صرف فرہاد کی کمزوری کو اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتی ہوں اور اس کی سب سے بڑی کمزوری اس کی بیٹی اعلیٰ بی بی ہے وہ اسے جان سے زیادہ چاہتا ہے پھر یہ کہ انوشے ممبئی میں تنہا نہیں ہے ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا اس کے ساتھ ہے اس کے علاوہ فرہاد بھی اسی شہر میں ہے۔ میں کبھی نہیں چاہوں گی کہ فرہاد سے تمہارا ٹکراؤ ہو تمہیں ہمیشہ اس سے کترا کر دور دور رہنا چاہیے۔''

میں ان کی باتیں سن رہا تھا اور ڈمی فرہاد کے چور خیالات پڑھ رہا تھا اس کے چور خیالات سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ بھی بابا صاحب کے ادارے کا ٹیلی پیتھی جاننے والا کاشف جمال تھا جسے اب تبدیل کر دیا گیا ہے وہ اپنے آپ کو بھول چکا تھا اس لیے اس کے چور خیالات بھی بدل گئے تھے۔

ان لمحات میں اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ ایک بنگلے کی کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا ہے اور سامنے مرلی دھر کا بنگلا دکھائی دے رہا ہے۔

میں یہ پہلے بیان کر چکا ہوں کہ اعلیٰ بی بی نے مرلی دھر کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر لکھنؤ کے اس بنگلے میں رہائش اختیار کی تھی اسے یقین تھا کہ وہ وہاں آسانی سے روپوش رہے گی اور کسی دشمن کو خبر نہیں ہو گی۔ یہ ہم میں سے کوئی نہیں جانتا تھا کہ ڈمی سونیا آستین کا سانپ بنی ہوئی ہے اور وہ ہمارے ایک ایک راز سے واقف ہوتی جا رہی ہے۔

بہرحال اعلیٰ بی بی کو اس بنگلے میں قیدی بنانے کے بعد مرلی دھر پر عمل کیا تھا اور اسے اعلیٰ بی بی کے تنویمی عمل سے نجات دلائی تھی، اسے اس کے بنگلے سے باہر نکال دیا اور کہیں دور چلے جانے پر مجبور کر دیا تھا۔

اس وقت ڈمی سونیا کہہ رہی تھی ''انا بیلا نے فرہاد کو چوبیس گھنٹے کی مہلت دی ہے چھ گھنٹے گزر چکے ہیں باقی اٹھارہ گھنٹے بھی گزر جائیں گے اس دوران میں اگر وہ چالاکی دکھائیں گے تو اعلیٰ بی بی اس بنگلے سے زندہ نہیں نکلے گی اپنے ان دو آلہ کاروں سے معلوم کرو انہوں نے کیا انتظامات کیے ہیں؟''

ڈمی فرہاد نے ان آلہ کاروں سے پوچھا ''اگر کوئی رکاوٹ پیش آئے گی اور ہم اعلیٰ بی بی کو یہاں سے گولی نہیں مار سکیں گے تو اسے کس طرح موت کے گھاٹ اتارا جائے گا؟''

ایک آلہ کار نے کہا ''ہم نے اس بنگلے کے آگے پیچھے دائیں بائیں چار عدد بم نصب کیے ہیں ہمارے پاس یہ ریموٹ کنٹرول ہے۔ ہم دور ہی سے یہ بٹن دبائیں گے تو وہاں دھماکا ہو گا وہ بنگلا دیکھتے ہی دیکھتے کھنڈر بن جائے گا اور اس کے اندر اعلیٰ بی بی کی لاش پہچانی نہیں جائے گی۔''

ڈمی سونیا نے کہا ''ایسا انتہائی مجبوری کے عالم میں کیا جائے گا ورنہ میں اعلیٰ بی بی کو زندہ رکھنا چاہتی ہوں اسے زیادہ سے زیادہ زخمی کرو، اپاہج بناؤ تاکہ وہ خیال خوانی کے قابل نہ رہے۔''

''جب فرہاد علی تیمور سے دشمنی کی جا رہی ہے تو پھر اس کی بیٹی کو زندہ کیوں رکھنا چاہتی ہو؟''

''میں فرہاد سے دشمنی نہیں کر رہی ہوں اسے حاصل کرنا چاہتی ہوں وہ میری منزل ہے۔ میں اس کا بھرپور اعتماد حاصل کر چکی ہوں جب روبرو ملاقات ہو گی تو سونیا کی حیثیت سے اس کے ساتھ زندگی گزاروں گی یہ میری دلی آرزو ہے۔''

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی ''اب وہ وقت جلد ہی آ رہا ہے۔ میں بہت بڑی کامیابی حاصل کر رہی ہوں، پھر فرہاد کے ساتھ رنگین و سنگین لمحات گزارتی رہوں گی ایسے وقت کے لیے چاہتی ہوں کہ اعلیٰ بی بی کو جانی نقصان پہنچا کر اپنے اس آئیڈیل فرہاد کو غمزدہ نہ کروں کبھی اسے شکایت کا موقع نہ دوں۔''

''پتا نہیں وہ کمبخت کون تھی جو میری پوری فیملی سے دشمنی کر رہی تھی اور مجھ سے عشق فرما رہی تھی۔ میرے ساتھ دن رات زندگی گزارنے کے خواب دیکھ رہی تھی اور اپنی حکمت عملی سے اس خواب کی تعبیر تک پہنچ رہی تھی۔

میں نے الپا کو مخاطب کیا اسے فوراً اپنے اندر آنے کو کہا۔ وہ دوسرے ہی لمحے میں آ کر بولی ''کیا بات ہے پاپا؟''

میں نے کہا ''میں کسی کے دماغ میں جا رہا ہوں اس کے لب و لہجے کو اپنے ذہن میں نقش کرو۔''

میں پھر اس ڈمی فرہاد کے اندر پہنچا وہ کہہ رہا تھا ''میڈم! اب مجھے خیال خوانی کے ذریعے دہلی کے ان آلہ کاروں کے پاس پہنچنا ہے جو پارس کی نگرانی کر رہے ہیں۔''

ڈمی سونیا نے کہا ''میں وہاں جا رہی ہوں تم بھی لکھنو پہنچے ہو ان آلہ کاروں سے باتیں کرو اور انہیں اچھی طرح اپنے قابو میں رکھو میں پھر کسی وقت رابطہ کروں گی۔''

میں نے الپا کے اندر آ کر چپکے سے کہا ''فوراً یہاں سے نکل چلو۔''

ہم دونوں اپنی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئے پھر الپا میرے اندر آ کر بڑی حیرانی سے بولی ''پاپا! میں اس اجنبی کے اندر ماما (سونیا) کی آواز سن رہی تھی ایسا لگ رہا تھا جیسے مما خیال خوانی کے ذریعے بول رہی ہوں جبکہ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہیں۔''

میں نے کہا ''تم یہاں سے جاؤ میں ابھی فون پر تم سے رابطہ کرتا ہوں۔''

وہ چلی گئی، میں نے فون کے ذریعے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا ''تم واقعی اپنی مما کی آواز سن رہی تھیں، بے شک سونیا خیال خوانی کر رہی ہے لیکن وہ ہماری سونیا نہیں ہے۔ ہم نہ جانے کب سے ایک ڈمی سونیا کے ذریعے دھوکا کھاتے آ رہے ہیں۔''

''اوہ مائی گاڈ! پیرس میں جو ہماری مما ہیں دراصل وہ ہماری نہیں ہیں، کوئی فراڈ ہیں؟''

''بے شک یہی بات ہے اس لیے میں فون کے ذریعے بات کر رہا ہوں۔ آئندہ ہم ایک دوسرے کے دماغوں میں نہیں آئیں گے، پتا نہیں کس وقت وہ خیال خوانی کرنے والی ڈمی سونیا ہمارے اندر چپ چاپ آ جائے اور ہماری باتیں سنتی رہے جب میرے دماغ میں تم نہیں آؤ گی تمہارے دماغ میں، میں نہیں آؤں گا تو ہم اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کر سکیں گے۔''

''میں آپ کی اس احتیاطی تدبیر کو اچھی طرح سمجھ رہ[ی] ہوں لیکن وہ اجنبی کون ہے؟''

''پتا نہیں ڈمی سونیا اسے فرہاد کہہ کر مخاطب کرتی ہے وہ بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہے کیا تم اس کی آواز اور لب و لہجہ اچھی طرح ذہن نشین کیا ہے؟''

''یس پاپا! میں ابھی ڈمی سونیا بن کر اس کے اندر جا سکتی ہوں۔''

''جاؤ اور آزما کر دیکھو وہ تمہیں محسوس کرتا ہے یا نہیں؟''

''آپ فون بند نہ کریں میں ابھی آتی ہوں۔''

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر ڈمی سونیا کے اس آلہ کار کاشف جمال کے اندر پہنچ گئی۔ وہ اپنے دو آلہ کاروں سے باتیں کر رہا تھا اور اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہا تھا۔ اس نے واپس آ کر کہا ''پاپا! میں اس کے اندر گئی تھی اس نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا ہے۔''

''میرا خیال درست نکلا وہ ڈمی سونیا کا معمول اور تابعدار ہے۔ اب اس پہلو پر غور کرو کہ انابیلا کو اعلیٰ بی بی، پارس اور انوشے کی موجودہ رہائش گاہوں کا علم کیسے ہوا؟''

''سیدھی سی بات سمجھ میں آ رہی ہے یہ ڈمی سو[نیا] ہمارے گھر کی بھیدی بنتی رہی ہے اور انابیلا کو یہ ساری با[تیں] بتاتی رہی۔''

''اس کا مطلب ہے کہ وہ انابیلا کے دماغ میں بھی جا کر اس سے بولتی ہے یا تو اس نے انابیلا کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے یا انابیلا نے ڈمی سونیا کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے؟''

''نہیں پاپا! جب میں نے انابیلا کو بری طرح اپنے شکنجے میں لیا تھا اور اس کے فرار کا کوئی راستہ نہیں رہا تھا اچانک ہی وہ میری اور کبریا کی گرفت سے نکل گئی تھی اس کا دماغ لاک ہو گیا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ ڈمی سونیا نے اس کے دماغ کو لاک کیا ہوگا۔''

''بے شک یہی بات ہے تم اور کبریا اسے اپنی مما سمجھ کر انابیلا کے حالات بتاتے رہے اور وہ درپردہ خیال خوانی کے ذریعے ان کے اندر پہنچتی رہی پھر موقع دیکھ کر اسے اپنی معمول اور تابعدار بنالیا اور اس کے دماغ کو لاک کر کے اسے تم لوگوں سے دور کر دیا۔''

''میں نے ڈمی سونیا کا لہجہ اختیار کیا تو اس ڈمی فرہاد نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ کیا میں انابیلا کے اندر بھی اسی لب و لہجے کے ذریعے جا کر اسے آزماؤں؟''

''بے شک ابھی جاؤ......''

وہ انابیلا کے اندر پہنچ گئی۔ اس نے اسے محسوس نہیں کیا اس وہ گہری نیند میں تھی اس کے خیالات نے بتایا کہ وہ یروشلم میں ہے ایک چھوٹے سے مکان میں پے انگ گیسٹ کی حیثیت سے رہتی ہے۔

الپا نے دماغی طور پر حاضر ہو کر فون کے ذریعے چہکتے ہوئے کہا ''پاپا! یہ تو کمال ہو گیا۔ اب ہمیں انابیلا کے اندر جگہ مل سکتی ہے وہ ڈمی سونیا کے لب و لہجے کو اپنے اندر محسوس نہیں کرتی ہے۔ میں نے اس کے چور خیالات پڑھے ہیں، اس وقت وہ یروشلم میں ہے اور کسی چھوٹے سے مکان میں پے انگ گیسٹ کی حیثیت سے رہتی ہے۔''

میں نے کہا ''بیٹی! میں تھوڑی دیر کے لیے فون بند کر رہا ہوں۔ وضو کر کے سجدہ شکر کروں گا اس کے بعد تم سے باتیں کروں گا۔''

میں نے فون بند کیا پھر واش روم میں جا کر وضو کیا واپس آ کر ایک صاف ستھری چادر بچھا کر دو رکعت نفل ادا کرنے لگا پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگی اس کا شکر ادا کیا وہ ہمارا مالک حقیقی بے شک قادر مطلق ہے اور ہمارے بگڑے ہوئے کام بناتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال تھی اب ہم اپنے بچوں کی رہائی کو ممکن بنا سکتے تھے۔ ایسے وقت سونیا کا خیال آیا کہ وہ کہاں ہو گی اور کس حال میں ہو گی پتا نہیں ڈمی سونیا نے اس کے ساتھ کیسا فریب کیا ہے اور اسے کہاں گم کر دیا ہے؟

ہم خیال خوانی کے ذریعے سونیا سے رابطہ نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اس کے لب و لہجہ کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کرتے تو ہماری سوچ کی لہریں اس ڈمی سونیا کے اندر پہنچتیں۔

اس کمبخت فراڈ سونیا نے ہماری سونیا کے لب و لہجے کو اس کے ذہن سے مٹا دیا ہو گا اور اس کی شخصیت بدل دی ہو گی جب تک اس کا موجودہ لب و لہجہ معلوم نہیں ہو گا، اس سے رابطہ نہیں کر سکیں گے۔''

میں نے الپا سے پھر رابطہ کیا تو وہ بولی ''پاپا! ہماری مما کہاں ہوں گی؟ ہمیں ان کی فکر کرنی چاہیے۔''

''نہیں بیٹی! ان کی فکر نہ کرو۔ جب میں اور سونیا کسی بھی مہم پر نکلتے ہیں تو یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ ہماری آخری ملاقات ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو گی تو پھر ملیں گے اسی طرح میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو گی تو تمہاری ماما تم سب کو ضرور ملے گی۔''

''آپ اس ڈمی سونیا سے کس طرح نمٹنا چاہیں گے؟''

''ہم پہلے کی طرح بالکل انجان بن کر رہیں گے اور اسے یہ فریب دیتے رہیں گے کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتی جا رہی ہے۔''

''اس فراڈ عورت نے انابیلا کے اندر رہ کر ہمیں دھمکیاں دی ہیں کہ اگر پارس، اعلیٰ بی بی، انوشے اور کبریا میں سے کسی نے بھی فرار ہونے کی کوشش کی تو ایک تو کامیاب ہو جائے گا لیکن باقی سب مارے جائیں گے کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ بیک وقت سب ہی اس کے شکنجے سے نکل آئیں اور وہ کسی کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔''

میں نے کہا ''کبریا اور اعلیٰ بی بی کی پوزیشن معلوم ہو چکی ہے کہ کس طرح ان کی نگرانی کی جا رہی ہے، ہم پارس اور انوشے کے سلسلے میں یہ نہیں جانتے کہ رہائش گاہ کے باہر دشمن کس طرح تاک میں لگے بیٹھے ہیں اور کتنی تعداد میں ہیں۔''

الپا نے کہا ''آپ پارس کی فکر نہ کریں انوشے کو جناب علی اسد اللہ تبریزی کے حوالے کر دیں کیونکہ یہ ان کی امانت ہے۔ انہوں نے اسے ادارے کے باہر بھیجا ہے وہی اسے واپس لے کر آئیں گے۔''

الپا کی یہ بات دل کو لگی۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے پہنچ کر ان کو سلام کیا وہ عبادت میں مصروف تھے سلام کا جواب دے کر بولے ''بے شک انوشے میری ذمے داری ہے، وہ واپس آ جائے گی اب جاؤ۔''

میں سوچ رہا تھا انہیں انوشے کے بارے میں پوری تفصیلات بتاؤں گا لیکن انہوں نے کوئی بات نہ سنی، مجھے واپس جانے کے لیے کہہ دیا۔ الپا سے رابطہ کرنے کے بعد کہا ''تم درست کہہ رہی تھیں، ہمیں انوشے کی فکر نہیں کرنی چاہیے تم پھر اس ڈمی فرہاد کے اندر جاؤ وہ خیال خوانی کے ذریعے ان آلہ کاروں کے پاس جاتا ہے جو دہلی میں پارس کی نگرانی کر رہے ہیں۔''

وہ اس ڈمی فرہاد کے اندر پہنچی میں الپا کے اندر موجود رہا۔ وہاں اعلیٰ بی بی کی تاک میں رہنے والے دو آلہ کار ڈمی فرہاد سے کہہ رہے تھے ''ہم پچھلے آٹھ گھنٹے سے ڈیوٹی پر ہیں میں یہاں آگے والے دروازے کی نگرانی کرتا ہوں اور یہ پیچھے والے دروازے کے چکر لگایا کرتا ہے اب ہم دو چار گھنٹے کی نیند پوری کرنا چاہتے ہیں۔''

ڈمی فرہاد نے کہا ''بے شک تم دونوں کو آرام کرنا

چاہیے وہاں اپنے اپنے کمروں میں جا کر آرام سے سو جاؤ میں یہاں موجود رہوں گا۔ چار گھنٹے بعد تم دونوں کو ڈیوٹی پر واپس آنا ہے۔"

وہ دونوں سونے کے لیے چلے گئے۔ الپا اس کے چور خیالات پڑھ رہی تھی اور معلوم کر رہی تھی کہ پارس جس رہائش گاہ میں ہے اس کے چاروں طرف کس طرح تین آلہ کار اس کی نگرانی کر رہے ہیں؟ میں نے الپا سے کہا "تم فوراً ہی اس ڈمی فرہاد کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جماؤ اسے غائب دماغ بناؤ پھر میں بھی یہی کرتا ہوں گا۔"

ہم دونوں نے اس کے دماغ پر بڑی مضبوطی سے قبضہ جمایا اسے غائب دماغ بنا دیا۔ وہ ہماری مرضی کے مطابق وہاں سے اٹھ کر اس بنگلے سے باہر آیا پھر سیدھا چلتا ہوا اس بنگلے پر پہنچا جہاں اعلیٰ بی بی کو قید کیا گیا تھا اس نے دروازہ کھول کر اندر جانا چاہا تو یکبارگی اس کے منہ پر گھونسا پڑا اعلیٰ بی بی نے اس پر حملہ کیا تھا میں نے کہا "ارے بیٹی! رک جاؤ میں تمہارا پاپا ہوں اس کے دماغ پر قبضہ جما کر آیا ہوں۔ فوراً یہاں سے نکلو۔ میں تم سے بعد میں رابطہ کروں گا۔"

وہ فوراً ہی اپنا بیگ اٹھا کر اس بنگلے سے باہر آ گئی۔ اس کے جاتے ہی ڈمی فرہاد نے ہماری مرضی کے مطابق پہلے اس دروازے کو باہر سے بند کیا اور واپس آ کر اپنے اس بنگلے میں اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ ہم نے اس کے دماغ کو آہستہ آہستہ ڈھیل دی تو وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگا "یہ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں ابھی سوچتے سوچتے تھوڑی دیر کے لیے سو گیا تھا اپنے آپ سے غافل ہو گیا تھا۔"

اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑکی کے پاس آ کر دیکھا وہاں سے مرلی دھر کے بنگلے کا سامنے والا دروازہ دکھائی دے رہا تھا وہ باہر سے بند تھا اسے ایک ذرا یہ بات کھٹک رہی تھی کہ تھوڑی دیر کے لیے غافل کیوں ہو گیا تھا؟

وہ تیزی سے چلتا ہوا باہر آیا پھر اس بنگلے کے پاس آ کر دروازے کے آس پاس ان بموں کو دیکھنے لگا جو وہاں چھپا کر رکھے گئے تھے اور جنہیں ریموٹ کنٹرول کے ذریعے وقت ضرورت بلاسٹ کیا جا سکتا تھا۔

وہ مطمئن ہو کر اپنے اس بنگلے میں واپس آ گیا میں نے الپا سے کہا "خدا کا شکر ہے ہم نے اعلیٰ بی بی کو اس طرح رہائی دلائی ہے کہ اس دشمن عورت کو اس کی رہائی کا پتا نہیں چلے گا۔ سب یہی سمجھتے رہیں گے کہ اعلیٰ بی بی اندر اسی بنگلے میں قیدی بنی ہوئی ہے۔"

الپا نے ڈمی فرہاد کو اس بات پر مائل کیا کہ وہ لکھنو والے آلہ کاروں کے دماغ میں پہنچ کر پارس کے بارے میں کچھ معلوم کرے۔

اس نے یہی کیا خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے ان آلہ کاروں کے پاس پہنچا تو ہم بھی اس کے ذریعے ان کے اندر پہنچنے لگے۔ ان کے لب و لہجے کو اپنے ذہنوں پر نقش کرنے لگے۔ وہ ڈمی فرہاد منتظموں کے دماغوں میں باری باری جا کر ان کے خیالات پڑھتا رہا اور اطمینان حاصل کرتا رہا کہ وہ اپنی ڈیوٹی پر مستعد ہیں اور بڑی سختی سے پارس کی نگرانی کر رہے ہیں۔

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا میں نے اعلیٰ بی بی کو اپنے دماغ میں بلایا وہ آ گئی میں نے کہا "تمہاری طرح پارس کو بھی اس طرح رہائی دلانی ہے اس لیے ہمارے ساتھ چلو اور ایک شخص کے دماغ پر قبضہ جماؤ۔"

ہم ان تینوں آلہ کاروں کے پاس آ گئے جو پارس کی نگرانی کر رہے تھے۔ ہم تینوں نے ایک ایک کے دماغ پر قبضہ جمایا میں اپنے آلہ کار کو لے کر اس بوڑھی بیوہ کے مکان کے دروازے پر پہنچا جہاں وہ پے انگ گیسٹ کی حیثیت سے رہتا تھا۔ میرے آلہ کار نے دروازے کو کھولتے ہوئے کہا "پارس! میں ہوں تمہارا پاپا فوراً باہر آ جاؤ۔"

وہ دروازے پر آ کر اس آلہ کار کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا میں نے کہا "میں اس کے دماغ پر قبضہ جما چکا ہوں تم فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔"

وہ اپنا بیگ اٹھا کر اس مکان سے باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی آلہ کار نے دروازے کو پھر باہر سے بند کیا اور واپس اپنی جگہ پر آ گیا۔ ہم نے ان تینوں کے دماغوں کو آزاد چھوڑ دیا انہیں یہ نہ معلوم ہو سکا کہ چند منٹوں میں کیا کیا ہو چکا ہے پنچھی پنجرہ توڑے بغیر پھر سے اڑ گیا ہے۔

اعلیٰ بی بی اور پارس اس طرح فرار ہو چکے تھے کہ ڈمی سونیا اور انابیلا کو آخری وقت تک ان پر شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ اسی خوش فہمی میں مبتلا رہیں کہ انہوں نے سب ہی کو بری طرح شکنجے میں لے رکھا ہے۔ الپا میرے ساتھ خیال خوانی میں مصروف تھی ایسے ہی وقت انوشے نے اس کے پاس آ کر کہا "ماما! جلدی یہاں آئیں اور کھڑکی سے جھانک کر دیکھیں لوگوں کی بھیڑ ہمارے بنگلے کی طرف چلی آ رہی ہے۔"

الپا نے اس کے ساتھ تیزی سے چلتے ہوئے کھڑکی کے پاس آ کر دیکھا۔ مرد عورتیں، بوڑھے اور بچے سیکڑوں کی تعداد میں اس کے بنگلے کے احاطے میں داخل ہو رہے تھے ان کے آس پاس مسلح پولیس والے موجود تھے جیسے کوئی جلوس ہو تو پولیس والے مسلح رہ کر ان کی نگرانی کرتے ہیں اور انہیں تخریب کاری سے روکتے ہیں۔ میں الپا کے دماغ میں آ کر دیکھ رہا تھا یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ جلوس اس ہی بنگلے کے احاطے میں کیوں داخل ہو رہا ہے وہ جس طرح کے نعرے لگا رہے تھے اسے سن کر پتا چل گیا کہ بات کیا ہے؟

سہاگن دیوی یعنی جینا کی جے جے کار ہو رہی تھی۔ وہ اس جلوس کے آگے چلی آ رہی تھی اور اس کے پیچھے تمام عقیدت مند بڑے جوش اور جذبے سے کہہ رہے تھے "سہاگن دیوی کی جے ہو۔"

میں نے الپا سے کہا "دروازہ کھولو، وہ جینا ہے میری ہونے والی بہو ہے۔"

وہ انوشے کے ساتھ تیزی سے چلتی ہوئی دروازے کے پاس آئی پھر اسے کھولا تو جینا نے آگے بڑھ کر انوشے کو گلے سے لگایا، اس کی پیشانی چوم کر سر پر ہاتھ رکھ کر اسے دعائیں دیں اور پھر الپا سے مصافحہ کیا۔

الپا نے خوش ہو کر کہا "مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ تم جینا ہو، میری ہونے والی دیورانی ہو، میں تمہیں خوش آمدید کہتی ہوں۔"

جینا نے کہا "نہیں...... میں اندر نہیں آؤں گی تم انوشے کو لے کر اس بھیڑ میں گھستی چلی جاؤ پھر جہاں بھی موقع ملے اسے لے کر دوسری طرف نکل جانا۔"

اس نے فوراً ہی انوشے کا ہاتھ پکڑا پھر اس بھیڑ میں گھستی چلی گئی۔ عورتوں اور مردوں کے درمیان اس طرح گم ہو گئی کہ ان کی تاک میں رہنے والے دشمن انہیں پہچان نہیں سکتے تھے۔

وہ جلوس وہاں سے واپس جانے لگا جینا آگے آگے چل رہی تھی اور پیچھے اس کے عقیدت مند بولتے جا رہے تھے "سہاگن دیوی کی جے ہو۔"

ڈمی سونیا اور انابیلا نے کتنے ہی مسلح افراد کو وہاں انوشے اور الپا کی نگرانی کے لیے لگایا ہو گا انہیں حکم دیا ہو گا کہ ان میں سے کوئی بھی باہر آئے تو اسے گولی مار دی جائے۔

اور وہ باہر آ گئی تھی اس بھیڑ میں ان کی پہچان ممکن نہیں رہی تھی کیونکہ ان مسلح آلہ کاروں کو ان کی تصویریں نہیں دکھائی گئی تھیں چہروں کے ذریعے وہ انہیں شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی شناخت بس اتنی ہی تھی کہ جو بھی اس بنگلے کا دروازہ کھول کر باہر آئے گا، اسے گولی مارنی ہے۔

اب وہ پورے جلوس پر فائر نہیں کھول سکتے تھے ان پر جوابی حملے کے لیے وہاں کتنے ہی مسلح پولیس والے موجود تھے پھر بھی وہ سب بھیڑ میں گھس کر انہیں ڈھونڈتے رہے وہ جلوس آگے چل کر تعداد میں کم ہوتا چلا گیا ایک جگہ ایک بہت ہی خوب صورت قیمتی کار کھڑی ہوئی تھی جینا اس کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی وہ کار وہاں سے اسٹارٹ ہو کر گئی تو پھر جلوس کے باقی افراد بھی ادھر ادھر جانے لگے۔ وہ مسلح دشمن کبھی ادھر دیکھ رہے تھے کبھی ادھر دیکھ رہے تھے ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ماں بیٹے کون ہیں جن کی نگرانی کے لیے انہیں مقرر کیا گیا تھا۔ وہ کہیں نظر نہیں آ رہی تھیں نہ جانے کہاں گم ہو گئی تھیں؟

یہ انابیلا اور ڈمی سونیا کا تیسرا پنجرہ تھا۔ اس میں قید ہوئی دو فاختائیں آرام سے اس کا دروازہ کھول کر اڑ گئی تھیں۔ ان کی جان کے دشمن نگرانی کرنے والے انہیں ڈھونڈتے ہی رہ گئے تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آگے کیا کرنا چاہیے؟ وہ خود نہیں جانتے تھے کہ ایسا کیوں کر رہے تھے؟ ان ماں بیٹوں کو کیوں ہلاک کرنا چاہتے تھے وہ تو ڈمی سونیا اور انابیلا کے معمول اور تابعدار تھے جب وہ دونوں انہیں مخاطب کرتیں تب وہ اپنا دکھڑا انہیں سنا سکتے تھے۔

میں الپا اور اعلیٰ بی بی کیا کر رہے ہیں یہ ابھی انہیں معلوم نہیں ہوا تھا۔ ڈمی سونیا کسی معاملے میں مصروف ہو گی اور انابیلا کے بارے میں ابھی ہمیں معلوم ہوا تھا کہ وہ یروشلم میں ہے اور ایک چھوٹے سے مکان میں سو رہی ہے۔ الپا کے جس مکان میں کبریا کو قید کیا گیا تھا وہاں اس نے سخت پہرا لگایا تھا اور سختی سے تاکید کی تھی کہ وہ کسی بھی صورت سے باہر نہ نکل سکے۔ اگر وہ کوئی بھی چالاکی دکھائے گا اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے دماغوں میں آ کر بھٹکانے کی کوشش کریں گے تو وہاں یوگا جاننے والے پہرے دار اس مکان کے قریب کسی کو آنے کی اجازت نہیں دیں گے اگر ان پر فائر کیا جائے گا تو وہ فوراً مکان میں گھس کر کبریا کو گولیوں سے چھلنی کر دیں گے۔

اسے یقین تھا کہ اس کے احکامات کی تعمیل کی جائے گی۔ اس لیے وہ کم از کم دو گھنٹے کے لیے مطمئن ہو کر سو گئی تھی۔ ڈمی سونیا یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ الپا اس کی آواز اور لب و لہجہ اختیار کر کے انابیلا کے اندر پہنچ سکتی ہے۔ اس کے کسی بھی معمول اور تابعدار کو اپنے مقصد کے لیے یوز کر سکتی ہے۔

میں نے ایک پولیس افسر کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ وہ میری مرضی کے مطابق اس مکان کے سامنے پہنچا جہاں

پولیس کا پہرا تھا۔ اس نے پولیس فورس کے افسر سے کہا ''مجھے میڈم انا بیلا نے یہاں بھیجا ہے۔ قیدی کے لیے یہاں خطرہ ہے۔ اسے دوسری جگہ ٹرانسفر کرنا ہوگا۔''

وہ افسر بولا ''سوری...... جب تک میڈم میرے دماغ میں آ کر مجھے حکم نہیں دیں گی، میں تمہاری کسی بات پر یقین نہیں کروں گا۔''

الپا نے انا بیلا کی آواز اور لب ولہجہ اختیار کیا پھر اس افسر کے اندر آ کر کہا ''میں انا بیلا بول رہی ہوں۔ تمہیں حکم دے رہی ہوں کہ فوراً کبریا کو یہاں سے نکالو اور اس افسر کے حوالے کر دو یہ اسے میرے پاس لے آئے گا۔''

اس افسر نے اپنے دوسرے ساتھیوں سے کہا ''میڈم حکم دے رہی ہیں کہ قیدی کو یہاں سے نکالا جائے۔''

دوسرے افسر نے کہا ''میڈم جب مجھے کہیں گی تو یہ دروازہ کھلے گا۔''

الپا نے اس کے اندر بھی آ کر انا بیلا کی آواز میں کہہ دیا کہ وہ دروازہ کھولا جائے۔

اس نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ دروازہ کھول دیا گیا۔ اعلیٰ بی بی پہلے ہی کبریا کے پاس پہنچی ہوئی تھی اور اسے بتا دیا تھا کہ یہاں سے نکل کر جانا ہے۔ فرار کا راستہ ہموار ہو رہا ہے۔

دروازہ کھلتے ہی کبریا باہر آ گیا پھر اس افسر کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر جانے لگا۔ ڈمی سونیا اور انا بیلا کے چوتھے پنجرے سے بھی پنچھی اس طرح نکل آیا جیسے مکھن سے بال نکل آتا ہے۔

اف خدایا! ان دو چڑیلوں نے ہمارے لیے کتنی مشکلات پیدا کی تھیں۔ پارس، کبریا، اعلیٰ بی بی اور انوشے کی رہائی کو تقریباً ناممکن بنا دیا تھا اگر ہم کسی ایک کو رہائی دلوانا چاہتے تو باقی تین کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ ہم پر مہربان ہے یہ کہاوت درست ہے کہ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے بچوں کو محفوظ رکھا موت انہیں چکھنے کے لیے نہ آ سکی۔

الپا نے کہا ''پاپا! ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے میرے سینے پر سے پہاڑ ہٹ گیا ہے۔ میں تو سب سے زیادہ آپ کے لیے فکر مند تھی۔''

''تم میرے لیے فکر مند کیوں تھیں؟''

''وہ مکار عورت آپ کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر رہی تھی۔ خدانا خواستہ اگر ایسا کوئی مرحلہ آتا تو ہماری بڑی سبکی ہوتی۔

ہم سب کے سر جھک جاتے۔''

میں نے کہا ''اللہ تعالیٰ ہی عزت و ذلت دیتا ہے اور ذلت انہیں دیتا ہے جو شر پسند ہوتے ہیں۔ خیر و شر کے درمیان جو جنگ جاری رہتی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ ہم کو نصرت اور کامیابی عطا کر رہا ہے۔ بے شک وہ حق کو ہر شے سے برتر رکھتا ہے۔''

اعلیٰ بی بی نے کہا ''مجھے اپنی مما کی فکر ہے۔ ہمیں ڈمی سونیا کا محاسبہ کرنا چاہیے۔ اس سے اگلوانا چاہیے کہ اس نے مما کو کہاں قیدی بنا کر رکھا ہے؟''

میں نے کہا ''بیٹی! اگر ہم اس سلسلے میں جلد بازی کریں گے تو وہ مکار عورت ہمارے ہاتھوں سے پھسل جائے گی۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟''

کبریا بولا ''وہ جھیل والے کاٹیج میں ہے۔''

''تم اتنے یقین سے کیسے کہہ رہے ہو؟ وہ خود کو وہاں ظاہر کر رہی ہے تو کیا واقعی وہاں ہوگی؟ نہیں اس کی مکاری کو سمجھو، وہ کہتی کچھ ہے کرتی کچھ ہے۔ اب تک آستین کی ناگن بن کر تم سب کو ڈس لینا چاہتی تھی۔ ہمارے خلاف بڑا اقدم اٹھانے سے پہلے وہ کہیں انڈر گراؤنڈ پناہ گاہ میں گئی ہوگی۔''

''یعنی آپ نہیں چاہتے کہ فوراً اس کا محاسبہ کیا جائے؟''

''ہاں...... ہمیں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے ابھی میں تم سے کہتا ہوں کہ میرے دماغ میں بھی نہ آؤ اپنے دماغ میں کسی کو آنے دو۔ ہم سب ایک دوسرے سے فون کے ذریعے رابطہ کریں گے۔''

اعلیٰ بی بی نے کہا ''بے شک...... اگر وہ اس وقت ہم میں سے کسی کے اندر موجود ہوگی تو پاپا کو پتا نہیں چلے گا کہ ان کے اندر چھپی ہوئی ہے اور ہماری باتیں سن رہی ہے۔''

''تم سب یہاں سے جاؤ۔ جب بھی کوئی ضرورت ہو فون پر رابطہ کرو۔ ابھی میں اس ڈمی سونیا کو خوش فہمی میں مبتلا رکھوں گا۔''

وہ سب میرے دماغ سے چلے گئے۔ میں نے فون کے ذریعے کبریا کو مخاطب کیا پھر کہا ''تم ابھی کہاں ہو؟''

''میں یروشلم پہنچ گیا ہوں۔ انا بیلا یہاں موجود ہے۔ میں اس سے نمٹنا چاہتا ہوں۔''

''پہلے اپنی سلامتی کی فکر کرو۔ اپنے چہرے کو تبدیل کر کے نیا پاسپورٹ اور شناختی کارڈ بنواؤ اور اس ملک سے نکل جاؤ۔''

''پاپا! آپ کا حکم سر آنکھوں پر لیکن اس چڑیل عورت نے میرے ساتھ جو کیا ہے، میں اس کا بدلا لینا چاہتا ہوں۔ اسے عبرت ناک انجام تک پہنچانا چاہتا ہوں۔''

''اس نے صرف تمہارے ساتھ ہی نہیں کیا ایک صرف تم ہی میرے بیٹے نہیں ہو۔ اس نے پارس کو بھی قیدی بنایا۔ میری جان سے زیادہ پیاری بیٹی اعلیٰ بی بی کو بھی شکنجے میں لیا تھا۔ میری پوتی انوشے کی سلامتی کے لیے بھی چیلنج بن گئی تھی۔ وہ تم سے زیادہ مجھے نقصان پہنچا رہی تھی۔ مجھے اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر رہی تھی لہٰذا مجھے اس سے نمٹنا چاہیے۔ تم سے جو کہہ رہا ہوں وہ کرو۔''

''آل رائٹ پاپا! میں اپنے آپ کو تبدیل کر کے یہاں سے نکلنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ویسے میں نے یہاں پہنچتے پہنچتے تین غنڈوں کو اپنا آلہ کار بنایا تھا۔ ان کے ذریعے انا بیلا کو پریشان کرنا چاہتا تھا۔ تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتا تھا۔ کیا آپ ان غنڈوں سے کام لینا چاہیں گے؟''

''ہاں میں تمہارے اندر آ رہا ہوں۔ تم مجھے ان کے اندر پہنچاؤ۔''

اس نے مجھے ان تینوں کے پاس باری باری پہنچا دیا پھر اپنا نام اور حلیہ تبدیل کرنے کے لیے چلا گیا۔ میں نے الپا سے کہا ''تم انا بیلا کے پاس جاؤ اور اس کی نیند حرام کرو۔''

وہ ڈمی سونیا کا لب ولہجہ اختیار کر کے اس کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے خوابوں کی اسکرین پر آ کر بولی ''مجھے پہچان رہی ہو۔''

وہ انکار میں بولی ''نہیں...... میں نے تمہیں پہلے کہیں نہیں دیکھا۔ تم کون ہو؟''

''میں وہی ہوں جس کی جگہ لینے کے لیے تم اسرائیل پہنچی ہوئی ہو۔ میں تمہیں جہنم میں پہنچانے آئی ہوں۔ میری چھوڑی ہوئی کرسی پر بیٹھنا بچوں کا کھیل نہیں ہے۔''

اس نے طنزیہ انداز میں ہنس کر کہا ''تم ہو کیا چیز...... میں نے فرہاد علی تیمور کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ تم یہاں آؤ گی تو میں تمہیں جوتی کی نوک پر رکھوں گی۔''

''تم نے فرہاد علی تیمور کو چوبیس گھنٹوں کی مہلت دی تھی۔ پندرہ گھنٹے گزر چکے ہیں۔ ان پندرہ گھنٹوں میں تمہارے ساتھ کیا ہو چکا ہے، یہ تمہیں آنکھیں کھولنے کے بعد معلوم ہوگا۔''

انا بیلا نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نئے مکان کے بیڈ روم کو دیکھنے لگی اور اس خواب کے متعلق سوچنے لگی۔ میں اور الپا اس کے اندر خاموش تھے کیونکہ بیدار ہوتے ہی وہ ڈمی سونیا کو یاد کر رہی تھی۔ اگرچہ وہ نومی کرسٹل کو (ڈمی سونیا) کی حیثیت سے نہیں پہچانتی تھی لیکن اس کی معمولہ اور تابعدار تھی۔ خواب میں اپنی دشمن الپا کو دیکھتے ہی اپنے دل و دماغ کی مالکہ کو پکار رہی تھی۔

''میڈم!...... آپ کہاں ہیں؟''

وہ ذرا دیر چپ رہی۔ جواب کا انتظار کرنے لگی پھر یقین ہوا کہ میڈم اس کے اندر نہیں ہیں۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے اس پولیس افسر کے اندر پہنچی جسے کبریا کی نگرانی کے لیے معمور کیا تھا۔ وہ افسر اپنے یوگا جاننے والے ساتھی افسر اور دوسرے سپاہیوں کے ساتھ اس مکان کا محاصرہ کر رہا تھا لیکن اب وہ محاصرہ ختم ہو چکا تھا۔

انا بیلا نے حیرانی اور غصے سے پوچھا ''تم نے محاصرہ کس کے حکم سے ختم کیا ہے؟''

وہ بولا ''میڈم...... ہمارا ایک اعلیٰ پولیس افسر یہاں آیا تھا۔ آپ بھی اس کے ساتھ آئی تھیں اور آپ نے میرے دماغ کے اندر آ کر کہا تھا کہ دروازہ کھول کر کبریا کو اس اعلیٰ پولیس افسر کے حوالے کر دیا جائے سو ہم نے کر دیا۔ حکم کے بندے ہیں۔ آپ نے جو حکم دیا وہ ہم نے پورا کر دیا۔''

اس نے دوسرے پولیس افسر کے خیالات پڑھے۔ وہ بھی یہی کہہ رہا تھا۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ کبریا کے اندر پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ اس نے دوسری بار کوشش کی تو کبریا نے پوچھا ''کون ہے؟''

''میں ہوں انا بیلا...... تم اس مکان سے کیسے نکل آئے؟''

''اپنے دماغ میں آنے دو پھر میں تمہیں بتاؤں گا۔''

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی پھر دوسرے ہی لمحے اس نے کبریا کی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک لی۔ وہ اسے اپنے اندر آنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ وہ اندر آتا تو اس کے چور خیالات پڑھ کر معلوم کر لیتا کہ وہ اس وقت یروشلم کے مکان میں ہے اور وہ ایسی حماقت نہیں کرنا چاہتی تھی۔

حماقت نہ کرنے کے باوجود وہ احمق بن رہی تھی۔ میں اور الپا اس کے اندر رہ کر خاموشی سے اس کے خیالات پڑھ رہے تھے اور اسے رفتہ رفتہ پریشان اور الجھتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ یہ معلوم کر کے اسے بری طرح شاک پہنچ رہا تھا کہ کبریا اس کی گرفت سے نکل چکا ہے۔ یہ اتنا بڑا نقصان تھا جسے وہ اور اس کی میڈم برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کر کے میڈم کو

مخاطب کیا۔ ڈمی سونیا نے پوچھا ''خیریت تو ہے؟ میں تھوڑی دیر پہلے تمہارے پاس گئی تھی تو تم سو رہی تھیں۔''

''ہاں...... ایسا خواب دیکھا ہے کہ پریشان ہو کر اٹھ بیٹھی ہوں۔''

''کیا تم خواب دیکھ کر پریشان ہو جاتی ہو؟''

''میڈم! اب میں وہ خواب بھول گئی ہوں۔ کھلی آنکھوں کے سامنے جو حقیقت ہے وہ بہت بھیانک ہے۔ کبریا میری گرفت سے نکل چکا ہے۔''

اس نے ایک دم چونک کر پوچھا ''یہ کیا کہہ رہی ہے؟ وہ کیسے نکل سکتا ہے؟ ہم نے اس کے ساتھ اس کے دوسرے بھائی کو بھی شکنجے میں لے رکھا ہے۔ انہیں اس بات کا اندیشہ رہے گا کہ اگر ان میں سے ایک فرار ہوگا تو دوسرے بھائی بہن کی شامت آ جائے گی۔''

''میڈم! وہ فولادی لوگ ہیں۔ کسی طرح کے اندیشے کو خاطر میں نہیں لائیں گے۔ آپ خود ہی دیکھ لیں گے۔ میں ان افسران کے پاس جا رہی ہوں جو اس کے پہرے دار بنے تھے اور سب یہی یوگا کے ماہر ہیں۔''

وہ اسی وقت ان افسران کے اندر آ گئی تو ڈمی سونیا نے ان کے خیالات پڑھے پھر یہ معلوم کر کے حیران رہ گئی کہ کسی خیال خوانی کرنے والے نے انا بیلا کا لب و لہجہ اختیار کر کے ان افسران کو دھوکا دیا تھا۔ ان بے چاروں نے انہیں انا بیلا سمجھ کر اس کے حکم کے مطابق کبریا کو رہا کر دیا تھا۔

انا بیلا نے کہا ''میڈم! میں نے تھوڑی دیر پہلے الپا کو خواب میں دیکھا تھا وہ مجھے چیلنج کر رہی تھی کہہ رہی تھی کہ آنکھیں کھول کر دیکھوں۔ میں نے آنکھ کھول کر خیال خوانی کی تو یہ حقیقت سامنے آ گئی۔''

وہ بولی ''میں حیران ہوں کہ الپا نے تمہارے دماغ میں کیسے جگہ بنائی جبکہ ایک مخصوص لب و لہجے کے ذریعے میں نے تمہارے دماغ کو لاک کیا تھا؟''

انا بیلا نے کہا ''میں ان کے ہتھکنڈوں کو اچھی طرح جانتی ہوں۔ فرہاد علی اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے خیال خوانی کے بعد بھی ناکام رہتے ہیں تو روحانی ٹیلی پیتھی کا سہارا لیتے ہیں۔ الپا کو روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے میرے اندر پہنچایا گیا ہوگا۔''

ڈمی سونیا کو تھوڑی دیر کے لیے چپ لگ گئی پھر وہ بولی ''اگر ایسا ہے تو انہوں نے میرے دوسرے قیدیوں کو بھی اسی طرح رہائی دلوائی ہوگی۔ مجھے فوراً ان کی خبر لینی چاہیے۔''

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے اپنے دست راست ڈمی فرہاد یعنی کاشف جمال کے پاس پہنچی۔ وہ لکھنو میں اپنے دو آلہ کاروں کے ساتھ ایک مکان میں تھا۔ اس نے مخاطب کیا ''فرہاد! کیا ہو رہا ہے؟''

وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا پھر بولا ''میں یہاں کھڑکی کے سامنے بیٹھا ہوں مرلی دھر کا وہ بنگلا مجھے نظر آ رہا ہے۔ اگلے پچھلے دونوں دروازے باہر سے بند ہیں اور ہمارا انتظام بالکل مکمل ہے۔ اعلیٰ بی بی وہاں سے باہر نہیں نکل سکے گی۔ ہمارے آلہ کار بھی اس کی سختی سے نگرانی کر رہے ہیں۔''

ڈمی سونیا ان دو آلہ کاروں کے دماغوں میں بھی باری باری گئی۔ ان کے خیالات پڑھے اور تھوڑا اطمینان حاصل ہوا کہ اعلیٰ بی بی اس بنگلے میں اب بھی ایک قیدی کی حیثیت سے موجود ہے۔ نہ اس بنگلے کا دروازہ کھلا ہے اور نہ ہی اس نے باہر قدم رکھا ہے۔

وہ دوسری بار پھر کاشف جمال کے اندر آ کر بولی ''پارس کی خبر لو کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟ میں بھی وہاں جا رہی ہوں۔''

وہ دونوں آلہ کاروں کے دماغوں میں گئے جو دہلی میں پارس کی نگرانی کر رہے تھے۔ ان سے پہلے الپا اس بوڑھی بیوہ عورت کے دماغ میں پہنچ گئی جس کے گھر میں پارس پے انگ گیسٹ کی حیثیت سے رہتا تھا۔

ڈمی سونیا اور ڈمی فرہاد نے اس بیوہ کے خیالات پڑھے تو پتا چلا پارس اپنے کمرے میں سو رہا ہے۔ اس نے سونے سے پہلے کہا تھا کہ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ وہ نیند پوری ہونے کے بعد خود ہی بیدار ہوگا۔

انہوں نے اس عورت کو پارس کے دروازے کی طرف جانے پر مائل کیا تو وہ وہاں سے چلتی ہوئی اس دروازے کے پاس آئی پھر اسے کھولنا چاہا تو الپا کی مرضی کے مطابق اس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ دروازہ اندر سے بند ہے اور وہ اس سونے والے کو ڈسٹرب نہیں کرے گی۔

ڈمی سونیا ادھر سے مطمئن ہو کر دماغی طور پر حاضر ہوگئی پھر سوچنے لگی کہ الپا اور فرہاد کا داؤ انا بیلا پر چل گیا۔ وہ اسے ٹریپ کر کے کبریا کو وہاں سے نکال لے گئے ہیں لیکن میں نے اعلیٰ بی بی پارس اور انوشے کو جس طرح شکنجے میں لیا ہے اس شکنجے سے رہائی دلانا فرہاد اور الپا کے لیے ممکن نہیں ہے۔

پھر بھی وہ اور ڈمی فرہاد خیال خوانی کی پرواز کر کے ممبئی کے ان آلہ کاروں کے اندر پہنچ گئے جو انوشے کی نگرانی پر مامور تھے۔ ان کے خیالات پڑھتے ہی ڈمی سونیا کے دماغ کو ایک جھٹکا لگا۔ انوشے اور الپا جوہو کے اس بنگلے سے نکل کر

کہیں چلی گئی تھیں اور وہ آلہ کار ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے تھے۔

ان کے خیالات سے پتا چلا کہ وہاں کس طرح سہاگن دیوی آئی تھی اور اس کے ساتھ سیکڑوں عقیدت مند تھے جن کی بھیڑ میں وہ دونوں گم ہو گئی تھیں۔ وہ آلہ کار انہیں چہرے سے نہیں پہچانتے تھے اس لیے اس بھیڑ میں انہیں تلاش نہ کر سکے یہ معلوم ہی نہ ہو سکا کہ اس بھیڑ سے نکل کر کہاں چلی گئیں؟

وہ ڈمی فرہاد سے بولی ''انہوں نے زبردست مکاری دکھائی ہے۔ ادھر سہاگن دیوی کی جے جے کار ہوتی رہی۔ ادھر وہ دونوں پنجرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئیں۔''

وہ بولا ''آپ کے دو قیدی پنجرے سے نکل چکے ہیں۔''

''میں خطرہ محسوس کر رہی ہوں اور میرا دل کہتا ہے کہ پارس اور اعلیٰ بی بی کو بھی انہوں نے رہا کرا لیا ہے۔ تم فوراً ان آلہ کاروں کے ساتھ باہر نکلو اور مرلی دھر کے بنگلے کا دروازہ کھول کر اندر جاؤ دیکھو کہ اعلیٰ بی بی موجود ہے یا نہیں؟''

اس نے حکم کی تعمیل کی اور دو آلہ کاروں کے ساتھ اپنے مکان سے نکل کر مرلی دھر کے مکان کے سامنے پہنچا پھر اسے کھول کر اندر گیا تو وہ بنگلا اعلیٰ بی بی کے وجود سے خالی تھا۔

وہ ایک دم سے چیخ کر بولی ''فرہاد!...... ہم بری طرح ناکام ہو رہے ہیں۔ فرہاد ہمیں خوش فہمی میں مبتلا کرتا رہا اور ہم دھوکا کھاتے رہے تم فوراً پارس کی خبر لو۔''

وہ دونوں ان تین آلہ کاروں کے پاس آئے جو حویلی میں پارس کی نگرانی کر رہے تھے۔ انہوں نے ڈمی سونیا کی مرضی کے مطابق اس مکان کے اندر جا کر بیوہ سے پوچھا ''تمہارا کرائے دار کہاں ہے؟''

اس نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے اس کمرے کے دروازے پر آئے پھر اسے ایک لات مار کر کھولا تو کمرا ابھی خالی تھا۔

یہ کیسے ہوگیا؟ یہ تو انہونی ہے کہ باہر سے پنجرہ بند ہو اور اندر سے پنچھی غائب؟ ایسا کبھی نہیں ہوتا مگر ایسا ہو چکا ہے۔

ڈمی سونیا کا سر گھوم گیا۔ وہ خیال خوانی نہ کر سکی۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر چکرا کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ وہ یکبارگی چھلانگ لگا کر کتنی بلندی پر پہنچ گئی تھی، وہاں سے مجھے نیچے گرانے والی تھی۔ میرے بچوں کے لیے عذاب بن گئی تھی۔ اسے پورا یقین تھا کہ میرے سامنے جھکنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے لیکن میں نے جھکتے جھکتے میں ہی اس کی کمر توڑ دی تھی۔

وہ ایک خفیہ رہائش گاہ میں بالکل تنہا تھی۔ اس کے آس پاس گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ایسے ہی وقت فون کا بزر بول پڑا تو وہ ایک دم سے چونک گئی ایسے اچھل کر کھڑی ہو گئی جیسے میں اس کے سر پر پہنچ گیا ہوں۔ اس نے فون کی طرف دیکھا تو اسے ذرا اطمینان ہوا۔ اس نے گہری سانس لے کر نمبر پڑھے تو پتا چلا کہ میں اسے کال کر رہا ہوں۔

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگی ''کیا اسے مجھ پر شبہ ہو گیا ہے یا یقین ہو گیا ہے کہ میں سونیا بن کر دشمنی کر رہی ہوں؟''

اس نے بٹن دبا کر کان سے لگایا پھر کہا ''ہیلو فرہاد! تم کہاں مصروف ہو؟ خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے رابطہ نہیں کر رہے ہو۔ میرے بچوں کا کیا بنا؟''

میں نے بڑی اپنائیت سے کہا ''میری جان! میں نے تمہیں خوش خبری سنانے کے لیے ہی فون کیا ہے۔ ہمارے تمام بچے رہائی حاصل کر چکے ہیں۔''

وہ کچھ گھبرائی ہوئی تھی کہ میں اس کی اصلیت کو سمجھ رہا ہوں، خوشی ظاہر کرتے ہوئے بولی ''کیا سچ کہہ رہے ہو؟ میرے بچوں کو اس چڑیل سے نجات مل گئی ہے؟''

''ہاں...... انا بیلا دیواروں پر چڑھنے والی چھپکلی ہے۔ اسے یہ گمان تھا کہ وہ مجھ جیسے پہاڑ پر بھی چڑھ بیٹھے گی۔ اسے اس بری طرح پستی میں پھینک رہا ہوں کہ اس کا ساتھ دینے والے اب دم دبا کر بھاگیں گے۔''

اس نے بڑی معصومیت سے پوچھا ''کیا انا بیلا کا ساتھ دینے والے کچھ اور لوگ بھی اس کی پشت پر ہیں؟''

''میں یقین سے تو نہیں کہہ سکتا کہ کتنے لوگ اس کے پیچھے ہوں گے۔ مجھے سوامی وردان پر شبہ ہے کہ وہ اس کی پشت پناہی کر رہا ہے۔''

میری یہ بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی۔ دل کو اطمینان ہوا کہ میں اس پر شبہ نہیں کر رہا ہوں۔ وہ حیران ہوتے ہوئے بولی ''تم نے آخر کس طرح ان سب کو رہائی دلوائی ہے؟ اس چڑیل نے تو میرے بچوں کو بری طرح اپنے شکنجے میں لیا ہوا تھا۔''

''یہ نہ پوچھو کہ میں نے کس طرح رہائی دلوائی ہے؟ یہ بتاؤ کہ تم کیا کرتی رہیں؟ ایسے وقت تو بجلی کی طرح ادھر سے ادھر لپکتی ہو؟ اپنے بچوں کی رہائی کے لیے تم نے کیا کیا؟''

وہ بولی ''مجھے طعنے نہ دو۔ میں نے اپنی زندگی میں تم سے بھی بڑے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔ اس بار میں مجبور ہو گئی۔ میرے خیالات پڑھ کر معلوم کر سکتے ہو کہ میرے

دونوں گھٹنوں میں شدید تکلیف ہے اور میں چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہی ہوں۔ ایک تو میرے بچے مصیبت میں مبتلا تھے۔ دوسرے میں شدید تکلیف میں تھی۔ تم سے فون پر رابطہ بھی کیا تو یہی جواب ملا کہ فون کسی وجہ سے بند ہے میں پھر کسی وقت رابطہ کروں۔''

میں نے اس کا اعتماد حاصل کرنے کے لیے کہا ''سوری سونیا! میں بچوں کے معاملے میں اس قدر مصروف رہا کہ تمہاری خیریت بھی معلوم نہ کر سکا۔ اب تمہارے گھٹنوں کی تکلیف کیسی ہے؟''

''کچھ کم ہے۔ میں کل تک چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤں گی۔''

''ایسی حالت میں تمہیں تنہا نہیں رہنا چاہیے۔ میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔''

وہ ایک دم پریشان ہو گئی جلدی سے بولی ''نہیں...... تم نہ آؤ۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔''

''تعجب ہے...... ہم اتنے عرصے سے بچھڑے ہوئے ہیں۔ میرے آنے سے تمہیں خوش ہونا چاہیے لیکن تم منع کر رہی ہو۔ آخر بات کیا ہے؟''

''بات کیا ہو گی؟ کچھ نہیں...... میں چاہتی ہوں کہ تم پہلے انابیلا اور اس کے یار سوامی وردان وشواناتھ سے اچھی طرح نمٹ لو۔ انہیں اس قدر ذلیل کرو کہ وہ پھر کبھی ادھر کا رخ نہ کریں۔''

''میں انڈیا میں ہوں اور تم فرانس میں ہو۔ اتنا لمبا سفر کرنے کے دوران میں انابیلا اور وردان کے خلاف انتقامی کارروائی کرتا رہوں گا۔ تم یہ بتاؤ پیرس میں ہو نا؟''

''ہاں...... پیرس میں ہوں لیکن میں نے کل کی فلائٹ میں ایک سیٹ بک کروائی ہے۔ میں تمہارے پاس انڈیا آ رہی ہوں۔ اسی لیے منع کرتی ہوں کہ میرے پاس نہ آؤ۔ میں جگہ اور ماحول بدلنا چاہتی ہوں۔ مجھے اپنے پاس آنے دو۔''

''ٹھیک ہے...... ناک ادھر سے پکڑ دیا ادھر سے ناک ہی ہوتی ہے چلو...... میں نہیں آتا تم ہی چلی آؤ۔ او کے...... پھر کسی وقت رابطہ کروں گا۔''

میں نے فون بند کر دیا۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے دو جاسوسوں سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کیا پھر ان سے کہا ''تم جھیل کی طرف جا کر دیکھو کہ وہاں کے کسی کاٹیج میں سونیا ہے یا نہیں؟ ایک ڈمی سونیا ہم سے فراڈ کر رہی ہے۔ تم دونوں نے بڑی رازداری سے یہ معلوم کرنا ہے کہ وہ کہاں ہے؟ کسی بھی طرح اسے یہ شبہ نہ ہو کہ ہم اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔''

ڈمی سونیا مجھ سے باتیں کرنے کے دوران میں انابیلا کی خبر نہیں لے سکتی تھی جبکہ ایسے وقت اسے اپنی معمولہ کے پاس رہنا چاہیے تھا اور اس کے کام آنا چاہیے تھا لیکن وہ اس سے یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ میں ابھی فون پر بات نہ کروں اور وہ پھر کسی دوسرے وقت رابطہ کرے گی۔

بے چاری کسی بھی بہانے سے مجھے ٹال نہیں سکتی تھی۔ ادھر الپا نے انابیلا کا کباڑا کر دیا۔ اس نے حکم دیا ''چلو اسرائیلی اکابرین کو فوراً کانفرنس ہال میں طلب کرو۔''

وہ ڈمی سونیا کے لب و لہجے کی تابعدار تھی اس لیے اس نے فوراً ہی حکم کی تعمیل کی۔ تمام اکابرین کو کانفرنس ہال میں طلب کیا پھر اس نے الپا کی مرضی کے مطابق کہا ''میں انابیلا ہوں اور میڈم الپا اس وقت آپ لوگوں کے درمیان موجود ہیں۔''

الپا نے کہا ''میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اسرائیل پر میرے سوا کوئی دوسری ٹیلی پیتھی جاننے والی یا جاننے والا حکومت نہیں کرے گا لیکن تم سب انابیلا کو میری جگہ دینا چاہتے تھے۔ صرف اس لیے کہ میں مسلمانوں کے ساتھ ہوں۔ بے شک جو عزت، محبت اور تحفظ مجھے مسلمانوں سے مل رہا ہے وہ کبھی میرے اپنوں سے نہیں ملا۔ تم لوگوں کی سازشوں نے مجھے اسرائیل چھوڑنے پر مجبور کر دیا تھا۔ آج میں مسلمانوں کے ساتھ عزت وقار کی زندگی گزار رہی ہوں۔''

اس نے ایک ذرا توقف سے کہا ''میں اسرائیل میں تنہا ٹیلی پیتھی جاننے والی تھی، یہاں مسلمانوں کے سائے میں آ کر پہلے سے زیادہ طاقت ور ہو گئی ہوں۔ میں چاہتی تو پوری یہودی قوم کو نقصان پہنچا سکتی تھی لیکن یہ مسلمانوں کی اعلیٰ ظرفی ہے کہ انہوں نے کبھی مجھے اپنے یہودی ملک و قوم کے خلاف نہیں بھڑکایا ہے۔ مجھے میری مرضی پر چھوڑ دیا ہے مگر افسوس، تم لوگ کم ظرف ہو کسی کی اعلیٰ ظرفی کو کبھی سمجھ نہیں پاؤ گے۔''

ایک حاکم نے کہا ''میڈم انابیلا! یہ آپ کی موجودگی میں ہمیں باتیں سنا رہی ہے۔ ہمیں کم ظرف کہہ رہی ہے اور آپ خاموشی سے سن رہی ہیں۔''

الپا نے کہا ''یہ میری کرسی پر بیٹھنے کے لیے بہت بڑھ بڑھ کر بول رہی تھی، فرہاد جیسے فولاد سے ٹکرا رہی تھی۔ اب اس کی بولتی بند ہو چکی ہے۔''

وہ سب خاموش تھے یا تو خلا میں تک رہے تھے یا ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ بول رہے تھے اور یہ کسی حد تک سمجھ رہے تھے کہ بازی پلٹ گئی ہے۔

الپا نے کہا ''بازی تو پلٹنا ہی تھی۔ ایک ننھی کمزور سی چڑیا خود کو طاقت ور سمجھ کر سورج کی بلندی تک پرواز کرنا چاہتی تھی۔ پرواز شروع کرتے ہی اس کے پر جل گئے ہیں اب آپ حضرات کیا کریں گے؟''

ایک آرمی افسر نے پوچھا ''میڈم! انابیلا!...... آپ خاموش کیوں ہیں؟''

وہ بڑی دیر کے بعد بولی ''مجھ سے پہلے بڑے بڑے شہزور گزرے ہیں۔ انہوں نے بھی میری طرح خوش فہمی میں مبتلا ہو کر فرہاد علی تیمور کو سمجھنے میں غلطی کی۔ یہ غلطی میں نے بھی دہرائی جس کے نتیجے میں جیتی ہوئی بازی دیکھتے ہی دیکھتے ہار چکی ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ اب میرا انجام کیا ہو گا؟''

الپا نے کہا ''لیکن یہاں سب تمہارے اپنے ہیں یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کتنا برا انجام ہو گا؟ تمہارے ایسے پر نکلے تھے کہ تم نے فرہاد کے بچوں کو قیدی بنا لیا تھا اور انہیں مارنے کی دھمکی بھی دی تھی۔ بے شک اگر تمہارے مطالبات مانے نہ جاتے تو تم انہیں ہلاک بھی کر سکتی تھیں۔ ایسے وقت یہ تمہارے اپنے خوش ہو کر تماشا دیکھتے رہتے۔''

ایک حاکم نے کہا ''میڈم الپا! ہم نے تمہیں اپنا کبھی دشمن نہیں سمجھا ہے۔ بس تم سے شکایتیں کی ہیں کہ تم نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ورنہ انابیلا تو کیا ہم دنیا کے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے پر اتنا بھروسا نہیں کر سکتے۔ جتنا تم پر کرتے آئے تھے۔''

ایک اور حاکم نے کہا ''ہم تو اس بات کے خلاف ہی تھے کہ فرہاد کے بیٹے کبریا کو ہماری ملک میں قیدی بنا کر رکھا جائے، ہم ایسے شہ زور سے خواہ مخواہ دشمنی مول لینا نہیں چاہتے تھے۔''

ایسے وقت ڈمی سونیا اپنی تابعدار انابیلا کے اندر پہنچ گئی تھی۔ میں بھی اسرائیلی اکابرین کے درمیان پہنچ گیا تھا۔ انابیلا نے ڈمی سونیا کی مرضی کے مطابق کہا ''بے شک...... میں نے فرہاد علی کو مشکلات میں ڈال دیا تھا لیکن یہ میری اعلیٰ ظرفی ہے کہ میں نے اسے بچاؤ کے لیے چوبیس گھنٹے کی مہلت دی تھی۔ اب میں اس کی اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ دیکھنا چاہتی ہوں۔ اس سے پوچھتی ہوں کہ کیا وہ مجھے چوبیس گھنٹے کی مہلت دے گا؟''

الپا نے کہا ''ابھی تم نے شکست تسلیم کی تھی اور اب پھر پرواز کے لیے پر تول رہی ہے۔ ان اکابرین کو ذرا یہ بھی بتا دو کہ تمہاری پشت پر کون زبردست ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ جس کے بل پر تم اچھلتے ہوئے فرہاد کے سر پر چڑھنا چاہتی تھیں۔؟''

وہ ڈمی سونیا کی مرضی کے مطابق بولی ''میری پشت پر کوئی نہیں ہے۔ میں ہمیشہ سے تنہا ہوں اور یہاں تنہا اپنی جگہ سنبھالنے آئی ہوں۔ میں نے تم لوگوں کو سمجھنے کی مہلت دی تھی۔ ایک بار پھر کہتی ہوں کہ مجھے بھی مہلت دو۔''

میں نے کہا ''ضرور مہلت دیں گے لیکن تم اسرائیلی اکابرین کے سامنے سچ بولو کہ تمہاری پشت پر کون ہے؟''

یہ کہتے ہی اس نے ایک دوسرے آلہ کار کے ذریعے لب و لہجہ بدل کر کہا ''انابیلا! اب تمہیں حقیقت نہیں چھپانی چاہیے۔ ان کے سامنے کھل کر کہہ دو کہ میں سوامی وردان وشواناتھ تمہارے ساتھ ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں تمہیں فرہاد کے شکنجے سے نکال لوں گا۔''

میں ڈمی سونیا سے کہہ چکا تھا کہ انابیلا کی پشت پر وردان وشواناتھ ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی بھی جانتا ہے اور غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک بھی ہی اور اسی لیے وہ مجھ سے ٹکرانے کی جرات کرتی رہی تھی۔

ڈمی سونیا یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وردان خود بیچ بیچ اسرائیلی اکابرین کے درمیان پہنچ جائے گا۔ میں نے وردان کے انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا ''انابیلا! دراصل تم مجھے جانتے ہوئے بھی نہیں جانتی ہو۔ میں تمہارے دماغ میں چپ چپ آتا جاتا رہا اور یہ معلوم کرتا رہا کہ تم اسرائیل میں کیا کھیل کھیل رہی ہو۔''

انابیلا نے کہا ''میں نے تمہارا نام سنا ہے لیکن میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''

''تمہاری یہ بات کسی حد تک درست ہے لیکن میں نے تمہارے اندر رہ کر بڑی اہم معلومات حاصل کی ہیں اور وہ اہم معلومات یہ ہیں کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والے تمہارے اندر آتی ہے اور تمہیں اپنی معمولہ بنا کر اپنے طور پر استعمال کرتی ہے۔''

پھر میں نے قہقہہ لگا کر کہا ''میں یہی پچھلے دو دنوں سے دیکھ رہا ہوں اور اب میں نے طے کر لیا ہے کہ مجھے بھی الپا کی چھوڑی ہوئی کرسی پر قبضہ جمانے کے لیے آئندہ کیا کرنا ہو گا؟''

ایک حاکم نے پریشان ہو کر کہا ''یہ ہمارے ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ یہاں آج تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے

حکومت کرنے کے لیے ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی کررہے ہیں۔"

دوسرے حاکم نے کہا "اب سے پہلے ولاڈی میر نے قدم جمانے کی کوشش کی پھر ارناکوف نے بھی یہی کیا لیکن انابیلا نے ان دونوں کو میدان چھوڑ کر جانے پر مجبور کردیا۔ اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ انابیلا کے مقابلے میں کوئی وردان وشوانا تھ آگیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ انابیلا کی پشت پر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت بھی ہے۔ ہمیں یہ معلوم تو ہو کہ آپ تمام خیال خوانی کرنے والے ہمارے ملک سے کیوں دشمنی کررہے ہیں؟"

ایک آرمی افسر نے کہا "فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے یہاں آکر کبھی حکمرانی کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ان موجودہ تازہ ترین معلومات کے مطابق انابیلا وردان وشوانا تھ اور کوئی تیسری ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت ہے۔ ہم ان تینوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ آپس میں خیال خوانی کی جنگ جاری رکھنے کے لیے کسی دوسرے ملک کا انتخاب کیوں نہیں کررہے ہیں؟ یہاں اگر کوئی ایک ناکام ہوگیا تو دوسرا انتقامی کارروائی کرے گا۔ اس کے نتیجے میں یہاں خون خرابے ہوں گے۔ دہشت گردی اور تخریبی کارروائیاں ہوں گی۔ ہمارے ہاں امن وامان کا مسئلہ پیدا ہوجائے گا۔"

میں نے وردان کا لب ولہجہ اختیار کرکے کہا "مٹھاس جہاں ہوتی ہے، وہاں مکھیاں آتی ہی ہیں۔ تمہارے ملک میں بہت زیادہ کشش ہے۔ اس لیے ٹیلی پیتھی جاننے والے یہاں آکر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔"

پھر میں نے لب ولہجہ بدل کر پوچھا "مسٹر وردان! کیا یہ سچ ہے کہ انابیلا کی پشت پر کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت ہے؟ اور اگر واقعی کوئی عورت ہے تو وہ کون ہے؟ ہماری معلومات کے مطابق ہمارے خاندان کی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت اس وقت اس دنیا میں نہیں ہے۔"

میں پھر لب ولہجہ بدل کر بولا "مسٹر فرہاد! تمہیں بڑی خوش فہمی ہے کہ تمہارے ہی خاندان میں ٹیلی پیتھی جاننے والے مرد اور عورتیں ہیں۔ یہ خوش فہمی تمہاری جلد ہی ختم ہوجائے گی۔ جب میری بات سچ ثابت ہوگی۔ میں اس عورت کو ضرور بے نقاب کروں گا جو انابیلا کے پیچھے چھپی ہوئی ہے۔"

"تم کیسے ثابت کروگے؟"

میں نے وردان کے لہجے میں کہا "بہت آسان ہے۔ میں انابیلا کو ختم کردوں گا پھر تو میں ہی اسرائیلی اکابرین کا اعتماد حاصل کرسکوں گا۔ ان کے کام آتا رہوں گا تو یہ مجھے اپنا بنا کر رکھیں گے لیکن میں جانتا ہوں کہ انابیلا کے مرتے ہی وہ عورت مجھ سے مقابلے پر مجبور ہوجائے گی تاکہ مجھے شکست دے کر یہاں حکمرانی کرسکے۔ ایسے وقت وہ پراسرار بن کر نہیں رہ سکے گی۔ میں اس جیسی چوہیا کو بل سے باہر نکالنا جانتا ہوں۔"

ایسے ہی وقت کانفرنس ہال کا دروازہ کھلا پھر وہاں سے انابیلا داخل ہوئی۔ اس کے آگے آنے والے ایک باڈی گارڈ نے وہاں کے ایک اعلیٰ حاکم سے کہا "مائی لارڈ! میں دروازہ کھول کر اندر آنے پر مجبور ہوگیا ہوں۔ یہ خاتون خود کو میڈم انابیلا کہہ رہی ہیں۔"

تمام حاضرین نے پلٹ کر دیکھا۔ انابیلا کا سر جھکا ہوا تھا۔ میں نے اپنے آلہ کار کے ذریعے کہا "میں اسے اپنی گرفت میں لے کر یہاں تک لایا ہوں۔ یہ آپ سب سے جھوٹ کہہ رہی تھی کہ کل یہاں آنے والی ہے۔ دراصل یہ اپنی ایک ڈمی انابیلا کو کل آپ سب کے سامنے پہنچانے والی تھی اور خود چوبیس گھنٹے پہلے یہاں آچکی تھی۔"

وہ سر جھکائے آہستہ سے چلتی ہوئی ایک اونچے پلیٹ فارم پر آئی پھر تمام اکابرین کو دیکھ کر بولی "ہاں...... میں انابیلا ہوں۔ یروشلم کے ایک مکان میں چھپی ہوئی تھی۔ الپا اور فرہاد نے مجھے اس طرح گھیر لیا تھا کہ میں فرار نہ ہوسکی۔ ان کی گرفت میں آگئی۔"

اس نے ایک ذرا توقف کے بعد تمام حاضرین کو دیکھتے ہوئے کہا "میں فرہاد اور اس کے بچوں کی مجرم ہوں۔ یہ جو چاہیں مجھے سزا دے سکتے ہیں۔ میں خود کو بے دست وپا سمجھ رہی ہوں۔ یہ اچھی طرح جانتی ہوں کہ جو عورت میری مدد کرتی رہی تھی وہ بھی مجھے فرہاد سے ملنے والی سزا سے نہیں بچا سکے گی۔"

میں نے کہا "میں تمہیں ایسی بدترین سزا دے سکتا ہوں جسے دیکھ کر وہ تمہاری مدد کرنے والی عورت بھی لرز جائے گی۔ توبہ کرے گی اور مجھ سے دور بھاگتی رہے گی۔ فرہاد جیسا غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والا شخص بھی تمہارے کام نہیں آسکے گا لیکن میں تمہیں سزا نہیں دوں گا۔"

میری اس بات پر سب چونک کر انابیلا اور میرے آلہ کار کو دیکھنے لگے۔ میں نے کہا "الپا کی چھوڑی ہوئی کرسی کے لیے فی الحال تین طلب گار ہیں۔ ایک انابیلا دوسرا وردان اور تیسری وہ پراسرار عورت ہے جس نے انابیلا کو اپنی

معمولہ بنا رکھا تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ عورت اس کو اپنی تابعدار بنا کر یہاں حکومت کرسکے گی؟ یا وردان معمولہ کو ہلاک کرکے الپا کی چھوڑی ہوئی کرسی پر قبضہ جما سکے گا؟"

پھر میں نے فوراً ہی وردان کے لب ولہجے میں کہا "میں تو اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ ابھی ختم کردوں گا۔ تاکہ اس کرسی کے تین ہی صرف دو ہی طلب گار رہیں۔ ایک میں اور دوسری وہ۔ میں اسے اپنے مقابلے پر آنے کے لیے مجبور کردوں گا۔"

ڈمی سونیا مسلسل خاموش تھی۔ ہماری اس بات کو جھٹلانا چاہتی تھی کہ انابیلا کے پیچھے کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت چھپی ہوئی ہے۔ اسے تسلیم کرلینا چاہیے۔ خود کو ظاہر کردینا چاہیے تھا۔ جب کہ انابیلا بھی یہ اعتراف کرچکی تھی کہ لیکن وہ پراسرار بن کر رہنے کا ارادہ کرچکی تھی۔

میں نے اچانک ہی انابیلا کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ حلق پھاڑ کر چیختی ہوئی اچھل کر فرش پر گری اور تڑپنے لگی۔ میں نے اسے الپا کے حوالے کردیا۔ وہ اسے تڑپا تڑپا کر زلزلے کے جھٹکے دینے لگی۔ تمام اکابرین اسے سزا پاتے دیکھ رہے تھے۔ وہاں یقیناً ڈمی سونیا بھی موجود ہوگی۔ وہ یہی سمجھ رہی ہوگی کہ وردان ایسا کررہا ہے۔ الپا کی چھوڑی ہوئی کرسی کی ایک طلب گار کو موت کے گھاٹ اتار رہا تھا تاکہ صرف دو ہی رہ جائیں مقابلہ صرف دو کے درمیان ہی ہوتا رہے۔

میں دماغی طور پر حاضر ہوگیا ایسے وقت ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے نے آکر کہا "سر...... ہم میڈم کے بارے میں بہت کچھ معلوم کرچکے ہیں اور دور دور سے نگرانی کرتے رہے ہیں۔ وہ جھیل والے کاٹیج میں موجود ہیں۔"

میں نے پوچھا "کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ میڈم سونیا ہی ہیں؟"

"یس سر! ہم نے ہر طرح سے اطمینان کرلیا ہے؟"

"ابھی وہ کہاں ہیں اور کیا کررہی ہیں؟"

"سر! وہ دو گھنٹے پہلے بوٹنگ کے لیے جھیل میں گئی تھیں۔ ابھی واپس آئی ہیں اور کاٹیج میں داخل ہوئی ہیں۔"

مجھے یقین نہیں آرہا تھا۔ میرے اندازے کے مطابق اسے یہ یقین ہوگیا تھا کہ ہم اس پر شبہ کررہے ہیں۔ اسے کہیں جاکر روپوش ہوجانا چاہیے تھا لیکن وہ کاٹیج میں بڑے آرام واطمینان سے تھی۔

وہ رہ رہ کر اپنی حرکتوں سے میرے اندر تجسس پیدا کررہی تھی۔ میں نے اسی وقت فون کے ذریعے ایک ٹریول ایجنٹ سے رابطہ کیا پھر اس سے پوچھا "کیا مجھے پیرس جانے کے لیے کسی بھی فلائٹ میں سیٹ مل سکتی ہے؟"

اس نے کہا "اب سے دو گھنٹے کے بعد ایک فلائٹ یہاں سے روانہ ہونے والی ہے۔ اگر آپ فوراً پہنچیں گے تو سیٹ مل جائے گی۔"

"میں بس ابھی آرہا ہوں۔"

میں نے ائرپورٹ پہنچنے میں دیر نہیں کی۔ ڈمی سونیا تک پہنچنے میں دیر کرنا مناسب نہیں تھا۔ روانگی کے وقت انوشے اور الپا سے ملاقات نہ ہوسکی۔ وہ کہیں باہر گئی ہوئی تھیں۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے ان سے کہہ دیا کہ میں جہاز میں سوار ہوچکا ہوں۔ اچانک ہی ڈمی سونیا کے پاس پہنچ کر اسے چونکا دینا چاہتا ہوں۔

انوشے نے کہا "گرینڈ پا! میں بھی پرسوں بابا صاحب کے ادارے میں پہنچنے والی ہوں۔ چھٹیاں ختم ہوچکی ہیں۔ آپ وہاں مجھ سے ضرور ملاقات کرنا۔"

میں نے اس سے ملنے کا وعدہ کیا پھر دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ جہاز پیرس کی طرف پرواز کررہا تھا۔ میں چند گھنٹے میں وہاں پہنچنے والا تھا۔ پتا نہیں ڈمی سونیا کی مصروفیات کیا ہوں گی۔ اس نے موبائل کے ذریعے رابطہ کرنے کی کوشش کی ہوگی لیکن میں نے اپنا فون بند رکھا تھا۔ میری کوشش یہی تھی کہ آخری وقت تک اسے میری آمد کا پتا نہ چلے۔

اس مکار ڈمی نے خاموشی اختیار کرلی تھی خاموشی سے انابیلا کی موت کا تماشا دیکھتی رہی تھی۔ اس کے بعد سوچنے لگی۔ "واقعی آئندہ اسرائیل پر حکومت کرنے کے لیے مجھے وردان سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ اس کم بخت نے میری معمولہ انابیلا کو مار ڈالا ہے۔ اب وہ میرے پیچھے پڑ جائے گا۔"

اسے دو طرف سے خطرات کا سامنا تھا۔ ایک طرف وردان وشوانا تھ تھا اور دوسری طرف میں۔ وہ اب بھی آستین کا سانپ بن کر میرے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔ میں بھی اب تک اسے یہی تاثر دے رہا تھا کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ انجانے پن میں دھوکا کھا رہا ہوں۔ آئندہ بھی اسی طرح دھوکا کھاتا رہوں گا۔

اس نے بڑی حکمت عملی سے میری سونیا کی جگہ حاصل کی تھی۔ یہ جگہ آسانی سے چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ الپا نے اسرائیل میں اقتدار کی جو کرسی چھوڑی تھی، وہ اس کرسی کو بھی حاصل کرنا چاہتی تھی۔ وہاں اقتدار حاصل کرنے کے لیے وردان سے مقابلہ کرنا ضروری ہوگیا تھا۔ دوسری حکمت عملی یہ ہوتی کہ وہ مقابلہ نہ کرتی اس سے کوئی سمجھوتا کرتی۔

وہ اسی پہلو کو اہمیت دے رہی تھی کہ فی الحال وردان

سے کسی طرح سمجھوتا کرنا چاہیے۔ اسے بیک وقت دو پہاڑوں سے نہیں ٹکرانا چاہیے۔ ایک کا سر سہلانا اور دوسرے کا سر کھانا چاہیے۔

اس نے سوچا، دانش مندی یہی ہے کہ پہلے وردان سے دوستی کرنے کی کوشش کی جائے اگر وہ مغرور ہوگا اور کسی سمجھوتے پر آمادہ نہیں ہوگا تو پھر دیکھا جائے گا۔

اس نے پہلے کبھی وردان سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ ایک بار شانتا بائی کی کوٹھی میں اس کی آواز سنی تھی پھر میں بھی اسرائیلی اکابرین کے درمیان رہ کر اس کے لب و لہجے میں بولتا رہا تھا۔ اس نے اس لب و لہجے کو اچھی طرح گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی پھر وردان کے اندر پہنچی۔

اس نے پوچھا ''کون؟''

وہ شکایت بھرے لہجے میں بولی ''تم نے انابیلا کو مار ڈالا، یہ اچھا نہیں کیا۔''

وہ حیرانی سے بولا ''کون انابیلا؟ یہ کیا بکواس کر رہی ہو؟''

اس کے چونکنے اور حیران ہوکر بولنے سے ڈمی سونیا کھٹک گئی۔ اس نے پوچھا ''کیا تم انابیلا کے پاس نہیں گئے تھے؟''

''میں نے انابیلا کا نام سنا تھا لیکن آج تک میرا اس سے کوئی رابطہ نہیں رہا مگر تم ہو کون؟''

اس نے کوئی جواب نہیں دیا فوراً ہی دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ ساری باتیں اس کی سمجھ میں آ گئیں۔ وہ زیر لب بڑبڑائی ''اچھا تو یہ بات ہے۔ وردان میرے کسی معاملے میں ملوث نہیں ہے یہ سب فرہاد کی مکاری ہے۔ وہ مجھے اب تک بے وقوف بناتا رہا۔''

ادھر وردان تجسس میں مبتلا ہوگیا۔ وہ ڈمی سونیا کو نہیں جانتا تھا۔ اس نے پہلی بار اس کا لب و لہجہ اپنے اندر سنا تھا۔ یہ معلوم کرنے کی بے چینی پیدا ہوگئی کہ یہ کون نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی پیدا ہوگئی ہے؟

اس نے خیال خوانی کے ذریعے ڈمی سونیا کے اندر آنا چاہا تو اس نے فوراً ہی سانس روک لی۔ وہ سمجھ گئی کہ وردان اس کے اندر آنا چاہ رہا تھا۔

اس نے دوسری بار تیسری بار اس کے دماغ میں آنے کی کوشش کی۔ وہ بار بار سانس روک کر اسے بھگاتی رہی۔ ایسے ہی وقت میں کاٹیج کے دروازے پہنچ گیا۔ ہمارے ادارے کے جاسوس اس کاٹیج کے چاروں طرف موجود تھے۔ وہ کسی بھی راستے سے فرار نہیں ہوسکتی تھی۔

میں نے کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ اندر کال بیل کی آواز سنائی دی۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر دروازے کے قریب سونیا کی آواز سنائی دی ''کون ہے؟''

میں نے کہا ''میں ہوں...... تمہارے جسم و جان کا مالک......''

اتنی بات سنتے ہی ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا تو وہ میرے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ مجھے دیکھ کر خوشی سے کھل گئی۔ ایک دم سے اچھل کر دونوں بانہیں کھول کر لپٹ گئی۔ میں بھی اس سے والہانہ محبت کا اظہار کرتا رہا۔ اسے چھو کر محبت بھری باتیں بولتا رہا۔ لیکن اس کے اندر پہنچ کر اس کے چور خیالات بھی پڑھتا رہا۔ یا حیرت! اس کے چور خیالات کہہ رہے تھے کہ وہ میری سونیا ہی ہے۔ میری اپنی سونیا ہے اور میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہے کہ جس سونیا کے ساتھ برسوں گزارتا آیا ہوں۔ یہ وہی سونیا ہے۔ ڈمی نہیں ہے کیونکہ ڈمی اس کی اداؤں کو تو اپنا سکتی ہے، مجھے طرح طرح سے فریب دے سکتی تھی لیکن اس کے اندر سونیا کے پسینے کی مہک نہیں آ سکتی تھی جبکہ مجھے وہی قدرتی مہک مل رہی تھی۔

ہمارے جاسوس پچھلے کئی گھنٹوں سے سونیا کی نگرانی کر رہے تھے اور یہی رپورٹ دے رہے تھے کہ وہ بالکل میڈم سونیا لگ رہی ہیں۔

ادھر میں کبھی خیال خوانی کے ذریعے اور کبھی فون کے ذریعے یہ اندازہ کر رہا تھا کہ وہ کاٹیج میں موجود ہے۔ یوں دیکھا جائے تو ہمارے اندازے کے مطابق ڈمی سونیا کو یہاں موجود ہونا چاہیے تھا۔ میرے گلے لگنے والی کو ڈمی سونیا ہونا چاہیے تھا لیکن وہ میری اپنی ہی سونیا تھی۔

گزشتہ تقریباً ایک چوتھائی صدی سے میں اور سونیا دن رات ساتھ رہتے آئے ہیں۔ اتنی طویل رفاقت کے بعد میں دھوکا نہیں کھا سکتا تھا۔ اس سے گلے لگنے کے بعد آنکھ بند کر کے دعوے سے کہہ سکتا تھا کہ وہ میری اور صرف میری سونیا ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوا کہ وہ کہاں ہے؟ میرے وہاں پہنچنے تک سونیا کی نقل موجود تھی۔ میرے آتے ہی وہ اصل سونیا ہوگئی تھی۔ کیسے ہوگئی تھی؟

وہ نقل پھر مجھے الجھا رہی تھی۔ پھر میرے لیے ایک چیلنج بن رہی تھی۔

◈

ہم ایک دوسرے کی دھڑکنوں سے لگے ہوئے تھے۔ سونیا ہمیشہ کی طرح اپنے مخصوص انداز میں محبت کا اظہار کر رہی تھی اور میں اسے پا لینے کا یقین کر رہا تھا۔ لیکن اس ڈمی سونیا نے ایسے شبہات پیدا کر دیے تھے کہ ٹھوس ثبوت کے باوجود بار بار دماغ یہی کہتا تھا کہ میں دھوکا کھا رہا ہوں اور یہ میری سونیا نہیں ہے۔

وہ مجھ سے لگی ہوئی تھی میں نے اسے بڑی محبت سے الگ کیا پھر اس کے چہرے کو اپنی دونوں ہتھیلیوں میں لے کر اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔ آنکھیں ہمیشہ سچ بولتی ہیں اور وہ آنکھیں کہہ رہی تھیں ''مجھ پر شبہ نہ کرو میں تمہاری ہوں صرف تمہاری سونیا ہوں۔''

وہ مسکرا کر بولی ''ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟''

میں نے ایک ذرا چونک کر کہا ''مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے ہزار بار دیکھنے کے باوجود پہلی بار تمہیں دیکھ رہا ہوں تم بالکل نئی نئی سی کچھ بدلی ہوئی سی لگ رہی ہو۔''

وہ مسکرا کر بولی ''پیار کرنے والوں کو کبھی کبھی اسی طرح بچھڑتے رہنا چاہیے۔ طویل جدائی کے بعد ملاقات ہو تو بوڑھے میاں بیوی ایک دوسرے کو نئے نویلے اور جوان جوان سے لگتے ہیں۔''

میں نے اسے گھور کر کہا ''ہم بوڑھے تو نہیں ہوئے ہیں۔''

یہ کہتے ہی میں نے اسے ایک جھٹکا دیا' وہ دوسری طرف گھوم گئی میں نے اسے دونوں بازوؤں میں اٹھا لیا۔ پھر اسے اٹھائے ہوئے ایک کمرے سے دوسرے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بولا ''میں تمہیں اسی طرح اٹھائے ہوئے پہاڑوں پر چڑھ سکتا ہوں۔''

میں نے اپنے بیڈ روم میں آ کر اسے بیڈ پر پھینک دیا وہ کھلکھلا کھلا کر ہنسنے لگی اس وقت ڈمی سونیا ہم سے بہت دور اپنی رہائش گاہ کے ایک بیڈ روم میں تھی۔ ادھر سونیا بیڈ پر پڑی ہوئی تھی' ادھر وہ ڈمی سونیا بیڈ پر آ کر گر پڑی تھی۔ میری سونیا کے اندر رہ کر مجھے دیکھ رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی۔

اسے خوش نہیں ہونا چاہیے تھا۔ وہ میری گرفت میں آنے سے پہلے ہی پھسل گئی تھی اور مجھے بھلانے کے لیے اصلی سونیا کو میرے پاس پہنچا دیا تھا مجھے یہ سوچنے پر مجبور کر رہی تھی کہ ڈمی سونیا اس کاٹیج میں نہیں آئی تھی اور نہ ہی اس نے ہماری سونیا کے خلاف کوئی واردات کی تھی اور نہ ہی اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا تھا۔

اور یہی ثابت ہو رہا تھا جیسے اصل سونیا کے ساتھ کچھ نہ ہوا ہو اور وہ جیسے پہلے تھی ویسے ہی اب بھی ہے۔ جیسے میں اسے چھوڑ کر گیا تھا ویسے ہی وہ مجھے مل رہی ہے اور اس درمیان کوئی خفیہ رازدارانہ تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔

میری اپنی سونیا نے شکایت بھرے انداز میں کہا ''میں نے تم سے کہا تھا کل کی فلائٹ سے انڈیا پہنچ رہی ہوں تمہارے پاس آ رہی ہوں پھر تم اچانک یہاں کیوں چلے آئے؟''

میں نے مسکرا کر کہا ''میں تمہیں سرپرائز دینا چاہتا تھا کیا تم مجھے دیکھ کر حیران نہیں ہوئیں؟''

ڈمی سونیا میرے ذہن کو کریدنا چاہتی تھی معلوم کرنا چاہتی تھی کہ میں کسی ڈمی سونیا کے وجود کے بارے میں بھی کچھ سوچ رہا ہوں' سمجھ رہا ہوں یا نہیں؟

میری سونیا نے ڈمی کی مرضی کے مطابق کہا ''ایسا لگ رہا ہے جیسے تم مجھے سرپرائز دینے کے لیے نہیں بلکہ کسی اور خاص وجہ سے آئے ہو۔''

میں نے تائید میں سر ہلا کر کہا ''ہاں...... میں اب تک یہ سمجھتا آ رہا تھا کہ یہاں تم نہیں ہو بلکہ تمہاری جگہ کسی دوسری ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت نے لے لی ہے اور سونیا بن کر اور میرے بچوں کو دھوکا دے رہی ہے۔''

''تعجب ہے تم ایسا کیوں سوچ رہے تھے؟''

''میں تم سے چند سوالات کر رہا ہوں یقین کرنا چاہتا ہوں کہ دھوکا نہیں کھا رہا تھا۔''

''بے شک تمہیں اپنے دل میں شکوک و شبہات کو جنم نہیں دینا چاہیے جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔''

میں نے سوچتی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا پھر پوچھا ''کیا تم نے پچھلے تین دنوں میں اعلیٰ بی بی سے فون پر باتیں کی تھیں؟''

اس نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا پھر ہر ایک فون کال کے بارے میں تفصیل سے بتانے لگی وہ ایک ایک بات درست کہہ رہی تھی کیونکہ اس کے اندر ڈمی چھپی ہوئی تھی اور میری سونیا اس کی مرضی کے مطابق وہی تمام باتیں کہہ رہی تھی جو میرے اور ڈمی کے درمیان ہو چکی تھیں۔

ایسے وقت میں یہ شبہ نہیں کر رہا تھا کہ اس ڈمی نے بڑی چالاکی سے میری چالباز سونیا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے اور ساری دنیا میں سب سے مکار کہلانے والی عورت اس ڈمی کے زیر اثر آ گئی ہوئی ہے۔

میں بھلا کیسے شبہ کرتا جب کہ میری اپنی سونیا مجھے سر سے پاؤں تک مل رہی تھی اس کی وہی آواز تھی وہی لب و لہجہ' وہی

ادائیں تھیں' وہی پیار کا انداز تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کے پسینے کی قدرتی مہک ثابت کر رہی تھی کہ میرے ساتھ کوئی دھوکا نہیں ہو رہا ہے۔

سونیا نے ڈمی کی مرضی کے مطابق مجھ سے پوچھا ''فرض کرو میں تمہاری اپنی سونیا نہیں ہوں تمہارے ساتھ فراڈ کر رہی ہوں پھر مجھے کیسے پہچانو گے کہ میں تمہاری اپنی ہوں؟''

میں نے کہا ''ایک وقت تھا جب تمہارے اندر بو سونگھ لینے کی غیر معمولی صلاحیت تھی۔ تم میلوں دور سے کسی کی بھی بو سونگھ کر بتا سکتی تھیں کہ وہ کون ہے اور کہاں ہے؟''

وہ ہنستے ہوئے بولی ''ہاں ہماری پہلی ملاقات اسی طرح ہوئی تھی میں تمہاری دشمن بنی ہوئی تھی اور تمہاری بو سونگھتے ہوئے تمہارا پیچھا کرتی رہی تھی۔''

''یہ تو تمہاری غیر معمولی صلاحیت ہے لیکن بعض لوگ اپنی بیویوں اور محبوباؤں کی پسینے کی مہک کو اس طرح اپنے دل و دماغ میں بسا لیتے ہیں کہ پھر اسے کبھی بھولتے نہیں ہیں۔ تمہارے پسینے کی مہک بھی میرے ذہن میں نقش رہتی ہے اور میرے سونگھنے کی حس کو ایسے وقت تیز کر دیتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ میں تمہیں صرف تمہاری مخصوص اداؤں سے ہی نہیں تمہارے پسینے کی مہک سے بھی پہچان رہا ہوں اور یقین کر رہا ہوں کہ میرے ساتھ کوئی فراڈ نہیں ہو رہا ہے۔ تم میری اپنی سونیا ہو۔''

میں نے اسے دونوں بازوؤں میں سمیٹ لیا۔ وہ میری گرفت میں کبھی سمٹنے لگی' کبھی بکھرنے لگی ان رنگین اور سنگین لمحات میں ڈمی سونیا کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ وہ بائیس برس کی بھرپور دوشیزہ تھی۔ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھنے کے بعد پہلے سونیا سے اور پھر مجھ سے متاثر ہوئی تھی۔ ان تاثرات نے اسے ڈمی سونیا بنا دیا۔ اس نے مجھے اپنا آئیڈیل بنا لیا تھا اور اس کے دل کی دھڑکنیں ضد کرتی رہتی تھیں کہ وہ میرے بازوؤں میں آ کر سونیا کا مقام حاصل کر لے۔

اس وقت وہ اپنی خفیہ رہائش گاہ کے بیڈ روم میں تھی اور اپنے بیڈ پر کباب سیخ کے مانند کروٹیں بدل رہی تھی۔ سونیا ادھر مچلتی تھی ادھر وہ تڑپتی تھی۔ اس ڈمی کے لیے یہ لازمی ہو گیا تھا کہ مجھ تک پہنچنے سے پہلے اسے سونیا کی ہر ایک ادا اور ہر ایک انداز کو سمجھ لینا ہے لیکن سمجھتے رہنے کے درمیان میں وہ اس بری طرح تپ رہی تھی کہ جوانی کا بخار تھرمامیٹر کے درجہ حرارت سے بھی آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ بالآخر بخار اس قدر بڑھا کہ وہ خیال خوانی کے قابل نہ رہی دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔

وہ گہری گہری سانسیں لیتی ہوئی اٹھ کر بیٹھ گئی وہاں سے اتر کر تیزی سے چلتی ہوئی واش روم میں آئی پھر شاور کے نیچے پہنچ کر اسے پوری طرح کھول دیا۔ آگ باہر لگے یا اندر سے ......وہ پانی سے ہی بجھتی ہے۔

☆☆☆

ہم نے بھی ڈمی سونیا کو خوب دھوکا دیا تھا۔

اسے یہ سمجھایا تھا کہ وردان وشواناتھ بھی اسرائیلی اکابرین کے دماغوں پر حکومت کرنا چاہتا ہے۔ میں نے وردان کا رول ادا کیا تھا اور اس ڈمی سونیا کہ یہ تاثر دیتا آ رہا تھا کہ وہ اسرائیلی اکابرین کے دماغوں میں آتا جاتا رہتا ہے اور اسی نے انابیلا کو ہلاک کیا ہے۔

انابیلا اپنے برے انجام کو پہنچ گئی تھی لیکن ڈمی سونیا الجھ کر رہ گئی تھی یہ فکر لاحق ہو گئی تھی کہ وہ اسرائیل میں الپا کی چھوڑی ہوئی اقتدار کی کرسی پر قبضہ جمانا چاہے گی تو وردان اس کرسی کو اس سے چھیننے کی کوششیں کرتا رہے گا۔ اس طرح اس کے سامنے بہت بڑی رکاوٹ بنتا چلا جائے گا۔

فی الوقت اس کے سامنے دو ہی راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ وردان وشواناتھ کا بھی ڈٹ کر مقابلہ کرے اور دوسرا راستہ یہ تھا کہ وردان سے کسی طرح کا سمجھوتا کر لے۔

اس کی عقل نے اسے سمجھایا کہ ایک طرف فرہاد علی تیمور جیسا پہاڑ ہے دوسری طرف وردان وشواناتھ جیسا غیر معمولی صلاحیتیں رکھنے والا دشمن ہے۔ اسے بیک وقت دو دشمنوں سے ٹکر نہیں لینی چاہیے کسی ایک سے عارضی طور پر دوستی کر کے صرف ایک ہی محاذ پر جنگ لڑنا چاہیے۔

وہ سمجھوتا کرنے کی خاطر وردان وشواناتھ کے دماغ میں گئی تو ہمارا فراڈ اس کے سامنے آ گیا۔ وردان یہ نہیں جانتا تھا کہ اسرائیل میں کیا ہو رہا ہے؟ کس طرح ہمارے ڈمی سونیا کے اور انابیلا کے درمیان جنگ جاری رہی تھی۔ جس کے نتیجے میں انابیلا ماری گئی تھی اور اس کی ہلاکت کا الزام وردان پر تھا۔ سب یہی سمجھ رہے تھے کہ اس نے اسرائیل پر حکومت کرنے کے لیے تمام اکابرین کی موجودگی میں انابیلا کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

بہرحال ادھر ڈمی سونیا کو حقیقت معلوم ہوئی کہ وردان ان معاملات میں ملوث نہیں رہا ہے اور یہ سب ہماری ڈراما بازی تھی دوسری طرف وردان وشواناتھ یہ سوچ کر حیران

ہورہا تھا کہ اسرائیل میں آخر کیا ہورہا ہے؟ کسی انا بیلا کی ہلاکت کا الزام اس پر کیوں آرہا ہے؟ اور یہ ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت کون تھی جو اس کے دماغ میں آکر بول رہی تھی؟

ڈمی سونیا نے اسے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ جب اسے معلوم ہوگیا کہ وردان وشواناتھ اس کے معاملے میں ملوث نہیں ہے اور اسرائیل پر حکومت کرنے کے لیے اس کے مقابلے پر نہیں آئے گا تو وہ چپ چاپ وہاں سے چلی آئی۔

اب وردان پریشان ہوکر سوچ رہا تھا کہ یہ خیال خوانی کرنے والی عورت کون ہوسکتی ہے۔ کیا اس کا تعلق فرہاد علی تیمور کی فیملی سے ہے؟ وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا" کیا اعلیٰ بی بی ...آواز اور لب ولہجہ بدل کر میرے اندر آئی تھی؟ مجھے اس کے پاس جاکر معلوم کرنا چاہیے۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اور اعلیٰ بی بی کے اندر پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ اس نے دوسری بار اس کے دماغ میں پہنچتے ہی کہا" میں وردان ہوں۔"

اس نے پھر سانس روک کر اسے بھگا دیا۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہوکر جھنجلانے لگا۔ سوچنے لگا کس طرح معلوم کرے کہ ابھی کون اس کے اندر آئی تھی؟

اسی وقت فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے بٹن دبا کر فون کو کان سے لگایا پھر کہا" میں ہوں سوامی وردان وشواناتھ......"

دوسری طرف سے اعلیٰ بی بی کی آواز سنائی دی" تم مجھ سے رابطہ کیوں کرنا چاہتے ہو؟ کیا یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ تمہارے پولیس اور انٹیلی جنس والے مجھے گرفتار کرنے میں کامیاب ہوسکے ہیں یا نہیں؟"

وہ بولا" یہ تو بھول جاؤ کہ قانون کے لمبے ہاتھوں سے بچ سکو گی۔ کبھی نہ کبھی گرفت میں آؤ گی۔ یا پھر اپنے باپ کے ساتھ یہ ملک چھوڑ کر بھاگ جاؤ گی۔"

"وردان! تم ابھی میرے باپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے' نادان بچے ہو۔ ہم بچوں نے اپنے باپ کی طرح میدان مارنا سیکھا ہے' بھاگنا نہیں' بھگانا سیکھا ہے اور جو بھاگنا نہیں چاہتے انہیں ہم موت کے گھاٹ اتارنا جانتے ہیں۔"

"یہ تو آنے والا وقت بتائے گا کہ میں تم باپ بیٹی کے قدم کس طرح یہاں سے اکھاڑوں گا؟ فی الحال یہ بتاؤ ابھی تم میرے دماغ میں کیوں آئیں تھیں؟"

"کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے تم میرے پاس آنا چاہتے تھے میں نے سانس روک کر تمہیں بھگا دیا۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ تمہارے پاس آؤں؟ آئندہ فون کے ذریعے بھی مجھ سے رابطہ نہ کرنا۔"

"جسٹ اے منٹ فون بند نہ کرنا۔ میں تمہیں ایک بات سمجھانا چاہتا ہوں۔ کسی کے ملک میں آکر کسی کی زمین پر قدم رکھ کر اس سے دوستی کرنی چاہیے۔ دشمنی مہنگی پڑتی ہے۔"

"یہ زمین تمہارے باپ کی نہیں ہے صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اسے تم اپنے ملک کا نام دے دوگے تو زمین تمہاری نہیں ہوجائے گی۔ رہ گئی دوستی کی بات تو دوستی انسانوں سے کی جاتی ہے شیطانوں سے نہیں۔ نو مور آرگومنٹس' دیٹس آل۔"

اس نے فون بند کردیا۔ وردان نے اپنے فون کی طرف دیکھا وہ جھنجلا سکتا تھا لیکن ٹیلی پیتھی کے ذریعے یا اپنے وسیع اختیارات کے ذریعے اعلیٰ بی بی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا۔ اس نے وہاں کے حکمرانوں کے کانوں میں خطرے کی گھنٹی بجادی تھی کہ فرہاد علی تیمور اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ ہندوستان میں ہے اور یہاں تخریبی کارروائیاں کررہا ہے۔

شمالی ہندوستان کے ہر صوبے ہر شہر کی پولیس اور انٹیلی جنس والے الرٹ ہوگئے تھے۔ مجھے اور اعلیٰ بی بی کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ بعد میں وردان نے ہوم منسٹر کو یہ بھی بتایا تھا کہ میرا بیٹا پارس دہلی میں اور الپا اپنی بیٹی الوشے کے ساتھ ممبئی شہر میں کہیں چھپے ہوئے ہیں۔

وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمیں زیر نہیں کرسکتا تھا۔ اس لیے پولیس اور انٹیلی جنس والوں کے ذریعے ناکا بندی کرارہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ ہمیں کہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا موقع نہ ملے اگر ہم کہیں جائیں تو شبہ میں گرفتار کرلیے جائیں۔ ایسے وقت وہ یہ بھول گیا تھا ہم شبہ کرنے والوں کو خیال خوانی کے ذریعے دوست بنا کر انہیں جھانسا دے کر ان کے حصار سے نکل جاتے ہیں۔ جہاں جانا چاہتے ہیں وہاں پہنچ جاتے ہیں۔

الوشے کی چھٹیاں ختم ہوچکی تھیں۔ اسے دوسرے دن وہاں سے روانہ ہوکر بابا صاحب کے ادارے میں پہنچنا تھا۔ وہ الپا کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی" ماما! ہم نے یہ چودہ دن کتنی محبتوں کے ساتھ اور مسرتوں کے ساتھ گزارے ہیں۔ میں انہیں اگلے ایک برس تک بھول نہیں پاؤں گی۔"

وہ بیٹی کو چوم کر بولی" ہاں ایک برس بعد پھر تمہیں پندرہ دنوں کی چھٹیاں ملیں گی پھر تم میرے پاس آکر سینے سے لگ جاؤ گی۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہورہی ہے کہ تم پہلی بار بابا صاحب کے ادارے سے باہر آئی ہو اور تم نے میرے ساتھ چھٹیاں خوب انجوائے کی ہیں۔"

"بہت ماما! میں نے بہت انجوائے کیا ہے۔ اچھی خاصی تفریح بھی کی ہے اور مہم جوئی بھی ہوتی رہی ہے۔ آپ نے اور گرینڈ پا نے میرے سب سے بڑے دشمن آوازون کو جہنم میں پہنچا دیا ہے۔"

"ہم آوازون کی ماں ارناکوف کو بھی ٹھکانے لگا دیں گے وہ کم بخت زندہ رہے گی تو اپنے بیٹے کا انتقام تم سے لینا چاہے گی اور ہم اسے یہ موقع نہیں دیں گے۔"

"گرینڈ پا نے کہا تھا کہ کالا جادو جاننے والوں کو ایک ایک کرکے جہنم میں پہنچا دیں گے اور وہ ایسا کررہے ہیں۔ آخر میں آوازون' ارناکوف اور انابیلا رہ گئی تھیں۔ یہاں چودہ دنوں میں آوازون کو اور انابیلا کو ان کے برے انجام پہنچا دیا گیا ہے۔ اب ارناکوف کی باری ہے۔"

وہ ماں بیٹی کچن میں تھیں۔ کھانا تیار کرنے کے بعد اسے ڈائننگ ٹیبل پر رکھ رہی تھیں۔ الوشے نے پوچھا" ماما! ایک بات پوچھوں؟"

"بیٹی! ہزار باتیں پوچھو۔ کوئی خاص بات ہے؟"

"جی ہاں آپ ہمارا دین اسلام قبول کیوں نہیں کرتیں؟"

الپا نے بیٹی کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر مسکرا کر کہا۔

"عمر تو ساری کٹی عشقِ بتاں میں غالب
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوں گے۔"

الوشے نے ماں کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا" اوہ ماما! آپ میرے اہم سوال کو ٹالنا چاہتی ہیں۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے تم یہ بتاؤ کہ تمہیں اپنے پاپا سے' اپنے دادا جان سے اور دادی جان سے کتنی محبت ہے؟"

وہ بولی" میں بیان نہیں کرسکتی کہ مجھے ان سے کتنی محبت ہے اور اتنی ہی آپ سے بھی ہے۔"

"اگر میں تم سے کہوں کہ اپنے باپ دادا کو چھوڑ دو تو کیا تم میری بات مان لوگی؟"

اس نے انکار میں سر ہلایا۔ وہ بولی" بس اسی طرح میرے بارے میں بھی سوچو مجھے اپنے باپ دادا سے اور ان کے مذہب سے بہت زیادہ لگاؤ ہے۔ یہ یہودیت میری گھٹی میں پڑی ہے۔ پہلے میں اپنے یہودی مذہب کو دنیا کا سب سے افضل اور اعلیٰ مذہب سمجھتی تھی۔ مجھے اتنا غرور تھا کہ میں مسلمانوں سے نفرت کرتی تھی۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی" میں نے اسی غرور میں تمہارے پاپا سے نفرت کی تھی ان کی اچھی شریک حیات بن کر نہ رہ سکی۔ آخر تمہارے باپ سے الگ ہوکر بہت ٹھوکریں کھائیں۔ اپنے ملک کے اکابرین نے بھی مجھے دھوکے دیے۔ میری جان پر بن آئی تھی۔"

الوشے بڑی خاموشی سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔ اس نے ایک ذرا توقف سے کہا" صرف جناب علی اسد اللہ تبریزی اپنے باطنی علم سے یہ جانتے تھے کہ میں دل کی اچھی ہوں' ایک دن اپنے غرور کو بھول کر مسلمانوں کی طرف مائل ہوجاؤں گی اور تجھے میری بیٹی کی محبت بھی ادھر کھینچ لائے گی۔"

"ہاں ماما! میں دیکھ رہی ہوں کہ یہی ہورہا ہے آپ مسلمانوں سے نفرت نہیں کررہی ہیں بلکہ ہمارا بھرپور ساتھ دے رہی ہیں۔"

میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ آج اسلام قبول کرلوں تو مجھے بابا صاحب کے ادارے میں قدم رکھنے کی اجازت مل جائے گی۔ پھر میں جب چاہوں گی تمہارے پاس آکر تم سے ملتی رہوں گی۔ مگر الوشے! میری جان! میں اپنے دل سے مجبور ہوں۔ تم جس طرح اپنے باپ دادا کو اور ان کے مذہب کو نہیں چھوڑ سکتیں۔ اسی طرح میں بھی اپنے باپ دادا کے مذہب کو نہیں چھوڑ سکتی۔ میری مجبوریوں کو سمجھو اور ایسا کوئی سوال نہ کرو۔"

"آل رائٹ ماما! اپنے باپ دادا سے اور اپنے مذہب سے جو قلبی لگاؤ ہوتا ہے اس کے خلاف کسی کو کچھ نہیں بولنا چاہیے۔ آئندہ میں بھی نہیں بولوں گی۔"

ایسے ہی وقت الپا چونک گئی اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر محسوس کیا۔ وردان کی آواز سنائی دی" میں بول رہا ہوں۔"

"واپس جاؤ میں رابطہ کروں گی۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی پھر اپنا فون نکال کر نمبر پنچ کرنے لگی۔ الوشے نے پوچھا" کس سے بات کررہی ہیں؟"

"وردان مجھ سے بات کرنا چاہتا ہے۔ تم چپ چاپ کھاتی پیتی رہو۔"

اس نے بٹن دبا کر فون کو کان سے لگایا رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے اس کی آواز سنائی دی۔ الپا نے

پوچھا ''میرے پاس کیوں آئے تھے؟''
وہ بولا'' یہی میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم کیوں خیال خوانی کے ذریعے میرے اندر آنے کی کوششیں کررہی تھیں؟''
''تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے نہ پہلے کبھی میں نے تم سے رابطہ کیا تھا اور نہ کبھی آئندہ کرنا چاہوں گی۔''
''کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟'' تھوڑی دیر پہلے میرے اندر نہیں آئی تھیں؟ اگر نہیں تو پھر میرے اندر کون آنا چاہتی تھی؟ کیا تم میری حیرانی دور کرسکتی ہو؟''
''میں تمہاری حیرانی کیسے دور کروں؟ تم بہتر جانتے ہو کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کتنی خیال کرنے والیوں سے تمہارا رابطہ رہتا ہے؟''
''میرا رابطہ صرف ارنا کوف سے رہتا ہے۔ مخالفین میں ایک تم ہو اور دوسری اعلیٰ بی بی ہے۔ اعلیٰ بی بی نے بھی انکار کیا ہے اور تم بھی انکار کررہی ہو۔''
''ہمارا جواب تمہیں مل گیا ہے۔ آئندہ ہم سے رابطہ نہ کرنا۔''
''جسٹ اے منٹ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کیا ہماری ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کسی نئی خیال خوانی کرنے والی کا اضافہ ہوا ہے؟''
''ہاں۔ کوئی اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہے ہم اس کے بارے میں نہیں جانتے وہ خود کو چھپا رہی ہے' پراسرار بن رہی ہے۔''
''پھر تو تم سب اس کی شہ رگ تک پہنچنے کی کوشش کررہے ہوگے؟''
''ہمیں اس کی طرف سے کوئی فکر نہیں ہے۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ زیادہ عرصے تک پراسرار بن کر نہیں رہ سکے گی کسی دن اس سے سامنا ہوگا تو ہم اس نمٹ لیں گے۔''
ایسے وقت انوشے نے کہا'' ماما! آپ کھانے کے وقت اتنی لمبی باتیں نہ کریں جو بھی ہے اس سے کہہ دیں کہ بعد میں گفتگو ہوگی۔''
وہ فون پر بولی'' سن لیا تم نے؟ میری بیٹی کو تم سے باتیں کرنے پر اعتراض ہے۔ دیٹس آل۔''
رابطہ ختم ہوگیا وردان نے اپنے فون کو بند کرتے ہوئے سوچا'' کیا واقعی کوئی نئی خیال خوانی کرنے والی پیدا ہوگئی ہے اور اگر ہے تو وہ میرے پاس کیوں آئی تھی اور جب آئی تھی تو کچھ کہے سنے بغیر واپس کیوں چلی گئی؟''
اس کی سوچ نے کہا'' ایسا تو نہیں ہے کہ اعلیٰ بی بی اور الپا جھوٹ بول رہی ہوں ہوسکتا ہے ان میں سے کوئی میرے پاس آئی ہو پھر کچھ سوچ کر واپس چلی گئی ہو۔''
اس نے ابھی الپا کے فون کے ذریعے انوشے کی آو
سنی تھی۔ اس نے اس کے لب ولہجہ کو اپنی گرفت میں لیا
خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچنا چاہا
اس نے سانس روک لی۔
الپا نے پوچھا'' کیا ہوا؟''
وہ بولی'' ابھی جو آپ کے پاس آیا تھا' وہ میرے پا
آنا چاہتا ہے۔''
''اسے یوگا کی لاتیں مارتی رہو۔''
دوسری طرف وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگا'' بد
کم بخت فرہاد کی فیملی کے سب ہی افراد یا تو ٹیلی پیتھی جاننے والے
یوگا کے ماہر ہیں۔ میں خیال خوانی کے ذریعے ان
کمزوریاں معلوم نہیں کرسکوں گا۔ اعلیٰ بی بی یا الپا میں سے
نے لب ولہجہ بدل کر خیال خوانی کی تھی میرے پاس آئی تھ
اور اب باتیں بنارہی ہیں کہ کوئی نئی خیال خوانی کرنے وال
پیدا ہوگئی ہے۔ میں نہیں مانتا الپا نے سراسر جھوٹ کہا ہے۔''
وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر خیال خوانی کے ذری
ارنا کوف کے پاس پہنچ گیا۔ خاموشی سے اس کے خیالات
پڑھنے لگا وہ اس کی معمولہ اور تابعدار تھی اس کی سوچ ک
لہروں کو محسوس نہیں کررہی تھی۔
دار جلنگ میں وردان کا ایک چھوٹا سا بنگلا تھا وہ اسی بنگ
میں تھی وہاں پہنچ کر مطمئن ہوگئی تھی کہ مجھ سے اور میرے ٹ
پیتھی جاننے والوں سے دور ہوگئی ہے ہم میں سے کوئی ا
اس کے سائے تک بھی نہیں پہنچ پائے گا۔
وردان مختلف معاملات میں الجھا ہوا تھا۔ ذہنی طور
پریشان تھا۔ تفریح کرنا چاہتا تھا اس کے ساتھ تفریحی لمحا
گزارنے کے لیے دار جلنگ جانا چاہتا تھا۔ وہ اس وقت
اپنے بیٹے کو یاد کررہی تھی اور رو رہی تھی۔ اس کے خیالا
پڑھ کر معلوم ہوا کہ وہ کم از کم چھ سات دنوں تک بیمار رہ
اس کے کسی کام نہیں آسکے گی۔
اس نے ناگواری سے منہ ہٹا کر اسے مخاطب کیا
چونک کر آنسو پونچھتے ہوئے بولی'' تم کہاں ہو؟ میں کل
انتظار کررہی ہوں۔ کیا مجھے بھول گئے ہو؟''
''تم کوئی بھولنے کی چیز نہیں ہو۔ میں تم سے ملنے
لیے بے چین ہوں لیکن آج کل بڑی مصروفیت ہے کچھ
معاملات الجھا رہے ہیں۔''
''کیا میں خیال خوانی کے ذریعے تمہارے کسی کام نہ
آسکتی؟''

''ہاں۔ ایک معاملہ ذرا سا الجھا ہوا ہے کسی خیال خوانی کرنے والی نے مجھے مخاطب کیا تھا دو چار باتیں کیں اور پھر اچانک واپس چلی گئی تھی۔ نہ اس نے اپنا نام بتایا اور نہ ہی میں اسے سمجھ پایا ہوں کہ وہ کون تھی؟''
اس نے پوچھا'' وہ تم سے کیا کہہ رہی تھی؟''
اس نے کہا'' انا بیلا کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ جب کہ میں نے انا بیلا کا صرف سنا ہے اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔''
''میں بہت کچھ جانتی ہوں۔ اس کا تعلق ہمارے خاندان سے ہے۔ وہ میری سوتیلی بیٹی ہے۔ ہمارے درمیان ہمیشہ سے دشمنی چلی آرہی ہے۔''
وہ انا بیلا کے بارے میں بتانے لگی'' وہ ٹیلی پیتھی کے علاوہ کالے جادو میں بھی مہارت رکھتی ہے۔ یوں کہو کہ وہ مہارت رکھتی تھی۔ اس خیال خوانی کرنے والی عورت نے شاید یہ ظاہر کیا تھا کہ اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے اسے ہلاک کردیا گیا ہے۔''
''پھر تو فرہاد علی تیمور نے یا اس کے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اسے ہلاک کیا ہوگا۔ انہوں نے قسم کھائی ہے کہ کسی بھی کالے جادو جاننے والے کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔''
وہ بولی'' انا بیلا بڑی کامیابی سے اسرائیلی اکابرین کا اعتماد حاصل کرچکی تھی۔ الپا نے اقتدار کی جو کرسی چھوڑی تھی۔ وہ اسی پر جا کر بیٹھنے والی تھی۔ ہمیں معلوم کرنا چاہیے کہ اسے کیوں ہلاک کیا گیا ہے اور فرہاد نیز اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اسرائیل میں کیا کرتے پھر رہے ہیں؟''
وردان نے اس سے تمام تفصیلات سننے کے بعد کہا'' پھر تو وہ اقتدار کی کرسی خالی ہوگی۔ ہم اس پر قبضہ جما سکتے ہیں۔ تم درست کہہ رہی ہو ہمیں یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہاں اسرائیل میں کیا ہورہا ہے؟''
وہ دونوں خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے اسرائیلی اکابرین کے دماغوں میں پہنچنے لگے اور ان سب کے خیالات پڑھنے لگے۔ پھر وردان نے کہا'' یہاں تو فرہاد اور انا بیلا کے درمیان زبردست جنگ ہوچکی ہے۔''
ارنا کوف نے کہا'' ہاں یہ دیکھو کہ انا بیلا کتنی مکار تھی وہ فرہاد جیسے پہاڑ کو جھکنے پر مجبور کررہی تھی۔''
وردان نے کہا'' اور فرہاد کی مکاری دیکھو کہ اس نے اسرائیلی اکابرین کے درمیان ڈمی وردان پیدا کردیا۔ اس نے یا اس کے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے میرا رول ادا کیا اور یہ تاثر دیا کہ میں بھی وہاں اقتدار کی جنگ لڑ رہا ہوں اور وہ جنگ جیتنے کے لیے میں نے انا بیلا کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔''
''فرہاد نے تمہارے کاندھے پر بندوق رکھ کر گولی چلائی ہے۔ اس نے اسرائیلی اکابرین کو یہ یقین دلایا ہے کہ تم الپا کی چھوڑی ہوئی کرسی حاصل کرنا چاہتے ہو۔''
''جب وہ مجھے بدنام کرہی چکا ہے تو اب میں اقتدار کی اس کرسی پر بیٹھ کر نیک نامی ضرور حاصل کروں گا۔''
وہ بولی'' اس سے پہلے ہمیں معلوم کرنا ہوگا کہ وہ پراسرار اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی کون ہے؟ جو دشمن نظر نہ آئے اس سے مقابلہ کرتے وقت بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ پہلے اسے بے نقاب کرنا ہوگا۔''
''وہ آسانی سے سامنے نہیں آئے گی۔ جب میں اقتدار کی جنگ شروع کروں گا تو وہ میرے مقابلے پر آتی رہے گی۔ ایسے وقت اس کی باتیں اس کی گھاتیں اور اس کی کچھ کمزوریاں سامنے آتی رہیں گی۔''
''تو پھر جنگ ابھی اور اسی لمحے سے شروع کی

جائے۔"

"ہاں اب ہماری پلاننگ یہ ہوگی کہ ہم انا بیلا کو پھر سے زندہ کریں گے۔ اس اجنبی خیال خوانی کرنے والی نے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا رکھا تھا۔ ہم اس بات کو غلط ثابت کریں گے اور یہ تاثر دیں گے کہ وہ دھوکا کھاتی رہی تھی۔ اصلی انا بیلا کو اس نے اپنی معمولہ اور تابعدار نہیں بنایا تھا۔ اصلی تو اب سامنے آئی ہے۔"

وہ خوش ہو کر بولی "یعنی اب مجھے انا بیلا بن کر اس اجنبی عورت کو للکارنا ہے اور وہاں اقتدار کی کرسی پر بیٹھنا ہے۔ ہائے وردان! یہ میرے برسوں کا خواب ہے کہ میں الپا کی طرح اسرائیل پر تنہا حکومت کرتی رہوں۔"

"تو پھر جاؤ اور اس پُراسرار ٹیلی پیتھی جاننے والی کو اس کی قبر سے کھود کر باہر نکال لاؤ۔ میں تمہیں خیال خوانی کرنے کی آزادی دیتا ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولی "آئی لو یو وردان! تم میرے اندر رہو مجھے گائیڈ کرتے رہو میں وہاں جا رہی ہوں۔"

"ان کے دماغوں میں جا کر کچھ دیر خاموش رہو اور یہ معلوم کرو کہ وہ اجنبی عورت کب ان لوگوں سے رابطہ کرتی ہے؟ میں بھی خاموش رہوں گا۔"

ان دونوں نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر دو مختلف اکابرین کے دماغوں میں پہنچے۔ ان کے خیالات نے بتایا ابھی تھوڑی دیر کے لیے اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی ان کے دماغوں میں آئی تھی اور اس نے حکم دیا ہے کہ تمام اکابرین کانفرنس ہال میں جمع ہو جائیں۔ وہ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہے۔ وردان نے ارنا کوف سے کہا "واپس چلو۔"

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ اس نے کہا "اس عورت نے ان اکابرین کو آدھے گھنٹے کا وقت دیا ہے وہ سب آدھے گھنٹے بعد کانفرنس ہال میں حاضر ہو جائیں گے۔"

پھر اس نے کہا "یقیناً وہ ان سے کچھ اہم باتیں کرنا چاہتی ہے۔ اس سے پہلے ہمیں اہم اکابرین کے اہم خیالات سے آگاہ ہونا چاہیے۔"

وہ دونوں خیال خوانی کے ذریعہ چند اہم حکام اور آرمی کے افسران کے اندر پہنچنے لگے۔ بیس منٹ کے بعد ارنا کوف نے وردان سے کہا "میں آرمی کے دو اعلیٰ افسران کے اندر گئی تھی انہوں نے فوراً ہی سانس روک لی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عورت نے چند اہم افسران اور عہدیداران پر تنویمی عمل کیا ہے اور انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا لیا ہے۔ ہم ان کے اندر نہیں جا سکیں گے۔"

"ہم بھی چند اہم افسران اور عہدیداران کو اپنا تابعدار بنائیں گے اور جنہیں وہ بنا چکی ہے انہیں بھی ہم ٹریپ کریں گے اور اپنے زیر اثر لے آئیں گے۔ آج سے ہمیں دن رات ان کے پیچھے پڑ جانا ہوگا۔"

وہ دونوں پھر ان اکابرین کے اندر پہنچ گئے۔ چپ چاپ ان کے خیالات پڑھتے رہے۔ یہ معلوم کرتے رہے کہ وہ یہودی اکابرین ساری دنیا میں کیسے سیاسی کھیل کھیل رہے ہیں۔ انہیں اس سلسلے میں بڑی اہم معلومات حاصل ہو رہی تھیں۔ آئندہ انہی معلومات کی بنیاد پر وہ وہاں حکومت کر سکتے تھے۔

تمام اکابرین اس کانفرنس ہال میں جمع ہو گئے تھے۔ ایسے وقت ارنا کوف اور وردان نے پہلی بار اس ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت کی آواز اور لب و لہجہ کو سنا۔ وہ بہت چالاک تھی لہجہ بدل کر انا بیلا کے انداز میں بول رہی تھی "تم سب کو یہ سن کر حیرانی ہوگی۔ بلکہ یقین نہیں آئے گا کہ میں انا بیلا ہوں اور ابھی زندہ ہوں۔"

اعلیٰ حاکم نے کہا "بے شک یہ یقین نہ کرنے والی بات ہے۔ انا بیلا کو یہیں اس کانفرنس ہال میں ہمارے سامنے ہلاک کیا گیا ہے۔"

وہ بولی "جسے ہلاک کیا گیا ہے وہ میری ڈمی تھی۔ الپا اور فرہاد دونوں ہی اس سے دھوکا کھاتے رہے۔ میں اتنی نادان نہیں ہوں کہ کسی ٹھوس پلاننگ کے بغیر اسرائیل چلی آتی اور یروشلم کے کسی مکان میں جا کر آرام سے سوتی رہتی۔ وہ دونوں وہاں پہنچ کر اسے زیر اثر لا کر بہت خوش ہو رہے تھے اور میں انہیں خوش کر رہی تھی۔"

آرمی افسر نے پوچھا "کیا الپا اور فرہاد نے اس کے خیالات سے یہ معلوم نہیں کیا کہ وہ اصلی نہیں ہے؟"

"اگر وہ معلوم کر لیتے تو دھوکا نہ کھاتے اور میری ڈمی کو یہاں سب کے سامنے ہلاک نہ کرتے۔ میں نے اس ڈمی کے دماغ پر قبضہ جما رکھا تھا۔ وہ اس کے چور خیالات پڑھ کر بھی دھوکا کھاتے رہے۔ میں اس کے دماغ میں رہ کر ان دونوں سے بولتی رہی۔ وہ دونوں یہی سمجھتے رہے کہ میں کوئی تیسری خیال کرنے والی عورت ہوں جب کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں نئی اجنبی خیال کرنے والی کوئی موجود نہیں ہے۔"

ایسے وقت ارنا کوف نے اپنے آلہ کار کے ذریعہ قہقہہ لگایا۔ سب ہی اس آلہ کار کو دیکھنے لگے۔ وہ بولی "اری او بہروپ بھرنے والی! تو انا بیلا ہے تو پھر میں کون ہوں؟"

وہ تمام اکابرین اپنی اپنی جگہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے

ان کے سامنے پھر کوئی نیا انکشاف ہو رہا تھا۔ ادھر ڈمی سونیا کچھ پریشان ہو گئی تھی۔ اس نے اپنے آلہ کار کے ذریعے کہا "الپا! تم پھر کوئی نیا ڈراما پلے کر رہی ہو اور ان تمام معزز اکابرین کو پریشان کر رہی ہو ان کا وقت بھی ضائع کرتی جا رہی ہو۔"

ارنا کوف نے کہا "تم مجھے الپا کہو گی تو میرا اصلی نام اور اصلی شخصیت تبدیل نہیں ہوگی۔ میں انا بیلا ہوں اور انا بیلا ہی رہوں گی اور تم وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت ہو جو اپنے آپ کو پردے میں رکھ کر ان معزز اکابرین کو دھوکا دے رہی ہے۔"

"کیا تم بتا سکتی ہو کہ انہیں دھوکا دینے سے مجھے کیا حاصل ہوگا؟"

"دراصل تم الپا اور فرہاد علی تیمور سے منہ چھپا رہی ہو۔ تمہیں یہ خوف ہے کہ جس دن ظاہر ہو جاؤ گی اس دن وہ تمہاری شہ رگ تک پہنچ جائیں گے۔"

پھر اس نے تمام اکابرین سے کہا "میں آپ سب سے عرض کرتی ہوں کہ اس جعلی انا بیلا سے دو ٹوک فیصلہ کریں اور اسے صاف صاف کہہ دیں کہ یہ اپنی اصلیت ظاہر نہیں کرے گی تو آپ میں سے کوئی اس پر بھروسا نہیں کرے گا۔ میں اپنی اصلیت یہ بتا دوں کہ مجھے اس اجنبی عورت سے بڑے اندیشے تھے میں نے بہت پہلے ہی خود کو چھپا لیا تھا اور کسی کو ڈمی انا بیلا بنا کر اس کے سامنے پیش کیا تھا اور یہ دھوکا کھاتی رہی تھی۔"

وہ ذرا توقف سے بولی "مزید حقیقت بیان کر دوں کہ وردان وشوانا تھ ہمارے کسی بھی معاملے میں ملوث نہیں ہے۔ فرہاد علی تیمور نے خود ہی اس کا لب و لہجہ اختیار کر کے یہاں ڈراما پلے کیا تھا۔ اس ڈمی انا بیلا کو اصلی سمجھتا رہا تھا۔ پھر اس نے وردان بن کر اس بیچاری کو ہلاک کر دیا۔"

آرمی کے اعلیٰ افسر نے کہا "یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے خواہ مخواہ ہمیں کیوں الجھا رہے ہیں؟"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "ہم میں سے کوئی یہ کبھی نہیں جان سکے گا کہ انا بیلا واقعی مر چکی ہے یا زندہ ہے اور اگر زندہ ہے تو آپ دونوں میں سے کون اصلی ہے اور کون نقلی ہے؟"

ڈمی سونیا نے کہا "یہ الپا ہے آپ حضرات کو الجھا رہی ہے یہ نہیں چاہتی کہ میں اس کی چھوڑی ہوئی کرسی پر یہاں آ کر بیٹھوں۔ آپ سب کے اور اپنی یہودی قوم کے کام آتی رہوں۔"

ارنا کوف نے کہا "میں یہ ثابت کر دوں گی کہ مسلمانوں سے دوستی کرنے والی الپا نہیں ہوں ایک یہودی انا بیلا ہوں۔

میں یہاں آکر سب سے پہلے فلسطین کے مسلمانوں کو کچل ڈالوں گی۔ جو کام اب تک الپا نہ کر سکی' میں کر ڈالوں گی۔"

ایک حاکم نے کہا" یہ فلسطینی مسلمان اسرائیل کے بدن پر ایک پھوڑے کی طرح ہیں اور ہمارے لیے ناسور بنتے جارہے ہیں۔ اب ہم اسی کو اصلی انا بیلا سمجھیں گے جو فلسطین کے مسلمانوں سے ہمیں نجات دلائے گی اور انہیں اسرائیل چھوڑ کر کسی دوسرے ملک کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کردے گی۔"

ڈمی سونیا نے کہا" الپا تقریباً بارہ برس تک اسرائیل میں رہی یہاں اپنے وطن کی اور اپنی یہودی قوم کی خدمت کرتی رہی۔ اس نے بھی فلسطینی مسلمانوں کو کچل ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکی جبکہ وہ ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والی عورتوں سے زیادہ تجربہ کار ہے۔ اس لیے میں یہ دعویٰ نہیں کروں گی کہ فلسطینی مسلمانوں کو بالکل ہی کچل کر رکھ دوں گی یا انہیں یہاں سے ہجرت کرنے پر مجبور کردوں گی۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی" آپ حضرات مسلمانوں کے ہاتھوں کھلونا بننے والی اس الپا کے فراڈ کو سمجھیں۔ یہ اس وقت انا بیلا بن کر جھوٹے دعوے کررہی ہے' سبز باغ دکھا رہی ہے۔ آنے والا وقت بتائے گا کہ یہ کبھی فلسطینی مسلمانوں سے نجات نہیں دلائے گی بلکہ یہاں ان کو اور زیادہ طاقتور بناتی رہے گی۔ مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتی رہے گی۔

ارنا کوف نے قہقہہ لگا کر کہا" سانچ کو کیا آنچ؟ میں ابھی اسی لمحے سے فلسطینی مسلمانوں کے خلاف کارروائی شروع کررہی ہوں۔ میں نے ابھی تمہارے ایک آرمی افسر کے خیالات پڑھے ہیں۔ پتا چلا ہے کہ غزہ کی مغربی پٹی میں ایک فلسطینی مجاہد چھپا ہوا ہے جس نے ہماری آرمی کے اعلیٰ افسر کو قتل کیا تھا اور آرمی کے ایک چھوٹے سے کیمپ میں بموں کا دھماکا بھی کیا تھا۔"

ایک آرمی آفسر نے کہا" بے شک وہ قاتل وہاں کہیں چھپا ہوا ہے۔ ہم اسے ڈھونڈنے میں اور گرفتار کرنے میں ناکام رہے ہیں۔"

اگر وہ واقعی وہاں چھپا ہوا ہے تو میں اسے ڈھونڈ نکالوں گی اور خیال خوانی کے ذریعے اسے اس طرح جکڑ لوں گی کہ وہ گڑگڑاتا ہوا تمہارے قدموں پر آگرے گا۔"

ایک حاکم نے خوش ہوکر کہا" اسے کہتے ہیں حب الوطنی اگر تم اسی طرح یہاں کے باغی مسلمانوں کو ان کے خفیہ اڈوں سے نکال کر لاتی رہو گی اور ہمارے حوالے کرتی رہو گی تو ہم آنکھیں بند کرکے یقین کرلیں گے کہ تم ہی اصلی انا بیلا ہو اور یقیناً یہودی ہونے کے ناتے اپنے وطن اور اپنی یہودی قوم کی بھلائی کے لیے کام کررہی ہو۔"

ارنا کوف نے کہا" غزہ میں ہمارے جو آرمی افسر ڈیوٹی پر ہیں ان میں سے کسی ایک سے فون پر بات کی جائے۔ میں اس کے دماغ میں پہنچ کر پہلے اس مطلوبہ مسلمان قاتل کا سراغ لگانا چاہتی ہوں۔"

فوراً ہی اس کی ہدایت پر عمل کیا گیا ایک آرمی افسر نے اس افسر کو مخاطب کیا جو غزہ کے محاذ پر موجود تھا اسے کہا گیا۔ میڈیم انا بیلا اس کے دماغ میں آرہی ہے اسے میڈم کے احکامات کی تعمیل کرنی ہوگی۔ ایسے وقت ارنا کوف اور ڈمی سونیا اس افسر کے ذریعے دوسرے افسر کے دماغ میں پہنچ گئیں۔ وہ کہہ رہا تھا" میں میڈیم انا بیلا سے ہر ممکن تعاون کروں گا اور ان کے احکامات کی تعمیل کرتا رہوں گا۔"

ارنا کوف نے اس آرمی افسر سے پوچھا" کیا حماس کے لیڈروں سے بات چیت ہوا کرتی ہے؟"

اس نے کہا" یس میڈم! ضرورت کے وقت ہم فون کے ذریعے یا ای میل کے ذریعے ان سے رابطہ کرتے ہیں۔"

"ان سے فون کے ذریعے رابطہ کرو۔ میں ان میں سے کسی کی آواز سننا چاہتی ہوں۔"

وہ حماس کے کسی لیڈر سے رابطہ کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے کسی کی آواز سنائی دی وہ کہہ رہا تھا" ہیلو آفیسر! اب کیا پریشانی ہے؟ تم لوگوں نے ایک ایک مکان کی تلاشی لی ہے ہمارا مجاہد اعظم یہاں نہیں ہے۔ وہ کہاں ہے؟ ہم کبھی نہیں بتائیں گے۔ تم ایک بار نہیں ہزار بار فون کرو، تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ بہتر ہے ہمارا اور اپنا وقت ضائع نہ کرو۔"

دوسری طرف سے رابطہ ختم کردیا گیا۔ ارنا کوف اور ڈمی سونیا دونوں خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے حماس کے اس لیڈر کے اندر پہنچ گئیں مگر دوسرے ہی لمحے میں ان کی سوچ کی لہریں باہر آگئیں وہ یوگا کا ماہر تھا۔ اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی تھی۔

ادھر ڈمی سونیا نے فوراً ہی کانفرنس ہال میں آکر اپنے آلہ کار کے ذریعے کہا" میں خاموش ہوں' چپ چاپ تماشا دیکھ رہی ہوں کہ یہ الپا مسلمانوں کے خلاف تمہارے لیے کیا کرے گی؟ میں پیش گوئی کردوں کہ کچھ نہیں کرے گی۔ ابھی واپس آکر کوئی نہ کوئی بہانہ بنائے گی۔"

ارنا کوف نے اپنے آلہ کار کے ذریعے کہا" تم میرے خلاف زہر اگل رہی ہو۔ آرمی افسر نے جس حماس کے لیڈر

سے رابطہ کیا تھا۔ میں ابھی اس کے اندر گئی تھی لیکن وہ یوگا کا ماہر نکلا اس لیے میں اس کے خیالات نہ پڑھ سکی۔"

ڈمی سونیا نے اپنے آلہ کار کے ذریعے قہقہہ لگایا پھر کہا" میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ تم ضرور کوئی نہ کوئی بہانہ تراش لوگی۔"

وہ بولی" تم زہر اگلتی رہو ہمارا آرمی افسر اب دوسرے لیڈر سے رابطہ کررہا ہے۔ ان کے تمام لیڈر یوگا کے ماہر نہیں ہوں گے۔ کسی نہ کسی کے دماغ میں مجھے جگہ مل جائے گی۔ پھر میں اپنی کارکردگی دکھاؤں گی۔ تم یہاں تمام حاضرین کے سامنے بکواس کرتی رہو۔ میں اس مطلوبہ قاتل کی شہ رگ تک پہنچنے کے لیے جارہی ہوں۔"

وہ پھر اس آرمی افسر کے پاس آئی اس نے حماس کے کسی دوسرے لیڈر سے رابطہ کیا تو اس بار اس لیڈر کے اندر اسے جگہ مل گئی۔ اسی وقت ڈمی سونیا بھی اس کے پیچھے اس لیڈر کے اندر پہنچ گئی تھی۔ دونوں ہی اس کے چور خیالات پڑھنے لگیں۔

معلوم ہوا کہ اسرائیلی آرمی کے افسران جس مجاہد کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں۔ اس کا نام عرفان اللہ ہے۔ اسے آرمی والوں سے چھپائے رکھنے کے لیے بڑی رازداری سے کام لیا جارہا ہے۔ حماس کے تمام لیڈروں کو بھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ اس وقت کہاں روپوش ہوگا صرف ایک ہی لیڈر اس کے بارے میں جانتا ہے اس کا نام عابد الخیری ہے۔

ارنا کوف نے اسے مجبور کیا کہ وہ فون کے ذریعے عابد الخیری سے رابطہ کرے۔ اس نے اس کی مرضی کے مطابق رابطہ کیا تو دوسری طرف سے حماس کے اس لیڈر کی آواز سنائی دی۔ جس کے اندر ارنا کوف پہلے جاچکی تھی پھر بھی اس نے دوسری بار اس کے اندر پہنچنے کی کوشش کی تو اس نے سانس روک لی۔ وہ واپس اس دوسرے لیڈر کے دماغ میں آگئی۔

اس وقت عابد الخیری فون پر کہہ رہا تھا" اسرائیلی آرمی کے افسران اب کسی ٹیلی پیتھی جاننے والی کی خدمات حاصل کررہے ہیں اور خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے عرفان اللہ کو کہاں چھپا رکھا ہے۔ بہتر ہے کہ تم مجھ سے فون پر بھی رابطہ نہ کرو۔ جب ہمارا مجاہد عرفان اللہ آخری معرکہ سر کرکے یہاں سے چلا جائے گا تو میں تم سے رابطہ کروں گا۔"

اس نے فون بند کردیا۔ ارنا کوف نے اس لیڈر کے اندر سوال پیدا کیا" عابد الخیری اس وقت کہاں ہوگا؟"

اس کی سوچ نے جواب دیا" وہ یہاں سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔"

ارنا کوف نے اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا وہ غائب دماغ ہوکر اس کمرے سے باہر آیا۔ وہ ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ مسلح مجاہدین ادھر ادھر آتے جاتے دکھائی دے رہے تھے۔ کچھ مجاہد آپس میں باتیں کررہے تھے۔ ایک مجاہد جیپ ڈرائیو کرتا ہوا سامنے سے گزر رہا تھا۔ اس نے مخاطب کیا" جبران! رک جاؤ کہاں جارہے ہو؟"

اس نے جیپ روک دی پھر کہا" میں جناب عابد الخیری کے پاس جارہا ہوں۔"

"چلو ٹھیک ہے انہیں میرا یہ پیغام پہنچادو کہ ہمارے اسلحہ اسٹاک میں ہینڈ گرنیڈ کچھ کم پڑ گئے ہیں۔ ہوسکے تو تم واپسی میں سو پچاس ہینڈ گرنیڈ اپنے ساتھ لے آنا۔"

وہ دونوں جبران کے اندر پہنچ گئیں۔ وہ خدا حافظ کہہ کر جیپ ڈرائیو کرتا ہوا ادھر جانے لگا۔ ڈمی سونیا اس لیڈر کے دماغ میں واپس آگئی اسے غائب دماغ بنا کر اس کے کمرے میں لے گئی وہاں اس نے فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے عابد الخیری نے کہا" میں نے سختی سے منع کیا تھا کہ مجھ سے رابطہ نہ کرو پھر ایسی کیا ضرورت آپڑی ہے؟"

اس نے ڈمی سونیا کی مرضی کے مطابق آواز بدل کر بھاری بھرکم لب و لہجے میں کہا" میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔ اسرائیلی آرمی والے اب خیال خوانی کے ذریعے تمہارے دماغ میں پہنچنا چاہتے ہیں اور ان کے لیے پہنچنے کا آسان راستہ یہ ہے کہ وہ تمہیں زخمی کریں گے۔ تمہارے دماغ کو کمزور بنائیں گے۔ یہ معلوم کریں گے کہ مجاہد عرفان اللہ کہاں روپوش ہے؟"

وہ بولا" مسٹر فرہاد! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ کیا آپ بتاسکتے ہیں کہ وہ مجھے کس طرح زخمی کریں گے اور میرے دماغ میں پہنچیں گے؟"

"ابھی ایک دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والی آپ کے ایک خاص مجاہد جبران کے دماغ میں چھپی ہوئی ہے اور وہ سیدھا آپ کی طرف آرہا ہے۔ آپ اس سے سامنا نہ کریں۔ سامنے ہونے پر وہ گولی چلائے گا یا پھر کھانے پینے کی کوئی چیز دے گا۔ آپ اسے استعمال نہ کریں۔ اگر استعمال کریں گے تو اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوجائیں گے۔"

وہ ہاں کے انداز میں سر ہلا کر بولا" میں آپ کی بات اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ اب محتاط رہوں گا اور اگر جبران یہاں آرہا ہے تو اس کا سامنا نہیں کروں گا۔"

وہ ڈمی سونیا کی مرضی کے مطابق بولا ”میں ایک اور مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ مجاہد عرفان اللہ جہاں بھی ہے وہاں سے ابھی رابطہ کر کے اسے مشورہ دیں کہ فوراً وہ جگہ چھوڑ دے۔ اگر آپ مجھ پر بھروسا کر سکتے ہیں تو مجھے اس کے پاس پہنچا دیں۔ میں اس مجاہد کی حفاظت کروں گا۔ اس پر آنچ بھی نہیں آنے دوں گا۔“

”آپ کے تعاون کا بہت بہت شکریہ۔ ہمیں دشمنوں کی ٹیلی پیتھی کا جواب ٹیلی پیتھی سے ہی دینا چاہیے لیکن آپ کچھ خیال نہ کریں ابھی میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ واقعی مجھ پر جبران کی طرف سے حملہ ہونے والا ہے یا نہیں اگر میں کسی مصیبت سے دوچار ہوتا رہوں گا تب آپ مجھ سے رابطہ کریں پھر میں آپ پر اعتماد کروں گا اور عرفان اللہ کے بارے میں بہت کچھ بتا سکوں گا۔“

رابطہ ختم ہو گیا۔ عابد الخیری نے فوراً ہی اپنے دو خاص ماتحتوں کو بلا کر کہا ”ہمارے دشمن ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کر رہے ہیں انہوں نے ہمارے ایک مجاہد جبران کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے سحر زدہ کیا ہے۔ وہ شاید ادھر آ رہا ہے مجھے گولی مار کر زخمی کرنا چاہتا ہے۔ تم میں سے ایک اس مکان کی چھت پر چلا جائے وہاں اس کی تاک میں رہے اور دوسرا باہر کہیں چھپا رہے۔ میں جبران کو اندر نہیں آنے دوں گا۔ وہ جبراً اندر آنا چاہے گا تو تم دونوں اس پر اس طرح فائر کرو گے کہ اسے جانی نقصان نہ پہنچے بس اس کے ہاتھ سے ہتھیار گر جائے۔“

اس کی ہدایات سن کر ان میں سے ایک مکان کی چھت پر چلا گیا اور دوسرا باہر جا کر آڑ میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی جبران جیپ ڈرائیو کرتا ہوا مکان کے سامنے آیا پھر اس نے جیپ سے اتر کر دروازے پر دستک دی۔ عابد الخیری نے اندر سے پوچھا ”کون ہے؟“

وہ بولا ”رہبر اعظم عابد الخیری! میں جبران ہوں اور آپ کے لیے ایک پیغام لایا ہوں۔ پلیز دروازہ کھولیں۔“

”دروازہ نہیں کھلے گا میں بہت مصروف ہوں جو پیغام لائے ہو وہیں سے سنا دو۔“

”رہبر اعظم! پیغام سنانے کے لیے رازداری لازمی ہے۔ آپ دروازہ کھولیں مجھے اندر آنے دیں۔“

”سوری۔ میں نے کہا ناں دروازہ نہیں کھلے گا جو کہنا ہے وہیں سے کہہ دو۔“

”کیا آپ مجھ جیسے جانباز مجاہد پر شبہ کر رہے ہیں؟“

”حالات ایسے ہیں کہ میں اپنے سائے پر بھی شبہ کرنے لگا ہوں۔ دروازہ نہیں کھلے گا۔“

جبران نے اسی وقت اپنی گن سیدھی کی پھر دروازے کا نشانہ لے کر تڑاتڑ گولیاں چلانے لگا۔ چھت پر کھڑے ہوئے مجاہد نے کہا ”جبران! رک جاؤ ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گا۔“

جبران چھلانگ لگا کر ایک دیوار کی آڑ میں چلا گیا۔ باہر جو مجاہد چھپا ہوا تھا۔ اس نے للکار کر کہا ”جبران! تم میرے نشانے پر ہو بچ کر نہیں جا سکو گے۔ لہٰذا ہتھیار پھینک دو۔“

اسے مجبوراً ہتھیار پھینکنا پڑا۔ ڈمی سونیا سمجھ رہی تھی کہ وہ انا بیلا بن کر آنے والی الپا ہو گی یا کوئی اور ہو گی۔ وہ بہت چالاک ہے ابھی دو مجاہدین نے جبران کو للکارا تھا۔ وہ ان للکارنے والوں کے دماغوں میں پہنچ گئی ہو گی۔ اس نے پھر اس لیڈر کے دماغ میں پہنچ کر اسے عابد الخیری سے رابطہ کرنے پر مجبور کیا۔ جب رابطہ ہو گیا تو اس نے کہا ”میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔ کیا آپ کو اب تک خطرے کا احساس نہیں ہوا ہے۔“

”مسٹر فرہاد! آپ نے درست کہا تھا ہمارا مجاہد جبران یہاں آ کر مجھ پر گولیاں چلا رہا ہے۔“

”اس وقت آپ کے سر پر خطرہ منڈلا رہا ہے۔ آپ نے جس مجاہد کو چھت پر بھیجا تھا۔ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا ہے وہ سیڑھیاں اترتا ہوا آ رہا ہے۔ اب وہ آپ پر گولی چلائے گا۔ آپ فوراً کسی کمرے میں بند ہو جائیں۔“

وہ دوڑتا ہوا ایک کمرے میں آیا پھر دروازے کو اندر سے بند کر کے موبائل فون کو کان سے لگا کر بولا۔

”مسٹر فرہاد! کیا آپ اس آنے والے دشمن کو روک نہیں سکیں گے؟“

”جب ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا کسی کے دماغ پر قبضہ جما لیتا ہے تو دوسرا اس کے آگے بے بس ہو جاتا ہے۔ میں اسے تو نہیں روک سکتا لیکن آپ کے مجاہد اعظم عرفان اللہ کی حفاظت کر سکتا ہوں۔ پلیز مجھے اس کا پتا ٹھکانا بتائیں۔ ورنہ یہ دشمن آپ کے دماغ کو کمزور بنا کر خیال خوانی کے ذریعے اس کا پتا ٹھکانا معلوم کر لیں گے۔“

”ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہوئے آپ پر اعتماد کرتا ہوں۔ آپ میرے اندر آ کر معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔“

آخر ڈمی سونیا نے اس کا اعتماد حاصل کر لیا۔ اس کے خیالات پڑھنے کے بعد اپنے آلہ کار کے ذریعے بولی ”اب آپ عرفان اللہ سے رابطہ کریں اور اسے بتائیں کہ میں یعنی فرہاد اس کے پاس آ رہا ہے اور وہ مجھ سے بھرپور تعاون کرے۔ میں اس کی حفاظت کروں گا۔“

عابد الخیری نے فون کے ذریعے عرفان اللہ سے رابطہ کیا۔ پھر کہا ”عرفان اللہ! ہوشیار ہو جاؤ، دشمن ہم پر حملہ کر رہے ہیں اور تمہارا پتا ٹھکانا معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس وقت ہمارے دوست اور مددگار فرہاد علی تیمور میرے دماغ میں موجود ہیں اور اب وہ تمہارے پاس آ رہے ہیں۔“

وہ بولا ”یہ ہمارے لیے انتہائی مسرت کی بات ہے کہ فرہاد صاحب ہماری مدد کو آ پہنچے ہیں۔“

”وہ ہم فلسطینی مجاہدین کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ دشمن اب ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال کرنے لگا ہے تو وہ بھی ہماری مدد کو آ گئے ہیں۔“

ڈمی سونیا کی سوچ نے اس کے اندر آ کر کہا ”السلام علیکم...... عرفان اللہ! میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔“

وہ خوش ہو کر بولا ”خوش آمدید یا اخی! یہ میرے لیے انتہائی فخر کی بات ہے کہ آپ ٹیلی پیتھی کے ذریعے مجھ سے رابطہ کر رہے ہیں۔“

ڈمی نے کہا ”میں نے ابھی جناب عابد الخیری کے خیالات پڑھے ہیں۔ پتا چلا ہے تم تل ابیب میں ہو اور کانفرنس ہال میں دھماکا کرنے والے ہو۔“

”بے شک مجھے اطلاع ملی تھی کہ یہودی اکابرین اس کانفرنس ہال میں جمع ہو چکے ہیں۔ وہ شاید اپنے سیاسی مسائل پر گفتگو کر رہے ہوں گے۔ میرے لیے یہ بہترین موقع ہے میں وہاں بم کے دھماکے کر سکتا ہوں۔“

”تمہارے خیالات بتا رہے ہیں کہ تم نے اس کانفرنس ہال کے باہر صرف ایک ہی بم نصب کیا ہے۔ اس سے تم کیا فائدہ اٹھا سکو گے؟“

”اس دھماکے سے کوئی ہلاک ہو یا نہ ہو زخمی ضرور ہو گا اور ہماری دہشت ان پر طاری رہے گی۔“

”میں دیکھ رہا ہوں تم میک اپ میں چھپے ہوئے ہو تمہیں کوئی پہچان نہیں سکے گا۔ پھر بھی خطرے سے کھیل رہے ہو۔“

”ہم خطرات سے کھیلنے کے لیے اور اپنے وطن پر جان قربان کرنے کے لیے ہی پیدا ہوتے ہیں۔“

”مجھے خوشی ہے کہ تم سب اسرائیل جیسی بہت بڑی اور طاقتور حکومت سے ٹکراتے رہتے ہو۔ ویسے ابھی ریموٹ کنٹرول کے ذریعے دھماکا نہ کرنا۔ جب میں کہوں تب اس کا بٹن دبانا۔“

ادھر ارنا کوف دہشت پیدا کر رہی تھی۔ عابد الخیری کے مجاہدین میں سے ایک کے بعد دوسرے کے اور دوسرے کے بعد تیسرے کے دماغ میں پہنچ رہی تھی۔ عابد الخیری کو چاروں طرف سے گھیر رہی تھی۔ اوپر چھت سے اتر کر آنے والا اس کے دروازے پر فائر کر رہا تھا۔ دوسرے آلہ کار بھی آ گئے تھے۔ ان سب نے مل کر اس کمرے کے دروازے کو توڑ دیا تھا۔

عابد الخیری نے باتھ روم کے دروازے کے پیچھے سے فائر کیا۔ ارنا کوف نے ایک آلہ کار کے ذریعے کہا ”ہم تمہاری جان نہیں لیں گے اور نہ ہی کوئی نقصان پہنچائیں گے۔ تم صرف اپنے دماغ کے دروازے کھول دو اور ہمیں اندر آنے دو۔“

عابد الخیری نے جواباً کچھ نہیں کہا اور اپنا ہاتھ باہر نکال کر گولی چلائی تو دوسری طرف سے بھی فائر ہوا۔ گولی اس کے ہاتھ میں آ کر لگی۔ ریوالور ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا وہ تکلیف سے کراہنے لگا اسی وقت ارنا کوف نے اس کے اندر آ کر کہا ”بس بہت ہو چکا اب تمہارا باپ بھی تمہارے خیالات پڑھنے سے نہیں روک سکے گا۔“

وہ اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ پہلے تو یہ معلوم ہوا کہ عرفان اللہ بھیس بدل کر تل ابیب میں ہے۔ اسے اطلاع ملی تھی کہ یہودی اکابرین کانفرنس ہال میں جمع ہونے والے ہیں لہٰذا اس نے وہاں ایک بم نصب کیا ہے اور کسی وقت بھی زبردست دھماکا کرنے والا ہے۔

یہ سنتے ہی ارنا کوف خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے یہودی اکابرین کے درمیان پہنچی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی ادھر ڈمی سونیا نے فرہاد بن کر عرفان اللہ سے کہا ”بٹن دبا دو۔“

ایک بٹن دبانے میں دیر نہیں لگتی، دوسرے لمحے میں ایک زبردست دھماکا ہوا۔ کانفرنس ہال کے اندر بیٹھے ہوئے اکابرین ایک دم سے اچھل پڑے باہر جانے والے دو دروازوں کی طرف دوڑنے لگے۔ ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے۔ وہاں جیسے زلزلہ پیدا ہو گیا تھا۔ پنکھے اور فانوس چھت پر سے نیچے آ رہے تھے۔ کتنے ہی اکابرین ان کی زد میں آ کر زخمی ہو رہے تھے۔ تکلیف سے کراہ رہے تھے۔

سب ہی کے دلوں میں یہ دہشت تھی کہ ایک کے بعد دوسرے تیسرے دھماکے ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ان دھماکوں سے پہلے ہی کسی طرح جان بچا کر وہاں سے باہر چلے جانا چاہیے لیکن وہ بدحواسی میں فوراً ہی نہیں نکل پا رہے تھے۔ ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ گرتے پڑتے باہر آ کر بھی سہمے

ہوئے تھے کہ پتا نہیں دوسرا تیسرا دھماکا کہاں ہوگا اور کب ہوگا؟

آرمی کے مسلح جوان اور انٹیلی جنس والے دور دور تک اس تخریب کار کو تلاش کر رہے تھے۔ عرفان اللہ ریموٹ کنٹرولر کا بٹن دباتے ہی اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے دور نکل گیا تھا۔ وہ تل ابیب میں رہ کر خود کو یہودی ظاہر کرتا رہا تھا۔ ایک یہودی لڑکی سے اس کی دوستی بھی ہوگئی تھی۔ ڈمی سونیا اس کے اندر تھی۔ اس نے میرے لب و لہجے میں کہا ''اس لڑکی کے ساتھ گھومتے پھرتے رہو گے تو سب ہی تمہیں یہودی سمجھیں گے۔ لیکن اپنی موجودہ خفیہ پناہ گاہ کی طرف نہ جانا دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو تمہارا اپنا ٹھکانا معلوم ہو چکا ہے۔''

''شکریہ مسٹر فرہاد! میں تمہاری ہدایت پر عمل کرتا رہوں گا۔''

''میں جا رہا ہوں پھر کسی وقت آؤں گا۔''

وہ وہاں سے خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی مختلف یہودی اکابرین کے دماغوں میں پہنچنے لگی۔ پتا چلا وہ سب پناہ لینے کے لیے آرمی ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گئے ہیں۔ ان پر اتنی دہشت طاری ہوگئی تھی کہ وہ اپنے گھروں میں نہیں جانا چاہتے تھے۔ فی الحال آرمی ہیڈ کوارٹر میں ہی اپنی سلامتی سمجھ رہے تھے۔

ہیڈ کوارٹر کے اعلیٰ افسران ان اکابرین کو سمجھا رہے تھے' تسلیاں دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے ''ہم بھی فلسطینی مسلمانوں پر ایسے جان لیوا حملے کرتے رہتے ہیں۔ انہیں جانی و مالی نقصان پہنچاتے رہتے ہیں۔ وہ مسلمان ہمارے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ بس کبھی کبھی جوابی حملے کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ان سے ہمیں خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔''

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا ''ان تخریب کاروں کو فوراً تلاش کرو ایک ایک فرد کو سختی سے چیک کرو۔ آج انہوں نے ہماری جان لینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔''

ارنا کوف اور وردان پریشان تھے کہ یہ کیا ہوگیا ہے؟ اس نے انابیلا بن کر یہ دعویٰ کیا تھا کہ ابھی غزہ کی پٹی پر فلسطینی مسلمانوں کو کچل کر رکھ دے گی اور وہاں کے مجاہد اعظم عرفان اللہ کو موت کے گھاٹ اتار دے گی لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام رہی تھی۔

اس نے اور وردان نے عابد الخیری کے خیالات پڑھے تو پتا چلا کہ فرہاد علی تیمور اس کے پاس پہنچا ہوا تھا اس نے خطرے سے آگاہ کیا تھا اور وہی مجاہد اعظم عرفان اللہ کو مار[illegible] کے لیے گیا ہوا تھا۔

عابد الخیری کے چور خیالات نے یہ بھی بتایا کہ عرفان اللہ ابھی کانفرنس ہال میں بم کا دھماکا کرنے والا ہے۔ معلوم ہوتے ہی انہوں نے فوراً کانفرنس ہال میں بیٹھے ہو[illegible] اکابرین کو آگاہ کرنا چاہا تھا لیکن وہاں پہنچ کر کچھ کہنے [illegible] پہلے ہی دھماکا ہوگیا تھا۔

وردان نے ارنا کوف سے کہا ''یہ بہت برا ہوا۔ اکابرین دل سے تمہیں انابیلا تسلیم نہیں کریں گے۔ اس [illegible] پہلے اس اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی نے ہمارے خلاف ز[illegible] اگلا تھا اور یہ پیش گوئی کی تھی کہ تم اس فلسطینی مجاہد عرفان اللہ [illegible] موت کے گھاٹ اتارنے میں ناکام رہو گی اور یہی ہو[illegible] ہے۔''

ارنا کوف نے کہا ''مجھے لگ رہا ہے وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہمارے راستے میں رکاوٹ پیدا کر رہی ہے اور ہمیں ناکام بنا رہی ہے۔''

وردان نے کہا ''یہ بھی ہو سکتا ہے لیکن فرہاد اور اس [illegible] ٹیلی پیتھی جاننے والے فلسطینی مسلمانوں سے رابطہ ر[illegible] ہیں' پھر خیال خوانی کے ذریعے ان اکابرین کے دماغوں [illegible] آتے رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے ہمارے اور اکابرین [illegible] درمیان ہونے والی گفتگو کسی نے سن لی ہو اور فرہاد کو اطلا[illegible] دے دی ہو۔''

''ہماری ناکامی کی وجہ کوئی بھی ہو۔ ہمیں اس اجنبی [illegible] پیتھی جاننے والی کو الزام دینا چاہیے اور کسی بھی طر[illegible] اسرائیلی اکابرین کا اعتماد حاصل کرنا چاہیے۔''

وہ دونوں خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے ان اکابر[illegible] کے پاس پہنچے۔ ارنا کوف نے ایک آلہ کار کے ذریعے [illegible] کے لب و لہجے میں کہا ''مجھے افسوس ہے کہ آپ لوگوں کو [illegible] جان لیوا سانحے سے دوچار ہونا پڑا۔ تھینکس گاڈ کہ آپ [illegible] محفوظ ہیں۔ آپ میں سے جو حضرات زخمی ہو چکے ہیں [illegible] سے مجھے دلی ہمدردی ہے۔''

ایک آرمی افسر نے کہا ''تم اس فلسطینی مجاہد کو ٹھکا[illegible] لگانے گئی تھیں۔ اس کا کیا بنا؟ وہ تو یقیناً محفوظ ہوگا۔ یہاں [illegible] ہی نقصان اٹھا رہے ہیں۔''

ڈمی سونیا نے اپنے آلہ کار کے ذریعے کہا ''میں [illegible] پہلے ہی پیش گوئی کی تھی کہ یہ سراسر ڈراما باز ہے۔ انابیلا [illegible] ہے الپا ہے اور الپا مسلمانوں کے سائے میں رہ کر [illegible] مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچائے گی۔''

ارنا کوف نے کہا ''یہ بکواس کر رہی ہے۔ آپ حضرات ابھی معلوم کر سکتے ہیں کہ میں نے حماس کے ایک بڑے لیڈر عابد الخیری کو زخمی کیا ہے۔ وہ اپنے محاذ پر زخمی پڑا ہے۔ اس کی مرہم پٹی کی جا رہی ہے۔ اس کے خیالات پڑھ کر پتا چلا کہ وہ فلسطینی مجاہد عرفان اللہ بم دھماکا کرنے والا ہے۔ میں فوراً یہاں آ کر اطلاع دینا چاہتی تھی لیکن اس سے پہلے ہی دھماکا ہوگیا۔''

ڈمی سونیا نے کہا ''الپا بہت اچھی کہانیاں سناتی ہے۔ آپ حضرات تحقیقات کریں گے تو پتا چلے گا کہ ہماری آرمی نے ان کے ایک محاذ پر حملہ کیا تھا۔ کاؤنٹر فائرنگ کے دوران میں حماس کا وہ لیڈر زخمی ہوگیا ہے۔ الپا اسے زخمی کرنے کا کریڈٹ اپنے سر لے رہی ہے۔''

آرمی کے اعلیٰ افسر نے جھنجلا کر کہا ''ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ تم دونوں میں سے کون سچ بول رہی ہے اور کون جھوٹ بول رہی ہے؟ جو بھی جھوٹی ہو' جو بھی سچی ہو لیکن نقصان تو ہمیں پہنچ رہا ہے۔''

ڈمی سونیا نے کہا ''کیا اتنی سی بات آپ لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر یہ انابیلا ہوتی تو سب سے پہلے یہ اطلاع دیتی کہ کانفرنس ہال میں بم دھماکا ہونے والا ہے آپ سب لوگوں کو یہاں سے چلے جانا چاہیے لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ خواہ مخواہ حماس کے ایک لیڈر کو زخمی کرنے کا ڈراما کر رہی ہے۔''

ایک حاکم نے پوچھا ''اس دوران میں تم کیا کر رہی تھیں؟ تم تو ہمیں انفارم کر سکتی تھیں۔''

''جب میں اس سلسلے میں کچھ جانتی ہی نہیں ہوں تو کیسے انفارم کرتی؟ اس الپا نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ کوئی کارنامہ کر کے دکھائے گی۔ اگر میں اس کے معاملے میں پڑتی تو یہ ناکام ہونے کے بعد مجھے الزام دیتی کہ میں نے کوئی ہیرا پھیری کی ہے۔ تھینکس گاڈ! اب یہ مجھے الزام نہیں دے پا رہی ہے۔''

ایک حاکم نے کہا ''دونوں میں سے کوئی ایک ہماری دشمن ہے اور یہاں انابیلا بن کر ہمیں نقصان پہنچانا چاہتی ہے۔ جس انابیلا نے ہمارے کام آنے کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ ناکام رہی ہے۔ وہ ہمیں بم دھماکے سے بچا سکتی تھی لیکن نہ بچا سکی۔ اب ہم دوسری انابیلا سے پوچھتے ہیں کیا وہ اس دھماکا کرنے والے فلسطینی مجاہد کو گرفتار کرا سکتی ہے؟''

وہ بولی ''میں دعوے سے کہتی ہوں۔ اسے ایک گھنٹے کے اندر گرفتار کرا سکتی ہوں۔ ویسے چاہوں تو صرف ایک منٹ میں بھی گرفتار کرا سکتی ہوں لیکن الپا اور فرہاد وغیرہ کے ٹیلی پیتھی جاننے والے پتا نہیں یہاں کتنے آرمی افسران اور انٹیلی جنس والوں کے اندر چھپے رہتے ہیں۔ اس لیے میں پہلے ایسے افسران کا انتخاب کروں گی جو یوگا کے ماہر ہیں۔ پھر ان سے رابطہ کر کے انہیں اس مجاہد عرفان اللہ کے خفیہ اڈے تک پہنچاؤں گی۔''

ایک آرمی افسر نے کہا ''ایک انابیلا اپنے دعوے میں ناکام ہو چکی ہے اب ہم دیکھیں گے کہ تم اپنے دعوے کے مطابق کہاں تک کامیابی حاصل کرتی ہو۔''

''مجھے ان افسران کے ٹیلی فون نمبر بتائے جائیں جو یوگا میں مہارت رکھتے ہیں۔''

اسے ایسے چھ افسران کے فون نمبر بتائے گئے۔ ڈمی سونیا نے انہیں نوٹ کیا۔ دوسری طرف ارنا کوف اور وردان نے بھی ان نمبروں کو نوٹ کر لیا۔ پھر دو آرمی افسران کے دماغوں پر قبضہ جما کر ان سے معلوم کیا کہ ان فون نمبروں سے تعلق رکھنے والے افسران کے نام کیا ہیں اور وہ کہاں رہتے ہیں؟

وہ دونوں ارنا کوف اور وردان کو ان لوگوں کے نام اور ان کا پتا ٹھکانا بتانے لگے۔ ڈمی سونیا نے ان میں سے چار افسران کا انتخاب کیا تھا۔ ارنا کوف اور وردان نے اپنے آلہ کار افسروں کو حکم دیا کہ وہ ان چاروں پر نظر رکھیں اور ان کا تعاقب کرتے رہیں۔

اس نے ایک گھنٹے کے اندر عرفان اللہ کو گرفتار کرانے کا دعویٰ کیا تھا۔ اس ایک گھنٹے میں ان چار افسروں کی مصروفیات پر نظر رکھی جا سکتی تھی اور وہ دونوں آلہ کار بڑی رازداری سے ان کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔

ڈمی سونیا نے ان چار افسران سے کہا ''آپ سب اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر شہر کی سڑکوں پر گھومتے رہیں اور یہ دیکھتے رہیں کہ کوئی آپ لوگوں کا تعاقب کر رہا ہے یا نہیں؟ اطمینان ہونے کے بعد میں اچانک ہی ایک مکان کے قریب آپ سب کو پہنچا دوں گی۔''

ایک افسر نے پوچھا ''کیا وہ اس مکان میں موجود ہوگا؟''

''ہاں وہ مسلمان اپنی ایک یہودی محبوبہ کے ساتھ وہاں عیش کر رہا ہے۔''

وہ چاروں ایک گاڑی میں بیٹھ کر تل ابیب کی چھوٹی بڑی سڑکوں پر گھومنے لگے۔ ڈمی سونیا بہت محتاط تھی۔ یہ نہیں چاہتی تھی کہ جس طرح اس نے ارنا کوف کے معاملے میں مداخلت کر کے اسے ناکام بنایا تھا۔ اسی طرح ارنا کوف اس کے

معاملے میں مداخلت کرے اور اسے ناکام بنادے۔

وہ چاروں اپنی گاڑی میں بیٹھے ادھر سے ادھر گھوم رہے تھے اور اطمینان ظاہر کررہے تھے کہ کوئی ان کا تعاقب نہیں کررہا ہے۔

ارناکوف کے دونوں آلہ کاروں نے بڑی رازداری سے ان کی گاڑی میں ایک ڈی ٹیکٹیو آلہ لگایا تھا وہ دونوں ان کی گاڑی سے اتنی دور تھے کہ انہیں تعاقب کا شبہ نہیں ہورہا تھا۔ وہ جاسوس آلہ انڈیکیٹ کرتا جارہا تھا کہ وہ کن راستوں سے گزر رہے ہے اور کہاں پہنچ رہے ہیں؟

ڈمی سونیا میرا لب و لہجہ اختیار کرکے بار بار عرفان اللہ کے دماغ میں پہنچ رہی تھی اور یہ یقین کررہی تھی کہ وہ اس یہودی لڑکی کے ساتھ اس مکان میں موجود ہے۔ آخر اس نے ان چاروں کو مطلوبہ مکان کے سامنے پہنچادیا۔ انہیں سختی سے تاکید کی کہ وہ بچ کر جانے نہ پائے۔ مکان کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے۔

ارناکوف اور وردان کے آلہ کار بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے دیکھا وہ افسران اس مکان کے چاروں طرف پوزیشن لے رہے تھے۔ ایک آلہ کار نے وردان کی مرضی کے مطابق فوراً ہی اس مکان کی کھڑکی پر فائر کیا۔ گولی شیشہ توڑتی ہوئی اندر گئی۔ عرفان اللہ اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ وردان نے اسے خطرے سے آگاہ کرنے کے لیے ایسا کیا تھا۔

عرفان اللہ اپنی گن سنبھال کر سیڑھیاں چڑھتا ہوا چھت پر آگیا۔ ادھر ان چاروں افسران اور ارناکوف کے دو آلہ کاروں کے درمیان کاؤنٹر فائرنگ شروع ہوچکی تھی۔ جس کے نتیجے میں ڈمی سونیا کے دو یوگا جاننے والے افسران مارے گئے۔ تیسرا یوگا جاننے والا افسر عرفان اللہ کی گولی کا نشانہ بن گیا۔ ایسے وقت وہ یہودی لڑکی پچھلا دروازہ کھول کر بھاگ رہی تھی۔ بری طرح سہمی ہوئی تھی۔ ارناکوف کے آلہ کار نے اس کے قدموں کی طرف فائر کیا تو وہ لڑکھڑا کر گر پڑی۔ اس نے قریب آکر اس لڑکی کو دبوچ لیا۔ پھر اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر پوچھا ”عرفان اللہ کا موبائل نمبر بتاؤ۔ جلدی کرو ورنہ گولی ماردوں گا۔“

وردان نے فوراً ہی اپنے موبائل کے ذریعے اس نمبر پر رابطہ کیا تو چھت پر بیٹھے ہوئے عرفان اللہ کے فون کا بزر بولنے لگا اس نے فون کو کان سے لگا کر کہا ”ہیلو کون؟“

وردان نے کہا ”میں تمہارا دوست ہوں۔ فوراً میرے اس اہم سوال کا جواب دو۔ کیا فرہاد تمہارے دماغ میں آتا ہے؟“

”ہاں فرہاد صاحب میری مدد کررہے ہیں۔“

”میں تمہیں ایک خطرے سے آگاہ کررہا ہوں۔ فرہاد... تیمور تمہیں مس گائیڈ کررہا ہے۔ دھوکا دے رہا ہے۔ اک... آرمی افسران کو تمہارے اس مکان کے قریب پہنچایا ہے۔ تم اپنی سلامتی چاہتے ہو تو اپنے دماغ میں کسی کو نہ آنے د... خواہ وہ فرہاد علی تیمور ہی کیوں نہ ہو؟“

ڈمی سونیا اس کے اندر رہ کر وردان کی یہ باتیں سن رہ... تھی میرے لب و لہجے میں چیخ کر بولی ”تمہیں عرفان اللہ! م... فرہاد علی تیمور ہوں تمہیں دھوکا نہیں دے رہا ہوں۔“

عرفان اللہ نے کہا ”مسٹر فرہاد! ہم تمام فلسطینی مسلما... آپ کی عزت کرتے ہیں۔ آپ پر اعتماد کرتے ہیں لیکن... فی الحال دانشمندی یہ ہوگی کہ میں کسی کو بھی اپنے دماغ میں... آنے دوں اور یہ دیکھوں کہ اس کے بعد کوئی دشمن میر... پیچھے آتا ہے یا نہیں؟“

یہ کہہ کر اس نے سانس روکی تو ڈمی سونیا اس کے دما... سے باہر نکل گئی۔ اس کے چار یوگا جاننے والے آرمی افسر... میں سے صرف ایک ہی بچا تھا۔ وہ اس کے دماغ میں آ... بولی ”تمہارے تینوں ساتھی مارے گئے ہیں۔ تمہیں ... ہوشیاری سے مقابلہ کرنا ہے۔ عرفان اللہ اس مکان کی چھ... پر ہے۔ پہلے ان مخالفین کو ٹھکانے لگاؤ جو تم پر فائر کرر... ہیں۔“

وہ ایک طرف سے دوسری طرف چھپتا چھپاتا دوسر... مکان کی آڑ میں پہنچا وہاں سے اس کا ایک مخالف گن مین ا... ہی آرمی کا افسر دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اس سے بولا ”لعن... ہے تم پر تم اپنے ہی افسروں پر گولیاں چلارہے ہو۔“

یہ کہتے ہی اس نے نشانہ لیا۔ پھر اسے گولی سے اڑا دی... ڈمی سونیا نے کہا ”اب یہاں آس پاس کوئی تمہارا دشمن نہی... ہے۔ اندر وہی عرفان اللہ ہے اور وہ چھت پر ہے۔ اسے... اترنے نہ دو۔ میں آرمی کے دوسرے جوانوں کو یہاں بلار... ہوں۔“

اس نے پھر ایک بار عرفان اللہ کے دماغ میں پہنچنے... کوشش کی تو اس نے سانس روک لی۔ وہ اس سے مایوس ہو... خیال خوانی کے ذریعے آرمی کے دوسرے جوانوں کو وہا... پہنچنے کا حکم دینے لگی۔ حکم کی تعمیل میں کچھ دیر لگتی ہی ہے... دیر میں عرفان اللہ ایک چھت سے دوسری چھت کی طرف... چھلانگ لگا کر اس مکان میں گھس کر پچھلا دروازہ کھول... وہاں سے فرار ہوگیا۔ جب آرمی کے جوان وہاں پہنچے تو... ہاتھ سے نکل چکا تھا۔

وہ دونوں اناہیلا بننے والیاں ایک بار پھر اسرائیلی اکابرین کے درمیان پہنچ گئیں۔ ڈمی سونیا نے کہا ”ایک یوگا جاننے والا افسر اس بات کا گواہ ہے کہ میں نے آرمی کے چار یوگا جاننے والے افسران کو ٹھیک عرفان اللہ کے خفیہ اڈے میں پہنچایا تھا۔ آپ اپنے اس افسر سے پوچھ سکتے ہیں۔“

اس افسر نے تائید میں سر ہلا کر کہا ”بے شک ہم وہاں پہنچ گئے تھے لیکن ہمارے ہی آرمی کے دو افسران نے ہم پر فائرنگ کی۔ اس کاؤنٹر فائرنگ کے نتیجے میں ہمارے تین افسران مارے گئے۔ ہم پر فائر کرنے والے وہ دو افسران بھی جہنم میں پہنچ گئے ہیں لیکن ہماری آپس کی لڑائی میں عرفان اللہ کو فرار ہونے کا موقع مل گیا۔“

ڈمی سونیا نے اپنے آلہ کار کے ذریعے کہا ”میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں کہ الپا یہاں اناہیلا بن کر آگئی ہے اور ہم سے دشمنی کررہی ہے اس نے ہمارے راستے میں رکاوٹیں پیدا کی ہیں۔ اس نے ہمارے ہی آرمی کے دو افسران کو آلہ کار بنا کر ہماری کامیابی کو ناکامی میں بدل ڈالا ہے۔“

اس یہودی لڑکی کو گرفتار کرکے وہاں لایا گیا تھا جو عرفان اللہ کے ساتھ وقت گزار رہی تھی۔ اس لڑکی نے قسمیں کھا کر کہا کہ وہ عرفان اللہ نہیں تھا۔ وہ مسلمان نہیں تھا۔

”وہ میرا ایک یہودی بوائے فرینڈ تھا۔“

ارناکوف نے اناہیلا کی حیثیت سے کہا ”یہ لڑکی درست کہہ رہی ہے۔ یہ جو اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی اناہیلا بن کر آپ لوگوں کو دھوکا دے رہی ہے۔ اس وقت بھی ایک بے چارے یہودی نوجوان کو عرفان اللہ بنا کر آپ لوگوں کو دھوکا دے رہی تھی۔ اس نے پہلے ہی منصوبہ بنالیا تھا کہ اس یہودی جوان کو گرفت میں آنے نہیں دے گی۔ اسے فرار ہونے کا موقع دے گی اور اس نے یہی کیا ہے۔“

ارناکوف نے ذرا توقف سے کہا ”اس اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی نے ایک طرف چار یوگا جاننے والے اہم افسران کو اس یہودی جوان کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ دوسری طرف دو آرمی کے افسران کو اپنا آلہ کار بنا کر ان کے مقابلے میں کاؤنٹر فائرنگ کے لیے بھیج دیا۔ ان سب کو آپس میں لڑا دیا۔ اس طرح آپ کی آرمی کے تین اہم یوگا جاننے والے افسران اور دو جونیئر افسران مارے گئے اور وہ بے چارہ یہودی جوان دہشت زدہ ہوکر کہیں بھاگ گیا ہے۔ یہ جانتی ہوگی کہ اس نے اسے کہاں بھگا دیا ہے اور شاید اب وہ اسے کسی کے ہاتھ نہیں آنے دے گی۔“

ڈمی سونیا نے ”یہ بکواس کررہی ہے۔ میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ وہ فرار ہونے والا عرفان اللہ تھا۔“

اسرائیلی اکابرین جھنجلا گئے۔ اس نے کہا ”تم دونوں آپس میں لڑ رہی ہو اور ہمیں نقصان پہنچا رہی ہو۔“

دوسرے حاکم نے کہا ”ایک نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ عرفان اللہ کو گرفتار کرائے گی۔ وہ گرفتار نہیں ہوا ہمارے کانفرنس ہال میں بم کا دھماکا کرکے فرار ہوگیا۔ اس دھماکے کے نتیجے میں کئی اکابرین زخمی ہوگئے اور ہم یہاں دہشت زدہ ہوکر بیٹھے ہوئے ہیں۔“

ایک آرمی افسر نے کہا ”دوسری اناہیلا نے بھی یہی دعویٰ کیا تھا کہ وہ ایک گھنٹے کے اندر عرفان اللہ کو گرفتار کرائے گی۔ لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا۔ الٹا ہمیں نقصان پہنچا۔ ہمارے بہترین آرمی افسران مارے گئے۔ ہم تو سراسر نقصان اٹھاتے جارہے ہیں۔“

ایک حاکم نے کہا ”ہم دونوں اناہیلا سے درخواست کرتے ہیں۔ فار گارڈ سیک، آئندہ ہم سے رابطہ نہ کریں۔ پہلے آپس میں فیصلہ کرلیں کہ دونوں میں سے کون اصلی ہے اور اناہیلا واقعی زندہ ہے بھی یا نہیں؟“

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا ”تم دونوں اس جذبے کا اظہار کرتی ہو کہ یہاں رہ کر ہمارے وطن کی اور یہودی قوم کی خدمت کرتی رہو گی۔ تم میں سے جو بھی سچی ہے اور سچے جذبے سے ہمارے کام آنا چاہتی ہے تو اس سے ہماری درخواست ہے کہ پہلے وہ نقلی اناہیلا سے نمٹ لے اس کے بعد ہمارے پاس آئے۔ وہی ہماری اناہیلا ہو۔ دو چار اناہیلا کا ڈراما پلے نہ کیا جائے۔“

ڈمی سونیا نے کہا ”میں ایک ہی بات جانتی ہوں کہ میں ہی اناہیلا ہوں اور الپا کو اناہیلا بن کر یہاں فراڈ نہیں کرنے دوں گی۔“

ارناکوف نے کہا ”تمہارے کہہ دینے سے میں الپا نہیں بن جاؤں گی۔ میں اناہیلا ہوں، اناہیلا ہی رہوں گی اور جلدی یہ ثابت کردوں گی کہ میں اصلی ہوں اور تم فراڈ ہو۔“

ارناکوف اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ وردان اس کے دماغ میں تھا اس نے کہا ”وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی پتا نہیں کون ہے۔ مگر زبردست ہے۔ اسے کسی نہ کسی طرح بے نقاب کرنا ہوگا۔ معلوم کرنا ہی ہوگا کہ اچانک نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی کہاں سے پیدا ہوگئی ہے؟“

وہ بولی ”یہ عورت ہمارے لیے مصیبت بن گئی ہے جب تک ہم اس کی اصلیت معلوم نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہمیں اس کے مقابلے پر کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔“

''جیسا کہ اسرائیلی اکابرین کے خیالات نے بتایا ہے' اس عورت نے فرہاد علی تیمور کو بھی الجھا کر رکھ دیا تھا۔ اگرچہ فرہاد نے کسی طرح اپنے تمام بچوں کو اس کے شکنجے سے نکال لیا تھا اور اس کے حملے کو ناکام بنا دیا تھا۔ تاہم وہ بھی اسے بے نقاب کرنے میں ناکام رہا ہے۔''

ارنا کوف نے کہا ''اس اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی کی کامیابی یہی ہے کہ وہ روپوش رہ کر پراسرار بن کر ہم سب کے لیے چیلنج بنی ہوئی ہے۔ اب وہ سمندر کی تہ میں چھپی ہو یا پاتال میں کہیں گھسی ہو اُسے باہر نکالنا ہی ہوگا۔''

وہ پریشان ہو کر بولا ''میں ذہنی طور پر بہت زیادہ تھکن محسوس کر رہا ہوں۔ اب سے پہلے ایسے پیچیدہ حالات سے گزرنے کی نوبت نہیں آئی تھی۔ فرہاد علی تیمور سے ٹکرانا کوئی بچوں کا کھیل نہیں ہے لیکن میں ٹکرا رہا ہوں اور پورے یقین سے کہتا ہوں کہ جلد ہی اسے شرمناک شکست دوں گا۔ دوسری طرف وہ پراسرار ٹیلی پیتھی جاننے والی اجنبی عورت ہے اس نے بھی میرے ذہن کو تھکا دیا ہے۔ اسرائیل میں الپا کی چھوڑی ہوئی اقتدار کی کرسی ہم سب کے لیے چیلنج بن گئی ہے اس کرسی کو ہر حال میں حاصل کرنا ہے۔''

وہ بولی ''تم میرے پاس ہوتے تو اپنی بانہوں میں لے کر تمہیں اتنا پیار دیتی کہ تمام ذہنی تھکن بھول جاتے۔''

''میں نے اسی لیے تمہیں دارجلنگ والے اس بنگلے میں بلایا ہے لیکن اب تک ایسے حالات سے دوچار ہوتا رہا ہوں کہ تمہارے پاس آنے کا موقع ہی نہیں مل رہا ہے۔ اب میں آنا چاہتا ہوں تو تم مجھے ذہنی آسودگی نہیں پہنچا سکو گی کیونکہ چار چھ دنوں تک بیمار رہو گی۔''

وہ بولی ''مجھے افسوس ہے' یہ قدرتی مجبوری ہے۔ اس کے بعد تو میں تمہیں دن رات اتنی مسرتیں دوں گی کہ تم ساری ذہنی تھکن بھول جاؤ گے۔''

''ہاں فی الحال تو یہ بہلانے والی باتیں ہیں اب ایک ہفتے بعد ہی تم سے ملاقات کروں گا۔''

''یہ دارجلنگ بہت چھوٹا سا پہاڑی علاقہ ہے یہاں میں بور ہو رہی ہوں۔ کلکتہ شہر مجھے بہت پسند آیا تھا۔ اگر تم اجازت دو تو میں وہاں ایک ہفتہ گزارنے کے لیے چلی جاؤں۔''

''ٹھیک ہے چلی جاؤ میں وقتاً فوقتاً تم سے رابطہ کرتا رہوں گا۔''

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا اس وقت ذہنی طور پر اس قدر تھکا ہوا تھا کہ مجھے ڈمی سونیا کو اور اسرائیل میں اقتدار کی کرسی کو بھول کر صرف تفریح کرنا چاہتا تھا۔

وہ اپنے مزاج کے مطابق عیاش تو نہیں تھا لیکن ایسی عجوبہ عورتوں سے دلچسپی ضرور لیتا تھا جو دوسری عورتوں سے بالکل مختلف ہوا کرتی تھیں۔ مثلاً جمیلہ اور نبیلہ پیدائشی طور پر جڑواں بہنیں تھیں۔ ان کے جسم ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ ان کے دماغ الگ الگ تھے لیکن سوچ ایک ہی تھی۔ وہ ایسی عجیب و غریب تھیں کہ انہیں حاصل کرنے کے لیے وہ مچل گیا تھا اور اب تک جی جان سے کوششیں کرتا رہا تھا کہ کسی طرح وہ اس کی خواب گاہ میں چلی آئیں۔

وہ جمیلہ اور نبیلہ کے سلسلے میں ناکام رہا تھا اور اب وہ بہنیں جڑواں نہیں رہی تھیں۔ آپریشن کے ذریعے الگ کر دی گئی تھیں۔ پھر بھی وردان کو ضد ہو گئی تھی کہ وہ انہیں حاصل کر کے ہی رہے گا لیکن وہاں تک رسائی حاصل کرنا آسان نہیں تھا۔ میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے راستے میں دیوار بنے ہوئے تھے۔

سوامی وردان وشوا ناتھ کے لیے دوسری عجوبہ عورت ارنا کوف تھی وہ اگرچہ پچاس برس کی بوڑھی تھی لیکن وہ برسوں تک لگاتار تپسیا کرتے رہنے اور پراسرار علوم کے منتر پڑھتے رہنے کے بعد بڑھاپے سے جوانی کی طرف واپس آئی تھی۔ اٹھارہ برس کی بھرپور دوشیزہ بن گئی تھی۔ جس طرح جمیلہ اور نبیلہ جڑواں بہنیں تھیں اور عجوبہ کہلاتی تھیں۔

اسی طرح ارنا کوف جوانی اور بڑھاپے کے سنگم پر تھی۔ وردان وشوا ناتھ اس سنگم تک پہنچنا چاہتا تھا۔ لیکن بیچ در بیچ حالات نے اسے ارنا کوف سے بھی دور رکھا تھا۔

اس کے لیے تیسری عجوبہ عورت شیوانی تھی۔ اس کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ وہ بہت پہلے مر چکی ہے لیکن اس کی بھٹکنے والی آتما کو ایک تانترک مہاراج نے ایک نوجوان دوشیزہ کے جسم میں پہنچا دیا ہے۔

یعنی شیوانی بھی جمیلہ اور نبیلہ کی طرح اور ارنا کوف کی طرح ٹو اِن ون تھی۔ آتما کسی کی تھی اور جسم کسی کا تھا اور اس نے ایسی عجیب و غریب عورت کو حاصل کرنے کے لیے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا تھا۔

شیوانی نے صرف اپنے بیٹے عدنان کی خاطر یہ نئی زندگی حاصل کی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ عدنان بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کرے۔ اسے اس ادارے سے نکال لانے کے لیے اس نے وردان وشوا ناتھ سے دوستی کی تھی لیکن اس سے یہ صاف صاف کہہ دیا تھا کہ وہ کسی اور صرف عدنان کے باپ پورس کی امانت ہے اپنا آپ

کے حوالے نہیں کرے گی۔

وردان نے اس سے جھوٹا وعدہ کیا' اس سے دوستی کی پھر دھوکے سے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا۔ پہلے اسے ایک بار مجبور کیا تھا کہ وہ نیپال کے شہر کھٹمنڈو کے ایک بنگلے میں چلی آئے۔ وہ اس کے ساتھ رنگین و سنگین لمحات گزارے گا۔

ایسے وقت وہ پریشان ہو گئی تھی۔ اپنی عزت کسی کے حوالے نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ایک ہی بات جانتی تھی کہ وہ عدنان کی ماں اور اس کے باپ پورس کی امانت ہے۔ میں نے اسے وردان کے ہولناک ارادوں سے بچایا تھا۔ وہ اپنی جان بچا کر فرار ہو گیا تھا اور شیوانی صوبہ بہار کے ایک شہر پٹنہ آ کر ایک ہوٹل میں قیام کر رہی تھی۔

وردان وشوا ناتھ اس کے حصول سے باز آنے والا نہیں تھا۔ اس نے پھر ایک بار تنویمی عمل کیا تھا۔ اس بار اس کے دماغ کو اس طرح لاک کیا تھا کہ میری خیال خوانی کی لہریں بھی اس کے اندر نہیں پہنچ سکتی تھیں۔

شیوانی آئینے کے سامنے آ کر جب بھی پورس کو یاد کرتی تھی تو وہ آئینے کی سطح پر دکھائی دیتا تھا۔ پھر اس سے گفتگو ہوا کرتی تھی اس طرح وہ پورس کو اپنے حالات سے آگاہ کرتی رہتی تھی۔ اس بار وردان نے اس کو دماغ میں یہ بات نقش کر دی تھی کہ آئندہ وہ آئینے کے سامنے آ کر پورس کو بھول جایا کرے گی۔ نہ اسے یاد کرے گی نہ آئینے کی سطح پر اسے دیکھ کر اپنے حالات سے آگاہ کر سکے گی۔

یوں سختی سے تنویمی عمل کرنے کے بعد اس نے کہا تھا کہ وہ جلد ہی اسے اپنے کسی پرائیوٹ بنگلے میں بلائے گا۔ اب وہ ذہنی طور پر اس قدر تھکا ہوا تھا کہ شیوانی کی ضرورت محسوس کر رہا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرتے ہوئے پوچھا ''کیا کر رہی ہو؟''

وہ اپنے اندر اس کی آواز سن کر سہم گئی۔ اس سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی لیکن وردان نے اسے اور بری طرح تنویمی عمل کے ذریعے جکڑ لیا تھا۔

وہ پریشان ہو کر بولی ''میں اور کیا کروں گی؟ تم نے مجھے دھوکا دیا ہے بری طرح اپنے عمل کے ذریعے جکڑ لیا ہے میں اس ہوٹل سے کہیں جا بھی نہیں سکتی۔''

وہ ہنستے ہوئے بولا ''اپنے مددگار فرہاد علی تیمور کو بلاؤ۔ اپنے یار پورس کو آوازیں دو۔ دیکھو کوئی آتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں آئے گا تو سمجھ لو کہ میں ہی تمہارے جسم و جان کا مالک ہوں اور تم میری کنیز بن کر ہی زندہ رہ سکو گی پھر کسی دن میرے ذریعے اپنے بیٹے عدنان کو حاصل کر سکو گی۔''

''اب میں کسی کے ذریعے اپنے بیٹے کو حاصل نہیں کرنا چاہوں گی میں نے بابا صاحب کے ادارے والوں سے دشمنی کی جس کا نتیجہ میرے سامنے آ رہا ہے۔ میں بالکل بے یار و مددگار ہو گئی ہوں۔''

''تم اپنی حالت پر کڑھتی رہو' مجھ سے نفرت کرتی رہو لیکن محبت سے میرے کام آتی رہو گی۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ آج رات کی فلائٹ سے دہلی جاؤ۔ میں نے ایک فلائٹ میں تمہاری سیٹ ریزرو کرا دی ہے۔ تم دہلی سے شملہ جاؤ گی۔ وہاں میرا ایک چھوٹا سا خوبصورت سا بنگلا ہے۔ تم آؤ گی تو میں بڑے پیار سے تمہارا استقبال کروں گا۔ ابھی جا رہا ہوں۔ وقتاً فوقتاً تمہارے دماغ میں آتا جاتا رہوں گا۔''

وہ اسے حکم دے کر چلا گیا۔ وہ مجبور تھی۔ اس کی محکوم تھی ہر حال میں اس کے حکم کی تعمیل لازمی تھی۔ کسی طور بھی انکار نہیں کر سکتی تھی۔ انکار کرتی تو اس کا دماغ اسے کشاں کشاں شملہ کی طرف لے جاتا۔ ہر انسان اپنے دماغ کے زیر اثر رہتا اور وہ اپنی موجودہ دماغی حالت سے مجبور ہو کر ادھر جانے والی تھی۔

ایسے وقت میں اس کی مدد کر سکتا تھا۔ لیکن وردان نے اسے بتایا تھا کہ اب میں بھی اس سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ نہیں کر سکوں گا۔ اس کے دماغ کو لاک کر دیا گیا ہے۔

اس نے سوچا آئینے کے سامنے جا کر پورس کو یاد کرے گی' اسے دیکھے گی پھر اسے اپنے حالات سے آگاہ کرے گی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر آئینے کے سامنے آئی تو پورس کو بھول گئی۔ پریشان ہو کر سوچنے لگی کہ آئینے کے سامنے کیوں آئی ہے؟ کیا شملہ جانے کے لیے اسے بناؤ سنگار کرنا ہے؟

وہ سوچ رہی تھی لیکن اسے یہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ پورس کو یاد کر کے آئینے کی سطح پر بلانا ہے اور اسے اپنے موجودہ خیالات سے آگاہ کرنا ہے۔

وہ آئینے کے سامنے پریشان ہوتی رہی' سوچتی رہی' الجھتی رہی۔ پورس اس کے ذہن سے بالکل ہی محو ہو گیا تھا۔ وہ لاکھ کوششیں کرنے کے باوجود اسے یاد نہیں کر پا رہی تھی۔

تنویمی عمل ایسا ہی ظالم ہوتا ہے۔ انسان کو ویسا ہی رہنے دیتا ہے لیکن ذہن کو یکسر تبدیل کر دیتا ہے اسے اس کی مرضی کے خلاف کسی اور کا غلام بنا دیتا ہے۔ وہ وردان کی کنیز بن چکی تھی اور اسے ہر حال میں اس کے احکامات کی تعمیل کرنی تھی۔

☆☆☆

وہ دونوں اٹھ کر بیٹھنے لگی تھیں۔ ان کے زخموں کی تکلیف کچھ کم ہوتی جارہی تھی۔ اب وہ بیٹھے بیٹھے ایک دوسرے کو دیکھتی تھیں۔ جمیلہ کہتی تھی "میرا جی چاہتا ہے تیرے پاس آؤں اور تیرے بدن سے لگ جاؤں۔"

نبیلہ کہتی تھی "میرا بھی جی یہی چاہتا ہے۔ ہم بیس برس تک ایک دوسرے سے جڑی رہیں۔ اچانک الگ ہونے کے بعد رہا نہیں جاتا۔ دل تیری طرف کھنچا جاتا ہے۔"

"ڈاکٹر نے ہمیں ملنے جلنے سے منع کیا ہے۔ یہی غنیمت ہے کہ ہم اٹھ کر بیٹھنے لگی ہیں۔ اللہ نے چاہا تو جلد ہی چلنے پھرنے کے قابل ہو جائیں گی۔ کم از کم ایک دوسرے کے قریب آسکیں گی۔ ایک دوسرے سے لگ کر بیٹھ سکیں گی۔ کچھ تو دل کو تسلیاں ملتی رہیں گی۔"

نبیلہ نے وال کلاک کی طرف دیکھا شام کے چار بجنے والے تھے۔ وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "پارس نے وعدہ کیا ہے وہ چار بجے فون کریں گے۔"

دونوں کے چہرے خوشی سے کھل گئے تھے۔ جمیلہ نے کہا "ہمیں ایک دوسرے سے جسمانی طور پر الگ ہونے کا دکھ ہے لیکن پارس کی محبت نے اس دکھ کو کم کر دیا ہے۔ وہ ہمیں دل و جان سے چاہتے ہیں۔ وردان وشواناتھ کی دشمنی سے خوفزدہ نہیں ہیں۔"

"بے شک ان پر جان لیوا حملہ کیا گیا۔ اس کے باوجود وہ ہماری محبت میں ثابت قدم ہیں۔ ہم سے منہ چھپا کر کہیں نہیں گئے بے چارے مجبور ہو کر روپوش ہو گئے ہیں۔"

"روپوش ہونے کے باوجود ہمارا کتنا خیال رکھتے ہیں۔ صبح' شام' دوپہر جب بھی انہیں وقت ملتا ہے۔ فون پر ہماری خیریت معلوم کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے روبرو آ کر ملاقات کرنے کے لیے بے چین رہتے ہیں۔"

"ان کی یہ محبت ہمیں نئی زندگی' نئی مسرتیں دے رہی ہے۔"

انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر اپنی جگہ بڑی سنجیدگی سے سوچنے لگیں ان کے دماغ الگ الگ تھے لیکن ذہن ایک تھا۔ جو ایک سوچتی تھی وہی سوچ دوسری کے دماغ میں اسی لمحے میں پہنچ جاتی تھی۔

جمیلہ نے سوچا "وہ ایک انار ہے اور ہم دو بیمار ہیں۔ بات کیسے بنے گی؟"

نبیلہ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا "بات بنتی نظر نہیں آرہی ہے۔ وہ ہم دونوں کے دلوں میں دھڑک رہے ہیں۔ جو میری سوچ ہے وہ تمہاری سوچ ہے اور ہم دونوں کی سوچ کا محور صرف وہی ہیں۔"

"یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے کو دل و جان سے چاہتی ہیں۔ میں اگر دل پر پتھر رکھ کر پارس کی طلب نہ کروں۔ اس کی محبت کو نظر انداز کرتی رہوں تو تم بھی یہی کرو گی۔"

"بے شک یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ اگر میں اپنے پیار کی قربانی دینا چاہوں گی تو تم بھی وہی کرو گی۔ اس کے باوجود میں تمہیں سمجھاتی ہوں کہ مجھے قربانی دینے دو۔ میں پارس کو دور ہی سے دیکھوں گی۔ دور ہی دور سے چاہتی رہوں گی۔ وہ تمہیں زندگی کی جتنی مسرتیں دیتا رہے گا۔ وہ میں سوچ کے ذریعے حاصل کرتی رہوں گی اور مطمئن ہوتی رہوں گی۔"

"اور میں بھی یہی کروں گی۔ تم اس سے شادی کرو گی تو میں دور ہی دور سے اسے دیکھ کر جی لوں گی اور مجھے بھی سوچ کے ذریعے وہی تمام مسرتیں ملیں گی جو وہ تمہیں دیتے رہیں گے۔"

"سیدھی سی بات ہے ہم دونوں کبھی یک طرفہ فیصلے سے مطمئن نہیں ہو سکیں گی۔"

اسی وقت فون کا بزر سنائی دیا۔ دونوں بہنیں خوش ہو گئیں۔ اس وقت فون جمیلہ کے پاس تھا۔ اس نے پارس کے نمبر پڑھے پھر بٹن کو دبا کر اسے کان سے لگاتے ہوئے کہا "ہیلو پارس! میں جمیلہ بول رہی ہوں۔"

پارس نے پوچھا "ہائے جمیلہ! ہائے نبیلہ! تم دونوں کیسی ہو؟ میں تمہیں ایک ہی فون پر اس لیے مخاطب کر رہا ہوں کہ تم دونوں کی سوچ کی لہریں ایک دوسرے کے دماغوں تک پہنچتی رہتی ہیں۔ اس وقت نبیلہ میری آواز سن رہی ہے۔"

نبیلہ نے اپنے بیڈ پر سے اونچی آواز میں کہا "ہاں میں سن رہی ہوں۔ آپ وقت کے بڑے پابند ہیں۔ ٹھیک چار بجے کال کی ہے۔"

"مجھے وقت کا پابند نہ کہو کبھی کبھی کسی اہم معاملے میں الجھ جاتا ہوں تو وقت پر نہ کھا سکتا ہوں' نہ سو سکتا ہوں' نہ کسی کو یاد کر سکتا ہوں۔ ایسے وقت میرے متعلق تمہارے خیالات بدل جائیں گے۔"

وہ دونوں ہنسنے لگیں۔ جمیلہ نے کہا "اگر آپ ابھی چار بجے فون نہ کرتے تو ہم آئندہ رات چار بجے تک انتظار کرتی رہتیں۔ اب تو ہماری زندگی میں انتظار ہی انتظار رہے گا اور صرف آپ کا انتظار رہا کرے گا۔"

"میں جانتا ہوں' تم دونوں مجھے دل کی گہرائیوں سے

چاہتی ہو۔ یہ بتاؤ ابھی کیا کر رہی تھیں؟"

"کرنا کیا ہے؟ بستر پر پڑے رہنا ہے' زخم کے مندمل ہونے کا انتظار کرتے رہنا ہے۔ پھر دن ہو یا رات کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا جب آپ کی باتیں نہ ہوتی ہوں۔"

نبیلہ نے کہا "ہمیں یہ خیال پریشان کرتا رہتا ہے کہ ہم تینوں کا اتحاد کیسے ہوگا۔ کیسے ایک ساتھ زندگی گزار سکیں گے؟"

"ہم شوہر اور بیویوں کی حیثیت سے نہیں رہ سکیں گے اور اگر محبوب اور محبوباؤں کی حیثیت سے ایک چھت کے نیچے رہنا چاہیں گے تو دنیا والے اعتراض کریں گے۔"

"تو پھر کیا ہوگا؟ سوچ سوچ کے ہمارا ذہن تھک گیا ہے۔"

"فی الحال تو یہی بات سمجھ میں آرہی ہے کہ ہم ایک چھت کے نیچے نہیں رہ سکیں گے۔ اگر ایک چھت نہ ملی تو کیا ہماری محبت کم ہو جائے گی؟"

جمیلہ نے کہا "ہرگز نہیں۔"

نبیلہ نے کہا "مرتے دم تک آپ کی محبت ہمارے دل سے کم نہیں ہوگی بلکہ بڑھتی ہی چلی جائے گی۔ اگر آپ ہماری زندگی میں نہ آئے تو ہم شاید زیادہ عرصہ تک جی نہیں سکیں گی۔"

وہ بولا "مرنے کی باتیں نہ سوچا کرو۔ ہمیشہ زندہ رہنے کا عزم کیا کرو۔ کوئی ضروری نہیں کہ ہماری شادی ہو جائے۔ ہم دور ہی دور رہ کر ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں ایک دوسرے سے باتیں کر سکتے ہیں۔ کہیں تفریح کے لیے جا سکتے ہیں۔ اچھے دوستوں کی طرح اچھا وقت گزار سکتے ہیں۔"

نبیلہ نے سوال کیا "کیا اس طرح ساری زندگی گزر جائے گی؟"

پارس نے ایک گہری سانس لے کر کہا "نہیں گزرے گی لیکن کچھ عرصے تک تو اس طرح گزارا ہو سکے گا۔ اس طرح ہم تینوں قریب قریب رہ سکیں گے۔"

نبیلہ نے کہا "جب ہمارے زخم بالکل ٹھیک ہو جائیں گے اور ہم چلنے پھرنے کے قابل ہو جائیں گے' دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جا سکیں گی تو پھر ہم یہ ملک چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں رہائش اختیار کر لیں گی۔"

جمیلہ نے کہا "ہاں میرے ذہن میں بھی یہی بات آ رہی ہے۔ دوسرے کسی ملک میں کوئی ہمیں دو سگی بہنوں کی حیثیت سے نہیں جان سکے گا۔"

وہ بولا "تم دونوں تقریباً ہم شکل ہو پھر صاف پتا چلتا ہے کہ تمہیں آپریشن کے ذریعے الگ کیا گیا ہے۔ جمیلہ! تمہارا دایاں ہاتھ نہیں ہے اور نبیلہ! تمہارا بایاں ہاتھ نہیں ہے کیونکہ تم دونوں اسی طرح بازوؤں سے اور کولہوں سے جڑی ہوئی تھیں۔"

دونوں بہنوں نے سوچتی ہوئی نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پارس کہہ رہا تھا "ایک تو ہم شکل ہو۔ دوسرا یہ کہ تم دونوں کا... ایک ایک ہاتھ نہیں ہے۔ تم دونوں دنیا کے کسی حصے میں بھی جاؤ گی تو سب ہی کی نگاہوں کا مرکز بنو گی ایک دلچسپ تماشا دکھائی دو گی اور دور ہی سے پہچان لی جاؤ گی کہ تم دونوں کبھی ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھیں۔ کسی کو کچھ بتائے بغیر یہ حقیقت سمجھ میں آجائے گی کہ تم پیدائش کے وقت جڑی ہوئی تھیں اور تم دونوں نے ایک ہی ماں کی کوکھ سے جنم لیا ہے۔ لہٰذا دنیا کے کسی ملک میں کسی ایک شوہر کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکو گی۔"

جمیلہ نے دل برداشتہ ہو کر کہا "ہمیں کیوں الگ کیا گیا ہے؟ آپریشن سے پہلے ہم سے پوچھا کیوں نہیں گیا؟ ہم پر بہت بڑا ظلم ہوا ہے۔ ہمیں ایک دوسرے سے الگ کر کے آپ کو ہمیشہ کے لیے ہم سے دور کر دیا گیا ہے۔ ہم یہ کبھی برداشت نہیں کر سکیں گی۔"

نبیلہ نے کہا "اگر آپ نے ہم دونوں کو اپنا بنا کر نہیں رکھا تو ہم مر جائیں گی۔"

اچانک جمیلہ نے بے چینی محسوس کی اور سانس روک لی۔ نبیلہ نے پریشان ہو کر پوچھا "کیا ہوا جمیلہ؟"

وہ بولی "پتا نہیں میں نے اپنے دماغ میں کچھ بے چینی سی محسوس کی تو بے اختیار سانس روک لی۔"

پارس نے کہا "جب بھی بے چینی محسوس کرو تو فوراً ہی چند سیکنڈ کے لیے سانس روک لیا کرو۔"

اسی لمحے میں نبیلہ نے بے چینی محسوس کی اور سانس روک لی۔ پھر چند سیکنڈ کے بعد بولی "میں نے بھی یہی محسوس کیا ہے اور میں نے بھی بے اختیار سانس روکی ہے۔ آخر یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

پارس نے کہا "تم دونوں کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے تم دونوں کے دماغوں کو لاک کر دیا ہے۔ اب وردان شواناتھ وقت بے وقت تمہارے اندر نہیں آسکے گا۔ جب بھی آئے گا تو تم بے چینی محسوس کرو گی اور سانس روک کر اسے بھگا دیا کرو گی۔"

وہ دونوں خوش ہو گئیں۔ جمیلہ نے کہا "آپ کے ٹیلی

پیتھی جاننے والوں نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔"
نبیلہ نے کہا "اس سے بڑی بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ شیطان اپنی مرضی سے ہمارے اندر نہیں آسکے گا۔"

ادھر وردان غصے سے پیچ و تاب کھا رہا تھا اس نے خیال خوانی کے ذریعے پہلے جمیلہ کے اندر پہنچنا چاہا تو اس نے سانس روک لی۔ پھر نبیلہ کے اندر پہنچنا چاہا تو اس نے بھی سانس روک لی۔ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ ان دونوں کے دماغوں کو لاک کردیا گیا ہے۔ اس کا راستہ روک دیا گیا ہے۔ آئندہ وہ ان میں سے کسی کے اندر بھی نہیں جاسکے گا۔

وردان نے ان بہنوں کے باپ عبدالرحمٰن کا اپنا معمول اور تابعدار بنا رکھا تھا۔ وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کرنے لگا کہ وہ بہنیں کہاں ہیں؟ اسپتال میں ہیں یا گھر میں ہیں؟ کیا پارس ان سے چوری چھپے ملنے آتا ہے؟

عبدالرحمٰن نے کہا "وہ دونوں اسپتال میں ہیں۔ اب اٹھ کر بیٹھنے لگی ہیں لیکن چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہیں۔ ڈاکٹر انہیں صبح و شام اٹینڈ کرتے رہتے ہیں اس لیے انہیں گھر نہیں لایا گیا ہے۔"

وردان نے کہا "تمہیں یہ تو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اس کا نام علی اکبر نہیں ہے' وہ بہروپیا ہے۔ فرہاد علی تیمور جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے کا بیٹا ہے۔"

"ہاں یہ معلوم کرنے کے بعد مجھے فخر حاصل ہوا کہ اتنے مشہور و معروف اعلیٰ خاندان کا چشم و چراغ میری بیٹیوں سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ لیکن تم نے میرے ذریعے اس پر گولی چلائی اسے روپوش ہونے پر مجبور کردیا۔"

"یہ میرا حکم ہے کہ تم کبھی اسے داماد نہیں بناؤ گے۔ اس پر اور اس کے خاندان پر کبھی فخر نہیں کرو گے۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولا "یہ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں کہ تم نے مجھے سحر زدہ کر رکھا ہے۔ میں تمہارا تابعدار ہوں۔ حکم کا بندہ ہوں۔ جو کہو گے وہ کروں گا۔ لیکن اتنا تو سوچو کہ تم ایک باپ کو بیٹیوں کا دشمن بناتے جارہے ہو۔"

"میں فضول باتیں نہ سنتا ہوں نہ سمجھتا ہوں۔ میری بات کا جواب دو۔ کیا پارس ان سے ملنے کے لیے آتا ہے؟"

"وہ آخری بار برات کا دولہا بن کر میرے گھر آیا تھا۔ اس کے بعد میں نے اس کی صورت نہیں دیکھی ہے۔"

"تم یہاں گھر میں ہو اور بیٹیاں اسپتال میں ہیں ہوسکتا ہے وہ ان سے ملنے کے لیے وہاں جاتا ہو۔"

"وہ وہاں نہیں جاتا ہے اگر وہ میری بیٹیوں سے ملاقات کرتا تو میں ان کے چہروں سے' باتوں سے اور ان کی مسرتوں سے معلوم کرلیتا کہ وہ ان کے پاس آیا کرتا ہے جبکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ بے چاری اس کے لیے سوچتی رہتی ہیں۔ پریشان ہوتی رہتی ہیں۔"

اس نے پوچھا "ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟ وہ کب تک چلنے پھرنے کے قابل ہوجائیں گی؟"

"وہ مزید دس بارہ دنوں تک ہسپتال میں رہیں گی۔ جب چلنے پھرنے کے قابل ہوجائیں گی تب انہیں وہاں سے ڈسچارج کیا جائے گا۔"

وہ بڑی عاجزی سے دونوں ہاتھ جوڑ کر بولا "سوامی جی! میں التجا کرتا ہوں' میری بیٹیوں کو بخش دو وہ بے چاری ستم رسیدہ ہیں ان پر اور ظلم نہ کرو۔"

"میرے ہونے والے سسر جی! میں بہت ضدی ہوں۔ تمہاری بیٹیاں میرے لیے چیلنج بن گئی ہیں۔ صرف ایک بار ایک بار دونوں کو حاصل کروں گا۔ اس کے بعد تمہارے پاس لا کر پھینک دوں گا۔"

ایسے ہی وقت عبدالرحمٰن کی بیوی عاصمہ نے کمرے میں آکر پوچھا "کیا آپ تیار نہیں ہوئے؟ ہمیں بیٹیوں کے پاس جانا ہے۔"

وہ بولا "میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے تم چلی جاؤ میں پھر کسی وقت آؤں گا۔"

وردان نے سوچا کہ اب وہ ان کی ماں عاصمہ کے دماغ میں رہ کر اسپتال میں پہنچ کر انہیں دیکھے گا' سمجھے کہ وہ دونوں بہنیں وہاں کیا کررہی ہیں؟ کیا پارس وہاں چھپ کر آتا ہے؟ پھر یہ کہ اسے موقع ملے گا تو وہ جمیلہ اور نبیلہ کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کرے گا تاکہ ان پر کیا ہوا تنویمی عمل ضائع ہوجائے اور ان کا دماغ مقفل نہ رہے۔

اس نے مسکرا کر سوچا "پارس اور اس کا باپ میرے راستے میں کتنی دیواریں کھڑی کریں گے؟ میں ہر دیوار کو گراتا جاؤں گا۔"

یہ سوچ کر اس نے عبدالرحمٰن کے دماغ سے نکل کر عاصمہ کے دماغ میں جانا چاہا تو اس نے ایک دم سے چونک کر سانس روک لی۔ اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر حیرانی سے سوچا "کیا اس کے دماغ کو بھی لاک کردیا گیا؟"

اس نے پھر اس کے دماغ میں جانا چاہا اس نے دوسری بار بھی سانس روک لی۔ وہ پھر دماغی طور پر حاضر ہو کر جھنجھلا گیا۔ زیر لب بڑبڑانے لگا "اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے انہوں نے جمیلہ اور نبیلہ کے دماغوں کو مقفل کیا۔ اس کے بعد ان کی ماں کے دماغ کو پھر اس کے بعد ان کے باپ

عبدالرحمٰن کے دماغ کو لاک کریں گے۔ مجھے اس پوری فیملی سے دور کردیں گے اور میں ایسا ہونے نہیں دوں گا۔"

اس نے عبدالرحمٰن کے دماغ میں آکر کہا "وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمن میرے لیے بہت بڑا چیلنج بن گئے ہیں۔ انہوں نے تمہاری بیٹیوں کے دماغوں کو لاک کردیا ہے اب میں ان کے اندر نہیں جاسکتا۔ اسی طرح انہوں نے تمہاری بیوی عاصمہ کے دماغ کو بھی لاک کردیا ہے۔ اس کے بعد یقیناً تمہارے دماغ کو لاک کیا جائے گا۔ میں تم سب سے دور ہوجاؤں گا۔"

عبدالرحمٰن نے کہا "میں تمہارے خلاف کچھ بول نہیں سکتا لیکن یہ سمجھا سکتا ہوں کہ فرہاد علی تیمور ٹیلی پیتھی کی دنیا کا بہت طاقتور انسان ہے۔ خواہ مخواہ اس سے دشمنی مول نہ لو۔"

"بکواس مت کرو' اپنی بیوی سے کہو کہ مجھے دماغ میں آنے دے سانس نہ روکے۔"

اس نے مجبور ہو کر کہا "عاصمہ! سوامی جی تمہارے دماغ میں آنا چاہتے ہیں تم سانس نہ روکو۔"

وہ سر جھکا کر بولی "وہ تو اب تک میرے دماغ میں آکر بولتے رہے ہیں۔ میں نے کبھی سانس نہیں روکی۔ وہ جب چاہے آسکتے ہیں۔"

وردان نے فوراً اس کے دماغ کی طرف چھلانگ لگائی تو اس نے بے اختیار سانس روک لی۔ وہ پھر واپس عبدالرحمٰن کے دماغ میں آکر بولا "میں سمجھ رہا ہوں یہ مجبور ہے۔ اس پر تنویمی عمل کا اثر ہے اور یہ ہمیشہ مجھے محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرے گی۔ لیکن میں دشمنوں سے یہ کہتا ہوں کہ آئندہ انہوں نے کسی کے بھی دماغ کو لاک کیا اور میرا راستہ روکنا چاہا تو میں اس مقفل دماغ والے کو گولی ماردوں گا۔ اور میں جو کہتا ہوں وہ کرکے دکھاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے عبدالرحمٰن کے دماغ پر مضبوطی سے قبضہ جمایا۔ وہ غائب دماغ ہو کر وہاں سے پلٹ کر الماری کے پاس آیا۔ اسے کھول کر اس کی دراز سے ایک ریوالور کو نکالا۔ بیوی نے ریوالور کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے پوچھا "یہ آپ کیا کررہے ہیں؟"

"میں تمہارے دماغ کے دروازے کھول رہا ہوں تاکہ سوامی جی کو کوئی تکلیف نہ ہو۔"

اس نے نشانہ لیتے ہوئے اس کے ہاتھ پر گولی ماری تو وہ پیچھے کی طرف الٹ کر صوفے پر گر پڑی۔ تکلیف سے کراہنے لگی۔ وردان نے اس کے دماغ میں آکر کہا "دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والو! اچھی طرح سن لو تم جس کے بھی دماغ کو لاک کرو گے میں اسے زخمی کرکے اسی طرح دماغ کے دروازے کھول دیا کروں گا۔ اس کے بعد بھی لاک کرو گے تو میں اسے زخمی نہیں کروں گا۔ موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔"

عبدالرحمٰن نے اپنے ہاتھوں سے اپنی بیوی کو زخمی کیا تھا۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ گیا۔ وہ روتے ہوئے بولا "سوامی! ہم پر رحم کرو ایسا ظلم نہ کرو۔ بھگوان نے تمہیں غیر معمولی صلاحیتیں دی ہیں۔ تم ان صلاحیتوں کے ذریعے ایک باپ کو اس کی بیٹیوں کا دشمن نہ بناؤ۔ ایک بدنصیب بیوی کو اس کے شوہر کے ہاتھوں زخمی کرا چکے ہو۔ تمہارے ظلم کی کوئی انتہا ہے بھی یا نہیں؟"

"ظلم میں نہیں کررہا ہوں فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے کررہے ہیں۔ ان سے کہو کہ وہ میرے اور تمہاری بیٹیوں کے معاملے میں مداخلت نہ کریں۔ جیسے ہی وہ جمیلہ اور نبیلہ کو میرے حوالے کریں گے۔ میری ساری دشمنی اور سارے مظالم یک لخت ختم ہوجائیں گے۔"

عبدالرحمٰن اس سے باتیں کررہا تھا اور اپنی بیوی کے ہاتھ کی مرہم پٹی کررہا تھا۔ میں تمہارے ذریعے تمہاری بیٹیوں کو دیکھوں گا اور سمجھوں گا کہ وہاں کیا ہورہا ہے؟"

اسے حکم کی تعمیل کرنی پڑی وہ اسپتال پہنچا تو اس کی بیٹیاں فون پر پارس سے باتیں کررہی تھیں۔ وردان نے عبدالرحمٰن کے خیالات سے معلوم کیا کہ پارس نے کسی کے ذریعے ان بہنوں کے پاس موبائل فون پہنچایا تھا اور جب چاہتا تھا ان سے باتیں کرتا رہتا تھا۔ اس وقت بھی وہ ان سے گفتگو میں مصروف تھا۔

ان کے درمیان کیا باتیں ہورہی تھیں یہ وردان معلوم نہیں کرسکتا تھا کیونکہ ان بہنوں کے دماغوں میں وہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ پھر یہ کہ باپ آتے ہی انہوں نے پارس سے کہا تھا کہ "ابو آگئے ہیں آپ آدھے گھنٹے بعد ہم سے رابطہ کریں۔"

عبدالرحمٰن نے وردان کی مرضی کے مطابق کہا۔ "ٹھہرو بیٹی! ابھی فون بند نہ کرنا۔ میں تمہارے ذریعے اسے بتانا چاہتا ہوں کہ ہم پر کیسے کیسے مظالم ڈھائے جارہے ہیں؟ اگر تم لوگوں نے اسی طرح پارس سے چھپ چھپ کر رابطہ کیا تو وردان ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

عبدالرحمٰن نے کہا "ابھی تمہاری ماں اسے اپنے دماغ میں آنے سے روک رہی تھی تو اس نے میرے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ میں نے بے اختیار الماری کھول کر ریوالور نکالا اور تمہاری ماں پر گولی چلادی۔"

وہ دونوں حیرت سے چیخ پڑیں "ابو! آپ نے امی کو

گولی ماری دی؟"

وہ بولا "خدا کا شکر ہے وہ زندہ سلامت ہے صرف زخمی ہوئی ہے۔ اس طرح وردان نے تمہاری امی کے دماغ میں جانے کا راستہ بنالیا ہے اور مجھ سے کہا ہے کہ میں پارس اور اس کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہہ دوں کہ آئندہ میرا، تمہاری امی کا یا تم دونوں کا دماغ لاک کیا گیا تو وہ اسی طرح ایک ایک کو زخمی کر کے ہمارے دماغوں میں جگہ بناتا رہے گا۔"

وہ دونوں سن رہی تھیں، حیران ہو رہی تھیں، پریشان ہو رہی تھیں۔ جمیلہ نے کہا "پارس! آپ سن رہے ہیں۔ وہ شیطان ہم پر کیسے مظالم ڈھا رہا ہے اور نہ جانے آئندہ بھی کیا کرنے والا ہے؟ خدا کے لیے اسے کسی طرح روکیں۔"

پارس نے کہا "پریشان ہونے اور خوفزدہ ہونے سے شیطان سے نجات نہیں ملے گی۔ میرے پاس جادو کی چھڑی ہوتی تو میں اس چھڑی کو گھما کر اس ظالم کو پتھر کا مجسمہ بنا دیتا۔ ہماری دنیا میں جتنے بھی فرعون آتے ہیں وہ فوراً ہی نہیں مرتے یا مارے جاتے۔ رفتہ رفتہ ان کا برا وقت آتا ہے۔ ہماری پوری کوشش ہوگی کہ ہم جلد سے جلد اس کی فرعونیت کو خاک میں ملا دیں۔"

"اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ہی کا سہارا ہے۔ ہم آپ ہی کے بھروسے پر حوصلہ کرتی رہیں گی۔"

"میں جا رہا ہوں پھر کسی وقت تم دونوں سے رابطہ کروں گا۔"

☆☆☆

پارس میری ہدایت کے مطابق دارجلنگ پہنچا ہوا تھا۔ چند روز پہلے آوازون کی ہلاکت کے بعد اس کی ماں ارناکوف بہت پریشان تھی، سہمی ہوئی تھی کہ اب اس کی باری ہے اور ہم اسے موت کے گھاٹ اتارنے والے ہیں۔ وردان اس کے دماغ میں آ کر اسے تسلیاں دے رہا تھا اور مشورہ دے رہا تھا کہ اب اسے ممبئی شہر میں نہیں رہنا چاہیے۔

ایسے وقت میں نے ارناکوف کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے چاہے تو اس نے سانس نہیں روکی میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا کیونکہ وہاں پہلے سے وردان موجود تھا اور اس سے کہہ رہا تھا کہ اسے یہاں سے کلکتہ جانا چاہیے پھر وہاں سے ہمالیہ کی طرف ایک پہاڑی علاقے کے شہر دارجلنگ جانا چاہیے۔"

دارجلنگ میں وردان کی شاندار رہائش گاہ تھی۔ وہ مجھ سے ٹکرانا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے ارناکوف کے ساتھ عیش و عشرت کے لمحات گزارنے کے لیے دارجلنگ کی رہائش انتخاب کیا تھا۔ وہاں سکون بھی تھا اور اس کے لیے جگہ بھی تھی۔ اسے یقین تھا کہ میں وہاں نہیں پہنچ سکوں مجھے معلوم نہیں ہوگا کہ اس نے ارناکوف کو وہاں اپنی رہائش گاہ میں بلایا تھا۔

جبکہ میں اتفاقاً ارناکوف کے اندر پہنچ کر اس کی پلاننگ معلوم کر چکا تھا۔ پارس ان جڑواں بہنوں کے تحفظ سلامتی کے لیے پریشان تھا۔ انہیں وردان سے کسی طرح نجات دلانا چاہتا تھا۔ میں نے کہا "تمہیں دارجلنگ چاہیے وہاں ارناکوف پہنچی ہوئی ہے۔ یقیناً وردان بھی ہوگا۔ اور تم وہیں اس کی گردن دبوچ سکو گے۔"

پارس ارناکوف کو چہرے سے نہیں پہچانتا تھا۔ دارجلنگ پہنچ گیا۔ سوامی وردان وشوا ناتھ ان تمام میں بہت مشہور تھا۔ پورے شمالی ہندوستان میں اس عقیدت مند لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ اس لیے یہ آسا معلوم ہوگیا کہ سوامی جی کا اپنا ذاتی بنگلا کہاں ہے۔

وہ دور ہی دور سے اس بنگلے کی نگرانی کرنے لگا اسے ایک اٹھارہ برس کی حسین دوشیزہ دکھائی دی۔ ارناکوف کے حیثیت سے نہ پہچان سکا۔ وہ تو یہ جانتا ارناکوف پچیس برس کے جوان بیٹے آوازون کی ماں لہٰذا اسے عمر رسیدہ ہونا چاہیے۔

وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ ارناکوف برسوں کی تپسیا کے پُراسرار علوم کے ذریعے بڑھاپے سے جوانی کی طرف لو ہے۔ اس نے اس دوشیزہ کے ساتھ ایک عمر رسیدہ دیکھا لیکن وہ ملازمہ تھی اور چہرے سے پتا چلتا تھا کہ کی ایک مقامی عورت ہے۔

اس نے فون کے ذریعے الپا سے رابطہ کیا۔ پھر نے کہا تھا یہاں ارناکوف پہنچنے والی ہے لیکن میں اس ایک بوڑھی مقامی عورت کو دیکھ رہا ہوں جو کہ ملازمہ دوسری ایک نہایت ہی حسین دوشیزہ ہے۔"

الپا نے کہا "شاید ارناکوف ابھی وہاں نہیں پہنچی

"وہ مجھ سے کئی دن پہلے روانہ ہوئی تھی۔ ا پہنچ جانا چاہیے تھا۔"

پھر الپا نے چونک کر کہا "او گاڈ! میں تو بھول گ ارناکوف نے کالے عمل کے ذریعے اپنی عمر گھٹا بوڑھی سے جوان بن گئی ہے۔ شاید وہ دوشیزہ ہی ار ہے۔"

پارس نے کہا "مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔ میں

دوشیزہ کو دیکھا ہے وہ بہت ہی کم سن اور بے حد حسین ہے۔ ارنا کوف کم از کم پچاس برس کی ہوگی اگر اس نے اپنی عمر گھٹائی ہے تو آخر کالے منتروں کے ذریعے کتنی کم کی ہوگی۔ اس کی عمر کے پندرہ برس یا بیس کم ہوئے ہوں گے۔ وہ اب بھی پچیس تیس برس کی تو ضرور ہوگی۔ جبکہ یہ دوشیزہ بہت ہی کم سن ہے۔"

وہ بولی "تم اس بنگلے کا فون نمبر معلوم کرو۔ فون کے ذریعے رابطہ کرو۔ میں اس بنگلے میں رہنے والی کسی بھی جوان یا بوڑھی عورت کی آواز سن کر اس کے دماغ میں پہنچوں گی اور اس کے ذریعے حقیقت معلوم کروں گی۔"

"یہ مناسب نہیں ہوگا۔ اگر اس دوشیزہ کے اور اس بوڑھی خادمہ کے دماغوں کو لاک کیا ہوگا۔ تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کوئی خیال خوانی کے ذریعے ان کے اندر آنا چاہتا ہے۔ پھر وردان ہوشیار ہو جائے گا۔ اس بنگلے کا رخ نہیں کرے گا۔"

"تو پھر ایک ہی راستہ ہے۔ ان دونوں میں سے کسی ایک کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کرو۔ تب ہی میں ان کے اندر پہنچ سکوں گی۔"

"اچھی بات میں کوشش کرتا ہوں۔ تم ایک آدھ گھنٹے کے وقفے سے میرے پاس آتی رہا کرو۔ میں تمہیں فون نہیں کروں گا۔"

اس نے فون بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ بوڑھی ملازمہ اس بنگلے سے باہر نکلی۔ پھر کسی کام سے بازار کی طرف جانے لگی وہ اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ وہ گھر کی ضرورت کا کچھ سامان خرید رہی تھی۔ اس نے ایک چھوٹے سے ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر چائے کا آرڈر دیا۔ پھر اپنے تھیلے میں سے ایک دیسی سگار نکال کر اسے سلگانے لگی۔ اس کے گہرے گہرے کش لے کر دھواں چھوڑنے لگی' چائے کا ایک ایک گھونٹ پینے لگی۔

پارس نے فون کے ذریعے الپا کو مخاطب کیا پھر کہا "میرے پاس آؤ' وہ بوڑھی خادمہ تمباکو نوشی کی عادی ہے۔ یقیناً سانس نہیں روک سکے گی۔ میں اس سے باتیں کر رہا ہوں۔"

اس نے فون کو بند کیا' الپا اس کے اندر آ گئی۔ وہ وہاں سے چلتا ہوا اس بوڑھی خادمہ کے سامنے میز کے دوسری طرف آ کر بولا "کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔"

وہ بولی "ہاں ہاں ضرور بیٹھو۔ یہ تو ہوٹل ہے۔ یہاں کوئی بھی بیٹھ سکتا ہے۔"

وہ بیٹھتے ہوئے بولا "یہاں دوسری سیٹیں بھی خالی ہیں۔ میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ مجھے ایک ساتھی کی ضرورت ہے۔"

وہ سگار کا کش لے کر دھواں چھوڑتے ہوئے بولی "ساتھی کی ضرورت ہے تو کسی جوان عورت سے دوستی کرنی چاہیے میں تو بوڑھی ہوں۔"

وہ بولا "مجھے وہ عورتیں اچھی لگتی ہیں جن میں مجھے اپنی ماں کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔"

وہ ایک دم سے متاثر ہو کر اسے دیکھتے ہوئے بولی "تم مجھے ماں سمجھ رہے ہو؟"

"ہاں تمہارا چہرہ بہت اچھا ہے۔ میری ماں کی طرح ہے۔ میں نے تمہیں دور سے دیکھا تھا۔ ایسا لگا جیسے تم مجھے اپنے قریب بلا رہی ہو۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر پارس کے پاس آ گئی۔ پھر اس کی پیشانی چوم کر اس کے سر کو اپنے ممتا بھرے سینے پر رکھ لیا۔ اسے سہلانے لگی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ وہ کہہ رہی تھی "میرا ایک بیٹا دس برس کی عمر میں مر گیا تھا۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو اس وقت بالکل تمہاری عمر کا ہوتا اور تمہاری طرح ہوتا۔"

پارس نے اسے ممتا بھرے جذبات میں الجھا دیا تھا۔ ادھر الپا اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ معلوم ہوا کہ دو روز پہلے سوامی جی نے اس ملازمہ سے فون پر کہا تھا کہ وہ اس بنگلے کی صفائی کرے۔ ان کی ایک مہمان وہاں آ کر رہنے والی ہے اس کا نام اروناڈیسائی ہے۔ پھر دوسرے ہی دن وہ نوجوان حسین لڑکی وہاں رہنے آئی تھی۔

الپا نے کہا "یہ ارنا کوف ہوگی۔ وہ دو روز پہلے یہاں پہنچنے والی تھی۔ اس کی جگہ یہ دوشیزہ پہنچی ہوئی ہے۔ ارنا کوف کے بجائے اروناڈیسائی بن گئی ہے۔"

"اس کے ارنا کوف ہونے کی تصدیق کرنی چاہیے۔"

"یہ ملازمہ گھر جائے گی تو میں اس کے ذریعے اس کی اسٹڈی کروں گی۔"

"اگر وہ ارنا کوف ہوگی تو تم اس ملازمہ کے ذریعے سے اعصابی کمزوری میں مبتلا کر سکو گی۔"

"ایسا بہت سوچ سمجھ کر کرنا ہوگا۔ پتا نہیں کس وقت وردان اس کے دماغ میں آتا جاتا ہے۔ اگر میں نے ایسی کوئی حرکت کی تو اسے پتا چل جائے گا کہ ہم ارنا کوف کو ٹریس کر رہے ہیں۔"

وہ ملازمہ چائے پینے کے بعد اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ پھر پارس کے پاس آ کر بولی "بیٹے! میں یہاں سے دس میل دور ایک چھوٹے سے گاؤں میں رہتی ہوں۔ مگر اب صاحب کے حکم سے یہاں ان کی کوٹھی میں آ گئی ہوں۔ جب تک ان کی مہمان یہاں رہیں گی۔ مجھے بھی یہاں رہنا ہوگا۔ مجھے افسوس ہے میں اس کوٹھی میں تمہیں نہیں لے جا سکوں گا۔"

پارس نے اسے گلے سے لگایا۔ پھر کہا "کوئی بات نہیں میں تو یہاں سیاحت کے لیے آیا ہوں۔ آج شام کو چلا جاؤں گا۔ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ بھگوان نے چاہا تو پھر کبھی ملاقات ہوگی۔"

وہ اس کی پیشانی چوم کر وہاں سے جانے لگی۔ الپا اس کے اندر تھی۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق ایک کیمسٹ کی دکان میں پہنچ گئی۔ وہاں اس نے اعصابی کمزوری کی دوا خریدی پھر اسے اپنے گریبان میں چھپا لیا۔

الپا نے پارس کے پاس آ کر کہا "انوشے کی چھٹیاں ختم ہو چکی ہیں۔ میں اسے لے کر پیرس جا رہی ہو۔ اب سے چھ گھنٹے بعد ہماری فلائٹ یہاں سے روانہ ہوگی۔"

"میں روانگی سے پہلے انوشے کو کال کروں گا' اس سے باتیں کروں گا تم آئندہ کیا کرنے والی ہو؟"

"میں نے ملازمہ کے پاس اعصابی کمزوری کی دوا چھپا دی ہے۔ وہ اپنی کوٹھی میں پہنچ گئی ہوگی۔ میں پھر اس کے پاس جا رہی ہوں۔ اس کے ذریعے دیکھوں گی کہ وہ حسین اور نوجوان لڑکی کون ہے' اور ابھی کیا کر رہی ہے؟"

وہ اس ملازمہ کے اندر پہنچ گئی۔ اس نے کوٹھی میں آ کر دیکھا تو اروناڈیسائی اسے دکھائی نہیں دی۔ اس نے سوچا "وہ دن میں دو تین بار چھت پر جاتی ہے اور یوگا کی مشقیں کرتی ہے۔ شاید اس وقت بھی چھت پر ہوگی۔"

الپا نے اسے چھت کی طرف جانے پر مائل کیا۔ وہ دبے قدموں سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر پہنچی۔ ارونا ایک ایزی چیئر پر بیٹھی ہوئی خلا میں تک رہی تھی' کبھی سوچ رہی تھی اور کبھی زیر لب کچھ کہہ رہی تھی۔

ملازمہ کی سوچ نے بتایا کہ وہ کل شام کو بھی اسی طرح اپنے بیڈ روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک طرف تک رہی تھی اور زیر لب کچھ کہہ رہی تھی۔ اسے تنہائی میں بڑبڑانے کی عادت ہے۔"

یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے بولتی رہتی ہے۔ جسے ملازمہ بڑبڑاہٹ سمجھ رہی تھی۔ الپا خیال خوانی کی تکنیک کو خوب سمجھتی تھی۔ جب خیال خوانی کی جائے۔ کسی کے دماغ میں پہنچ کر کچھ کہا جائے تو اس وقت زیر لب کچھ نہیں کہا جاتا صرف سوچ کی لہریں کسی سے کچھ کہتی رہتی ہیں۔ لیکن جب کوئی دوسرا ہمارے دماغ میں آتا ہے اور وہ کچھ کہتا ہے تو جواب میں ہم زیر لب اس سے کچھ نہ کچھ کہتے رہتے ہیں۔

اس طرح یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ اس وقت وہ ارنا کوف خیال خوانی کے ذریعے کسی کے دماغ میں نہیں پہنچی ہوئی تھی بلکہ کوئی اس کے اندر پہنچا ہوا تھا وہ اس کے جواب میں زیر لب کچھ بولتی جا رہی تھی۔ الپا نے پورے یقین کے ساتھ خیال خوانی کی پرواز کی۔ ملازمہ کے دماغ سے نکل کر ارنا کوف کے دماغ میں پہنچی تو جگہ مل گئی۔ اس نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا۔ کیونکہ اس وقت وردان اس کے اندر بول رہا تھا۔

"ارنا! میں ذہنی طور پر بہت تھکا ہوا ہوں۔ تفریح کرنے کے موڈ میں ہوں۔ لیکن تم تو اچانک ہی بیمار ہو گئی ہو۔ اگلے چار دنوں تک میرے کسی کام نہیں آ سکو گی۔"

وہ بولی "مجھے افسوس ہے۔ میں تمہاری خواہش کے مطابق تمہارے ذہن کو فریش نہیں کر سکوں گی۔ پھر بھی آ جاؤ کوشش کروں گی کہ تمہارا دل بہلا سکوں۔ تمہاری ذہنی تھکن دور کر سکوں۔"

"نہیں۔ میں اپنے موڈ اور مزاج کو خوب سمجھتا ہوں۔ تمہارے پاس آنے سے میرا بھلا نہیں ہوگا۔ پھر یہ کہ مجھے کچھ عرصے تک وہاں تمہاری نگرانی کرنی ہے۔ فرہاد علی تیمور بہت ہی خطرناک ہے۔ اس نے مجھے خوش فہمی میں مبتلا کیا تھا کہ وہ نیپال والی رہائش گاہ میں نہیں پہنچ سکے گا لیکن پہنچ گیا تھا۔ اب میں محتاط رہوں گا۔ یہاں تم رہو گی اور میں خیال خوانی کے ذریعے ہر پل اطمینان حاصل کرتا ہوں گا۔ جب یہ اطمینان ہو جائے گا کہ وہ تمہارے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکے گا تب میں تمہارے پاس آ سکوں گا۔"

وہ دونوں اس اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ جو اسرائیل میں الپا کی چھوڑی ہوئی کرسی پر قبضہ جمانا چاہتی ہے اور یہ ذکر بھی ہو رہا تھا کہ اس سے کس طرح ٹکراؤ ہوتا رہا تھا۔ وہ دونوں یہ باتیں کر رہے تھے اور الپا سن رہی تھی۔

اس سے ایک اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ ارنا کوف بیمار ہے۔ الپا نے فوراً ہی اس کے چور خیالات پڑھے۔ پتا چلا وہ تین چار دنوں تک شدید تکلیف میں مبتلا رہتی ہے پھر اسے آرام آ جاتا ہے۔

یہ معلومات بڑی اہم تھیں اس سے یقین ہو گیا کہ اس کی ذہنی توانائی میں کچھ کمی آ گئی ہے اور اس کا ذہن اس قدر حساس

نہیں رہا ہے کہ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر سکے۔ اس وقت وردان کہہ رہا تھا ''اب میں جا رہا ہوں۔ پھر کبھی فرصت ملی تو تمہارے پاس آ کر خیریت معلوم کرتا رہوں گا۔ اب تم آرام کرو۔''

ارنا کوف کے دماغ میں خاموشی چھا گئی۔ وہ چلا گیا تھا۔ لیکن الپا چپ چاپ موجود تھی۔ یہ بات اطمینان بخش تھی کہ ان لمحات میں وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر رہی تھی۔

اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ وہ تکلیف محسوس کر رہی ہے اور اپنے بیڈروم میں جا کر آرام سے لیٹنا چاہتی ہے۔ لہٰذا وہ وہاں سے اٹھ گئی۔ سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے اپنے بیڈروم میں آئی۔ ملازمہ نے پوچھا ''میڈم! آپ کے لیے کھانا لگاؤں؟''

وہ انکار میں ہاتھ ہلا کر بولی ''ابھی نہیں میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتی ہوں بعد میں کھاؤں گی۔''

ملازمہ چلی گئی۔ وہ بیڈ پر آرام سے لیٹ گئی الپا خیال خوانی کے ذریعے آہستہ آہستہ اس کے ذہن کو تھپکنے لگی چونکہ وہ خود ہی سونا چاہتی تھی۔ اس لیے کچھ ہی دیر بعد گہری نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔

وہ تقریباً دس منٹ تک اس کے خوابیدہ دماغ میں خاموش رہی۔ یہ سمجھنے کی کوشش کرتی رہی کہ وردان اس کے اندر واپس آتا ہے یا نہیں؟ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ میدان صاف ہے اور کوئی راستے میں رکاوٹ بننے والا نہیں ہے۔ تو اس نے اس پر تنویمی عمل کیا۔ اس کے ذہن کو حکم دیا کہ وہ بدستور وردان کی معمولہ اور تابعدار رہے گی۔ کبھی اسے یہ شبہ نہیں ہونے دے گی۔ کہ اس پر کسی نے تنویمی عمل کیا تھا۔ صرف ایک مخصوص لب و لہجہ یاد رکھے گی جب بھی الپا اس مخصوص لب و لہجہ کے ذریعے اس کے اندر آئے گی تو اسے محسوس نہیں کرے گی اور بے اختیار اس کے احکامات کی تعمیل کرتی رہے گی۔

اس نے تنویمی عمل کے ذریعے یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرائی کہ اس کا مخصوص لب و لہجہ دماغ کے چور خانے میں بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ اگر رہے گا تو وردان چور خیالات پڑھ کر معلوم کر لے گا۔ لہٰذا وہ اس مخصوص لب و لہجے کو بھول جائے گی۔ جب الپا اس کے اندر آئے گی۔ تب اس کو یاد آئے گا کہ اس مخصوص لب و لہجے کو قبول کرنا چاہیے اور سانس روک کر آنے والی کو نہیں بھگانا چاہیے۔

اس نے بہت اچھی طرح سوچ سمجھ کر محتاط انداز میں اس پر تنویمی عمل کیا۔ پھر اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ پارس کے پاس آ کر بولی ''تمہارے لیے خوشخبری ہے۔''

وہ مسکرا کر بولا ''میں سمجھ گیا کہ تم نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ وہ نوجوان لڑکی ہی ارنا کوف ہے۔''

''اس سے بھی بڑی خوش خبری یہ ہے کہ میں نے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے۔''

وہ خوش ہو کر بولا ''یہ تو تم نے کمال کر دیا۔ کیا وردان کو تمہارے اس تنویمی عمل کو پتا نہیں چلے گا؟''

''اسے کبھی معلوم نہیں ہوگا۔ میں نے اس طرح اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا ہے کہ وہ بظاہر وردان کی ہی تابعدار بن کر رہے گی۔ کبھی اسے شبہ میں مبتلا نہیں ہونے دے گی۔''

''تھینکس گاڈ اب مجھے اس بنگلے کے چکر نہیں لگانے پڑیں گے اور نہ ہی اس حسین اور نوجوان لڑکی پر نظر رکھنی ہوگی' جو ارنا کوف ہے۔ تم نے جو مخصوص لب و لہجہ اس کے ذہن میں نقش کیا ہے۔ وہ تم پاپا کو بھی بتا دو۔ وہ بھی خیال خوانی کے ذریعے اس کی نگرانی کرتے رہیں گے اور یہ معلوم کرتے رہیں گے کہ وہ کم بخت وردان کب وہاں پہنچنے والا ہے؟''

''وہ شیطان جمیلہ' نبیلہ اور اس کے والدین کو بہت پریشان کر رہا ہے۔ ان کا جینا حرام کر رہا ہے۔ ہم اسے جلد از جلد ٹھکانے لگائیں گے یا اس کی طاقت کو کم سے کم کرتے رہیں گے۔ تاکہ وہ فرعونیت سے باز آتا رہے۔''

''میں یہاں رہوں گا' اس کا انتظار کرتا رہوں گا۔ کسی نہ کسی دن تو وہ ارنا کوف کے پاس آئے گا۔ پھر میں اسے بچ کر جانے نہیں دوں گا۔ جس طرح وہ ان دو بہنوں کو ذہنی طور پر ٹارچر کر رہا ہے میں اس سے زیادہ اسے اذیتوں میں مبتلا کروں گا۔ ایسے شکنجے میں لوں گا کہ مرنے کی تمنا کرتا رہے گا لیکن میں اسے مرنے نہیں دوں گا۔ اسے اپاہج بنا کر تماشائے عبرت بنا دوں گا۔''

وہ چار یا چھ دنوں کے بعد ہی ارنا کوف کے پاس آئے گا۔ فی الحال تم انوشے سے بات کرو وہ تمہیں یاد کر رہی ہے۔''

اس نے موبائل فون نکال کر نمبر پنچ کیے۔ پھر بٹن دبا کر اسے کان سے لگایا۔ تھوڑی دیر بعد انوشے کی آواز سنائی دی وہ چہک کر بول رہی تھی ''ہائے پاپا! ابھی ماما نے بتایا ہے کہ آپ مجھے فون کرنے والے ہیں اور میں بے چینی سے اپنے فون کو تک رہی تھی۔ یہ بتائیں آپ کیسے ہیں؟''

''میں تو جہاں بھی ہوں خیریت سے ہوں۔ یہ تمہاری

ماما نے بتایا ہوگا۔ تم بتاؤ کیسی ہو؟''

''میں اپنی ماما کے سائے میں بخیریت ہوں۔ یہ ماما نے بتایا ہوگا۔''

میں نے ہنستے ہوئے کہا ''ہاں تمہاری یا ماما کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایک دوسرے کی خیریت معلوم ہوتی رہتی ہے۔''

''میں نے سوچا تھا میری چھٹی کے یہ پندرہ دن آپ دونوں کے ساتھ گزریں گے لیکن ہم ایک دوسرے سے بچھڑ کر رہ گئے۔ میں نے تو ماما کے ساتھ خوب انجوائے کیا ہے۔ آپ کے ساتھ نہ کر سکی۔''

''بیٹی! حالات نے مجبور کیا تھا۔ ورنہ میں اپنی جان سے کبھی الگ نہ ہوتا۔ بہرحال اگلے برس پندرہ دن کی چھٹیاں ہوں گی۔ میں دن رات تمہارے ساتھ رہوں گا۔''

''میں ابھی گرینڈ پا سے بات کرنے والی ہوں۔ میں ماما کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے میں جا رہی ہو وہ مجھے ریسیو کرنے ایئرپورٹ آئیں گے۔ گرینڈ ماما بھی آئیں گی۔ وہ دونوں پیرس میں ہیں۔''

''او کے مائی ڈارلنگ! آئی وش یو اے گڈ جرنی۔''

انوشے نے ادھر سے اپنے فون کو چوما ادھر سے پارس نے اپنے فون کو چوم کر رابطہ ختم کر دیا۔ الپا مسکرا کر اپنی بیٹی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ رابطہ ختم ہونے کے بعد میرے نمبر پنچ کر رہی تھی۔ میں سونیا کے ساتھ جھیل کنارے ایک درخت کے سائے میں بیٹھا ہوا تھا۔ فون کا بزر سنائی دیا۔ میں نے نمبر پڑھے پھر مسکرا کر سونیا سے کہا ''ہماری پوتی مخاطب کر رہی ہے۔''

وہ خوش ہو کر فون کے طرف دیکھنے لگی۔ میں نے بٹن دبا کر اسے کان سے لگایا ''ہائے انوشے! یہ تمہاری ماما کا فون ہے لیکن میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اس وقت تم مجھے کال کر رہی ہو۔''

''اوہ گرینڈ پا! آپ تو میرے آنے سے پہلے ہی میری آہٹ سن لیتے ہیں۔''

''دادا کی جان! جب تم چلتی ہو تو اپنے پاؤں زمین پر نہیں اپنے دادا کے دل پر رکھتی ہوئی آتی ہو اس لیے میں سمجھ لیتا ہوں کہ خوشبو میرے گھر آ رہی ہے۔''

''لیں گرینڈ پا! میں ابھی تین گھنٹے بعد یہاں سے روانہ ہونے والی ہوں۔ تقریباً آٹھ گھنٹے بعد آپ کی آغوش میں آ جاؤں گی۔ آپ گرینڈ ماما سے بات کرائیں۔''

سونیا نے مجھ سے فون لے کر کان سے لگایا پھر کہا ''انوشے! میری جان! ابھی تمہارے دادا جان مجھے بتا رہے تھے کہ تم یہاں پہنچنے والی ہو۔ میں کیا بتاؤں کہ مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے۔''

سونیا اپنی پوتی سے باتیں کر رہی تھی۔ ادھر نومی کرسٹل اس کے اندر چھپی تمام باتیں سن رہی تھیں۔ بلاشبہ وہ سونیا کو شکنجے میں لے کر مجھے دھوکا دینے میں کامیاب ہو گئی تھی اور میں دھوکا کھا رہا تھا۔

ہم بڑے عجیب و غریب حالات سے گزر رہے تھے۔ موجودہ حالات میں کبھی کامیاب ہو رہے تھے اور کبھی انجانے میں ناکام ہوتے جا رہے تھے۔ مثلاً ڈمی سونیا نے میرے بیٹے کبریا' پارس اور میری بیٹی اعلیٰ بی بی اور میری پوتی انوشے کو بری طرح شکنجے میں لے لیا تھا۔ مجھے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر رہی تھی۔

میں نے ٹیلی پیتھی سیکھنے کی ابتدا سے لے کر اب تک ایک طویل جدوجہد کرتے ہوئے زندگی گزاری ہے۔ کبھی مخالف حالات کے سامنے سر نہیں جھکایا' ہمت نہیں ہاری پھر بھلا نومی کرسٹل مجھے گھٹنے ٹیکنے پر کیسے مجبور کرتی؟ مجھ سے سبقت لے جانے کی حسرت اس کے دل میں رہ گئی۔ میں نے اس کی فتح کو شکست میں بدل دیا تھا۔

پھر وہ اپنی معمولہ اور تابعدار ارنا ہیلا کو زندہ رکھنے کی کوششیں کرتی رہی تھی اور ناکام ہو گئی تھی۔ ہم نے اپنے طور پر ہمیشہ کے لیے انا ہیلا کا قصہ ختم کر دیا تھا۔ لیکن اب وہ خود انا ہیلا بن کر اسرائیل میں ارنا کوف اور وردان سے جنگ لڑنے میں مصروف تھی۔

میں اس خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ وہ مجھے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور نہ کر سکی اور میں اس پر سبقت حاصل کر چکا ہوں۔ جب کہ وہ میری زندگی کی سب سے اہم ہستی سونیا کو اپنے زیر اثر لا چکی تھی اور اس کے ذریعے ہمارے اندر کے ڈھکے چھپے راز معلوم کر رہی تھی۔

وردان نے جمیلہ اور نبیلہ کو اور اس کے والدین کو بری طرح پریشان کر رکھا تھا۔ ہم اسے گھیرنے میں مصروف تھے۔ اس حد تک کامیابی ہو چکی تھی کہ الپا نے ارنا کوف کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا تھا۔ اب چار یا چھ دنوں کے بعد جب بھی وردان ارنا کوف سے ملنے آتا تو پارس کی گرفت سے کبھی نکل نہ پاتا۔

ہمیں کامیابی کا پورا یقین تھا۔ ایسے ہی یقین سے گزرتے وقت ہم کبھی یہ سوچ نہیں پاتے کہ ہمارے پیچھے درپردہ کیا ہو رہا ہے؟ نومی کرسٹل سونیا کو اپنے زیر اثر لا کر ہمارے تمام اندرونی رازوں سے واقف ہو رہی تھی۔ اس

وقت بھی انوشے سے بات کرنے کے بعد الپا مجھ سے باتیں کر رہی تھی اور مجھے بتا رہی تھی کہ اس نے کس طرح ارنا کوف کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا ہے۔ آئندہ چار یا چھ دنوں بعد جب وردان اس سے ملنے دارجلنگ آئے گا تو ایسے وقت پارس اس پر ضرور قابو پالے گا۔

الپا نے مجھ سے کہا "پاپا! پارس نے کہا ہے کہ میں آپ کو وہ مخصوص لب ولہجہ بتادوں جس کے ذریعے ہم ارنا کوف کے اندر پہنچ سکتے ہیں۔"

میں نے کہا "یہ بہتر ہوگا ہم دونوں وقتاً فوقتاً اس کے اندر جاتے رہیں گے اور معلوم کرتے رہیں گے کہ وہ کمبخت وردان کب اس سے ملنے آرہا ہے؟"

اس نے وہ مخصوص لب ولہجہ مجھے بتایا۔ میں نے اسے ذہن نشین کرنے کے بعد آزمائشی طور پر خیال خوانی کی پرواز کی تو ارنا کوف کے اندر جگہ مل گئی۔ وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرسکی۔ میں مطمئن ہوکر دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔

الپا سے رابطہ ختم ہوگیا تھا۔ سونیا نے پوچھا "اس سے کیا باتیں ہورہی تھیں؟"

میں نے اسے یہ ساری باتیں بتائیں کہ کس طرح ہم نے ارنا کوف کے دماغ پر قبضہ جمالیا ہے اور اب ہمیں وردان کا انتظار ہے۔

نومی کرسٹل اس کے ذریعے میری باتیں سن رہی تھی۔ اس کے اندر یہ بے چینی پیدا ہوگئی کہ پتا نہیں الپا نے کون سا مخصوص لب ولہجہ ارنا کوف کے ذہن میں نقش کیا ہے۔ اگر وہ لب ولہجہ اسے معلوم ہوتا تو وہ بھی ارنا کوف کے اندر پہنچ سکتی تھی۔

وہ یہ اہم بات سونیا کے ذریعے مجھ سے پوچھ سکتی تھی لیکن میرے ذہن میں سوال پیدا ہوتا کہ سونیا یہ کیوں پوچھ رہی ہے جبکہ وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے۔ اس طرح مجھے اپنی سونیا پر شبہ ہوسکتا تھا اور نومی کرسٹل یہ نہیں چاہتی تھی۔

وہ سوچ میں پڑ گئی ایک اہم معلومات حاصل کرنے کے لیے بنا بنایا کام بگاڑنا نہیں چاہتی تھی۔ میں اس کے لیے بہت اہم تھا۔ وہ میری سونیا کے ذریعے دن رات میرے قریب رہنے لگی تھی۔ میری قربت اس کے لیے جذباتی بھی تھی اور معلوماتی بھی تھی۔ وہ بہت سی معلومات حاصل کرتی جارہی تھی۔

سونیا نے اس کی مرضی کے مطابق مجھ سے کہا "تم یہ تو معلوم کرو کہ ہماری پوتی کس فلائٹ سے آرہی ہے؟"

میں نے کہا "وہ انڈین ایئر لائن ٹو زیرو سیون سے آرہی ہے۔ یہ فلائٹ یہاں آج رات آٹھ بجے پہنچے گی۔"

نومی کرسٹل نے فون کے ذریعے ایک ٹریولنگ ایجنسی سے رابطہ کیا۔ ادھر سے ایک بکنگ کلرک کی آواز سن کر فون بند کردیا۔ پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے اس بات پر مائل کیا کہ وہ ممبئی ایئر پورٹ کے جتنے ٹیلی فون نمبر ہیں، انہیں ابھی کمپیوٹر کے ذریعے معلوم کرے۔

وہ اس کی مرضی کے مطابق معلومات حاصل کرنے لگا۔ ادھر اس نے کئی نمبر نوٹ کیے۔ ان نمبروں کے ذریعے ممبئی ایئر پورٹ کے انکوائری کاؤنٹر سے رابطہ کیا۔ پھر کاؤنٹر کلرک کی آواز سن کر اس کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ گئی۔

وہ اعلیٰ افسر اس کی مرضی کے مطابق اس کاؤنٹر پر گیا۔ جہاں مسافر بورڈنگ کارڈ حاصل کر رہے تھے۔ معلوم ہوا ایک گھنٹے بعد وہ فلائٹ وہاں سے روانہ ہونے والی ہے۔ جس میں الپا اور انوشے سفر کرنے والی تھیں۔

نومی کرسٹل کئی بار الپا اور انوشے کی آوازیں سن چکی تھی۔ وہ بورڈنگ کارڈ جاری کرنے والے کاؤنٹر کلرک کے دماغ میں بیٹھی رہی۔ پھر اس کے ذریعے اس نے الپا اور انوشے کی آوازیں سنیں۔ وہ بورڈنگ کارڈ حاصل کرنے کے بعد وہاں سے جارہی تھیں۔ اس کے بعد اس نے اور دو چار مسافروں کی آوازیں سنیں۔ انہیں اپنے ذہن میں نقش کیا۔ پھر ان میں سے ایک کے دماغ میں رہ کر جہاز کے اندر پہنچ گئی۔

اس کا ایک دست راست ٹیلی پیتھی جاننے والا کاشف جمال لکھنو میں تھا۔ وہ اسے فرہاد کہہ کر مخاطب کیا کرتی تھی۔ جب اس نے اعلیٰ بی بی کو وہاں ایک بنگلے میں قید کرکے مجھے مجبور اور بے بس بنانا چاہا تھا۔ تب کاشف جمال وہاں اس بنگلے کے سامنے دوسرے مکان میں تھا اور وہاں سے اعلیٰ بی بی پر نگرانی کر رہا تھا۔ جب وہ نگرانی کرنے میں ناکام رہا اور اعلیٰ بی بی ہاتھ سے نکل گئی۔ تب وہ نومی کرسٹل کی ہدایت کے مطابق ممبئی چلا آیا تھا۔

نومی کرسٹل نے اسے خیال خوانی کے ذریعے مخاطب کیا "مائی فرہاد! ابھی تمہیں خیال خوانی میں مصروف رہنا ہے۔ الپا اپنی بیٹی کو لے کر پیرس جارہی ہے۔ جہاز یہاں سے ابھی روانہ ہوا ہے۔ تم میرے دماغ میں آؤ۔"

وہ اس کے اندر پہنچا۔ پتا چلا نومی کرسٹل اس جہاز میں کسی مسافر کے اندر ہے۔ وہ سوچ کے ذریعے بولی "تم ان ماں بیٹی کو چہروں سے بھی پہچانتے ہو۔"

"ہاں میں انہیں اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ بابا صاحب

کے ادارے میں انوشے سے مل بھی چکا ہوں۔"

"جیسا کہ تم نے بتایا تھا۔ انوشے ابھی سات برس کی ہے۔ کیا اتنی کم عمر لڑکی یوگا کی ماہر ہوسکتی ہے اور پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرسکتی ہے؟"

"بے شک اس کی دادی آمنہ فرہاد اور روحانیت کے مراحل سے گزر رہی ہے۔ یہ بچی اسی کے ساتھ رہتی ہے۔ اس پر بھی روحانیت کا اثر ہے۔"

"اس کا مطلب ہے ہم انوشے کے اندر نہیں جاسکیں گے؟"

"جی ہاں وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لے گی۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں۔ اس پر روحانیت کا اثر ہے۔ کوئی بھی مخالف یا کوئی بھی شرپسند اس کے قریب آتا ہے تو وہ خطرہ محسوس کرلیتی ہے اور سمجھ لیتی ہے کہ آنے والا دوست نہیں، دشمن ہے۔"

"ہم یہاں کسی کو آلہ کار بنا کر اس کے قریب جاسکتے ہیں؟"

"نہیں۔ وہ آلہ کار انوشے کا دشمن نہیں ہوگا لیکن ہم دشمنی کرنے والے اس آلہ کار کے اندر موجود رہیں گے۔ تو وہ بے چینی محسوس کرے گی اور الپا کو اشارہ کردے گی۔ پھر الپا ہمارے اس آلہ کار کے پیچھے پڑ جائے گی۔ یہ بھید کھل جائے گا کہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے ان ماں بیٹی کی نگرانی کر رہے ہیں۔"

وہ گہری سانس لے کر بولی "فرہاد علی تیمور کی فیملی کا ہر فرد عجیب و غریب ہے۔ ایک کو چھیڑو تو سب ہی کے دماغوں میں کرنٹ پہنچنے لگتا ہے۔ میں یہ نہیں چاہوں گی کہ الپا کو یہاں ہماری موجودگی کا علم ہو۔"

کاشف جمال نے نومی کرسٹل سے کہا "سونیا! تمہیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ انوشے کو کسی بھی طرح گرفت میں لینا چاہوگی تو بھید کھل جائے گا۔ تم زیادہ سے زیادہ اپنے آلہ کار کے ذریعے دور سے گولی مار سکوگی لیکن قریب نہیں جاسکوگی۔"

"میں فرہاد کے کسی بھی فیملی ممبر کو جانی نقصان نہیں پہنچانا چاہتی۔"

"لیکن تم نے تو کبریا، پارس، اعلیٰ بی بی اور انوشے کو یرغمال بنایا تھا۔ انہیں قیدی بنا کر فرہاد کو چیلنج کیا تھا کہ وہ اگر تمہاری مرضی کے خلاف کوئی کارروائی کرے گا تو اس کے بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔"

"ہاں۔ میں نے محض دھمکی دی تھی۔ حقیقتاً میں ایسی کوئی بڑی واردات نہیں کرنا چاہتی تھی، جس کے نتیجے میں آئندہ فرہاد میری جان کا دشمن بن جائے۔"

وہ درست کہہ رہی تھی۔ اس نے خود کو مکمل طور پر سونیا بنانے کے مرحلے سے گزرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ سونیا بن کر میرے بازوؤں میں آئے گی اور ہمیشہ میرے بچوں کی ماں بن کر میرے ساتھ زندگی گزارتی رہے گی۔

میری فیملی میں اور میرے دل میں جگہ بنانے کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ میرے اور میرے بچوں کے خلاف واردات کرتی رہتی۔ لیکن اس طرح کہ کسی کو جانی نقصان نہ پہنچتا۔

وہ میری سونیا کی جگہ لینا چاہتی تھی۔ اگر وہ چاہتی تو سونیا کو ٹریپ کرنے کے بعد اسے اپنی معمولہ اور تابعدار نہ بناتی بلکہ اسے جان سے مار ڈالتی۔ لیکن وہ مجھے اتنا بڑا نقصان نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔ دشمنی کے باوجود میرا دل جیتنے کے لیے اس نے سونیا کو زندہ سلامت رکھا تھا۔

صرف اتنا ہی نہیں اس نے میری سونیا کو میرے پاس پہنچا دیا۔ انتہائی دشمنی کے باوجود انتہائی دوستی کا ثبوت بھی دے رہی تھی۔ لیکن اس کی یہ دوستی مجھے اور میرے بچوں کو مہنگی پڑ رہی تھی۔ وہ ہمارے کتنے ہی معاملات میں مداخلت کر رہی تھی۔ ہم بار بار کامیابیاں حاصل کر رہے تھے۔ اور وہ بار بار ہمیں ناکامی کی طرف لے جارہی تھی۔ اس کی دوستانہ عداوت کے باعث دشمنوں کو فائدہ پہنچ رہا تھا۔

مثلاً اس نے اسرائیل میں پہلے انا بیلا کو فائدہ پہنچانا چاہا۔ اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا کر اس کے ذریعے وہاں حکومت کی اچھی خاصی پلاننگ کرلی۔ جب ہم نے انا بیلا کو جہنم میں پہنچا دیا تو وہ خود انا بیلا بن گئی۔ ایسے وقت ارنا کوف اور وردان کو فائدہ پہنچنے لگا۔ وہ اس کے مقابلے میں اسرائیل پہنچ گئے۔

اب اسے یہ معلوم ہوا تھا کہ الپا نے ارنا کوف کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا ہے۔ تب سے وہ بے چین ہوگئی تھی۔ خود ارنا کوف کے اندر پہنچنا چاہتی تھی۔ اس کے لیے یہ معلوم کرنا ضروری تھا کہ الپا نے اس کے اندر پہنچنے کے لیے کون سا مخصوص لب ولہجہ اختیار کیا ہے اور یہی معلوم کرنے کے لیے وہ الپا اور انوشے کے قریب اس جہاز میں پہنچی ہوئی تھی۔

اس نے اپنے دست راست کاشف جمال سے کہا "مجھے انوشے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ یوں بھی میں اسے اس لیے نقصان نہیں پہنچاؤں گی کہ وہ فرہاد کی بہت ہی لاڈلی پوتی ہے۔ میں صرف الپا کے دماغ میں کسی طرح پہنچنا

چاہتی ہوں۔"

"پھر تو ایک ہی راستہ ہے کہ الپا کو دماغی کمزوری میں مبتلا کیا جائے۔ لیکن یہاں شاید کسی کے پاس اعصابی کمزوری کی کوئی دوا نہیں ہوگی۔ ایسی کوئی دوا مل جائے تو ہم کسی ایئر ہوسٹس کے دماغ پر قبضہ جما کر الپا کے کھانے پینے کی کسی چیز میں وہ دوا ملا سکتے ہیں۔"

نومی نے کہا" ہم دونوں کو یہاں کے ایک ایک مسافر کے دماغوں میں پہنچنا چاہیے۔ شاید ان مسافروں میں کوئی ڈاکٹر ہو اور اس کے بیگ میں کوئی ایسی ضرر رساں دوا موجود ہو تو ہم اسے حاصل کر سکیں گے۔"

"ٹھیک ہے میں ایک کے ذریعے دوسرے کے اور دوسرے کے ذریعے تیسرے کے دماغ میں پہنچتا جاؤں گا۔ تم بھی یہی کرو۔ لیکن اگر یہاں کوئی ڈاکٹر نہ ملا کوئی دوا نہ ملی تو آخری راستہ یہی ہوگا کہ ہم کسی آلہ کار کے ذریعے الپا کو زخمی کریں۔"

"ہاں' آخری راستہ یہی ہوگا۔ مجھے ہر حال میں صرف تھوڑی دیر کے لیے اس کے دماغ میں پہنچنا ہے اور ایک اہم معلومات حاصل کرنی ہے۔ میں اس معلومات کے ذریعے وردان کی شہہ رگ تک پہنچ سکوں گی۔"

وہ دونوں خیال خوانی میں مصروف ہو گئے کبھی ایک مسافر کے ذریعے دوسرے مسافر کے اندر پہنچنے لگے۔ کبھی ایئر ہوسٹس اور اسٹیوارڈ وغیرہ کے ذریعے دور دور تک بیٹھے ہوئے مسافروں کے پاس پہنچتے گئے۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے انوشے کو مخاطب کیا۔ وہ سانس روکنا چاہتی تھی۔ میں نے کہا" میں ہوں تمہارا گرینڈ پا۔"

وہ خوش ہو کر بولی" ہائے گرینڈ پا! میں اس وقت طیارے میں ہوں۔ تقریباً چار گھنٹے بعد آپ کے اور گرینڈ ماما کے پاس پہنچنے والی ہوں۔"

"سفر کیسا ہو رہا ہے؟ انجوائے کر رہی ہو۔"

"بہت انجوائے کر رہی ہوں۔"

پھر وہ الپا سے بولی" ماما! گرینڈ پا مجھ سے باتیں کر رہے ہیں۔"

الپا مسکرا کر اسے دیکھنے لگی۔ میں نے کہا" اب میں تمہاری ماما کے پاس جا رہا ہوں ان سے باتیں کروں گا۔"

یہ کہہ کر میں نے الپا کو مخاطب کیا۔ اس نے مجھے سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا" تم انوشے کو لے کر یہاں پیرس آؤ گی میں اسے لے کر بابا صاحب کے ادارے میں جاؤں گا۔ ایسے وقت تم سونیا کے ساتھ پیرس میں رہوں گی۔"

اس نے پوچھا" کیا ماما آپ کے ساتھ ادارے میں نہیں جائیں گی؟"

"میں چاہتا ہوں وہ ابھی نہ جائیں۔ یہیں جھیل والے کاٹیج میں تمہارے ساتھ رہیں اور تم بڑی رازداری سے اپنی سونیا ماما کی اسٹڈی کرتی رہو۔"

"کیا بات ہے پاپا! آپ ماما پر شبہ کر رہے ہیں؟"

"شبہ کی تو کوئی بات نہیں ہے۔ میرا دل میرا دماغ کہتا ہے کہ تمہاری ماما میرے پاس ہے اور مجھ سے دھوکا نہیں ہو رہا ہے۔ پھر بھی میری چھٹی حس مجھے بے چین کیے رہتی ہے۔"

اس نے تائید کی" جی ہاں' جب کبریا' پارس' اعلیٰ بی بی اور انوشے پر مصیبتیں آ رہی تھیں اور انہیں قیدی بنایا گیا تھا اس سے پہلے میری بھی چھٹی حس مجھے بے چین کر رہی تھی۔ مگر سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہونے والا ہے؟ لیکن اب آپ ماما کے بارے میں کیا سوچ رہے ہیں؟"

"بار بار یہی بات دماغ میں آتی ہے کہ میری سونیا کو ٹریپ کیا گیا ہے۔ میں چپ چاپ اس کی اسٹڈی کرتا ہوں۔ وہ کبھی کبھی بالکل گم صم سی ہو جاتی ہے۔ خلا میں تکنے لگتی ہے ایسے وقت میں اس کے دماغ میں پہنچتا ہوں تو کسی کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اس کی ہی سوچ اس کے اندر بولتی رہتی ہے۔"

"پاپا! ایسا بھی تو ہو سکتا ہے۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا مما کی سوچ میں ہی ان سے بولتا ہو؟"

"ہاں یہی بات میرے دماغ میں کھٹکتی ہے۔ ٹیلی پیتھی کی تکنیک کو ہم خوب سمجھتے ہیں۔ ہم خود دشمنوں کے ساتھ ایسے کھیل کھیلتے ہیں کہ ان کی ہی سوچ میں بولتے رہتے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہونے دیتے کہ ہم ان کے اندر چھپے ہوئے ہیں۔"

"پاپا! اگر وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت ہماری ماما کے اندر چھپی رہتی ہے۔ تو اس کا مطلب یہی ہوا کہ اس نے ماما کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے۔ آپ میری ایک بات مانیں گے؟"

"بولو کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"آپ انوشے کے ساتھ ماما کو بھی بابا صاحب کے ادارے میں لے جائیں۔ وہاں روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم ہو جائے گا کہ ماما کے اندر کیا ہو رہا ہے؟"

میں نے کہا" جناب علی اسد اللہ تبریزی اور میری وائف آمنہ کبھی روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمارے کام آتے ہیں۔ جب بہت ضروری ہوتا ہے اور قدرت کی طرف سے کوئی اشارہ ملتا ہے تبھی وہ ہماری مدد کرتے ہیں۔ وہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمیں کچھ بتانا چاہیں گے تو خود ہی بتائیں گے۔ چونکہ ان کی طرف سے بے نیازی ہے۔ وہ ہماری طرف توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ اس لیے میں سونیا کو بابا صاحب کے ادارے میں نہیں لے جا رہا ہوں۔ یہ چاہتا ہوں کہ تم یہاں آ کر جھیل کے کاٹیج میں سونیا کے ساتھ رہو اور اس کی اسٹڈی کرتی رہو۔"

"میں آپ کی ہدایات کے مطابق یہی کروں گی۔ کیا آپ ماما پر تنویمی عمل کر کے ان کے برین کو واش کر کے ان کے چور خیالات کے ذریعے اصلیت معلوم نہیں کر سکیں گے؟"

"جب میں بہت ضروری سمجھوں گا تو ایسا کروں گا — فی الحال میں اس تاک میں ہوں کہ اگر وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی سونیا کے اندر چھپی رہتی ہے۔ تو اس کی کوئی غلطی پکڑ لوں۔ اس سے پہلے میں اسے یہی تاثر دیتا رہوں کہ میں دھوکا کھا رہا ہوں۔"

"پاپا! کچھ اندازہ ہے کہ یہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت کون ہو سکتی ہے؟"

"ابھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے۔ ذہن یہی کہتا ہے کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں یہ کوئی نئی پیداوار ہے۔ تم یہاں آؤ گی تو اس کے بارے میں تفصیل سے باتیں ہوں گی۔ ابھی میں جا رہا ہوں۔"

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ ادھر نومی کرسٹل اور کاشف جمال مسافروں کے دماغوں میں پہنچ رہے تھے۔ تقریباً دس بارہ مسافروں کے دماغوں میں پہنچتے پہنچتے انہیں ایک ڈاکٹر مل گیا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ اس کے پاس جو بیگ رکھا ہوا ہے۔ اس میں کئی دوائیں ہیں۔ ان میں ایک ضرر رساں دوا بھی ہے۔

کاشف جمال نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ نومی کرسٹل ایک ایئر ہوسٹس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے وہاں لائی۔ ڈاکٹر نے وہ ضرر رساں دوا نکال کر اس کے حوالے کی۔ وہ دوا لے کر وہاں چلی گئی جہاں مسافروں کے لیے کھانے کی ٹرالی تیار کی جا رہی تھی۔ اس ایئر ہوسٹس نے دوا کو اپنے گریبان میں چھپا لیا تھا۔

کھانے کی ٹرالی مسافروں کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ اور ہر مسافر کو کھانے کی ایک ایک ٹرے پیش کی جا رہی تھی۔ نومی اور کاشف جمال اس ایئر ہوسٹس کے دماغ میں جم کر بیٹھے ہوئے تھے جب وہ الپا اور انوشے کے قریب ٹرالی لانے لگی تو اس نے چپکے سے وہ دوا گریبان سے نکالی۔ پھر اسے ایک ٹرے کے کھانے میں ملا دیا۔

نومی اور کاشف جمال پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھے۔ اور اس کے ذریعے وہی ٹرے الپا تک پہنچانا چاہتے تھے۔ جب وہ ٹرالی دھکیلتی ہوئی ذرا اور قریب آئی تو انوشے نے چونک کر اس ایئر ہوسٹس کو دیکھا۔ پھر اپنا ہاتھ الپا کے ہاتھ پر رکھ کر ہولے سے دبایا۔ الپا نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ بیٹی کے اندر پہنچی تو وہ بولی" ماما! ایئر ہوسٹس مشکوک ہے۔"

الپا نے نظریں اٹھا کر ایئر ہوسٹس کی طرف دیکھا۔ ادھر نومی اس کے اندر بیٹھی اس کے ذریعے الپا کو دیکھ رہی تھی۔ یوں لگا جیسے الپا سے نظریں چار ہو رہی ہوں۔ ایئر ہوسٹس نے ٹرے الپا کی طرف بڑھائی تو اس نے مسکراتے ہوئے ٹرے کو قبول کر لیا۔ وہ جانتی تھی کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے اندر ہے۔ لہٰذا اس کے چور خیالات آسانی سے نہیں پڑھ سکے گی۔ وہ مسکرا کر ایئر ہوسٹس سے بولی" میں کھانے کے ساتھ سیون اپ ضرور لیتی ہوں۔ کیا تمہارے پاس یہ ڈرنک ہوگی؟"

وہ کولڈ ڈرنک کی بوتل لینے کے لیے ٹرالی کے نیچے جھکی تو الپا نے اچانک ہی اس کے اندر پہنچ کر ایک زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخ مار کر پیچھے گر پڑی تمام مسافر چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ نومی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ الپا اچانک ہی ایسا حملہ کرے گی۔ اگر اسے ذرا بھی شبہ ہوتا تو وہ اس ایئر ہوسٹس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما کر رکھتی۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ اور الپا کو اس کے اندر پہنچ کر اس کے کمزور دماغ کو پڑھنے کا موقع مل گیا تھا۔

اسے فوراً ہی معلوم ہو گیا کہ ایئر ہوسٹس نے اپنے گریبان سے ایک دوا نکال کر اس کے کھانے میں ملائی ہے اور ایسا کرتے وقت وہ بے چاری غائب دماغ تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اس سے ایسی حرکت کیوں سرزد ہو رہی ہے؟

الپا نے اس کے دماغ میں کہا" میں جانتی ہوں تم وہی پراسرار ٹیلی پیتھی جاننے والی ہو' مجھے نقصان پہنچانا چاہتی ہو' میرے اندر آ کر میرے دماغ پر قبضہ جمانا چاہتی ہو لیکن تمہارا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔"

ادھر ڈاکٹر اور چند مسافر ایئر ہوسٹس کے پاس آ گئے تھے۔ اسے سہارا دے کر وہاں سے لے جایا جا رہا تھا۔ نومی بالکل خاموش تھی۔ اس نے الپا کی کسی بات کا جواب نہیں دیا

تھا۔ یہ سمجھ گئی تھی کہ بھید کھل گیا ہے۔ اور اب وہ آسانی سے الپا پر قابو نہیں پا سکے گی۔

کاشف جمال نے کہا ''میں نے پہلے ہی کہا تھا۔ انوشے بہت خطرناک لڑکی ہے۔ یہ اپنے قریب آنے والے مخالفین کو پہچان لیتی ہے۔ ہم دونوں اس ایئر ہوسٹس کے اندر تھے۔ انوشے یہ تو نہیں جان سکتی تھی لیکن ہم اس کے لیے منفی کردار تھے۔ اسے یہ معلوم ہوگیا کہ ایئر ہوسٹس غلط ارادے سے ان کے قریب آرہی ہے۔''

نومی نے پریشان ہوکر کہا ''یہ بہت برا ہوا الپا ہوشیار ہوگئی ہے اب وہ آسانی سے قابو میں نہیں آئے گی۔''

ادھر الپا نے فوراً ہی مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا ''پاپا! اچانک خطرات سر پر منڈلا رہے ہیں۔ مجھ پر ابھی حملہ ہونے والا تھا۔''

میں نے پریشان ہوکر پوچھا ''یہ کیا کہہ رہی ہو؟''

''ہم ٹیلی پیتھی جاننے کے باوجود دشمن کی چالبازیوں کو سمجھ نہیں پاتے۔ میرا خیال ہے وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے پراسرار عورت مجھ پر حملہ کرنا چاہتی تھی اس نے میرے کھانے میں ضرر رساں دوا ملائی تھی لیکن جیسے ہی ہوسٹس میرے قریب آکر وہ ٹرے میری طرح بڑھانے لگی تو انوشے نے سمجھ لیا کہ ہوسٹس غلط ادارے سے آئی ہے۔''

وہ مجھے بتانے لگی کہ وہاں اس نے ہوسٹس کے دماغ میں پہلے زلزلہ پیدا کیا تھا۔ تاکہ وہ پراسرار ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کا راستہ اس کے دماغ میں نہ روک سکے۔ اس طرح اس نے معلوم کیا کہ دشمنی انوشے سے نہیں صرف الپا سے کی جارہی تھی اور وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کے دماغ کو کمزور بنانا چاہتی تھی۔

میں نے کہا ''میں ابھی تمہارے ذریعے یہاں کے مسافروں کے اندر پہنچتا رہوں گا۔ معلوم کروں گا کہ اس نے یہاں کتنے لوگوں کو آلہ کار بنا رکھا ہے۔''

''پاپا! وہ ناکام ہونے کے بعد کوئی دوسرا خطرناک حملہ کرے گی وہ مجھے زخمی کرکے میرے دماغ میں آنا چاہے گی۔''

''میں سمجھ رہا ہوں وہ ایسا ہی کرنے والی ہے۔ اس وقت تمہارے ایک ہاتھ کے فاصلے پر جو سیٹ ہے۔ وہاں ایک بہت ہی صحت مند نوجوان بیٹھا ہوا ہے۔ اس سے بات کرو میں اس کے اندر پہنچوں گا۔ اسے تمہارا محافظ بناؤں گا تاکہ تم پر حملہ ہو تو وہ تمہارے سامنے ڈھال بن سکے۔''

الپا نے اس صحت مند نوجوان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ''پتا نہیں اس ایئر ہوسٹس کو اچانک کیا ہوگیا تھا۔ وہ چیخ مار کر گر پڑی تھی اور تکلیف سے تڑپ رہی تھی۔''

اس نوجوان نے کہا ''میں بھی حیران ہوں کہ اچانک اسے کیا ہوگیا تھا؟ میرا خیال ہے اسے آرام آگیا ہے۔ ڈاکٹر اسے اٹینڈ کررہا ہے۔''

میں اور الپا ہم دونوں ہی اس کے دماغ میں پہنچ گئے۔ اتفاق سے نومی بھی اسی وقت اس کے دماغ میں آئی تھی اور اس کی سوچ میں یہ سوال پیدا کررہی تھی ''کیا اس کے پاس کوئی چھوٹا بڑا ہتھیار ہے؟''

اس نوجوان نے حیرانی سے پوچھا ''میرے اندر یہ سوچ کیوں پیدا ہورہی ہے۔ میں تو لڑائی جھگڑوں سے دور رہتا ہوں۔ کسی بھی چھوٹے بڑے ہتھیار سے میرا کیا تعلق ہوسکتا ہے؟''

اس کے اندر پھر ایک سوچ پیدا ہوئی ''میرے پاس ایک نیل کٹر تو ضرور ہوگا۔ ناخن کاٹنے والے اس آلے میں ایک چھوٹا ننھا سا چاقو ضرور ہوتا ہے۔''

اس نے کہا ''ہاں۔ نیل کٹر میرے پاس موجود ہے اور اس میں ایک ننھا سا چاقو بھی ہے۔ مگر میں کیوں ایسا سوچ رہا ہوں۔ اس وقت بھلا مجھے نیل کٹر کی کیا ضرورت ہوسکتی ہے؟''

وہ نوجوان سمجھ نہیں پا رہا تھا لیکن ہم اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والے سے اپنا آلہ کار بنانا چاہتی ہے۔

ذرا دیر بعد ہی وہ نوجوان بے اختیار اپنا چھوٹا سا بیگ کھول کر اس میں سے نیل کٹر نکالنے لگا۔ اس میں ایک ننھا سا چاقو تھا۔ اس چاقو سے کسی کو ہلاک نہیں کیا جاسکتا تھا لیکن زخمی کیا جاسکتا تھا۔ ایک ہلکی سی خراش بدن پر پڑتی اور خون نکلنے لگتا تو الپا زخمی ہوجاتی۔ اس طرح اس کا ذہن متاثر ہوتا اور اس کا دماغ غیر محسوس طریقے سے کمزور ہوجاتا۔

وہ نوجوان پریشان ہوکر سوچ رہا تھا کہ اس نے خواہ مخواہ نیل کٹر کیوں نکالا ہے اور اب وہ اس کے اندر کا ننھا سا چاقو کیوں باہر کی طرف نکالتا جارہا ہے؟

نومی کرسٹل کا خیال تھا کہ اس نے نوجوان کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمالیا ہے۔ جب کہ اس سے پہلے میں نے اس پر قبضہ جمالیا تھا۔ وہ سطحی طور پر اسے اپنے قابو میں لارہی تھی اور اپنا آلہ کار بنارہی تھی۔ جب وہ اس کی مرضی کے مطابق حملہ کرنے کے لیے تیار ہوگیا تو اچانک ہی میں نے اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمالیا۔ اس نے نیل کٹر کے

چاقو کو پھر اندر کرلیا اور اسے الپا کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا ''میڈم! آپ اسے رکھ لیں۔ یہ میرے کسی کام کا نہیں ہے۔''

الپا نے مسکراتے ہوئے وہ نیل کٹر اس سے لے لیا۔ میں نے اس کے دماغ میں کہا ''تم جو کوئی بھی ہو یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارا کوئی داؤ الپا پر نہیں چلے گا۔ یہاں ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے اہلکار آئے ہوئے ہیں۔''

یہ کہہ کر میں نے اپنے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو وہاں بلالیا وہ سب الپا کے آس پاس بیٹھے ہوئے مسافروں کے دماغوں میں پہنچنے لگے۔ تاکہ آس پاس سے فوراً ہی کوئی حملہ نہ کیا جاسکے۔

نومی کرسٹل پریشان ہوگئی تھی۔ وہ مکمل سونیا بننا چاہتی تھی اور سونیا کی طرح کسی بھی معاملے میں ناکام نہیں ہونا چاہتی تھی۔ اب وہ سوچ رہی تھی کہ الپا کے دماغ میں پہنچنے کی کیا تدبیر کی جائے؟

کوئی تدبیر نہیں ہوسکتی تھی۔ وہ الپا کے آس پاس ذرا دور تک بیٹھے ہوئے افراد کے دماغوں میں جاکر دیکھ چکی تھی۔ ان سب کے دماغ جیسے پتھر کے ہوگئے تھے۔ اس کی سوچ کی لہریں، نہیں متاثر نہیں کررہی تھیں۔ الپا کی سیٹ کے پاس سے کوئی بھی ایئر ہوسٹس یا کوئی بھی مسافر گزرتا تھا تو ہمارا کوئی نہ کوئی جاننے والا اس کے دماغ میں پہنچ جاتا تھا۔ تاکہ نومی کرسٹل ان میں سے کسی کو اپنا آلہ کار نہ بنا سکے۔

وہ جہاز دو گھنٹے سے پرواز کررہا تھا۔ اگلے تین گھنٹوں کے بعد وہ پیرس پہنچنے والا تھا۔ نومی کرسٹل بہت ضدی تھی۔ اس نے فیصلہ کرلیا تھا کہ ان تین گھنٹوں میں اسے کچھ کر گزرنا ہے۔ وہ اور کاشف جمال ایک ایک مسافر کے دماغوں پر جھانکتے جارہے تھے۔ ایسے ہی وقت کاشف جمال نے آکر نومی سے کہا ''مقدر تمہارا ساتھ دے رہا ہے۔ میں ابھی پائلٹ کیبن سے آرہا ہوں۔ وہاں جہاز کو ہائی جیک کرنے والے دو دہشت گرد موجود ہیں انہوں نے پائلٹ اور کو پائلٹ کو گن پوائنٹ پر رکھا ہے۔ ان میں سے ایک ادھر مسافروں کی طرف آنے والا ہے۔''

نومی نے خوش ہوکر پوچھا ''وہ تعداد میں کتنے ہیں؟''

''وہ چار ہیں، دو اس وقت پائلٹ کیبن میں ہیں اور دو یہاں مسافروں کے درمیان بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک سیٹ نمبر بی فور پر ہے اور دوسرا ایف تھری پر بیٹھا ہوا ہے۔''

نومی نے کہا ''الپا سیٹ نمبر آئی تھری پر بیٹھی ہوئی ہے۔ یعنی اس کے قریب بیٹھا ہوا دہشت گرد ایف تھری پر ہے۔ میں ایک آلہ کار کے ذریعے اس کے اندر جارہی ہوں۔''

اس نے ایک مسافر خاتون کو اپنی آلہ کار بنایا پھر اسے اس کی سیٹ سے اٹھا کر ایف تھری والے مسافر کے پاس لے گئی۔ اس سے عاجزی سے بولی ''کیا آپ سیٹ تبدیل کرنا پسند کریں گے؟''

وہ بولا ''محترمہ! آپ کیوں سیٹ بدلنا چاہتی ہیں میں یہاں آرام سے بیٹھا ہوں۔ آپ کسی دوسرے مسافر سے سیٹ کا تبادلہ کرلیں۔''

نومی اس ایف تھری والے دہشت گرد کے اندر پہنچ گئی۔ ایسے ہی وقت کیبن کا دروازہ کھلا پھر ایک شخص بڑی سی گن لے کر وہاں پہنچ گیا۔ للکارتے ہوئے بولا ''سب لوگ خاموش بیٹھے رہیں۔ اس جہاز کو ہائی جیک کیا جارہا ہے۔ اب یہ جہاز پیرس نہیں جائے گا۔ اسکندریہ پہنچے گا۔''

تمام مسافر خوفزدہ ہوگئے۔ عورتیں اور بچے رونے لگے۔ بی فور والی سیٹ سے دوسرے دہشت گرد نے اٹھ کر اپنے لباس کے اندر سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا ''کوئی آواز نہ کرے اگر کسی نے چالاکی دکھانے اور ہیرو بننے کی کوشش کی تو اس ایک شخص کی ناکامی سے جہاز کے تمام مسافر مارے جائیں گے۔''

میں نے اور میرے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے یہ باتیں سنتے ہی ان کے دماغوں پر قبضہ جمالیا۔ ایک دہشت گرد کی سوچ نے بتایا کہ اس کا ایک ساتھی کیبن میں ہے۔ ہمارے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے کیبن کے اندر پہنچایا۔ پھر اس کے ذریعے اس کے دوسرے ساتھی کے دماغ پر بھی قبضہ جمالیا۔

اس طرح ہم نے اس جہاز کو ہائی جیک ہونے سے بچالیا۔ تمام دہشت گردوں کو اپنی ٹیلی پیتھی میں جکڑ لیا۔ ادھر دوسرے دہشت گرد کی سوچ نے بتایا کہ ان کا ایک اور گن مین سیٹ نمبر ایف تھری پر بیٹھا ہوا ہے۔

میں اس دہشت گرد کو ایف تھری کی طرف دوڑانے لگا۔ ایسے ہی وقت وہ ایف تھری والا دہشت گرد نومی کی مرضی کے مطابق اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس نے اپنے لباس سے ریوالور نکالا۔ پھر ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اس نے الپا کا نشانہ لے کر گولی چلادی۔

الپا کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ گولی بازو میں لگی تھی۔ وہ اچھل کر سیٹ سے نیچے فرش پر گر پڑی۔ نومی ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ یہ معلوم کرنے لگی کہ اس

نے ارنا کوف کے ذہن میں کون سا مخصوص لب ولہجہ نقش کیا ہے؟

ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اس ایف تھری والے کے دماغ پر بھی قبضہ جما لیا تھا کیونکہ نومی اسے چھوڑ کر الپا کے اندر چلی آئی تھی۔ جہاز میں سفر کرنے والا ڈاکٹر فوراً ہی اپنا بیگ لے کر اس کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اسے تسلیاں دے رہا تھا ''پریشانی کی بات نہیں ہے۔ گولی بازو کو چھیلتی ہوئی گزر گئی ہے۔''

میں نے الپا کے دماغ میں آ کر نومی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ''میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں کہ تم اس وقت اس کے اندر موجود ہو اور اس کے چور خیالات پڑھ رہی ہو۔ میں تمہیں آخری بار سمجھا رہا ہوں کہ تم آگ سے کھیل رہی ہو۔ اپنی سلامتی اور طویل زندگی چاہتی ہو تو میرے سامنے بے نقاب ہو جاؤ۔ اپنے ارادے بتاؤ کہ تم کون ہو اور کیا چاہتی ہو؟''

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی' کیونکہ وہ الپا کے چور خیالات کے ذریعے اہم معلومات حاصل کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا ''کیا تم عداوت سے باز نہیں آؤ گی؟''

اس بار مجھے ایک طویل ہائے سنائی دی۔ وہ بڑی مستی جیسے انگڑائی لیتے ہوئے ہائے کہہ رہی تھی۔ میں نے انتظار کیا۔ شاید وہ آگے کچھ کہے گی لیکن اس کی طرف سے خاموشی رہی۔ اس نے بڑا ہی رومانوی انداز اختیار کیا تھا لیکن اس وقت الپا زخمی تھی اور انوشے اپنی ماں کے لیے پریشان ہو رہی تھی۔ اس وقت اس کی رومانوی ادا مجھے زہر لگ رہی تھی۔

پھر اس کی ایک جذباتی سرگوشی سنائی دی ''کیا تم موجود ہو؟''

میں نے کہا ''میں تو موجود ہوں لیکن تم اپنے وجود سے محروم ہونا چاہتی ہو۔''

وہ بڑے جذباتی انداز میں بولی ''میں تمہارے وجود میں گم ہو جانا چاہتی ہوں۔ اس کے بعد تم مجھے مار ڈالو۔ کوئی بات نہیں میں شاید تمہارے ہی بازوؤں میں مرنے کے لیے پیدا ہوئی ہوں۔''

''ایسے فلمی مکالمے کیوں ادا کر رہی ہوں؟''

''تم اسے فلمی محبت سمجھ لو لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں تمہارے لیے جی رہی ہوں اور تمہاری خاطر مر جاؤں گی۔''

''اگر یہ باتیں سنجیدگی سے کہہ رہی ہو تو پھر میرے پاس چلی آؤ۔''

''میں جانتی ہوں اور دنیا بھی یہی کہتی ہے کہ تم زبان کے دھنی ہو۔ اس لیے پہلے زبان دو میں تمہارے پاس آؤں گی کیا تم مجھے سونیا کی جگہ دو گے؟''

''کوئی کسی کو کسی کی جگہ نہیں دیتا' ہر انسان اپنی جگہ آپ بناتا ہے۔ سونیا نے اپنی جگہ خود بنائی ہے۔ اس نے مجھ سے بھیک نہیں مانگی۔ تم کیوں مانگ رہی ہو؟''

اسے ایک ذرا چپ لگ سی گئی۔ پھر وہ بولی ''مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں تم سے تمہیں مانگ رہی تھی۔ تم نے درست کہا ہے مجھے اپنی جگہ خود بنانی ہوگی اور میں یہی کرتی آ رہی ہوں۔ میرے اندر صلاحیتیں ہوں گی مجھ میں دم خم ہوگا تو میں سونیا کی جگہ حاصل کرتی رہوں گی۔ فی الحال جا رہی ہوں۔ پھر کبھی باتیں ہوں گی۔''

وہ چلی گئی۔ میں نے اسے مخاطب کیا ''رک جاؤ پہلے میری باتیں سن لو۔ میں تمہاری دوستی اور محبت کے فریب میں نہیں آؤں گا۔ تم مجھے بار بار نقصان پہنچانے کی کوششیں کر رہی ہو۔ تمہیں بہت جلد اپنی بے باکیوں کی سزا ملنے والی ہے۔''

دوسری طرف خاموشی تھی۔ وہ جا چکی تھی اس نے الپا کے خیالات پڑھ کر اس مخصوص لب و لہجے کو معلوم کر لیا تھا۔ پھر اسے ذہن نشین کرنے کے بعد خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی ارنا کوف کے اندر پہنچ گئی تھی۔ بڑی خاموشی سے اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔

اس کے خیالات نے اسے جو کچھ بتایا اسے پڑھ کر وہ حیران رہ گئی۔ پہلی بار اسے معلوم ہوا کہ اب تک ارنا کوف اسرائیلی اکابرین کے درمیان آ کر ارنا بیلا بن کر اس سے جنگ لڑ رہی تھی اور وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ انا بیلا بننے والی الپا ہے۔

اسے اپنی ذہانت، حکمت عملی، دلیری اور عزم و استقلال کے باعث بہت بڑی کامیابیاں حاصل ہو رہی تھیں۔ ایک تو اس نے سونیا کے بعد الپا کو زیر کیا تھا۔ دوسرا یہ کہ الپا کی چھوڑی ہوئی اقتدار کی کرسی حاصل کرنے کے لیے جس انا بیلا سے جنگ ہو رہی تھی۔ وہ انا بیلا بھی اس کی ٹیلی پیتھی کی مٹھی میں آ گئی تھی۔

دیکھا جائے تو وہ واقعی سونیا کی طرح ایک کے بعد ایک میدان مارتی جا رہی تھی۔ اور ہم لاعلمی کی گہری تاریکی میں اسے ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔

✹ ✹
✹

نومی کرسٹل چند ناکامیوں کے بعد کامیابیاں حاصل کرتی جا رہی تھی۔ اس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ بہت جلد میری سونیا کی جگہ لینے والی ہے۔

اس میں سونیا کی سی ذہانت اور حاضر دماغی تھی۔ وہ شاطرانہ چالیں چلنے کے داؤ پیچ خوب جانتی تھی۔ پھر یہ کہ اسی کی طرح فولادی حوصلہ رکھتی تھی۔ اس کی سب سے بڑی کامیابی بلکہ کارنامہ یہ تھا کہ جس سونیا کی تمام خصوصیات اس کے اندر تھیں، اسی سونیا کو اس نے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا تھا۔

اگرچہ ہم شہ زور ہیں لیکن کبھی کبھی اونٹ کی طرح پہاڑ کے نیچے آ جاتے ہیں۔ میری زندگی میں بھی کئی بار ایسا ہو چکا ہے، دشمنوں نے کئی بار مجھے گھیر لیا۔ مجھے اپنا اسیر بنا لیا۔ ایسا بھی ہوا کہ میری یادداشت چھین لی گئی۔ خواہ کوئی کتنا ہی شہ زور ہو وہ کبھی نہ کبھی عارضی طور پر ہی سہی مگر کمزوری کا منہ ضرور دیکھتا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے سونیا دشمنوں کی گرفت میں آ گئی تھی انہوں نے اسے ایسا انجکشن لگایا تھا کہ اس کی یادداشت گم ہو گئی تھی۔ وہ ہم سب کو بھول کر دنیا کے کتنے ہی ممالک میں بھٹکتی پھر رہی تھی۔ ایسے میں اپنے پوتے عدنان کا ساتھ ہو گیا تھا۔ اسی کے ساتھ رہ کر اس کی یادداشت واپس آئی تھی۔

وہ ناقابل شکست سونیا پھر ایک بار کمزور پڑ گئی تھی۔ نومی کرسٹل اسے بڑی مکاری سے اپنے زیر اثر لے آئی تھی۔ اس نے اس پر ایسا مستحکم تنویمی عمل کیا تھا کہ وہ بعد میں اس عمل کو بھول گئی تھی۔ اور یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کسی کی معمولہ اور تابعدار بن چکی ہے۔ وہ پہلے کی طرح میرے ساتھ ایک نارمل ازدواجی زندگی گزار رہی تھی۔ کسی نومی کرسٹل کو نہیں جانتی تھی۔

بے مثال ذہانت اسی کو کہتے ہیں۔ میری فیملی میں اور میری زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت سونیا کی تھی۔ اور نومی کرسٹل نے اسی سب سے اہم مہرے کو اپنی مٹھی میں بند کر لیا تھا۔ میرے خاندان میں اور میرے دل میں جگہ حاصل کرنے کے لیے اس نے سب سے پہلے یہ بنیاد مضبوط کی تھی۔ سونیا جیسی بنیاد جب ہلتی... تب نومی کرسٹل کی زندگی میں زلزلہ آتا۔ لیکن ابھی دور تک سونیا کے ہلنے، متحرک ہونے اور ایکشن میں آنے کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔

نومی کرسٹل بہت مضبوط قوت ارادی کی مالک تھی۔ جس بات کی ضد کر لیتی تھی اسے ضرور پورا کرتی تھی۔ جس محاذ پر پہنچتی تھی، وہاں عارضی طور پر ہی سہی لیکن کامیابی ضرور حاصل کرتی تھی۔ دیکھا جائے تو اس نے ایک ہی عارضی ناکامی حاصل کی تھی۔ اس نے میرے بچوں کو قیدی بنایا تھا۔ بہت پریشان کیا تھا۔ مگر جلد ہی ناکام ہو گئی تھی۔

اس کے بعد اس نے جو کامیابیاں حاصل کیں، ان سے اب تک فائدہ اٹھا رہی تھی۔ سونیا کے ذریعے ہمارے ڈھکے چھپے راز معلوم کر رہی تھی۔ ہماری ایک ایک مصروفیت کا علم اسے ہوتا رہتا تھا۔

وہ سونیا کے اندر جگہ بنا کر گھر کی بھیدی بن گئی تھی۔ سب سے اہم بھید یہ معلوم کیا تھا کہ الپا نے ارنا کوف کو اپنی معمولہ بنا لیا ہے۔ گزشتہ اقساط میں یہ ذکر ہو چکا ہے کہ اس نے کس طرح جدوجہد کرتے ہوئے الپا کے اندر جگہ بنائی تھی۔

ٹیلی پیتھی کی دنیا میں اب تک جتنی عورتیں گزری ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ الپا کو زبردست سمجھا گیا ہے اس نے برسوں تک اسرائیل پر حکمرانی کی تھی اور ہمیشہ ہمارے مقابلے پر ڈٹ جایا کرتی تھی۔ نومی کرسٹل نے ایسی زبردست عورت پر بھی اپنا قبضہ جما لیا تھا۔

الپا کے اندر پہنچ کر سب سے پہلے یہ معلوم کیا کہ اس نے ارنا کوف کو کس طرح ٹریپ کیا ہے۔ اور آئندہ اس کے اندر جانے کے لیے کونسا مخصوص لب و لہجہ مقرر کیا ہے۔ یہ معلوم ہوتے ہی وہ خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے ارنا کوف کے اندر پہنچ گئی۔

پہلے سونیا پھر الپا اور اس کے بعد ارنا کوف تینوں ہی زبردست عورتیں تھیں۔ اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس نے ان تینوں زبردست عورتوں کے دماغوں پر قبضہ جما لیا تھا۔ اور اب ارنا کوف کے خیالات پڑھ رہی تھی۔

پتا چلا کہ وہ بہ یک وقت وردان اور الپا دونوں کی ہی معمولہ اور تابعدار ہے۔ وہ اس طرح کہ الپا کے تنویمی عمل کے مطابق وہ عام حالات میں دن رات وردان کی ہی معمولہ اور تابعدار بن کر رہا کرے گی۔ اسے عام حالات میں کبھی یہ یاد نہیں آئے گا کہ وہ کسی اور کے بھی زیر اثر ہے۔ جب الپا اپنے مخصوص لب و لہجے کے ساتھ اس کے اندر آئے گی تب وہ بے اختیار اس کی تابعدار بن جائے گی اور اس کے احکامات کی تعمیل کرنے لگے گی۔

اس وقت نومی کرسٹل الپا کے لب و لہجے کو اختیار کر کے ارنا کوف کے اندر پہنچی ہوئی تھی اور اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ یوں تو اسے ارنا کوف اور وردان... شوانا تھ کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہوا تھا۔ لیکن جو سب سے اہم بات معلوم ہوئی وہ یہ تھی کہ یہی ارنا کوف انا بیلا بن کر اسرائیلی اکابرین کے درمیان پہنچی ہوئی تھی اور ڈمی سونیا یعنی نومی کرسٹل سے...

لڑتے ہوئے اسے اسرائیل سے بھگانے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔

نومی کرسٹل خوشی سے کھل گئی۔ جس ڈمی انابیلا کو وہ اسرائیل میں الپا سمجھ رہی تھی وہ ارناکوف نکلی۔ وہ یہ سوچ سوچ کر پریشان ہوتی رہی تھی کہ وہ اس مخالفت کرنے والی انابیلا کو کس طرح شکست دے کر میدان چھوڑنے پر مجبور کرے گی۔

اب تو اس کے وارے نیارے ہو گئے تھے۔ جس انابیلا کو شکست دینا چاہتی تھی۔ اس کا دماغ اس کی مٹھی میں آ گیا تھا۔ اب وہ نقلی انابیلا بن کر مقابلے پر آنے والی کو جدھر موڑنا چاہتی، ادھر موڑ سکتی تھی۔ جدھر گرانا چاہتی، ادھر گرا سکتی تھی۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ نومی کرسٹل پر مقدر مہربان ہو گیا تھا۔ اتنی بڑی بڑی کامیابیاں مقدر والوں کو ہی نصیب ہوتی ہیں۔

وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اسرائیل میں اقتدار کی کرسی چھیننے والی انابیلا یوں پلک جھپکتے ہی اس کے قدموں میں چلی آئے گی۔ وہ جہاں تھی وہاں خوشی سے اچھل پڑی۔

ریکارڈر کو آن کر کے میوزک کی دھن پر حلق پھاڑ کر چیخنے لگی، رقص کرنے لگی، جھوم جھوم کر کہنے لگی۔ ''میں سونیا ہوں۔ سونیا کی ذہانت، سونیا کا حوصلہ اور سونیا کا مقدر لے کر پیدا ہوئی ہوں۔''

وہ قہقہے لگا رہی تھی، ناچ رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ ''پہلے مجھے الپا کی طرف سے اندیشہ تھا کہ وہ اپنی چھوڑی ہوئی اقتدار کی کرسی پر مجھے بیٹھنے نہیں دے گی۔ اب تو میں اس کے دماغ میں پہنچ کر بیٹھ گئی ہوں۔ ایک بہت بڑی مخالف ختم ہو چکی ہے۔''

وہ رقص کر رہی تھی، لچک رہی تھی، بل کھا رہی تھی اور کہہ رہی تھی۔ ''اس کے بعد ارناکوف پراسرار بن کر آئی پھر دیکھتے ہی دیکھتے مکھن کے بال کی طرح نکل گئی۔ اب میرے پاؤں میں کوئی کانٹا نہیں چبھے گا۔ اب ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کوئی طاقت مجھ سے اقتدار کی وہ کرسی نہیں چھین سکے گی۔''

وہ کامیابیوں اور کامرانیوں، مسرتوں اور شادمانیوں کے ہجوم میں مست ہو رہی تھی۔ مستی اور بے خودی میں ساری دنیا کو اور اپنے آپ کو بھول رہی تھی۔ کسی کو بھی اتنی بڑی کامیابیاں اور اتنی ساری خوشیاں ملتیں تو اس کی بھی یہی حالت ہوتی۔ ہماری حالت یہ تھی کہ الپا کے زخمی ہونے سے ہم سب پریشان ہو گئے تھے۔

انوشے ماں کی حالت دیکھ کر رونے لگی تھی۔ اگرچہ زخم گہرا نہیں تھا۔ فوری طبی امداد ملنے کے باعث اس کی حالت سنبھل گئی تھی۔ مرہم پٹی ہونے کے بعد اس نے انوشے کو دیتے ہوئے کہا۔ ''بیٹی! ان حالات میں گھبرانا یا رونا نہیں چاہیے۔ اپنے بدترین حالات سے لڑتے رہنا چاہیے۔''

میں انوشے کے دماغ میں تھا۔ میں نے کہا۔ ''تمہیں اسی لیے بابا صاحب کے ادارے سے باہر بھیجا گیا تاکہ ماں باپ کے ساتھ رہو، انہیں ناموافق حالات سے گزرتے ہوئے دیکھتی رہو اور تجربات حاصل کرتی رہو۔ تمہاری ماما کا زخم گہرا نہیں ہے۔ چند روز میں بھر جائے گا۔ اسے مسکرا کر باتیں کرو۔''

الپا نے اپنی بیٹی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ''پاپا! آپ میرے پاس آئیں۔''

میں اس کے اندر پہنچا، وہ بولی۔ ''میں فی الحال خیال خوانی کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ دماغی کمزوری کے باعث اس دشمن عورت کی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر محسوس نہیں کر رہی ہوں۔ مگر مجھے یقین ہے کہ وہ میرے اندر موجود ہے۔''

میں نے کہا ''وہ ابھی میرے پاس تھی۔ مجھ سے باتیں کر رہی تھی۔ اسے وہ مخصوص لب و لہجہ معلوم ہو گیا ہے جس کے ذریعے تم ارناکوف کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا چکی ہو۔ اب اسی لب و لہجے کے ذریعے اس کے پاس گئی ہوئی ہے۔''

''وہ واپس آئے گی تو کسی وقت بھی موقع پا کر مجھ پر تنویمی عمل کرے گی اور مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لے گی۔''

''ہاں۔ وہ ایسا کر سکتی ہے۔ میں ابھی اس سے رابطہ کروں گا۔ اور اسے ایسا کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کروں گا۔ ویسے جب تک تمہاری دماغی توانائی بحال نہیں ہو گی تب تک ہمارا کوئی نہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے دماغ میں موجود رہا کرے گا اور اسے کسی طرح کا عمل کرنے سے باز رکھے گا۔''

اس جہاز کے تمام مسافر سہمے ہوئے تھے اپنی اپنی جگہ سادھے بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر پہلے ہائی جیک کرنے والوں نے انہیں بری طرح دہشت زدہ کر دیا تھا۔ لیکن ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان پر قابو پا لیا تھا۔

اگر وہ ہائی جیکرز اچانک ہی اپنے ہتھیار گرا دیتے اور خود کو گرفتاری کے لیے پیش کرتے تو یہ شبہ ہوتا کہ اچانک یہ سب کچھ کیسے ہو گیا ہے؟ کیا کسی جادو کے ذریعے ہوا ہے؟ یا ٹیلی پیتھی کے ذریعے؟

ہم نہیں چاہتے تھے کہ ہماری ٹیلی پیتھی کے باعث یہ ظاہر ہو جائے کہ میری فیملی سے تعلق رکھنے والی انوشے اور الپا اس جہاز میں سفر کر رہی ہیں اور الپا کو زخمی کیا گیا ہے۔ یہ بات دور تک پھیلتی تو دوسرے دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اس کے دماغ میں چلے آتے۔ پھر وہ بھی ہمارے لیے نئے نئے مسائل پیدا کرنے لگتے۔

ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے جہاز میں سفر کرنے والے دو صحت مند جوانوں کو ان کی جگہ سے اٹھایا۔ ان کے دماغوں پر قبضہ جما کر ان کے اندر ایسی دلیری پیدا کی کہ انہوں نے دلیری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان دہشت گردوں سے ہتھیار چھین لیے۔ پھر انہوں نے پائلٹ کیبن میں جا کر وہاں بھی دہشت گردوں پر قابو پا لیا۔

پائلٹ، کو پائلٹ، ایئر ہوسٹس اور جہاز کے تمام مسافر ان دو جوانوں کی دلیری پر واہ واہ کرنے لگے۔

وہ بے چارے حیران تھے، پریشان تھے کہ انہوں نے اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے اچانک کیسے دلیری دکھائی اور کامیاب بھی ہو گئے۔ آئندہ اس جہاز سے باہر پیرس میں اور ساری دنیا میں ان کے اس کارنامے کا چرچا ہونے والا تھا۔ وہ بیٹھے بٹھائے شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئے تھے۔

میں سونیا کے ساتھ ایئر پورٹ آ گیا۔ وہ جہاز آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچنے والا تھا۔ اس وقت نومی کرسٹل سونیا کے اندر موجود نہیں تھی۔ اپنی مسرتوں اور مستیوں میں مست ہو رہی تھی۔ ہم ایک ریسٹورنٹ میں آ گئے۔ میں اٹھتے بیٹھتے سونیا کو خاموشی سے تکتا رہتا تھا۔ کبھی اس کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کرنے کی کوشش کرتا تھا کہ وہ کسی کے زیر اثر آ چکی ہے یا نہیں۔ اب تک میں حقیقت معلوم کرنے میں ناکام رہا تھا۔ وہ بالکل نارمل دکھائی دیتی تھی۔

اور اس وقت تو وہ بالکل ہی نارمل تھی۔ کیونکہ نومی کرسٹل اس کے اندر موجود نہیں تھی۔ اس نے کہا ''تمہیں الپا کی حفاظت کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔ ورنہ وہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والی اس کے کمزور دماغ سے فائدہ اٹھانا چاہے گی۔''

''میں نے الپا کے تحفظ کے لیے انتظامات کیے ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے چھ چھ گھنٹے الپا کے دماغ میں رہا کریں گے۔ جب تک وہ دماغی توانائی حاصل نہیں کرے گی، اس کے دماغ سے نہیں جائیں گے اور نہ ہی کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اس پر عمل کرنے دیں گے۔ ویسے میں ابھی اس سے رابطہ کرتا ہوں۔''

نومی کرسٹل نے الپا کو زخمی کرنے اور اس کے دماغ کو کمزور بنانے کے بعد مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ مجھ سے باتیں کی تھیں۔ مجھے اس کا لب و لہجہ اچھی طرح یاد تھا۔ میں نے اس لب و لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو بھٹک کر کسی دوسری خاتون کے دماغ میں پہنچ گیا۔

وہ ایک گھر گرہستی والی عمر رسیدہ خاتون تھی۔ میں نے اس کے مختصر سے خیالات پڑھے۔ پھر دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔

سونیا نے مجھے دیکھ کر پوچھا۔ ''کیا ہوا؟''

میں نے کہا ''وہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والی بہت ہی مکار ہے وہ کسی معمر خاتون کا لب و لہجہ اختیار کر کے مجھ سے باتیں کر رہی تھی۔ کم بخت اتنی محتاط ہے کہ اپنے وجود کے ساتھ ساتھ اپنی آواز اور لب و لہجے کو بھی چھپا رہی ہے۔''

سونیا نے کہا ''وہ الپا کے دماغ کو کمزور بنا کر فائدہ اٹھا چکی ہے۔ ارناکوف کے دماغ میں پہنچی ہوئی ہو گی۔ ایسی اہم معلومات حاصل کر رہی ہو گی۔ جن کا تعلق ہم سے ہے۔''

میں نے تائید میں سر ہلا کر کہا ''ہمارا بیٹا دارجلنگ میں

ہے۔ ارنا کوف کے ذریعے وردان کی شہ رگ تک پہنچنا چاہتا ہے۔ ان جڑواں بہنوں کو اس کے شر سے بچانا چاہتا ہے۔ پتا نہیں اب یہ دشمن عورت اپنے طور پر کیا کرے گی؟''

''وہ شر پسند ہے اور وردان جیسے شر پسند کا ہی ساتھ دے گی۔ پارس کو نہ وردان تک پہنچنے دے گی اور نہ ہی ان جڑواں بہنوں کے مسائل کم ہونے دے گی۔''

میں سوچنے لگا۔ ہر پہلو پر غور کرنے لگا۔ ''کیا وہ ارنا کوف اور وردان سے دوستی کرے گی؟ وہ ہم سے دشمنی کرتی آ رہی تھی۔ پہلے اس نے سونیا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا تھا۔ ابھی یہ بات میں نہیں جانتا تھا لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ تھی۔''

پھر اس نے میرے بچوں کو قیدی بنایا تھا۔ اس کے بعد الپا کے دماغ کو کمزور بنادیا تھا۔ اس کی ان تمام مخالفتوں کے پیش نظر یہی سوچا جا سکتا تھا کہ وہ ارنا کوف اور وردان سے دوستی کرے گی اور پارس کو نہ وردان تک پہنچنے دے گی اور نہ ہی ان دو بہنوں کے مسائل حل ہونے دے گی۔

الپا اور انوشے پیرس پہنچ گئیں۔ امیگریشن کاؤنٹر سے گزرنے کے بعد ہمارے پاس آئیں۔ ہم نے انہیں گلے لگایا، پیار کیا۔ پھر سونیا نے الپا سے پوچھا ''زخم کی تکلیف کیسی ہے؟''

وہ اپنے زخمی بازو کو سہلاتے ہوئے بولی ''یہ تکلیف تو برداشت ہو جائے گی۔ لیکن یہ سوچ برداشت نہیں ہو رہی ہے کہ وہ کم بخت میرے اندر آ رہی ہو گی اور میں اسے محسوس نہیں کر پا رہی ہوں۔ پتا نہیں وہ میری لاعلمی میں کیا کرنے والی ہے؟''

سونیا نے کہا ''ایسے وقت اور کیا کیا جاتا ہے۔ وہ ضرور تم پر تنویمی عمل کر کے تمہیں معمولہ اور تابعدار بنانا چاہے گی۔ لیکن ہم نے تمہاری حفاظت کے لیے انتظامات کیے ہیں۔ جب تک تم دماغی توانائی حاصل نہیں کرلو گی' تب تک ہمارا کوئی نہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے اندر موجود رہے گا اور تمہاری نگرانی کرتا رہے گا۔''

میں نے انوشے سے کہا ''بیٹی! تمہاری گرینڈ ماما نے خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ تمہیں شام ہونے سے پہلے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچا دیا جائے۔''

انوشے اپنی ماں کو بڑے پیار سے دیکھتے ہوئے بولی ''میں ماما کو ایسی تکلیف اور پریشانیوں میں چھوڑ کر کیسے جاؤں؟ گرینڈ پا! پلیز آپ میری ایک دن کی چھٹی اور بڑھا لیں۔''

''بیٹی! تم بچپن سے وہاں پرورش پا رہی ہو۔ ان سات برسوں میں تم نے دیکھا ہے کہ وہاں کے اصول کتنے سخت ہیں۔ جو بات کہہ دی جاتی ہے وہ پتھر کی لکیر بن جاتی ہے۔''

سونیا نے کہا ''تم اپنی ماما کی فکر نہ کرو یہ میرے ساتھ کاٹیج میں رہیں گی۔ ہم ان کی بھرپور حفاظت کرتے رہیں۔''

ہم نے یہ طے کیا تھا کہ انوشے آئے گی تو میں اسے بابا صاحب کے ادارے میں لے جاؤں گا اور سونیا الپا کو اپنے ساتھ کاٹیج لے جائے گی۔ اس کی تیمارداری کرے گی اور اس کا خاص خیال رکھے گی۔ باقی خیال خوانی کے ذریعے بھی اس کی حفاظت کی جاتی رہے گی۔

ہم ایئر پورٹ کی عمارت سے باہر آئے۔ بابا صاحب کے ادارے سے ایک گاڑی انوشے کے لیے آئی ہوئی تھی۔ میں اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ الپا سونیا کے ساتھ کاٹیج میں چلی گئی۔

ایسے وقت نوی کرسٹل ناچتے، گاتے، ہنستے بولتے تھک گئی تھی۔ اپنے بیڈ پر آ کر گر پڑی تھی۔ کبھی ادھر کبھی ادھر کروٹیں بدل رہی تھیں۔ پھر وہ سونیا کے اندر پہنچ گئی۔

وہ جانتی تھی کہ ہم الپا اور انوشے کے استقبال کے لیے ایئر پورٹ جائیں گے۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ الپا بابا صاحب کے ادارے میں نہیں جاتی ہے۔ لہٰذا وہ سونیا کے ساتھ اس کے کاٹیج میں رہے گی۔ وہ مطمئن تھی اسے الپا کے اور ارنا کوف کے اندر جا کر جتنی اہم معلومات حاصل کرنی تھیں' وہ کر چکی تھی۔

سونیا جیسی شہ زور اور ناقابل شکست عورت نادانستگی میں بہت مجبور ہو گئی تھی۔ اسے اپنے دماغ کے اندر محسوس نہیں کر سکتی تھی اور وہ اس کے اندر رہ کر مزید معلومات حاصل کرتی رہتی تھی۔ اسے معلوم ہوا کہ الپا کی حفاظت کے لیے چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ ہر خیال خوانی کرنے والا مسلسل چھ گھنٹے تک اس کے اندر موجود رہا کرے گا۔ اور کسی کو اس کے اندر آ کر نہ تو تنویمی عمل کرنے دے گا اور نہ ہی اس سے باتیں کرنے کی اجازت دے گا۔

میں نے اس کے راستے میں بہت بڑی رکاوٹ پیدا کر دی تھی۔ وہ سونیا کی طرح الپا کو بھی اپنی معمولہ اور تابعدار بنا کر رکھنا چاہتی تھی۔ اب ایسا کرنا مشکل نظر آ رہا تھا۔ بلکہ ناممکن دکھائی دے رہا تھا۔ جب خیال خوانی کرنے والا چھ چھ گھنٹے تک وہاں موجود رہتا تو وہ الپا کے اندر جا کر اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ آئندہ اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتی تھی۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے میرے پاس آئی۔ میں نے پوچھا ''کون؟''

وہ مسکرا کر بولی۔ ''میں ہوں تمہاری سونیا۔''

''ہنس کے پر لگا کر کوا ہنس کی چال چلتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اب اسے کوا نہیں کہا جائے گا۔ تمہاری جو اصلیت ہے، وہی رہے گی۔''

''تم جب بھی مجھے دیکھو گے تو حیران رہ جاؤ گے۔ میں سر سے پاؤں تک سونیا ہی سونیا دکھائی دیتی ہوں۔ صرف چہرے سے اور جسمانی طور سے ہی نہیں بلکہ اس کی تمام تر صلاحیتیں بھی میرے اندر موجود ہیں۔ ابھی یہ میری ابتدا ہے اور تم دیکھ رہے ہو۔۔ کہ میں اس کی طرح کیسی شاطرانہ چالیں چل رہی ہوں اور کامیابیاں حاصل کر رہی ہوں۔''

''بے شک تم بڑی تیزی سے دوڑ رہی ہو۔۔۔ اور یہ تیزی شاید اس لیے ہے کہ جلد ہی تمہیں کہیں ٹھوکر کھانی ہے اور وہ تمہاری پہلی اور آخری ٹھوکر ہو گی۔ اس کے بعد تم میرے شکنجے میں آ جاؤ گی۔''

وہ بڑے ہی جذباتی انداز میں بولی۔ ''ہائے! یہی تو میں چاہتی ہوں کہ تمہارے شکنجے میں آ جاؤں تم مجھے اس طرح جکڑ لو کہ کبھی نہ چھوڑو اور میں تمہارے بازوؤں میں تڑپ تڑپ کر مر جاؤں۔''

''اب یہ رومانی انداز رہنے دو کام کی باتیں کرو۔ تم نے کسی معمر خاتون کا یہ فرضی لب و لہجہ اختیار کیا ہے؟''

وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولی ''یعنی تم اس لب و لہجے کے ذریعے اُس بے چاری کے اندر پہنچ گئے تھے۔''

''تم دھوکا دے کر بہت خوش ہو رہی ہو۔''

وہ ہنستے ہوئے بولی ''یقین کرو، میں تمہارا مذاق نہیں اڑا رہی ہوں۔ بلکہ خوشی اس بات کی ہے کہ میں قدم قدم پر تمہارے سامنے یہ ثابت کر رہی ہوں کہ میں سونیا سے کسی بھی طرح کم نہیں ہوں۔''

''کیا تمہارے دماغ میں یہ کیڑا کلبلا رہا ہے کہ تم میری سونیا کو میری زندگی سے نابود کر دو گی، اس کی جگہ تم آ جاؤ گی اور میں تمہیں قبول کر لوں گا؟''

''ہماری دنیا میں کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔ ہم اپنی ذہانت سے، حکمت عملی سے اور سائنسی ترقیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ناممکن کو ممکن بناتے رہتے ہیں۔ بے شک۔ میں تمہارے بازوؤں میں آ کر سونیا کی جگہ حاصل کروں گی۔ لیکن اس طرح کہ تمہاری سونیا کو نقصان نہیں پہنچاؤں گی اور نہ ہی اس کی موت کی خواہش کروں گی۔ اسے نقصان پہنچانے کا مطلب یہ ہو گا کہ میں تمہیں نقصان پہنچا رہی ہوں۔ میں ایسی حماقت کبھی نہیں کروں گی۔''

''تمہاری یہ باتیں سن کر اطمینان ہو رہا ہے کہ سونیا تمہاری شر پسندی اور سازشوں سے محفوظ رہے گی۔ آئندہ دیکھوں گا کہ تم اپنی اس بات پر کب تک قائم رہو گی؟''

''میں کوشش کرتی ہوں کہ تمہاری طرح زبان کی پابند رہوں۔ جو کہہ دوں اسی کے مطابق عمل کرتی رہوں۔''

''لیکن تم میرے نہیں سونیا کے نقش قدم پر چل رہی ہو۔۔۔ اور اس کی عادت ہے کہ وقت اور حالات کے مطابق وہ اپنا رویہ بدل لیتی ہے۔ دشمنوں سے کہتی کچھ ہے اور کرتی کچھ ہے۔ اس طرح انہیں جھانسا دے کر خاک میں ملا دیتی ہے۔''

''مجھے سونیا کی یہ تکنیک بہت پسند ہے۔ پھر بھی میں تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ اسے کبھی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔ تمہارا دل جیتنے کے لیے ہمیشہ اس کی بہتری چاہتی رہوں گی۔''

''کر بھلا تو ہو بھلا۔ تم سونیا کی بہتری چاہتی رہو گی۔ تو یہ تمہارے لیے بہتر رہے گا۔''

''تمہاری ان باتوں کے پیچھے دھمکی چھپی ہوئی ہے۔''

''دھمکی نہیں ہے۔ اپنی بہتری کے پہلو سے سوچو گی تو ایک نصیحت ہے۔ تمہارے اندر سونیا کی بہت سی خصوصیات ہیں لیکن تم ان خصوصیات کو خامیوں میں بدل رہی ہو۔ اپنا رویہ تبدیل نہیں کرو گی تو تمہیں بہت جلد پچھتانا پڑے گا۔''

''تم پھر دھمکی دے رہے ہو۔''

''نادانوں کو نصیحت کرتے وقت دھمکی آمیز لہجہ اختیار کیا جاتا ہے۔''

''میں نادان نہیں ہوں۔ لیکن تمہاری طلب میں یہ دل نادانیاں کر رہا ہے۔ اس لیے دوستانہ انداز اختیار کرتی رہتی ہوں۔''

''تم جو کرتی آ رہی ہو۔ اس سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ تمہارے عزائم بہت بلند ہیں تم ٹیلی پیتھی کی دنیا میں سب سے اونچا مقام حاصل کرنا چاہتی ہو۔''

''ہاں...... مگر میری محبت کا تقاضا ہے کہ میں تم سے نیچے رہ کر بلندیاں حاصل کروں۔''

''تم میری محبت اور میری طلب کو بہت اہمیت دیتی جا رہی ہو۔ کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ دوستی کرلو میرے پاس چلی آؤ۔''

''تم سے دوستی محال ہے۔ جب دوستی کروں گی تو پھر شادی بھی کروں گی۔ لیکن شادی کروں گی تو مجھے وہ مقام نہیں

ملے گا جو سونیا کا ہے۔ میں اتنی بڑی دنیا میں صرف تم سے کم تر رہنا چاہتی ہوں۔ باقی سب سے برتری حاصل کرنا چاہوں گی۔"

"میری پہلی شریک حیات آمنہ ہے۔ دوسری شریک حیات سونیا ہے۔ لیکن وہ دونوں نہ کسی سے برتر ہیں نہ کم تر ہیں۔ آمنہ اپنے طور پر عبادت اور ریاضت کے ذریعے روحانیت کا ایمان افروز مقام حاصل کرتی جارہی ہے۔ سونیا کو اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے ذریعے برتری حاصل ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح تم بھی چاہوگی تو اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے، ذہانت سے، حاضر دماغی سے اپنا ایک الگ اور اونچا مقام حاصل کرسکوگی۔"

"تم سے شادی کرنے اور تمہاری فیملی میں جگہ بنانے بلکہ تمہارے دل میں جگہ بنانے کے لیے لازمی ہوگا کہ میں دین اسلام قبول کرلوں۔ اس کے بغیر مجھے باباصاحب کے ادارے میں کبھی قدم رکھنے کی اجازت نہیں ملے گی۔ الپا کے ساتھ یہی ہورہا ہے۔ اس کی بیٹی انوشے کو تو قبول کیا گیا ہے لیکن اسے قبول نہیں کیا گیا کیونکہ اس نے دین اسلام قبول نہیں کیا ہے۔ تمہارے دینی قوانین بہت ہی سخت ہیں۔ میں ان قوانین کی پابندی نہیں کرسکوں گی۔ لہٰذا تم سے صرف دوستی کرسکتی ہوں۔"

"چلو دوستی ہی کرو۔ مجھ سے آکر ملاقات کرو یا مجھے اپنے پاس بلاؤ۔"

"یہ تو تم میرے دل کی بات کہہ رہے ہو۔ تم نہیں جانتے کہ میں تم سے ملنے کے لیے کتنی بے چین ہوں؟ لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم سے ملنے آؤں گی تو مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"میرا یہ کہہ دینا کافی ہے کہ جب تک تم میرے پاس رہوگی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

"باباصاحب کے ادارے کے جاسوس اور ٹیلی پیتھی جاننے والے دور دور تک چھپے رہیں گے۔ تمہارے پاس تو نقصان نہیں پہنچے گا لیکن تم سے دور ہوتے ہی مجھے گھیر لیا جائے گا۔"

"ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ میری اور تمہاری ملاقات کا علم کسی کو نہیں ہوگا۔ یہ میرا وعدہ ہے۔"

"میں نے تمہاری ہسٹری پڑھی ہے۔ تمہارا آڈیو اور ویڈیو فلموں کا ریکارڈ دیکھا ہے۔ یہ بات مصدقہ ہے کہ تم کبھی زبان سے نہیں پھرتے، جو کہہ دیتے ہو، اس پر ضرور عمل کرتے ہو۔ خواہ اس سلسلے میں کتنا ہی نقصان کیوں نہ اٹھانا پڑے۔"

"بے شک۔ جب تم مجھ سے ملنے آؤ گی، ہم اچھا خاصا وقت گزاریں گے اور اس کے بعد تم چلی جاؤ گی، میں تمہیں اپنے زیر اثر نہیں لاؤں گا تو یہ میرا بہت بڑا نقصان ہوگا۔ لیکن خدا گواہ ہے، میں سچ کہہ رہا ہوں کہ میرے پاس آکر رہوگی اور مجھ سے دور ہوجانے کے بعد بھی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ یقین کرسکتی ہو تو کرلو۔"

"میں یقین کررہی ہوں اور اب تو میں ضرور تم سے ملنے آؤں گی۔"

"تو پھر بتاؤ کب مل رہی ہو؟"

"مجھے ایک ذرا سوچنے کا موقع دو۔ تم پر بھروسا کرنے کے سلسلے میں، میں مختلف پہلوؤں پر غور کرنا چاہتی ہوں۔ ایک آدھ گھنٹے بعد رابطہ کروں گی۔"

وہ چلی گئی۔ جس طرح وہ مجھ سے تنہائی میں ملنے کے لیے بے چینی کا اظہار کرتی رہی تھی۔ اس سے یقین ہورہا تھا کہ وہ آج یا کل ضرور ملاقات کرے گی۔

میں اسے زبان دے چکا تھا۔ اسے کوئی نقصان پہنچانا نہیں چاہتا تھا۔ پہلی ملاقات میں اس کا اعتماد حاصل کرنا ضروری تھا۔ مجھے امید تھی کہ اس کی قربت سے اس کی باتوں سے میرے عمل اور اس کے ردعمل سے اس کی کوئی کمزوری ہاتھ آسکتی تھی۔

نومی کرشل نے اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوکر دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ مجھ سے ملاقات کا تصور ایسا تھا کہ دل کی دھڑکنیں بے قابو ہورہی تھیں۔ وہ ایک ٹھوس عملی زندگی گزارنے والی لڑکی تھی۔ اپنے دل اور دماغ کو سمجھا رہی تھی کہ یہ سراسر نادانی ہے۔ اگر جذبات میں بہہ جائے گی تو بعد میں دو کوڑی کی بھی نہیں رہے گی۔

وہ اپنے بہکتے ہوئے جذبات کو تھپک رہی تھی۔ شانت کررہی تھی اپنے آپ کو سمجھا رہی تھی۔ "فرہاد لاکھ قابل اعتماد سہی وہ یقیناً اپنی زبان کا پابند رہے گا۔ مجھے نقصان نہیں پہنچائے گا۔ لیکن کوئی ایسی نقصان پہنچنے والی بات ہوسکتی ہے؟ جس کی توقع ابھی میں نہیں کررہی ہوں۔"

وہ سنجیدگی سے سوچ رہی تھی۔ "یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ جس وقت میں فرہاد کے اندر بول رہی تھی۔ اس وقت اس کا کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر موجود رہا ہو، وہ ہماری باتیں سن رہا ہوں۔"

ایسا تو ہوتا ہی ہے کہ ایک خیال خوانی کرنے والا موجود ہو تو دوسرے خیال خوانی کرنے والے کی موجودگی کا پتا نہیں

چلتا۔ فرہاد کو بھی پتا نہ چلا ہو۔ اور کوئی ہماری باتیں سن کر چلا گیا ہو۔

مجھے ہر پہلو پر غور کرنا چاہیے۔ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ جب فرہاد مجھ سے ملاقات کرنے آئے تو اس کی نادانستگی میں کوئی اس کا پیچھا کرتا ہوا چلا آئے۔ محبت اندھی ہوتی ہے لیکن مجھے اندھا نہیں بننا ہے۔ خوب سوچ سمجھ کر اس سے ملاقات کا دن اور وقت مقرر کرنا ہوگا۔"

ایسے ہی وقت کاشف جمال نے آ کر کہا۔ "تم نے مجھے ارنا کوف کے دماغ میں رہنے کو کہا تھا۔ میں وہیں سے آ رہا ہوں۔ وردان ابھی اس کے اندر پہنچا ہوا ہے۔ دونوں باتیں کر رہے ہیں۔"

نومی نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی پھر خاموشی سے ارنا کوف کے اندر پہنچ گئی۔ وردان اس سے کہہ رہا تھا۔ "تم یہاں بور ہو رہی تھیں، کلکتہ جانے والی تھیں پھر کیوں نہیں گئیں؟"

"تم میرے اندر رہ کر میرے حالات معلوم کر سکتے ہو، میں تکلیف میں ہوں، کمزوری محسوس کر رہی ہوں۔ ایسی حالت میں کہیں سفر کرنا مناسب نہیں ہے۔ یہاں بہت آرام ہے اب میں کہیں نہیں جاؤں گی۔"

پھر اس نے پوچھا "تم تو شیوانی کے پاس جانے والے تھے۔ پھر اچانک یہاں کیسے آ گئے؟"

"شیوانی جس فلائٹ سے شملہ پہنچنے والی تھی اس فلائٹ میں کچھ ٹیکنیکل خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ یوں کہنا چاہیے کہ میرے مقدر میں خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ اب وہ کل صبح کی فلائٹ سے پہنچے گی۔"

"تم غیر معمولی صلاحیتیں رکھتے ہو، وسیع ذرائع اور اختیارات کے مالک ہو۔ پلک جھپکتے ہی اپنے لیے تفریح کا سامان مہیا کر سکتے ہو۔"

"تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں حسین عورتوں کا شیدائی نہیں ہوں۔ مجھے صرف ایسی عورتیں اپنی طرف کھینچتی ہیں جو غیر معمولی ہوتی ہیں۔ جیسی تم ہو، شیوانی ہے اور وہ جڑواں بہنیں ہیں۔ عجیب بات ہے کہ تینوں کی طرف جانے کے راستے بند ہیں۔"

"تمہیں کسی دوسری طرح دل بہلانا چاہیے کسی کلب یا کیسینو میں جاؤ گے تو کسی حد تک ذہنی تھکن دور ہو جائے گی۔"

"میں کہیں باہر کلب، کیسینو اور دوسرے تفریحی مقامات میں جانے سے گریز کر رہا ہوں۔ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے نہ جانے کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہیں؟"

ارنا کوف نے نومی کی مرضی کے مطابق کہا۔ "تمہیں محتاط رہنا چاہیے۔ ابھی تم کہاں ہو؟ کیا وہاں تمہارے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے؟"

"نہیں۔ میں فی الحال اپنے ایک ایسے خفیہ اڈے پر ہوں جس کا علم کسی کو نہیں ہے۔ میرے خاص ماتحت اور گارڈز بھی اس خفیہ اڈے کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ہیں۔ میں یہاں بالکل تنہا آتا ہوں اور تنہا رہتا ہوں۔"

وہ بولی۔ "پچھلی بار تم شیوانی سے ملنے کے لیے نیپال کے شہر کھٹمنڈو گئے تھے۔ وہاں اچانک ہی فرہاد پہنچ گیا تھا۔"

وہ ناگواری سے میرے بارے میں بولا۔ "وہ شیطان کی اولاد ہے۔ پتا نہیں کیسے اچانک شہ رگ تک پہنچ جاتا ہے؟ اس بار میں نے شیوانی کے دماغ کو بڑی سختی سے لاک کیا ہے۔ کوئی خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر نہیں پہنچ سکے گا۔ اور نہ ہی یہ معلوم کر سکے گا کہ میں اس سے کب اور کہاں ملنے والا ہوں؟"

"فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے بہت ہی چالباز ہیں۔ پتا نہیں کس طرح سرنگ بناتے ہوئے وہاں پہنچ جاتے ہیں جہاں ہم ان کے پہنچنے کی توقع بھی نہیں کرتے۔"

"آئندہ فرہاد کی کوئی چالبازی کام نہیں آئے گی۔"

"پچھلی بار فرہاد نے شیوانی کو الکا اگنی ہوتری کے روپ میں دیکھا ہے۔ ہوسکتا ہے اس کی تصویریں بھی اتاری ہوں اور وہ تصویریں اس نے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک پہنچا دی ہوں۔ اس طرح کیا وہ لوگ شیوانی کو شملہ جاتے وقت دیکھ نہیں سکتے۔"

"اوہ گاڈ! میں نے تو اس پہلو پر دھیان ہی نہیں دیا تھا۔ تمہاری اس بات نے مجھے چونکا دیا ہے۔ ہوسکتا ہے اس نے الکا اگنی ہوتری کی تصویریں اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں تک پہنچا دی ہوں۔ اب میں اور زیادہ محتاط رہوں گا۔ شیوانی کو شملہ نہیں جانے دوں گا۔ پہلے اس کا چہرہ تبدیل کراؤں گا۔ پھر اس کے بعد اس سے کہیں ملاقات کا وقت مقرر کروں گا۔"

ارنا کوف نے نومی کے مرضی کے مطابق کہا۔ "آئندہ اور زیادہ محتاط رہو۔ خوب سوچ سمجھ کر منصوبہ بناؤ کہ شیوانی سے کہاں ملو گے؟ اگر تم مناسب سمجھو تو میں تمہاری رازدار بن کر رہوں۔ جب تم شیوانی سے ملاقات کرتے رہو گے تو میں خیال خوانی کے ذریعے پہرا دیتی رہوں گی۔"

"ہاں۔ یہ مناسب رہے گا۔ پہلے میں یہ طے کر لوں کہ آئندہ شیوانی سے کب اور کہاں ملوں گا؟ اور کس طرح اس کے چہرے میں تبدیلیاں لاؤں گا۔ اس کے بعد میں

اپنے پاس بلاؤں گا۔ پھر تم خیال خوانی کے ذریعے میری اور شیوانی کی نگرانی کرتی رہو گی۔"

"وردان! تم میرے صرف محافظ اور محبوب ہی نہیں ہو۔ میرے بھگوان بھی ہو۔ تمہارے پاس آ کر میں بہت محفوظ ہوں اور اب تک زندہ سلامت ہوں۔ ورنہ فرہاد اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے تمام کالا جادو جاننے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ صرف میں ہی رہ گئی ہوں۔"

"فرہاد کے دل میں تمہیں ہلاک کرنے کی حسرت ہی رہ جائے گی۔ وہ کبھی تمہارے سائے تک بھی نہیں پہنچ پائے گا۔"

وہ بہت ہی غرور سے یہ دعویٰ کر رہا تھا اور میں اس وقت ارنا کوف کے اندر پہنچا ہوا تھا۔ مجھے شیوانی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ وہ بے چاری کہاں گم ہو گئی ہے؟ یہ معلوم کرنے کے لیے میں ارنا کوف کے دماغ میں کئی بار آ چکا تھا تاکہ اس کے ذریعے معلوم ہو کہ وردان اس سے کہاں ملنے والا ہے؟ اب ان کی باتیں سن کر معلوم ہوا تھا کہ اس نے اپنے منصوبے میں تبدیلی کی ہے۔ آئندہ پتا نہیں وہ اس سے کب اور کہاں ملنے والا تھا؟

اگر وہ ارنا کوف کو خیال خوانی کے ذریعے اپنی اور شیوانی کی نگرانی پر مامور کرتا تو پھر ہمارا کام بن سکتا تھا اور مجھے معلوم ہوسکتا تھا کہ وہ شیوانی کو آئندہ کہاں بلا کر اس کے ساتھ وقت گزارنے والا ہے؟

اس وقت وہ ارنا کوف سے پوچھ رہا تھا۔ "کیا تم خیال خوانی کرنے کے قابل ہو؟"

"بے شک میں ایسی کمزور بھی نہیں ہوں کہ خیال خوانی نہ کر سکوں۔ کیا مجھ سے کوئی کام لینا چاہتے ہو؟"

"تم بھول رہی ہو۔ ہم پچھلے بارہ گھنٹے سے اسرائیلی اکابرین کی طرف نہیں گئے ہیں۔ پتا نہیں وہ ڈمی انا ہیلا وہاں کیا کر رہی ہوگی؟"

ارنا کوف نے کہا "میں نے سوچا تھا وہاں جا کر کچھ معلوم کروں گی۔ پھر کمزوری کے باعث خیال خوانی کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ ویسے بھی تم ذہنی طور پر بری طرح الجھے ہوئے ہو۔ اگر میں اس ڈمی انا ہیلا سے مقابلہ کرنے کے لیے تمہیں وہاں بلاتی تو تم اور زیادہ پریشان ہو جاتے۔ میں نے سوچا بعد میں ہم اس دشمن انا ہیلا سے نمٹ لیں گے۔"

میں پہلی بار ارنا کوف کے دماغ میں آیا تھا۔ اس سے پہلے مجھے اس کے خیالات پڑھنے کی فرصت نہیں ملی تھی۔ اب پتا چلا تھا کہ ارنا کوف ڈمی انا ہیلا بن کر وہاں کسی دوسری انا ہیلا سے مقابلہ کرتی رہی تھی۔ ان کے مقابلے کے نتیجے میں

اسرائیل میں اچھا خاصا خون خرابہ ہو چکا ہے۔ بم کے دھماکے ہو چکے ہیں اور اسرائیلی آرمی کے کئی اہم افسران مارے گئے ہیں اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا تھا کہ دو نقلی انا ہیلا ایک دوسرے سے وہاں جنگ میں مصروف تھیں۔

اس وقت خیال خوانی کے ذریعے یہ تو معلوم ہو گیا کہ ایک انا ہیلا ارنا کوف ہے۔ دوسری انا ہیلا کون ہے یہ معلوم تو نہ ہوسکا لیکن اندازہ ہو گیا کہ وہ ڈمی سونیا ہے جو مجھ پر ہزار جان سے عاشق ہو گئی ہے اور وہاں اسرائیل میں بھی اپنے قدم جمانا چاہتی ہے۔

اتنی معلومات کے بعد یہ بات سمجھ میں آئی کہ بارہ گھنٹے پہلے ارنا کوف اور ڈمی سونیا ایک دوسرے سے اسرائیل میں ٹکراتی رہی ہیں۔ اور انا ہیلا بننے کا دعویٰ کرتی رہی ہیں۔ اب ارنا کوف کی شامت آ گئی تھی کیونکہ ڈمی سونیا اس کے دماغ میں گھس گئی تھی اور آئندہ اپنی مرضی کے مطابق اسے ناچ نچانے والی تھی۔

وردان نے کہا "ارنا کوف! تم انا ہیلا بن کر اسرائیلی اکابرین کے پاس چلو ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ دشمن انا ہیلا کیا کر رہی ہے؟"

اس نے پوچھا۔ "ہمیں وہاں جا کر کیا کہنا چاہیے؟ پچھلی بار ہم نے اس ڈمی انا ہیلا کی چالوں کو ناکام بنایا تھا۔ اور اس نے ہماری چالوں کو ناکام بنا دیا۔ دونوں کو ہی شکست ہوئی۔ اسرائیلی اکابرین ہم میں سے کسی پر بھی بھروسا نہیں کر رہے ہیں۔"

"ہمیں کسی نہ کسی طرح ان کا اعتماد حاصل کرنا ہوگا۔ تم وہاں چلو اور میری مرضی کے مطابق بولتی رہو۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی اسرائیلی آرمی کے ایک اعلیٰ افسر کے پاس پہنچ گئی۔ "میں انا ہیلا ہوں تم سے باتیں کرنے آئی ہوں۔"

"تم کونسی انا ہیلا ہو۔ تم دونوں نے ہمیں الجھا دیا ہے۔ تم میں سے جو بھی اصلی انا ہیلا ہے وہ نقلی انا ہیلا کو شکست دے کر اسے ختم کر کے ہمارے پاس آئے گی۔ تب ہم اسی ایک انا ہیلا پر بھروسا کریں گے۔"

ارنا کوف نے کہا "وہ جو دوسری فراڈ انا ہیلا ہے وہ بہت پراسرار بنتی ہے۔ ہمیں اپنے دماغ میں آنے نہیں دیتی نہ ہی کوئی بات کرتی ہے۔ ہم اسے اپنے پاس بلانا چاہتے ہیں، تو وہ ہمارے پاس بھی نہیں آتی۔ پھر تم ہی بتاؤ کہ ہم اس سے کس طرح نمٹ سکیں گے؟ وہ تو ہمیشہ اسی طرح ہمارے اور تم سب کے معاملات میں مداخلت کرتی رہے گی۔ نقصان پہنچاتی

رہے گی۔ اور ہم پر الزام دھرتی رہے گی کہ ہم تمہیں نقصان پہنچارہے ہیں۔''

''تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔ تمہارا دعویٰ ہے کہ تم نے بڑے بڑے جادوگروں اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں مثلاً ولاڈی میر اور ارنا کوف وغیرہ کو شکست دی ہے۔ اسی طرح فراڈ انا بیلا کو شکست دے کر ہمارے پاس آؤ۔''

میں اس وقت انا بیلا کے دماغ میں تھا۔ اور یہ دیکھ رہا تھا کہ اسرائیلی اکابرین دو عدد نقلی انا بیلا کے درمیان بری طرح الجھ گئے ہیں۔ اور انہوں نے یہ آخری فیصلہ کیا ہے کہ جب تک دو ٹیلی پیتھی جاننے والیاں انا بیلا بن کر آتی رہیں گی۔ اس وقت تک وہ کسی پر اعتماد نہیں کریں گے۔

ارنا کوف اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ وردان سے بولی''جب تک وہ کم بخت فراڈ انا بیلا میرے قابو میں نہیں آئے گی اس وقت تک ہم ان اکابرین کا اعتماد حاصل نہیں کر سکیں گے۔''

وردان نے کہا''ہمیں یہ اطمینان ہے کہ وہ فراڈ انا بیلا بھی ان کا اعتماد حاصل نہیں کر سکے گی۔ وہ اکابرین اس سے بھی یہی باتیں کریں گے۔''

میرا اندازہ تھا کہ وہ ڈمی سونیا بھی اس وقت ارنا کوف کے اندر ہوگی۔ اس کی اور وردان کی باتیں سن رہی ہوگی۔ پتا نہیں وہ آئندہ اسرائیل میں کیا کرنے والی تھی۔ اس وقت اس نے خاموشی اختیار کی تھی۔ ان کے مقابلے پر اسرائیلی اکابرین کو مخاطب نہیں کررہی تھی۔ میرا خیال تھا کہ وہ میرے عشق میں گرفتار ہوکر فی الحال کسی کام کے قابل نہیں رہی ہے۔

☆☆☆

جمیلہ اور نبیلہ کی والدہ صائمہ دل کی مریضہ تھی۔ ڈاکٹر نے کہا تھا۔ اسے کوئی بہت بڑا صدمہ نہیں پہنچنا چاہیے ورنہ یہ جانبر نہیں ہوسکے گی۔

لیکن حالات ایسے تھے کہ ایک کے بعد دوسرے صدمات چلے آرہے تھے۔ یہی صدمہ کچھ کم نہیں تھا کہ ان جڑواں بیٹیوں پر ایک ہندو شہ زور عاشق ہوگیا تھا اور انہیں دن رات پریشان کرتا رہتا تھا۔

پھر یہ کہ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے صائمہ اور اس کے شوہر عبدالرحمٰن کو اپنا معمول اور تابعدار بنالیا تھا۔ جس کے باعث وہ بیٹیوں کے خلاف ہوگئے تھے اور اس ہندو کی حمایت کرنے لگے تھے۔

جب پارس ان جڑواں بہنوں کی زندگی میں آیا تو صائمہ کو ایک ذرا اطمینان ہوا کہ اب بات بن جائے گی۔ پارس سے ان کا نکاح بھی پڑھایا جانے والا تھا۔ لیکن عین وقت سوامی وردان وشوانا تھ نے پارس پر جان لیوا حملہ کیا تو گولی ان جڑواں بہنوں کو لگی تھی۔

بیٹیاں زندگی اور موت کی جنگ لڑنے کے لیے آپریشن تھیٹر میں گئیں تو صائمہ صدمے سے اور ٹوٹ گئی۔

اس کے بعد ایک اور صدمہ پہنچا۔ شوہر نے الماری سے ریوالور نکال کر اچانک ہی اسے گولی ماری تو وہ زخمی ہوئی۔ پتا چلا کہ وردان نے اس کے شوہر کو مجبور کیا تھا۔ صرف اتنا ہی نہیں اس نے یہ بھی چیلنج کیا تھا کہ آئندہ پارس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کے دماغوں کو لاک کریں گے تو وہ ایک ایک کو گولی مار کر زخمی کرے گا۔ اور ان کے دماغ کے دروازے کھولتا جائے گا۔

صائمہ کو یقین ہوگیا تھا کہ اس کی بیٹیوں کو اس شیطان سے نجات نہیں ملے گی۔ اور ان کا بوڑھا باپ عبدالرحمٰن بھی اس شیطان کا غلام بن کر اپنے ہی خون کے رشتوں پر گولیاں چلاتا رہے گا۔ بہر حال یہ اتنے سارے صدمات تھے کہ صائمہ برداشت نہ کرسکی ایک رات بستر پر سونے گئی تو دوسری صبح آنکھیں نہ کھول سکی۔ ہمیشہ کے لیے گہری نیند سوگئی۔

جمیلہ اور نبیلہ کا رو رو کر برا حال تھا۔ انہیں بھی یقین ہونے لگا تھا کہ اس شیطان سے نجات اب ممکن نہیں ہے۔ بے شک پارس انہیں شیطان کے شر سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کررہا ہے۔ لیکن اب انہیں اپنی بدنصیبی کا پوری طرح یقین ہوگیا تھا۔

جب پارس نے فون کے ذریعے ان سے رابطہ کیا تو جمیلہ نے روتے ہوئے کہا۔''اس شیطان پر قابو پانا آسان نہیں ہے۔ آپ کب تک ہمارے لیے لڑتے رہیں گے؟''

نبیلہ نے کہا''وہ آپ کی جان کا دشمن بن گیا ہے۔ آپ اس سے چھپتے پھر رہے ہیں۔ ہمارے لیے اپنے آپ کو مصیبتوں میں ڈال رہے ہیں۔''

پارس نے کہا''میری فکر نہ کرو اور اس شیطان سے نہ ڈرو۔ میں تم لوگوں کو کوئی نقصان پہنچنے نہیں دوں گا۔''

جمیلہ نے کہا''نقصان تو پہنچ رہا ہے۔ ہماری امی ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہوگئی ہیں۔''

''یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی۔ یہ نہ سمجھو کہ انہیں اس شیطان نے مارا ہے وہ پہلے ہی دل کی مریضہ تھیں۔ ہر انسان کی زندگی میں صدمات آتے جاتے رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ مریضہ تھیں اس لیے صدمات برداشت نہ کرسکیں اور اللہ کو پیاری ہو گئیں۔''

''آپ ہمیں تسلیاں دے رہے ہیں۔ لیکن یہ یقین ہو چلا ہے کہ اب امی کے بعد وہ ہمارے ابو کے پیچھے پڑ جائے گا۔ آپ سے ہماری ایک التجا ہے۔''

''التجا نہ کرو محبت سے بولو کیا کہنا چاہتی ہو؟''

''ہم دونوں یہ چاہتی ہیں کہ ابو کے دماغ کو آپ کے ٹیلی پیتھی جاننے والے لاک نہ کریں۔ اس شیطان کو غصہ نہ دلائیں ورنہ وہ انہیں بھی ہلاک کردے گا۔''

''میری کوشش تو یہی ہے کہ تمہارے ابو پر کوئی آنچ نہ آئے لیکن کبھی کبھی بنتا ہوا کام بھی بگڑ جاتا ہے۔ سوچتا ہوں اگر میں تمہارے ابو کی پوری طرح حفاظت نہ کرسکا تو تم دونوں مجھ سے بدظن ہو جاؤ گی۔ میرے بارے میں غلط رائے قائم کرنے لگو گی۔''

دونوں نے تڑپ کر کہا۔''آپ ایسی باتیں نہ کریں ہم مرجائیں گی لیکن آپ کے خلاف کبھی نہیں سوچیں گی۔ آپ دل و جان سے ہم سب کی حفاظت کے لیے کوششیں کررہے ہیں۔''

جمیلہ نے کہا''مجھ سے غلطی ہوئی کہ میں نے آپ کو کوششیں کرنے سے باز رکھا۔ آپ بے شک ابو کے دماغ کو لاک کراسکتے ہیں اب ہم اس دشمن سے نہیں ڈریں گے۔''

''تم دونوں اسی طرح حوصلہ کرتی رہو گی تو میں بھی بڑے حوصلے سے اس دشمن کا مقابلہ کرتا رہوں گا۔ اور انشاء اللہ جلد ہی تمہیں کوئی بہت بڑی خوشخبری سناؤں گا۔''

''ہم آپ کی کامیابی کے لیے دعائیں مانگتی رہتی ہیں۔ ابھی اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہوگئی ہیں۔ جب ذرا زخم مندمل ہوگا تو ہم سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدۂ شکر ادا کریں گی کہ وہ معبود ہمیں بدترین حالات میں بھی جینے کا حوصلہ دے رہا ہے۔''

نبیلہ نے کہا''ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ اس نے شیطان کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے آپ جیسے فرشتے کو ہمارے پاس بھیجا ہے۔''

جمیلہ نے کہا''میں ہمیشہ تنہائی میں سوچتی رہتی ہوں کہ آخر آپ اس شیطان سے کس طرح لڑسکیں گے اور اسے اپنے قابو میں کرسکیں گے۔ سچ پوچھیے تو مجھے کوئی صورت نظر نہیں آتی ہے۔ جب بھی وردان کے بارے میں سوچتی ہوں تو ہر پہلو سے حاوی دکھائی دیتا ہے۔''

پارس نے کہا''اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اعتماد کمزور نہ ہونے دو پھر شیطان کبھی حاوی ہوتا نظر نہیں آئے گا۔ تم سب کی حفاظت کے لیے ہم نے ایک منصوبہ بنایا ہے اور جلد ہی اس پر عمل کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو کامیابی ہوگی۔''

''امی کو آخری آرام گاہ تک پہنچایا گیا ہے۔ ابو اب اکیلے ہوگئے ہیں۔ کہنے کو تو بہت سے رشتے دار ہیں۔ لیکن اس مصیبت کی گھڑی میں کوئی ہمارے کام نہیں آسکے گا۔''

نبیلہ نے کہا''آپ ہم سے رابطہ کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں آپ کا سہارا ملتا رہتا ہے لیکن ابو کا تو کوئی بھی نہیں ہے۔ بے چارے بالکل اکیلے ہوگئے ہیں۔''

''فکر نہ کرو۔ وہ اکیلے نہیں رہیں گے۔ ہم ایسے انتظامات کررہے ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ رہا کریں گے اور دشمن تم میں سے کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ ابھی میں جا رہا ہوں۔ پھر کسی وقت رابطہ کروں گا۔''

رابطہ ختم ہوگیا۔ اس کی آواز ان سے دور ہوگئی جب وہ دور ہوتا تھا تو وہ دونوں سہم کر وردان کے بارے میں سوچنے لگتی تھیں کہ شاید وہ پھر کوئی چور راستہ اختیار کرکے ان کے دماغوں میں پہنچ جائے گا۔ وہ ایسا کرنے میں اب تک کامیاب نہیں ہوا تھا۔ لیکن شیطان کا کیا بھروسا؟ وہ کسی وقت کچھ بھی کرسکتا ہے۔

دوپہر کو نماز ظہر کے بعد صائمہ کی تدفین ہوئی تھی عبدالرحمٰن نے بیٹیوں سے کہا تھا کہ وہ شام تک ان سے ملنے اسپتال آئے گا لیکن وہ نہیں آیا۔

شام سے رات ہوگئی۔ بیٹیاں پریشان ہونے لگیں۔ ان کے چچا تعزیت کے لیے آئے۔ ماں ہمیشہ کے لیے جدا ہوگئی تھی وہ انہیں صبر کی تلقین کرتے رہے۔ جمیلہ نے پوچھا''ابو کہاں ہیں؟ وہ شام کو آنے والے تھے۔''

چچا نے کہا''بھائی جان اندر سے بہت ٹوٹ گئے ہیں۔ قبرستان سے واپس آکر اپنے کمرے میں گئے تھے۔ پھر وہاں کمر سیدھی کرنے کے لیے لیٹے تو گہری نیند سو گئے۔ ہم نے بھی انہیں سونے دیا۔ شام چھ بجے بیدار ہوکر غسل کیا۔ لباس تبدیل کیا۔ پھر یہ کہہ کر نکل گئے کہ تم لوگوں سے ملنے جارہے ہیں۔''

نبیلہ نے پریشان ہوکر کہا''چچا جان! وہ شام کے نکلے ہوئے ہیں۔ یہاں کیوں نہیں آئے؟''

''بیٹی! آجائیں گے کہیں کسی کام سے رک گئے ہوں گے۔''

جمیلہ نے کہا''ہمارا دل گھبرا رہا ہے۔ انہیں یہاں آجانا چاہیے تھا۔''

چچا نے اثبات...... میں سر ہلاتے ہوئے کہا''تم لوگوں کے ساتھ عجیب حالات پیش آرہے ہیں۔ ایسے حالات

میں بھائی کو کہیں ادھر ادھر وقت نہیں گزارنا چاہیے لیکن وہ بھی کیا کریں..... اندر سے صدمات جھیل رہے ہیں۔ اوپر سے بہلنے کے لیے کہیں باتیں کرنے بیٹھ گئے ہوں گے۔ فکر نہ کرو وہ آ جائیں گے۔ میں جا رہا ہوں، دیکھتا ہوں کہ وہ کہاں مل سکتے ہیں؟''

یہ کہہ کر ان کے چچا وہاں سے رخصت ہو گئے۔ دل میں طرح طرح کے اندیشے جنم لے رہے تھے۔ رہ رہ کر وردان ان کے حواس پر چھا رہا تھا۔ ان کے تصور میں قہقہے لگا رہا تھا۔ نبیلہ نے پریشان ہو کر کہا ''ابو جہاں بھی گئے ہوں وہاں سے ہمیں فون تو کر سکتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی وہ کئی بار اس موبائل پر ہم سے باتیں کر چکے ہیں۔''

وہ پریشان ہوتی رہیں اور انتظار کرتی رہیں۔ رات گیارہ بجے انہوں نے گھر کے نمبر پر رابطہ کیا تو ان کی چچی کی آواز سنائی دی۔ ''ہاں بولو بیٹی! خیریت سے ہو نا؟''

''چچی جان! خیریت کہاں سے ہوگی؟ ابو نہ یہاں آ رہے ہیں نہ ہم سے رابطہ کر رہے ہیں۔ کیا وہ گھر میں ہیں؟''

''نہیں بیٹی! وہ تو شام کے نکلے ہوئے ہیں۔ ابھی تک لوٹ کر نہیں آئے ہم تو یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ تمہارے پاس ہوں گے۔''

''یا اللہ! وہ کہاں گم ہو گئے ہیں؟''

جمیلہ اور نبیلہ دونوں پریشان ہو کر ایک دوسرے کو تکنے لگیں۔ نبیلہ نے کہا ''پارس نے دوپہر کو کہا تھا کہ ہم سے کسی وقت رابطہ کریں گے۔ اب آدھی رات ہو گئی ہے۔ وہ بھی نہ جانے کہاں ہیں؟ انہوں نے اب تک رابطہ نہیں کیا۔''

جمیلہ نے تکیے کے پاس سے موبائل فون اٹھاتے ہوئے کہا ''میں رابطہ کرتی ہوں۔ ادھر ابو لاپتا ہو گئے ہیں ادھر ان کی طرف سے خاموشی ہے۔ اللہ دونوں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین''

اس نے بٹن دبا کر فون کو کان سے لگایا۔ دوسری طرف ٹیپ سے خاتون کی آواز ابھرنے لگی۔ آپ کے مطلوبہ نمبر سے فی الحال جواب موصول نہیں ہو رہا ہے۔ برائے مہربانی کچھ دیر بعد رابطہ کریں شکریہ۔

وہ فون کو بند کر کے نبیلہ کو دیکھتے ہوئے بولی ''شاید انہوں نے فون بند کر رکھا ہے۔ فی الحال ان سے باتیں نہیں ہو سکیں گی۔''

وہ دونوں مایوس ہو کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگیں۔ پارس ان کا آخری اور مضبوط سہارا تھا۔ اس سے بھی رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ وہاں اسپتال کے اس کمرے میں وہ دونوں بالکل ہی بے یار و مددگار ہو گئی تھیں۔

رات کے ایک بجے فون کا بزر سنائی دیا۔ وہ دونوں چونک گئیں۔ جمیلہ نے فوراً ہی فون کو اٹھا کر نمبر پڑھے۔ پھر کہا ''پتا نہیں یہ کس کا نمبر ہے؟ کوئی اجنبی ہمیں کال کر رہا ہے۔''

نبیلہ نے کہا ''دیکھو تو سہی کون ہے؟ ہو سکتا ہے پارس کسی دوسری جگہ سے فون کر رہے ہوں۔''

اس نے بٹن کو دبایا۔ پھر فون کو کان سے لگا کر کہا ''ہیلو آپ کون ہیں؟''

دوسری طرف سے وردان کی آواز سنتے ہی ذہن میں ایک دھماکا سا ہوا۔ دونوں ایکدم سے اچھل پڑیں پریشان ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔ وہ کہہ رہا تھا ''میں نے تمہارے باپ کے چور خیالات پڑھ کر یہ نمبر معلوم کیے تھے۔ سوچا تھا کبھی ضرورت کے وقت کال کروں گا...... وہ کہاں ہے؟''

جمیلہ نے پوچھا ''کس کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟''

''میں تمہارے باپ عبدالرحمٰن کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ کہاں ہے وہ؟''

''تم سے بہتر اور کون جانتا ہوگا کہ وہ کہاں ہیں؟ تم نے تو ان کے دماغ پر قبضہ جما رکھا ہے۔ انہیں اپنے اشاروں پر نچاتے رہتے ہو۔ انہیں گھر سے بے گھر کر دیا ہے۔ وہ شام کو گھر سے نکلے تھے اب تک لاپتا ہیں۔ خدا کے لیے ہم پر رحم کرو۔ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو۔ ہمارے ابو کو واپس کر دو۔''

''کیا تم یہ سمجھ رہی ہو کہ میں نے تمہارے ابو کو کہیں چھپایا ہے یا اسے بھی تمہاری ماں کی طرح اوپر پہنچا دیا ہے۔''

وہ تقریباً چیخ کر بولی ''نہیں ...... خدا کے لیے ایسی باتیں نہ کرو۔ اللہ نے چاہا تو میرے ابو زندہ سلامت رہیں گے اور تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔''

''زیادہ باتیں نہ کرو سیدھی طرح بتاؤ، تمہارا باپ کہاں ہے؟''

نبیلہ دوسرے بیڈ پر ..... اس سے کچھ فاصلے پر تھی لیکن وردان کی جو باتیں جمیلہ سن رہی تھی وہی باتیں سوچ کے ذریعے نبیلہ تک پہنچ رہی تھیں۔ اس نے کہا ''یہ وردان بہروپیا ہے جھوٹا ہے۔ ہمارے ابو کو اغوا کر کے کہیں چھپا دیا ہے؟ انہیں کسی مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ اور اب ہمارے پاس آ کر باتیں بنا رہا ہے۔''

''میں باتیں نہیں بنا رہا ہوں۔ سچ کہہ رہا ہوں مجھے تمہارے باپ کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔''

''یہ کیسے ہو سکتا ہے تم تو ان کے دماغ میں پہنچ جاتے ہو، ان کے خیالات پڑھ کر معلوم کر لیتے ہو کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟''

''یہی تو میرے لیے حیرانی کی بات ہے کہ میں اس کے دماغ میں پہنچ نہیں پا رہا ہوں۔ میں اس کے پاس جاتا ہوں تو وہ سانس روک لیتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ اس کے دماغ کو بھی لاک کر دیا گیا ہے۔ مجھے اس کے پاس پہنچنے سے بھی روک دیا گیا ہے۔''

جمیلہ نے خوش ہو کر پوچھا ''کیا تم سچ کہہ رہے ہو، کیا میرے ابو کے دماغ کو لاک کر دیا گیا ہے۔ تم ان کے اندر نہیں جا سکو گے اب انہیں نقصان نہیں پہنچا سکو گے؟''

وہ جیسے جل بھن کر بولا ''بہت خوش ہو رہی ہو۔ میں تم دونوں کی خوشیاں ابھی خاک میں ملا دوں گا۔''

اس کی بات ختم ہوتے ہی چھ گن مین کمرے میں دندناتے ہوئے آئے۔ وہ سب منہ پر نقاب لگائے ہوئے تھے انہیں کوئی چہرے سے پہچان نہیں سکتا تھا۔ ان میں سے دو نے ان دونوں کو گن پوائنٹ پر رکھا۔ جمیلہ نے ان دونوں کو دیکھتے ہی فون بند کر دیا تھا۔ پھر پوچھا ''کون ہو تم لوگ؟''

انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ نبیلہ نے چیخ کر کہا ''ہمیں پتا ہے اس شیطان نے تم لوگوں کو یہاں بھیجا ہے۔ تم ہمیں زخمی کرنا چاہتے ہو۔ تاکہ وہ ہمارے دماغوں میں گھس آئے۔''

وہ گونگے بنے ہوئے تھے انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ان دونوں کے قریب آ کر ان کے منہ پر ٹیپ لگا دیا۔ وہ دو اسٹریچر ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے انہیں اٹھا کر ایک ایک اسٹریچر پر ڈالا۔ پھر ٹرالی کو دھکیلتے ہوئے وہاں سے جانے لگے۔

رات کے دو بجنے والے تھے اسپتال میں ویرانی اور سناٹا تھا۔ رات کے وقت اسپتال کا عملہ مختصر سا ہوتا ہے۔ اس مختصر سے عملے کو واردات کرنے والوں کے ساتھیوں نے گن پوائنٹ پر رکھا ہوا تھا۔ اس لیے کوئی انہیں روکنے ٹوکنے والا نہیں تھا۔

باہر ایمبولینس کی طرح ایک بڑی سی سفید گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے پچھلے حصے کو کھول کر ان دونوں کو اسٹریچر سمیت اندر منتقل کر کے پچھلا حصہ بند کر دیا گیا۔ پھر وہ گاڑی وہاں سے چل پڑی۔

وہ دونوں اسٹریچر پر پڑی ہوئی آنکھیں پھاڑے اپنے قریب بیٹھے ہوئے چار مسلح افراد کو دیکھ رہی تھیں۔ خوف کے مارے گم صم سی تھیں۔ اگر ان کے منہ پر ٹیپ نہ لگایا جاتا تب بھی وہ بول نہیں پاتیں۔ ویسے بھی ان سے کچھ پوچھنا بے سود ہوتا۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آ گئی تھی کہ وردان ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے ناکام ہونے کے بعد اپنے آلہ کاروں کے ذریعے انہیں اغوا کرا رہا ہے۔

جمیلہ نے سوچا ''یا خدا! ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ پہلے ابو لاپتا ہوئے۔ شام کو گھر سے گئے تو اب تک واپس نہیں آئے۔ اب ہمیں اغوا کیا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم سے پہلے ابو کو اغوا کیا گیا ہے۔''

نبیلہ نے سوچ کے ذریعے کہا ''وردان جھوٹ کہہ رہا تھا کہ ابو کے دماغ کو لاک کیا گیا ہے۔ اس شیطان نے انہیں کسی طرح کا نقصان پہنچایا ہے اور اب ہمیں نقصان پہنچانے والا ہے۔''

جمیلہ نے کہا ''ہم پارس سے بھی رابطہ نہیں کر سکتے ان میں سے کسی نے ہمارا موبائل فون چھین لیا ہے۔''

''ہماری بھی کیا زندگی ہے۔ کوئی دن سکون سے نہیں گزر رہا ہے۔ کوئی نہ کوئی مصیبت آتی ہی چلی آ رہی ہے۔''

''اب تک تو پارس کا سہارا تھا۔ وہ ہماری ہر مصیبت میں کام آتے رہے۔ ہمارے دشمن سے لڑتے رہے۔ لیکن اب تو انہیں بھی معلوم نہیں ہوگا کہ ہمیں کہاں لے جایا جا رہا ہے؟''

''نبیلہ! اندازہ کرو کہ وہ شیطان ہمارے ساتھ کیسا سلوک کرے گا؟''

''شیطان پھر شیطان ہوتا ہے۔ وہ کمینے پن کی انتہا کر دے گا۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ ایسا وقت آنے سے پہلے ہم کس طرح اپنی جان پر کھیل سکتی ہیں؟''

''میرے ذہن میں بھی یہی بات آ رہی ہے کہ ایسا وقت آنے سے پہلے ہمیں خودکشی کر لینی چاہیے۔ لیکن خودکشی کرنے کے لیے ہمارے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔''

''ویسے یہ سوچ کر اطمینان سا ہو رہا ہے کہ وہ ابھی ہمارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کرے گا۔ کیونکہ ہمارے زخم کچے ہیں۔ وہ ان زخموں کے مندمل ہونے اور ہمارے صحت یاب ہونے کا انتظار کرے گا۔''

''اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ اپنی سلامتی کے لیے ہمیں کچھ وقت مل جائے۔ پارس کو خبر ہو جائے کہ ہمیں کہاں لے جا کر چھپایا جا رہا ہے تو وہ جان پر کھیل کر بھی ہمیں اس کی قید سے نکال لائیں گے۔''

وہ گاڑی تیز رفتاری سے چلی جا رہی تھی۔ جمیلہ اور نبیلہ کو وقت کا پتا نہیں چل رہا تھا۔ کئی گھنٹے گزرتے جا رہے تھے لیکن

گاڑی کہیں رک نہیں رہی تھی۔ چلتی چلی جارہی تھی۔ جب وہ ایک پیٹرول پمپ میں آ کر رکی۔ تو روشندان سے پتا چلا کہ رات گزر چکی ہے اور دن نکل آیا ہے۔

وہ دونوں دہلی شہر سے سیکڑوں میل دور نہ جانے کہاں پہنچنے والی تھیں؟ ان کا سفر رات دو بجے سے شروع ہوا تھا۔ دوسرے دن نو بجے وہ گاڑی ایک بنگلے کے احاطے میں آ کر رک گئی۔ اس کا پچھلا حصہ کھول کر دونوں بہنوں کو وہاں سے نکالا گیا۔ وہ اسی طرح اسٹریچر پر پڑی ہوئی تھیں۔ انہیں بنگلے کے اندر ایک بیڈ روم میں پہنچایا گیا۔ وہاں ایک بڑا سا ڈبل بیڈ تھا۔ ان دونوں کو اس بستر پر پہنچا دیا گیا۔ پہنچانے والے وہاں سے چلے گئے۔ صرف ایک گن مین رہ گیا۔

اب اس گن مین کے منہ پر ڈھاٹا بندھا ہوا نہیں تھا۔ اس نے ان دونوں کے منہ پر سے بھی ٹیپ ہٹا دیا تھا۔ ایسے وقت نبیلہ کچھ کرنا چاہتی تھی۔ پھر چپ ہوگئی۔ کمرے میں ایک ڈاکٹر ایک گن مین کے ساتھ آیا تھا۔ وہ ان دونوں بہنوں کا باری باری معائنہ کرنے لگا۔ اس نے دونوں کے زخموں کی مرہم پٹی کی۔ کھانے کے لیے دوائی دی۔ انجکشن لگایا۔ پھر یہ کہہ کر چلا گیا کہ شام کو آ کر دوبارہ انہیں اٹینڈ کرے گا۔

اس کے جانے کے بعد گن مین نے کہا ''ہمیں افسوس ہے کہ ہم نے آپ کو دہشت زدہ کیا۔ اب ایسی کوئی بات نہیں ہوگی۔ آپ یہاں بالکل محفوظ ہیں۔ وہ دشمن سوامی وردان وشواناتھ نہ یہاں کبھی پہنچ سکے گا نہ ہی آپ کے دماغوں میں آ سکے گا۔''

جمیلہ نے کہا ''تم سب کون ہو؟ اور ہمیں یہاں کیوں لائے ہو؟''

اس نے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''جواب آپ کے سامنے ہے۔''

وہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عبدالرحمن کھانے کی ٹرالی دھکیلتا ہوا دروازے سے داخل ہو رہا تھا۔ وہ دونوں اسے دیکھتے ہی خوش ہوگئیں۔ آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولیں۔ ''ابو! آپ یہاں ہیں؟''

باپ نے قریب آ کر دونوں بیٹیوں کی پیشانیوں کو چوم کر کہا ''ہاں بیٹی! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم محفوظ ہیں۔ ہمیں کسی دشمن نے اغوا نہیں کیا ہے۔ پارس نے ہماری حفاظت کی خاطر بڑی رازداری سے یہ ڈراما پلے کیا ہے۔ تاکہ دشمن کو یہ معلوم نہ ہو کہ ہمیں کہاں سے کہاں پہنچایا جارہا ہے؟''

وہ دونوں خوشی سے کھل گئی تھیں۔ بیٹھے بیٹھے سجدہ کرنا چاہتی تھیں لیکن زخموں کی تکلیف کے باعث ایسا نہ کر سکیں۔ خوشی کے مارے ایک دوسرے سے لپٹ کر رونے لگیں۔

ادھر وردان وشواناتھ کی پیشانی پر شکنیں آگئی تھیں۔ وہ فون پر جمیلہ سے باتیں کر رہا تھا۔ ایسے ہی وقت اچانک فون بند ہوگیا تھا۔ اس نے دوبارہ رابطہ کرنا چاہا تو پتا چلا کہ ادھر سے فون کو بند کر دیا گیا۔

پہلے تو اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اچانک فون کیوں بند ہو گیا ہے؟ پھر اس نے سوچا ''مجھے عبدالرحمن کے سلسلے میں دھوکا دیا گیا۔ وہ اپنی بیوی کی تدفین کے لیے قبرستان گیا تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ ابھی وہ ان معاملات میں مصروف رہے گا۔ مجھے اپنے معاملات میں مصروف رہنا چاہیے۔ جب وہ قبرستان سے واپس گھر آ کر سو گیا تو میں بھی اس کے دماغ سے چلا آیا۔ ایسے ہی وقت فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے اس کے دماغ کو لاک کر دیا اور اسے مجھ سے چھین لیا۔''

اس نے عبدالرحمن کے ذریعے ہم سب کو چیلنج کیا تھا کہ آئندہ ان میں سے کسی کی دماغ کو لاک کیا گیا تو وہ ایک ایک کو گولی مار کر زخمی کرے گا اور ان کے دماغ کے دروازے کھول جائے گا۔ ہمارے ہر حربے کو ناکام بناتا رہے گا۔

اس نے بڑے غرور سے یہ چیلنج کیا تھا اور اب اسے اپنے چیلنج کا جواب مل رہا تھا۔ ہم نے عبدالرحمن کے دماغ کو لاک کر کے اسے یہ سمجھا دیا تھا کہ اب وہ اپنے خونی رشتوں میں سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

اس کے سامنے یہ آخری راستہ رہ گیا تھا کہ وہ اپنے کسی آلہ کار کو فوراً اسپتال کی طرف روانہ کرے اور اس کے ذریعے جمیلہ اور نبیلہ کو گولی مار کر زخمی کرے۔ پھر ان کے دماغ میں جگہ بنا لے۔

یوں بھی وہ بے چاریاں آپریشن کے بعد زخم خوردہ تھیں۔ لیکن ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے بڑی سختی سے کر کے ان کے دماغ کو لاک کیا تھا اور اس کے بعد بھی وہ باری باری ان کے دماغوں میں موجود رہتے۔ یہ اندیشہ تھا کہ ان بہنوں کے دماغ آپریشن کے باعث کسی وقت بھی کمزور ہو سکتے ہیں۔ اور وردان ایسے وقت ان پر حاوی ہو سکتا ہے۔

بہر حال جب وہ اپنے ایک آلہ کار کے ذریعے اسپتال میں پہنچا تو پتا چلا۔ وہاں کئی گن مین آئے تھے۔ انہوں نے اسپتال کے عملے کو گن پوائنٹ پر رکھا تھا اور ان دونوں بہنوں کو وہاں سے کہیں لے گئے ہیں۔

وردان نے ان کے خیالات سے معلوم کیا کہ ان کے جانے کے بعد وہاں کا انچارج اور ڈاکٹر پولیس کو فون کرنا چاہتے تھے۔ لیکن قانون کے محافظوں کو اس واردات کی اطلاع نہ دے سکے۔ جب بھی وہ فون کرتے تھے تو غلط نمبر ڈائل ہوتا تھا۔

وردان کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ ہم نے اپنی ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان بہنوں کو اغوا کرایا ہے اور اب ان باپ بیٹیوں کو ایسی جگہ پہنچا دیا ہے۔ جہاں پہنچنا آسان نہیں ہوگا۔

وہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ دل ہی دل میں تسلیم کرنے لگا کہ میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے لوہے کے چنے ہیں۔ ہمیں چباتے چباتے اس کے جبڑے دکھنے لگے ہیں۔

☆☆☆

لومی کرسٹل اگرچہ مجھے دل و جان سے چاہتی تھی۔ میرا دل جیتنے کے لیے میرے قریب آنا چاہتی تھی۔ میری قربت حاصل کرنے کے لیے جذباتی طور پر بہت ہی بے چین ہوگئی تھی۔ لیکن اتنا کچھ ہونے کے باوجود باؤلی نہیں ہوئی تھی۔ اپنا اچھا برا خوب سمجھتی تھی۔ محبت میں اندھی ہو کر میری طرف آنے سے گریز کر رہی تھی۔

اس نے طے کر لیا تھا کہ پہلے ضروری کام نمٹائے گی۔ اس کے بعد مجھ سے ملاقات کا وقت مقرر کرے گی۔ اور اس کا پہلا ضروری کام یہ تھا کہ وہ الپا کو اپنے زیر اثر لانا چاہتی تھی جبکہ یہ دیکھ رہی تھی کہ اس کے دماغ کے اندر کوئی نہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا موجود رہتا ہے۔ چھ گھنٹے کے بعد وہ جاتا ہے تو دوسرا ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے اندر چلا آتا ہے۔ وہ ڈیوٹی دینے والے اگر ایک آدھ منٹ کے لیے غافل بھی ہوتے ہوں گے تو اس سے لومی کا بھلا نہیں ہو سکتا تھا۔

الپا پر تنویمی عمل کرنے کے لیے کم از کم ایک گھنٹا ضرور لگتا۔ اور ایک گھنٹے تک ہمارا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا اپنے فرائض سے غافل نہ ہوتا۔ ایسی سختی سے پہرا بٹھایا گیا تھا کہ وہ کوئی بھی چال چلتی تو ناکامی اس کا مقدر بن جاتی۔

الپا کے بازو کا زخم گہرا نہیں تھا۔ مرہم پٹی کے بعد اسے آرام آگیا تھا۔ یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ دس بارہ گھنٹوں کے اندر دماغی توانائی حاصل کر لے گی۔ پھر پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک کر لومی کو بھگا دیا کرے گی۔

اور وہ اپنے ارادوں سے باز آنے اور بھاگنے والی نہیں تھی۔ کسی نہ کسی طرح ہیرا پھیری سے الپا پر قابو پالینا چاہتی تھی۔

اس نے سونیا کے اندر آ کر یہ خیالات پیدا کیے کہ اسے اپنے بیٹے کبریا سے رابطہ کرنا چاہیے۔ سونیا نے الپا کو دیکھا پھر پوچھا ''کیا تم خیال خوانی کر سکتی ہو؟''

وہ بستر پر نیم دراز تھی۔ اپنے سر کو سہلاتے ہوئے بولی ''شاید چند گھنٹوں بعد میں خیال خوانی کے قابل ہو جاؤں۔ کیا آپ پاپا کو بلانا چاہتی ہیں؟''

''نہیں...... میں اپنے بیٹے کبریا سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ پتا نہیں اسرائیل سے نکلنے کے بعد وہ کہاں گیا ہے؟''

وہ موبائل فون نکال کر نمبر پنچ کرتے ہوئے بولی ''فون سے رابطہ کرتی ہوں پھر وہ میرے اندر آ کر بولنے لگے گا۔''

رابطہ ہو گیا۔ وہ بولی ''بیٹے! کہاں ہو تم؟ ماں کو فون پر اپنی خیر خیریت تو بتاتے رہا کرو۔''

''میں آپ سے بات کرنا چاہتا تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ آپ وہاں پاپا کے ساتھ کاٹیج میں ہیں۔ میں نے سوچا ڈسٹرب نہیں کرنا چاہیے۔ بائی دا وے۔ آپ نے فون کیا ہے تو ضرور کوئی خاص بات ہوگی؟''

''بس تمہاری خیریت معلوم کرنی تھی۔ تم وہاں اسرائیل میں بری طرح پھنس گئے تھے۔ لیکن اب کہاں ہو؟ کیا کر رہے ہو؟ کچھ تو معلوم ہونا چاہیے۔''

''میں کل شام تک آپ کے پاس پہنچنے والا ہوں۔ کیا پاپا وہاں موجود ہیں؟''

''نہیں۔ وہ الوشے کو لے کر بابا صاحب کے ادارے میں گئے ہیں۔ تمہاری سسٹر الپا یہاں میرے ساتھ ہے۔''

وہ الپا کے بارے میں بتانے لگی کہ کس طرح ایک اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی نے اسے زخمی کیا ہے۔ اب یہ اندیشہ ہے کہ وہ الپا کے اندر آ کر اس پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا سکتی ہے۔ لہٰذا اس سے پہلے ہی الپا کے اندر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ ہر چھ گھنٹے کے بعد ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں آتا ہے اور اگلے چھ گھنٹے تک اس کے اندر محتاط اور مستعد رہتا ہے تاکہ وہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کو نقصان نہ پہنچائے اور نہ ہی اسے اپنی تابعدار بنائے۔

وہ بولا ''یہ اچھی احتیاطی تدبیر کی گئی ہے۔ اب وہ دشمن عورت کبھی سسٹر کے دماغ میں نہیں آئے گی۔''

''تمہیں اپنی سسٹر کے پاس جا کر اس کی خیریت معلوم کرنی چاہیے۔ اس سے محبت اور ہمدردی کرنی چاہیے۔''

''میں ابھی جا رہا ہوں۔''

''ذرا رک جاؤ۔ میری بات سنو! بابا صاحب کے ادارے کے ٹیلی پیتھی جاننے والے مختلف معاملات میں مصروف رہتے ہیں۔ انہیں الپا کے دماغ میں بھی مصروف رکھنا

مناسب نہیں ہے۔ آج کل فارغ ہو۔ کیا تم اپنی سسٹر کے دماغ میں رہ کر ڈیوٹی نہیں دے سکتے۔ اس کی حفاظت نہیں کر سکتے؟''

''ضرور کر سکتا ہوں آپ کہہ رہی ہیں۔ تو میں ابھی جا رہا ہوں۔ وہاں ہمارا جو بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ڈیوٹی پر ہوگا۔ میں اسے فارغ کر دوں گا۔''

پھر وہ الپا کے پاس آ کر بولا ''ہائے سسٹر! کیسی ہو؟''

''بس ٹھیک ہی ہوں۔ میرے حالات تو معلوم ہو چکے ہوں گے۔ یہ بتاؤ تم کہاں ہو؟ کیا کر رہے ہو؟''

''میں جہاں بھی ہوں خیریت سے ہوں اور کل شام تک آپ کے اور ماما کے پاس پہنچنے والا ہوں۔''

''ہم بہت دنوں سے بچھڑے ہوئے ہیں۔ تم آؤ گے تو مجھے بڑی خوشی ہوگی۔''

''وہ تو میں کل آؤں گا۔ لیکن ابھی آپ کے دماغ میں موجود رہوں گا۔ تقریباً چھ گھنٹے تک آپ کی نگرانی کرتا رہوں گا۔ کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والی کو اندر نہیں آنے دوں گا۔''

''پاپا نے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو میرے اندر موجود رہنے کی ہدایات کی ہیں۔ اس وقت بھی کوئی موجود ہوگا۔''

ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے نے کہا ''یس میڈم! میں موجود ہوں اور کبریا بابا کی باتیں سن رہا ہوں۔''

کبریا نے کہا ''میں تمہیں فارغ کرنا چاہتا ہوں۔ بہتر ہے کسی دوسری جگہ مصروف رہو میں یہاں اپنی سسٹر کے پاس رہوں گا۔''

اس نے کہا ''آپ جو کہیں گے وہ کروں گا۔ لیکن میں یہاں آپ کے پاپا کے حکم پر آیا ہوں۔ اس لیے ان سے اجازت لینی ضروری ہے۔''

''ٹھیک ہے پاپا ابھی آ کر تمہیں اجازت دیں گے۔''

کبریا نے میرے پاس آ کر کہا ''پاپا! میں سسٹر کے پاس ہوں۔ اور آئندہ چھ گھنٹوں تک ان کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔''

میں نے کہا ''یہ تو اچھی بات ہے کہ تم اپنی سسٹر کے ساتھ وقت گزارو گے اور ادھر ہمارے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو وہاں فرصت مل جائے گی۔ وہ کسی دوسری جگہ مصروف ہو جائے گا۔''

''وہ آپ کی اجازت کا منتظر ہے۔ آپ ابھی اس سے کہہ دیں۔''

میں نے الپا کے اندر آ کر اسے مخاطب کیا۔ ''کبریا یہاں موجود رہے گا۔ تم ابھی جا کر آرام کرو۔ پھر کسی ضرورت کے وقت تمہیں یاد کیا جائے گا۔''

وہ شکریہ ادا کر کے چلا گیا۔ میں نے الپا کی خیریت پوچھی۔ پھر سونیا سے کہا۔ ''ابھی میں بابا صاحب کے ادارے میں ہوں۔ رات یہیں گزاروں گا۔ دوسری صبح تمہارے پاس آؤں گا۔ تم الپا کا خیال رکھنا۔ ہمارا بیٹا خیال خوانی کے ذریعے اس کی نگرانی کرتا رہے گا۔''

میں وہاں سے چلا گیا۔ ایسے وقت سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ نومی وہاں کیسا کھیل کھیلنے والی ہے؟ اس کی وجہ سے میں، سونیا اور کبریا سب ہی آ رہے تھے، جا رہے تھے۔ اس کے ہاتھوں کٹھ پتلیوں کی طرح متحرک ہو گئے تھے۔

اس نے کبریا کو الپا کے اندر پہنچا دیا تھا۔ اب وہاں اسے پہنچا کر وہ کس طرح فائدہ حاصل کرنا چاہتی تھی یہ بات ابھی سمجھ سے باہر تھی۔ فی الحال تو ہم سب اس بات سے مطمئن ہو گئے تھے کہ ہمارا اپنا بیٹا الپا کی نگرانی کے لیے اس کے پاس موجود ہے۔

اس نے اپنے طور پر میدان ہموار کر لیا تھا۔ وہ جو چاہتی تھی وہی ہو رہا تھا۔ اب اسے مناسب وقت کا انتظار تھا۔

میں وہاں سے چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سونیا اپنے کمرے میں سونے کے لیے چلی گئی۔ الپا نے کہا ''کبریا! یہاں تو رات ہو رہی ہے۔ میں سو جاؤں گی۔ لیکن تم کب تک میرے اندر یوں ہی چپ چاپ رہو گے؟''

''مجھے پہلی بار بڑی بہن کی خدمت کا موقع مل رہا ہے۔ میں تو چھ گھنٹے گزرنے کے بعد بھی صبح تک تمہارے پاس موجود رہوں گا۔''

وہ خوش ہو کر بولی ''آئی لو یو برادر!''

وہ بولا ''آئی لو یو ٹو۔''

ایسے ہی وقت نومی کرسٹل نے اعلیٰ بی بی کا لب و لہجہ اختیار کیا پھر کہا ''اینڈ آئی لو بوتھ آف یو۔''

کبریا نے پوچھا ''عالی! تم کیسے چلی آئیں؟''

''مجھے ابھی معلوم ہوا کہ سسٹر کے ساتھ کیا کچھ ہو چکا ہے اور یہ یہاں زخمی پڑی ہیں۔''

پھر وہ الپا سے بولی ''سسٹر! تمہارا زخم کیسا ہے؟''

''پریشانی کی کوئی بات نہیں معمولی سا زخم ہے۔ جلدی بھر جائے گا۔ صبح تک دماغی توانائی حاصل ہو جائے گی۔''

''پھر تو دماغی توانائی حاصل ہونے تک میں آپ کے پاس رہوں گی۔''

کبریا نے کہا ''ارے واہ! میں وعدہ کر چکا ہوں۔ سسٹر کے ساتھ صبح تک یہاں رہوں گا۔''

''تم بعد میں بھی آ کر رہ سکتے ہو۔ مجھے سسٹر سے ضروری باتیں کرنی ہیں۔''

''تو کرو تمہیں کس نے روکا ہے؟''

''تم سمجھتے کیوں نہیں یہ عورتوں کی باتیں ہیں۔ تمہارے سامنے نہیں ہوں گی۔ پلیز تم یہاں سے چلے جاؤ۔''

الپا نے کہا ''کبریا! پھر تو تمہیں جانا چاہیے۔''

''ٹھیک ہے، میں چلا جاؤں گا مگر آدھے گھنٹے میں واپس آ جاؤں گا۔''

''آدھے گھنٹے میں باتیں نہیں ہو سکیں گی۔ پلیز سسٹر! اسے سمجھاؤ میرا پرسنل معاملہ ہے۔ یہ معاملہ میں ماما اور پاپا کے سامنے براہ راست پیش نہیں کر سکتی۔ آپ کے ذریعے پیش کرنا چاہتی ہوں۔''

''اچھا اچھا سمجھ گئی۔ بہت ہی پرسنل اور اہم معاملہ ہے۔ پلیز کبریا! اب تم یہاں سے جاؤ۔ عالی میرے پاس رہے گی۔ تم چھ گھنٹے بعد چلے آنا۔''

''آل رائٹ سسٹر! تم کہہ رہی ہو تو مجھے جانا ہی ہوگا۔ میں ٹھیک چھ گھنٹے بعد آ جاؤں گا۔''

وہ چلا گیا۔ وہ الپا سے بولی ''سسٹر! کیا میں یقین کر لوں کہ کبریا جا چکا ہے؟''

الپا نے کہا ''تم بہن بھائی لڑتے بہت ہو اور اتنی ہی محبت بھی کرتے ہو۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تمہارے پرسنل معاملے کی بات سن کر یہاں نہیں رہے گا۔ ویسے اگر وہ شرارت سے رکا ہوا ہے۔ چھپا ہوا ہے تو میں اس سے ناراض ہو جاؤں گی۔ اور میں جانتی ہوں کہ وہ اپنی بڑی بہن کو ناراض نہیں کرے گا۔ ہیلو کبریا! تم موجود ہو؟''

کوئی جواب نہیں ملا وہ واقعی جا چکا تھا۔ نومی ہر طرح سے مطمئن ہوتی رہی۔ الپا نے کہا ''پلیز عالی! اب یقین بھی کر لو کہ وہ جا چکا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ وہ تم سے شرارت کرے گا مجھ سے نہیں کرے گا۔ وہ جا چکا ہے اب اپنا پرسنل معاملہ بیان کرو۔''

وہ لب و لہجہ بدل کر ایک ادا کے ساتھ بولی ''ہائے پرسنل معاملہ بڑا مشکل ہوتا ہے۔ بڑی مشکل سے راستہ ہموار ہوتا ہے تب ہم اپنے اصل معاملات تک پہنچ پاتے ہیں۔''

الپا اس کے بدلے ہوئے لب و لہجے سے چونک گئی تھی۔ ناگواری سے بولی ''کون ہو تم؟''

''کیا اتنی جلدی بھول گئیں؟ تمہیں زخمی کرتے ہی تمہارے اندر آ گئی تھی۔ پھر فرہاد علی تیمور نے تمہارے دماغ پر پہرے بٹھا دیے۔ بڑی مشکل ہو گئی۔ میں پریشان ہو گئی کہ کس طرح تمہارے دماغ میں جگہ بناؤں اور اپنا مقصد حاصل کروں؟ تھینکس گاڈ! میرا یہ مقصد اب پورا ہونے والا ہے۔''

سونیا دوسرے کمرے میں تھی۔ الپا نے اسے مخاطب کرنے کے لیے چیخنا چاہا۔ اس سے پہلے ہی نومی نے اس کے دماغ پر قبضہ جما لیا۔ وہ منہ سے کوئی آواز نہ نکال سکی۔ ہونٹ جیسے ایک دوسرے سے چپک کر رہ گئے۔ وہ اپنے بس میں نہیں رہی تھی۔ اس کے احساسات جذبات اور تمام ارادے اس کے اپنے اختیار میں نہیں رہے تھے۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی آہستہ آہستہ گہری نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔

☆☆☆☆

جینا بابا صاحب کے ادارے میں تھی۔ تقریباً ایک برس پہلے کبریا سے اس کی دوستی ہوئی تھی۔ پھر وہ دوستی محبت میں بدلتی چلی گئی تھی اس کے ساتھ مسئلہ یہ تھا کہ وہ لڑکی ہوتے ہوئے بھی لڑکی نہیں تھی۔

وہ پیدائش کے وقت ادھوری رہ گئی تھی۔ ڈاکٹروں نے کہا تھا کہ آپریشن کے ذریعے اسے مکمل طور پر لڑکی بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس میں ایک ذرا جان کا خطرہ بھی ہے اور لاکھوں روپے کے اخراجات بھی ہیں۔

اس کے ماں باپ بے حد غریب تھے۔ انہوں نے لاکھوں روپے تو دور کی بات ہے سو روپے کا ایک نوٹ بھی یکمشت نہیں دیکھا تھا۔ بڑی تنگدستی اور محتاجی کی زندگی گزارتے رہے تھے۔

جینا کی پیدائش کے بعد حالات کچھ بدلنے لگے۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ خوش قدم ہے۔ اس کے آتے ہی گھر میں تینوں وقت کھانے کے لیے اناج آنے لگا تھا۔ روپے پیسے بھی کہیں نہ کہیں سے ملنے لگے تھے۔ رام مندر کے ایک پنڈت جی نے اس کی جنم کنڈلی بنائی تھی اور یہ پیش گوئی کی تھی کہ جینا دیوی کا اوتار ہے۔ یہ دکھ درد دور کرنے اور سکھ شانتی لانے والی دیوی ہے۔ یہ ہماری دنیا میں بڑا نام کرے گی۔

اس وقت اس کا کوئی نام نہیں تھا۔ سب اسے سہاگن دیوی کہنے لگے۔ سہاگن اس لیے کہنے لگے کہ وہ مکمل لڑکی نہیں تھی۔ کبھی کسی کی دلہن نہیں بن سکتی تھی۔ اور دیوی اس لیے سمجھنے لگے کہ وہ دس برس کی عمر سے ہی کبھی کبھی کوئی نہ کوئی چمتکار دکھانے لگی تھی۔

وہ کبھی کسی مریض کے پاس جاتی اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بھگوان سے پرارتھنا کرتی تو اس کے دکھ درد میں کمی ہونے لگتی تھی۔ کبھی کسی ماں سے کہتی کہ تمہارا بچھڑا ہوا بیٹا واپس

آنے والا ہے تو وہ دو چار دنوں میں ہی واپس آجاتا تھا۔ مختلف مذاہب کے بے شمار لوگ اس کے عقیدت مند ہو گئے تھے اور دان دکشنا کے طور پر اس کے ماں باپ کو کچھ نہ کچھ دیا کرتے تھے۔

اسی طرح دن گزرتے رہے اور پھر جب وہ جوان ہوئی تو بڑے ہی ڈرامائی انداز میں کبریا سے اس کی دوستی ہو گئی۔ وہ دونوں طویل عرصے تک ایک دوسرے کے ساتھ رہے۔ اور مختلف اچھے برے حالات سے گزرتے رہے۔

ان کی دوستی اور محبت کا ذکر بہت پہلے ہو چکا ہے۔ کبریا نے اس کے خیالات پڑھ کر کہا تھا کہ اس کے اندر غیر معمولی صلاحیتیں چھپی ہوئی ہیں۔ وہ کوشش کرے گی تو وہ صلاحیتیں رفتہ رفتہ ابھر کر سامنے آتی رہیں گی۔

اس کی غیر معمولی صلاحیت یہ تھی کہ اسے وقت سے پہلے پیش آنے والے واقعات کا علم ہو جاتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں کہا جا سکتا تھا کہ اسے آگہی حاصل ہوتی تھی۔

اس کی دوسری غیر معمولی صلاحیت یہ تھی کہ وہ کسی کو بہت توجہ سے دیکھتی تھی تو اس کے اندر کا حال معلوم ہونے لگتا تھا۔ کبریا نے کہا تھا ''یہ اس بات کے آثار ہیں کہ تم خیال خوانی کر سکتی ہو۔ غیر شعوری طور پر کسی اجنبی کے دماغ میں پہنچ جاتی ہو۔ غیر شعوری طور پر اس کے خیالات پڑھتی ہو اور تمہیں خود پتا نہیں چلتا کہ کیا کر رہی ہو؟ بس اس کے خیالات تمہیں معلوم ہو جاتے ہیں۔''

ان دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ کچھ عرصے تک بہت اچھا وقت گزارا تھا۔ پھر حالات ناموافق ہونے لگے۔ گجرات کے ہندو سیاستدانوں نے ان کے ایک ساتھ رہنے پر اعتراض کیا۔ ہندو جنتا کو یہ کہہ کر ورغلایا کہ ہم ہندو ہیں۔ ہماری سہاگن دیوی کو ایک مسلمان کے ساتھ نہیں رہنا چاہیے۔

محبت آہستہ آہستہ دلوں میں جگہ بناتی ہے لیکن نفرت کی آگ ایک بار ہی بھڑکتی ہے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے دور تک پھیل جاتی ہے۔ ان کے ایک ساتھ رہنے پر بھی اعتراضات ہونے لگے۔ ہندو مخالفتیں کرنے لگے۔ پھر جینا اور کبریا کے درمیان بھی محبت اور شادی کے بارے میں اختلافات پیدا ہونے لگے تھے۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دل و جان سے چاہنے لگے تھے۔ لیکن جینا شادی اور ازدواجی زندگی کے مرحلوں سے نہیں گزر سکتی تھی۔ اس کے لیے آپریشن کرانا لازمی تھا تا کہ وہ مکمل عورت بن سکے اور آپریشن سے وہ گھبراتی تھی۔ اس نے خواب میں دیکھا تھا کہ ڈاکٹر اس کا علاج کر رہے ہیں۔ وہ علاج کے مختلف مراحل سے گزر رہی ہے۔ لیکن آخری مرحلے سے گزرتے وقت آپریشن ناکام ہوتا ہے اور وہ مر جاتی ہے۔

اس نے پریشان ہو کر کبریا سے کہا ''میں مرنا نہیں چاہتی۔ تمہارے ساتھ ایک لمبی عمر گزارنا چاہتی ہوں۔ کیا ضروری ہے کہ ہم شادی کریں اور ازدواجی زندگی گزاریں؟''

کبریا نے دیکھا تھا کہ اکثر اس کے خواب سچ ثابت ہوتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی چاہنے والی اسے ازدواجی مسرتیں دینے کے لیے خطرات سے کھیلے اور ہمیشہ کے لیے بچھڑ جائے۔

انہوں نے طے کیا تھا کہ شادی نہیں کریں گے۔ اور دنیا والے اسی بات پر معترض تھے کہ وہ کس رشتے سے ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں جبکہ ایک ہندو ہے اور دوسرا مسلمان؟

جینا نے ایک رات خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے۔ ''حالات ناموافق ہیں اور وہ دونوں فی الحال شادی کر سکتے ہیں نہ ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں۔ لہٰذا کچھ عرصے کے لیے جینا کو کبریا سے دور ہو جانا چاہیے۔ یہ دوری ان دونوں کے لیے بہتر ثابت ہوگی۔''

وہ یہ خواب دیکھنے کے بعد کبریا سے کچھ کہے سنے بغیر وہاں سے چلی گئی تھی۔ کبریا نے خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر آ کر پوچھا ''مجھ سے کیوں دور ہو گئی ہو؟''

اس نے کہا ''اسی میں ہماری بہتری ہے۔ مجھے آگہی ہے کہ ہم بچھڑ تو رہے ہیں لیکن پھر کبھی ضرور ملیں گے۔ اور شاید اس وقت تک میرے اندر کچھ انقلابی تبدیلیاں آ جائیں گی۔''

انہیں ایک دوسرے سے جدا ہوئے ایک برس سے زیادہ عرصہ گزر گیا تھا۔ اس دوران میں جینا کبھی مندروں اور گردواروں میں جاتی رہی۔ کبھی چرچ میں اور یہودیوں کی عبادت گاہوں میں جا کر مذہبی پیشواؤں اور عالموں سے ملتی رہی ہر مذہب کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہی۔ ہندو دھرم کی روحانی تعلیمات کے مطابق گیان دھیان میں معروف رہی۔

پھر ایک رات اس نے خواب میں دیکھا۔ وہی بزرگ اس سے فرما رہے تھے ''اب تم پیرس کے مضافاتی علاقے میں چلی آؤ۔ وہاں جناب علی اسد اللہ تبریزی کا ادارہ ہے۔ اس ادارے کا دروازہ تمہارے لیے کھلا رہے گا۔''

اس نے بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں بہت کچھ سنا تھا۔ یہ بھی سنا تھا کہ غیر مسلموں کے لیے اس ادارے کا دروازہ کھولا نہیں جاتا۔ کبھی کسی غیر مذہب والے کو وہاں قدم رکھنے کی اجازت نہیں ملتی۔ اور نہ ہی کوئی چوری چھپے یا جبراً وہاں داخل ہو سکتا ہے۔

وہ پیرس پہنچی تو بابا صاحب کے ادارے کی گاڑی اسے لینے آئی تھی۔ وہ اس گاڑی میں بیٹھ کر اس ادارے کے صدر دروازے پر پہنچی تو وہ دروازہ اس کے لیے کھول دیا گیا۔ وہاں کے علمائے دین اور ڈاکٹروں نے اس کا استقبال کیا۔ اسے بتایا گیا کہ وہاں اسے اس کے علاج کے لیے بلایا گیا ہے۔ یہاں اس میں یہ انقلابی تبدیلیاں آئیں گی کہ وہ مکمل ایک لڑکی بن جائے گی۔ پھر اس کے اندر جو غیر معمولی صلاحیتیں ہیں وہ ابھر کر سامنے آ جائیں گی۔

بابا صاحب کا ادارہ کئی کلومیٹر تک پھیلا ہوا تھا۔ وہاں بہت عالیشان مسجد، مدرسہ، اسکول، یونیورسٹی، اسپتال، سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کی درس گاہیں اور سائنسی لیبارٹری وغیرہ تھیں۔ دنیا کے تجربے کار ماہر، معلم، ڈاکٹر اور سائنس دان تھے۔

وہاں کم سن بچوں اور نوجوان طلبہ و طالبات کے لیے خوبصورت اور آرام دہ ہاسٹل بنے ہوئے تھے۔ ماہرین کی نگرانی میں نصابی تعلیم کے علاوہ یوگا، جمناسٹک اور مارشل آرٹ وغیرہ کی تربیت دی جاتی تھی۔ جینا نے سنا تھا کہ اسلام انتہا پسندوں کا مذہب ہے۔ اسلامی تعلیمات دینے والے لکیر کے فقیر ہیں۔ وہ ماضی کی طرف اور پسماندگی کی طرف لے جاتے ہیں۔

لیکن وہ وہاں کے جدید تعلیم و تربیت کے طور طریقے اور سائنسی لیبارٹری وغیرہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔ وہاں ایسا اتحاد، ایسی تنظیم اور ایسا ایمان افروز ماحول تھا کہ وہ پہلے ہی دن متاثر ہو گئی تھی۔ اس کے دل نے کہا، وہاں سے کبھی نہیں جائے گی۔ لیکن جناب تبریزی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیں اور کہا ''بیٹی! تمہیں یہاں صرف چالیس دنوں کے لیے بلایا گیا ہے۔''

اس نے مایوس ہو کر پوچھا ''صرف چالیس دنوں کے لیے؟''

''ہاں...... تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ یہ چالیس دن تمہاری زندگی کے سب سے اہم اور یادگار دن ہوں گے۔ انہیں تم کبھی بھلا نہیں پاؤ گی۔''

وہاں اس کی زندگی کا ایک ایک منٹ ایک ایک پل تعلیم و تربیت میں اور اس کے علاج میں گزرنے لگا۔ علاج بہت مشکل تھا لیکن اس کے لیے اتنی آسانیاں اور سہولتیں فراہم کی گئی تھیں کہ اسے علاج کے دوران میں مشکلات کا احساس نہ ہو سکا۔ بچپن سے اسے یہی بتایا گیا تھا کہ کبھی آپریشن ہوگا تو وہ جان لیوا ہوگا۔ لیکن جب وہ بابا صاحب کے ادارے میں آپریشن کے مرحلے سے گزری تو اسے ویسا ہی لگا جیسے وہ کئی گھنٹوں تک گہری نیند سوتی رہی تھی۔ اور جب بیدار ہوئی ہے تو ایسی شدید تکالیف کا سامنا نہیں ہوا جن سے اکثر آپریشن کے بعد گزرنا پڑتا ہے۔

جب وہ ہوش میں آئی اور اسے معلوم ہوا کہ وہ ایک مکمل لڑکی بن گئی ہے تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ یہ خوشخبری سنتے ہی سب سے پہلے کبریا اس کی آنکھوں کے سامنے چلا آیا۔ اگرچہ وہ چشم تصور میں مجسم ہو کر آیا تھا۔ تاہم اسے دیکھتے ہی وہ ایک دم سے شرما گئی۔ دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا لیا۔ کبریا نے پوچھا ''مجھ سے کیوں شرما رہی ہو؟''

وہ حیا کے مارے کچھ بول نہیں پا رہی تھی۔ جو اس کے جسم و جان کا مالک بننے والا تھا۔ وہ سامنے آ گیا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے آ گیا ہے۔ وہ بولا ''میری جان! یوں شرماتی لجاتی ہوئی بہت اچھی لگ رہی ہو۔ سیدھی دل میں اتر رہی ہو۔''

اسے یوں لگا جیسے وہ بالکل قریب آ گیا ہے۔ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہہ رہا ہے۔ ''ان ہاتھوں کو چہرے پر سے ہٹاؤ۔ حیا سے تمتماتا ہوا یہ چہرہ دیکھنے تو دو۔''

وہ ہاتھ نہیں ہٹا رہی تھی۔ انکار میں سر ہلا رہی تھی۔ اسے آواز سنائی دی ''مجھ سے کیوں شرما رہی ہو؟ میں تو کبریا کی ماں ہوں۔''

وہ نسوانی آواز سن کر چونک گئی۔ چہرے پر سے ہاتھ ہٹا کر دیکھا تو سامنے آمنہ کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھوں میں پھولوں کا خوبصورت سا گلدستہ تھا۔ وہ اسے گلدستہ پیش کرتے ہوئے بولی۔ ''میں آمنہ فرہاد ہوں۔ کبریا میری سوکن سونیا کا بیٹا ہے۔ لیکن ہمارے درمیان کبھی کوئی سوتیلا پن نہیں ہوتا۔ کبریا میرے شوہر کا بیٹا ہے۔ اس لیے میرا بھی سگا بیٹا ہے۔''

وہ بولی ''میں نے سنا تھا کہ آپ اسی ادارے میں رہتی ہے لیکن حیران ہو رہی تھی کہ اب تک آپ مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئیں۔ یا مجھے آپ سے کیوں نہیں ملایا گیا؟''

''میں دینی معاملات میں مصروف رہتی ہوں۔ اور دنیاوی معاملات سے دور رہتی ہوں۔ اسی لیے تم سے ملاقات نہ کر سکی۔ لیکن آج اتنی بڑی خوشی حاصل ہوئی ہے کہ میرا یہاں آنا اور تم سے ملنا بہت ضروری ہو گیا تھا۔ اس لیے چلی آئی ہوں۔''

وہ بیڈ کے سرے پر بیٹھ کر بولی ''تم نے یہاں پچیس دن گزارے ہیں۔ مزید پندرہ دن اور یہاں رہو گی۔ میں نے تمہاری پروگریس رپورٹ پڑھی ہے۔ ماشاء اللہ تم بہت ہی ذہین اور حاضر دماغ ہو۔ تمہارے اندر ابتدا سے قدرتی طور پر خیال خوانی کی صلاحیتیں تھیں۔ یہاں آ کر یہ اجاگر ہو گئی ہیں۔''

''میں نے یہاں آ کر پچیس دنوں میں جس قدر علم حاصل کیا ہے۔ اور جتنی تربیت حاصل کی ہے وہ شاید میں باہر کی دنیا میں رہ کر ساری زندگی حاصل نہ کر پاتی۔ میں جناب علی اسد اللہ تبریزی اور یہاں کے معلمین اور ماہرین کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔''

''ہمارا شکریہ ادا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر ادا کرو۔ تم پچھلے ایک برس میں کتنے ہی ممالک میں جاتی رہیں۔ ہر مذہب کی عبادت گاہوں میں گئیں اور ان کے ڈھنگ سے عبادت کرتی رہیں۔ یہاں آ کر تم نے ہمارے ڈھنگ سے بھی عبادت کی۔ نماز پڑھنا سیکھ لی۔ ہمارے دین اسلام کے بارے میں بھی اسٹڈی کرتی رہتی ہو۔ جب تم مکمل طور پر صحت یاب ہو جاؤ۔ چلنے پھرنے کے قابل ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدۂ شکر ضرور ادا کرنا۔''

''میں آپ کی ہدایات پر عمل کروں گی۔ نمازیں ضرور پڑھوں گی۔ لیکن اپنے دھرم کے مطابق پوجا بھی کرتی رہوں گی۔''

وہ اس کے شانے کو تھپک کر بولی ''میں جانتی ہوں۔ ہندو دھرم تمہاری گھٹی میں پڑا ہے۔ والدین کی محبت اور دین دھرم کی کشش بچپن سے ہوتی ہے۔ اسے دل و دماغ سے نہ ختم کیا جا سکتا ہے نہ کم کیا جا سکتا ہے۔''

وہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی۔ ''ہم کسی کو بھی اس کے مزاج کے خلاف اپنے دین کی طرف مائل نہیں کرتے۔ دین دھرم کا تعلق دل سے اور عقیدے سے ہوتا ہے۔ تمہارا دل جدھر جانا چاہتا ہے ادھر جاؤ۔ لیکن محبت ایسی ہوتی ہے جو راستے بدل لیتی ہے۔ میرے بیٹے کبریا کی محبت تمہیں دوراہے پر لے آئی ہے۔ تم محبت سے اس کے دین کی طرف بھی جھکتی رہو گی۔''

وہ جانے لگی تو جینا نے کہا ''ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں۔''

''ہاں...... پوچھو؟''

''میرا آپ لوگوں سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔ صرف آپ کے بیٹے سے میری دوستی رہی لیکن آپ لوگوں نے اتنا بڑا احسان مجھ پر کیوں کیا ہے؟ میری زندگی ہی بدل دی ہے۔ میں نامکمل تھی آپ لوگوں نے مکمل کر دیا ہے۔ اب میرے جینے کا ڈھنگ بدل جائے گا۔ مجھے یہاں بلا کر میرے اندر ایسی انقلابی تبدیلیاں کیوں لائی گئی ہیں؟''

وہ دروازے کی طرف جاتے ہوئے بولی ''تم خود سمجھ تمہیں ایک بار آگہی مل چکی ہے کہ تم کبریا کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارو گی۔ اس آگہی کے مطابق تم ہماری ہونے والی بہو ہو۔ فرہاد علی تیمور کی نسل کو آگے بڑھانے والی ہو۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں بولوں گی۔ ہم بزرگوں کی دعائیں تمہاری ساتھ ہیں۔''

یہ کہہ کر وہ دروازہ کھول کر وہاں سے چلی گئی۔ دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اس نے چونک کر دیکھا۔ وہ خود بخود بند نہیں ہوتا۔ کبریا نے اسے بند کیا تھا۔ وہ پھر اس کی نگاہوں کے سامنے چلا آیا تھا۔ مسکرا کر کہہ رہا تھا۔ ''یہ آنے والے دنوں کی ریہرسل ہے۔ جب ہم تنہا ہوں گے تو مجھے دروازے کو اندر سے اسی طرح بند کرنے کا حق حاصل ہو گا۔''

اس نے ایک بار پھر اپنے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ لیا۔ آنکھیں بند کر لیں۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ قریب آ گیا ہے۔ اس کے ہاتھ اسے چھو رہے ہیں۔ اور وہ اس کے حواس پر چھا رہا ہے۔ اس میں جو تبدیلیاں آئی تھیں۔ انہوں نے اس کے احساسات اور جذبات کو بھی تبدیل کر دیا تھا۔ وہ بہت دور تک کبریا کو اپنے وجود کے اندر محسوس کر رہی تھی۔

جینا جس اسپتال میں تھی اس سے نصف کلو میٹر دور نوجوان طلبہ اور طالبات کا ہاسٹل تھا۔ اس ہاسٹل کے ساتھ ہی چھوٹے بچوں کا ہاسٹل بھی تھا۔ اس ہاسٹل میں چار برس سے لے کر پندرہ برس کے بچے دن رات رہتے تھے۔ عدنان پندرہ برس کا ہونے والا تھا۔ اور تاشا اپنے عمر کے پندرھویں سال میں تھی۔ وہ دونوں ایک ہی ہاسٹل میں تھے۔ ان کے کمرے ایک دوسرے سے بہت دور تھے لیکن عمارت ایک ہی تھی۔

تاشا کو اس عمارت کا ایک آخری دور افتادہ کمرا رہائش کے لیے دیا گیا تھا۔ اور اسے سختی سے تاکید کی گئی تھی کہ وہ جب تک وہاں زیر تعلیم رہے گی۔ اس وقت تک خیال خوانی کے ذریعے کسی بھی طالبہ اور طالب علم کے دماغ میں نہیں جائے گی۔ اپنی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں کسی پر ظاہر نہیں کرے گی۔

اس ہاسٹل میں تاشا کا وہ آخری سال تھا۔ اس کے بعد اسے نوجوان طلبہ و طالبات کے ہاسٹل میں منتقل ہونے والی تھی۔ دونوں ہی ہاسٹلز میں بڑی سخت پابندیاں تھیں۔ کوئی

اسٹوڈنٹ وہاں کے انچارج کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے اسٹوڈنٹ کے کمرے میں نہ جا سکتا تھا اور نہ کہیں اس سے ملاقات کر سکتا تھا۔

تاشا اور عدنان میں بڑی گہری دوستی ہو گئی تھی۔ وہ ہاسٹل میں ایک دوسرے سے مل نہیں سکتے تھے۔ کھیل کے میدان میں، یوگا اور جمنازیم کے ہال میں ان کی ملاقات ہوا کرتی تھی۔ ہاسٹل میں وہ روبرو نہیں مل سکتے تھے۔ لیکن تاشا ضرورت کے وقت خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ میں آ جایا کرتی تھی۔

وہاں تمام طلبہ اور طالبات فجر کی اذان سے پہلے بیدار ہو جاتے تھے۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد کوئی کھیل کے میدان میں جاتا تھا۔ کوئی یوگا کے ہال میں اور کوئی جمنازیم کے ہال میں جاتا تھا۔ عدنان کھلے میدان میں جاگنگ کر رہا تھا تاشا نے اس کے قریب آ کر کہا۔ ''میں نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا تھا کہ تم یہاں ہو اور پھر یوگا ہال میں جانے والے ہو۔''

وہ ایک درخت کے سائے میں رک گیا۔ اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ ''میں بہت پریشان ہوں۔''

وہ سر ہلا کر بولی ''تمہارے خیالات نے بتایا ہے کہ تم نے کل رات خواب میں اپنی ماما کو دیکھا ہے۔ وہ بہت پریشان ہیں۔''

''وہ رو رہی تھیں، میں ان کے آنسو پونچھ رہا تھا۔ وہ کہہ رہی تھیں، کوئی ظالم ان پر ظلم کرنے والا ہے۔ اور وہ میرے پاپا سے رابطہ نہیں کر سکتی ہیں۔ اور نہ ہی میرے گرینڈ پا کو مدد کے لیے بلا سکتی ہیں۔ میں اپنی ماما کے آنسو نہیں دیکھ سکتا۔ میں ان کی مدد کے لیے جاؤں گا۔''

''تم بچے ہو اور بچگانہ باتیں کر رہے ہو۔ تم نے دیکھا ہے اس ہاسٹل سے کوئی باہر نہیں جا سکتا۔ کوئی بھی اسٹوڈنٹ بغیر اجازت کسی طرف جاتا ہے تو جگہ جگہ نصب کیے ہوئے ٹی وی اسکرین سے پتا چل جاتا ہے کہ کون طالب علم کہاں ہے اور کیا کرتا پھر رہا ہے؟''

''یہاں کتنی ہی پابندی میں رہوں لیکن اپنی ماما کی مدد کے لیے ضرور جاؤں گا۔''

''کیسے جاؤ گے؟ کہاں جاؤ گے؟ کیا تم جانتے ہو کہ تمہاری ماما کہاں ہیں؟''

''میں نہیں جانتا وہ کہاں ہیں؟ لیکن میں انہیں ڈھونڈتا ہوا ان کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ میں انہیں رونے نہیں دوں گا۔ اس ظالم کا سر توڑ دوں گا۔''

تاشا نے اسے محبت سے اور ہمدردی سے دیکھا۔ پھر اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ''جب ہم کسی ظالم سے مقابلہ نہیں کر پاتے تو خیال ہی خیال میں سپر مین بن کر اس ظالم کا سر توڑ دیتے ہیں۔ تم ایسے بچگانہ خیالات کے ذریعے اپنی ماں کی حفاظت نہیں کر سکو گے۔''

وہ اپنے شانے پر سے اس کے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے بولا ''میں ضرور کروں گا۔ میں یہاں سے ضرور جاؤں گا۔''

وہ پلٹ کر جانے لگا تاشا اس کے پیچھے چلتے ہوئے بولی۔ ''عدنان! تم اب سے پہلے بھی ایک نادانی کر چکے ہو۔ پہلے اپنی گرینڈ ماما کے پاس ان کے کوارٹر میں رہتے تھے۔ تمہیں سمجھایا گیا تھا کہ تم ان کی عبادت کے دوران میں مخل نہیں ہوا کرو گے۔ لیکن تم بار بار انہیں پریشان کرتے تھے۔ جس کے نتیجے میں تمہیں وہاں سے اٹھا کر یہاں ہاسٹل میں پہنچا دیا گیا۔ یہاں اتنی پابندیاں ہیں کہ تم کبھی اپنی مرضی سے اپنے کمرے کے باہر قدم بھی نہیں رکھ سکو گے۔''

اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے تاشا کو دیکھا۔ پھر اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ تاشا نے اس کے ہاتھ کو تھام لیا۔ وہ اس کے ساتھ ہاسٹل کی طرف جاتے ہوئے بولا ''مجھ سے وعدہ کرو جب میں یہاں سے چلا جاؤں گا تو تم خیال خوانی کے ذریعے میرے پاس رہا کرو گی اور میری ماما کو تلاش کرنے کے سلسلے میں میری مدد کرتی رہو گی۔''

''میں تم سے وعدہ کرتی ہوں، دن رات خیال خوانی کے ذریعے تمہارے پاس رہوں گی۔ قدم قدم پر تمہارے کام آتی رہوں گی۔ لیکن عدنان! خدا کے لیے سمجھو، تم یہاں سے نہیں جا سکو گے۔''

وہ چلتے چلتے رک گیا۔ اپنا ہاتھ چھڑا کر اسے دیکھتے ہوئے بولا ''میں جا رہا ہوں۔''

وہ حیرانی سے بولی ''کیسے جاؤ گے؟ جو بچے ضدی اور خود سر ہوتے ہیں۔ ان پر بہت سختی سے پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ تمہیں کمرے سے باہر نکلنے کی بھی اجازت نہیں ملے گی۔ تم قیدی بن کر رہ جاؤ گے۔''

''تم صرف اتنا وعدہ کرو کہ اپنی زبان پر قائم رہو گی اور خیال خوانی کے ذریعے میرے کام آتی رہو گی۔''

''میں تو جی جان سے تمہارے کام آتی رہوں گی۔ کسی وقت بھی تم سے غافل نہیں رہوں گی۔ لیکن عدنان! یہ تم کیا کرنے جا رہے ہو؟''

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی طرف مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیا۔ اس نے پریشان ہو کر اس کے بڑھے

ہوئے ہاتھ کو دیکھا پھر اسے اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا۔ ''پلیز عدنان! یہاں سے جانے کی جلدی نہ کرو۔ ہم کوئی پلاننگ کریں گے، کوئی اچھا سا منصوبہ بنائیں گے۔ پھر تم اس پر عمل کرو گے تو شاید کامیابی ہوگی۔''

پھر وہ کچھ سوچ کر بولی ''ایسا کرو اپنی گرینڈ ماما سے ملاقات کرو اور انہیں اپنی ماما کے حالات بتاؤ۔ پھر ان سے کہو کہ تم ان کی مدد کے لیے جانا چاہتے ہو۔ یا پھر یہاں سے کسی طرح تمہاری ماما کی مدد کی جائے۔''

''میں اپنی ماں کا بیٹا ہوں۔ میں ہی ان کے کام آؤں گا کوئی دوسرا کام نہیں آئے گا۔''

وہ فی امان اللہ کہہ کر اپنا ہاتھ چھڑا کر وہاں سے جانے لگا۔ وہ اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور خیال خوانی کے ذریعے بول رہی تھی۔ ''عدنان! میری اس مجبوری کو سمجھنا کہ اس ادارے کے اندر خیال خوانی کے ذریعے تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکوں گی۔ تم میری ٹیلی پیتھی سے فائدہ اٹھا کر یہاں سے فرار نہیں ہوسکو گے۔''

''کوئی بات نہیں، مجھے یہاں تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ جب میں یہاں سے باہر چلا جاؤں' تب تم میرے پاس آکر میرے کام آتی رہو۔''

وہ وہاں سے جا رہا تھا۔ میدان کو عبور کرتا ہوا احاطے کی اس دیوار کی پاس پہنچ رہا تھا جہاں ایک چھوٹا سا گیٹ تھا۔ وہاں ایک دربان اپنی مخصوص وردی میں کھڑا ہوا تھا۔ اس نے عدنان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ''عدنان بابا! آپ ادھر کہاں آرہے ہیں؟ آپ کو اپنے ہاسٹل کی طرف جانا چاہیے۔''

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگا۔ دربان کی آنکھیں اس کی آنکھوں سے ملیں تو وہ ایک دم سے پریشان ہوگیا۔ یہ پہلے بھی بیان کیا جاچکا ہے کہ اسے ورثے میں اپنی ماں شیوانی کی آنکھیں ملی تھیں۔ اور شیوانی کی آنکھوں میں ایسی خطرناک مقناطیسی کشش تھی کہ وہ جسے دیکھتی تھی' اسے اپنے سحر میں جکڑ لیتی تھی۔

موجودہ شیوانی یعنی الکا اگنی ہوتری کے چہرے پر اب ایسی آنکھیں نہیں تھی۔ عدنان کی پیدائش کے بعد جب شیوانی کی موت واقع ہوئی۔ تو اس کے ساتھ اس کی آنکھیں بھی فنا ہوگئی تھیں۔ بعد میں اس کی آتما ایک جسم سے دوسرے جسم کی طرف بھٹکتی رہی لیکن وہ جس کے اندر بھی جاتی رہی۔ اس کا... چہرہ ان پرکشش آنکھوں سے محروم رہا۔ وہ آنکھیں ورثے کے طور پر اس کے بیٹے عدنان کو مل گئی تھیں۔

دربان کی نظریں عدنان کی نظروں سے چپک کر رہ گئی تھیں۔ بیٹے کے چہرے سے ماں کی آنکھیں اسے گھور رہی تھیں۔ اور زبانِ بے زبانی سے دربان کو کہہ رہی تھیں۔ ''دروازہ کھولو۔''

اس کا ہاتھ بے اختیار اپنی جیب کے اندر گیا۔ اس نے چابی نکالی پھر پلٹ کر دروازہ کھولنے لگا۔ دور کھڑی ہوئی تاشا اسے دیکھ رہی تھی۔ اور خیال خوانی کے ذریعے سمجھ رہی تھی کہ دربان اس بچے سے سحر زدہ ہوگیا ہے۔

تاشا عام حالات میں عدنان کی آنکھیں دیکھتی رہتی تھی اور یہ سمجھتی تھی کہ اس کی آنکھیں بہت ہی پرکشش ہیں لیکن ان لمحات میں وہ پرکشش آنکھیں کچھ زیادہ ہی غضبناک ہوگئی تھیں۔ دربان کا دماغ کہہ رہا تھا۔ ''وہ ان آنکھوں کا تابعدار ہے۔ اور وہ آنکھیں جو کہہ رہی ہیں' وہ وہی کرے گا۔''

اور اس نے وہی کیا۔ دروازے کو کھول دیا۔ عدنان آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس دروازے سے گزر کر احاطے کے باہر چلا گیا۔ ایسے ہی وقت خطرے کا الارم بجنے لگا۔ ہاسٹل کے انچارج نے اور کاؤنٹر کلرک نے ٹی وی اسکرین پر دیکھا تھا کہ ایک دربان نے گیٹ کھول کر عدنان کو باہر جانے دیا ہے۔

انہوں نے فوراً ہی خطرے کا الارم بجایا۔ پھر ٹی وی اسکرین پر تحریر ابھرنے لگی۔ ''دو نمبر گیٹ کو کور کیا جائے۔ عدنان بابا اجازت حاصل کیے بغیر ہاسٹل کے احاطے سے باہر جارہے ہیں۔ انہیں روک کر واپس لایا جائے۔''

چشم زدن میں سائرن بجاتی ہوئی ایک گاڑی تیزی سے چلتی ہوئی آئی اور دور سے آنے والے عدنان کے سامنے رک گئی۔ اس گاڑی میں سیکورٹی فورس کے چار افراد تھے۔ ان کے افسر نے گاڑی سے اتر کر باہر آتے ہوئے عدنان کو مخاطب کیا۔ ''ہیلو عدنان بابا! آپ کہاں جارہے ہیں؟''

عدنان ایک تو میرا پوتا تھا۔ اس لیے اس کی اہمیت تھی۔ پھر یہ کہ اس ادارے میں روحانیت کے حوالے سے آمنہ کو اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ وہ عدنان کی دادی تھی۔ اس لیے سبھی اس بچے کی عزت کرتے تھے اور اس سے ادب سے باتیں کرتے تھے۔

وہ سیکورٹی افسر اسے سمجھا منا کر واپس ہاسٹل میں لے جانا چاہتا تھا لیکن اس سے نظریں ملتے ہی جہاں تھا وہیں تھم گیا تھا۔ ذہن ایسے جم گیا تھا جیسے اس سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں چھین لی گئی ہوں۔

ان لمحات میں وہ صرف شیوانی کی آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔ اور ان آنکھوں کی زبان کو سمجھ رہا تھا۔ وہ آنکھیں کہہ رہی

تھیں۔ ''مجھے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھا کر لے جاؤ اور اس ادارے کے باہر پہنچا دو۔''

سیکورٹی افسر نے آگے بڑھ کر اس کی کلائی تھام لی۔ اسے اپنے ساتھ لے کر گاڑی کے پاس آیا۔ فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے اپنے برابر والی سیٹ پر بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا۔ پھر گاڑی اسٹارٹ کرکے ایک یوٹرن لے کر وہاں سے جانے لگا۔

تاشا اس کے اندر موجود تھی۔ اور یہ دیکھ کر حیران ہورہی تھی کہ وہ صرف اپنی آنکھوں سے سحر زدہ کرتے ہوئے اس ادارے سے باہر جانے کا راستہ ہموار کرتا جارہا ہے۔ سب اس کے مطیع اور فرمانبردار بنتے جارہے ہیں۔

وہ گاڑی اپنی مخصوص رفتار سے چلتی ہوئی بابا صاحب کے ادارے کے صدر دروازے کی طرف جارہی تھی۔ پھر اچانک ہی ایک جگہ رک گئی۔ سامنے آمنہ فرہاد کھڑی ہوئی تھی۔ سب ہی نے گاڑی سے اتر کر اسے سلام کیا۔ وہ سلام کا جواب دینے کے بعد اپنے پوتے کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ ''عدنان! میرے پاس آؤ۔''

وہ بولا ''نہیں آؤں گا۔ آپ میری دادی نہیں ہیں۔ میں اپنی ماما کے پاس جاؤں گا۔''

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی گاڑی کے پاس آئی۔ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔ ''چلو اترو گاڑی سے۔''

اس نے گھور کر اپنی دادی کو دیکھا۔ آمنہ نے اس سے نظریں ملائیں تو اس کی آنکھیں بے اختیار جھک گئیں۔ وہ بولی ''میں جانتی ہوں، بعض حالات میں یہ آنکھیں غضب ناک ہوجاتی ہیں۔ تمہارے اندر تمہاری ماں چیخ رہی ہے۔ تمہیں پکار رہی ہے۔ اور تمہارے ذریعے ہم سے امداد طلب کررہی ہے۔ آجاؤ بیٹے! اب ہم تمہاری ماما کے لیے ضرور کچھ کریں گے۔''

اس کا ہاتھ دادی کی گرفت میں تھا۔ وہ چپ چاپ گاڑی سے اتر کر اس کے ساتھ جانے لگا۔ قریب ہی آمنہ کا کوارٹر تھا۔ وہ اسے اپنے کوارٹر میں لے آئی۔ ایک کمرے میں پہنچ کر بولی۔ ''تم اپنی عمر سے زیادہ کام کیوں کرنا چاہتے ہو؟ کیا تم یہاں سے جاکر اپنی ماں کو تلاش کرسکتے ہو؟ اسے کسی اجنبی ظالم سے بچا سکتے ہو؟''

وہ غصے سے بولا ''میں کچھ نہیں جانتا۔ بس اتنا جانتا ہوں کہ یہاں نہیں رہوں گا۔ اپنی ماما کے پاس جاؤں گا۔ آپ اچھی نہیں ہیں۔ مجھے اس گھر سے نکال کر ہاسٹل میں پہنچا دیا ہے۔ مجھے یہاں سے جانے دیں۔ میں یہاں نہیں رہوں گا۔''

''تمہاری شرارتوں، ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے تمہیں ہاسٹل پہنچایا گیا ہے۔ تم یہاں میرے پاس رہتے تھے لیکن میری عبادت کے دوران میں مخل ہوتے تھے۔ کبھی سامنے آکر کھڑے ہوجاتے تھے کبھی کاندھے پر سوار ہوجاتے تھے۔ خواہ مخواہ اپنی کوئی نہ کوئی ضد منواتے رہتے تھے۔ پتا نہیں قدرت نے تمہیں کیسا ذہن دیا ہے؟ کوئی کام ہو، اسے اپنی عمر سے آگے بڑھ کر کرنا چاہتے ہو۔ تمہارے پاس اتنی سی بھی عقل نہیں ہے کہ اچھے برے انجام کو سمجھ کر کوئی مناسب قدم اٹھا سکو۔''

وہ اپنی دادی کو گھور کر دیکھ رہا تھا۔ وہ بولی۔ ''نظریں نیچی کرو۔''

اس نے نظریں نیچی کیں پھر منہ پھیر کر جانے لگا۔ اس نے آواز دی ''ادھر آؤ۔''

وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولا ''نہیں آؤں گا۔ آپ میری دادی نہیں ہیں۔ میں آپ کا پوتا نہیں ہوں۔''

وہ غصے سے پاؤں پٹختا ہوا دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ وہ سوچتی ہوئی نظروں سے اس دروازے کو تکنے لگی۔ جس دروازے سے اس کا پوتا گزر کر گیا تھا۔

وہ سوچ رہی تھی۔ ''میرا یہ پوتا نادان ہے۔ میں اسے کیسے سمجھاؤں کہ اس کی ماں بہت پہلے مرچکی ہے۔ اب اس دنیا میں جو بھی ہے وہ اس کی ماں کی پرچھائیں ہے، ایک فریب ہے۔ ہماری جیتی جاگتی دنیا میں زیادہ عرصے تک نہیں رہے گی۔ جلد فنا ہوجائے گی۔''

اس نے ایک گہری سانس لی۔ ''میں اس بچے کو کیسے بتاؤں کہ اس کی روح کالے عمل کے شکنجے میں آکر بھٹک رہی ہے۔ اسے عالم برزخ میں پہنچنا چاہیے۔ لیکن وہ پہنچ نہیں پارہی ہے۔ اگر ابھی کسی مصیبت میں ہے اور اس کی موت آنے والی ہے تو پھر اس کے موجودہ جسم کو مرجانا چاہیے تاکہ اس کی روح عالم ارواح کی طرف چلی جائے۔''

آمنہ روحانیت کے اس درجے تک پہنچی ہوئی تھی۔ جہاں بیٹھے ہی بیٹھے انسان دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ جاتا ہے۔ اور چشم زدن میں واپس بھی چلا آتا ہے۔ وہ روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم کرسکتی تھی کہ وردان کہاں ہے اور آئندہ شیوانی کہاں پہنچ کر مصیبت میں گرفتار ہونے والی ہے؟ وہ پلک جھپکتے ہی اپنے پوتے کو اس کی ماں کے پاس پہنچا سکتی تھی اور اسے مصائب سے نجات دلاسکتی تھی۔

لیکن وہ لوگ جو روحانیت کے مراحل طے کرتے

ہیں اور کمال حاصل کرتے رہتے ہیں وہ دنیا کے معاملات سے دور ہو جاتے ہیں۔ اپنی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے ہیں۔ جب تک انہیں قدرت کی طرف سے کوئی اشارہ نہیں ملتا تب تک وہ اپنے کسی سگے رشتے دار کے بھی کام نہیں آتے۔ انہیں حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے سگے رشتے داروں کو ان کے اچھے برے اعمال کے ساتھ زندگی گزارنے دیں۔

اگر آمنہ کو ایسا کوئی اشارہ ملتا کہ اسے شیوانی کی مدد کرنا چاہیے اور بیٹے کو ماں کے پاس پہنچانا چاہیے تو وہ فوراً ہی ایسا کرتی لیکن وہ فی الوقت مجبور تھی۔ اپنے لاڈلے پوتے کے لیے بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

جناب علی اسد اللہ تبریزی نے آمنہ کو سمجھایا تھا کہ روحانیت کے مراحل سے گزرنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ سب سے پہلی اور اہم شرط یہی ہوتی ہے کہ اپنے خون کے رشتوں سے بھی منہ موڑ لیا جائے۔ صرف اللہ تعالیٰ سے لو لگائی جائے۔ اور کاتب تقدیر کی تحریر کے مطابق یہ یقین کر لیا جائے کہ اپنے ہوں یا پرائے، سوتیلے ہوں یا سگے سب کو اپنے اپنے مقدر کے مطابق زندگی گزارنی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کا لاڈلا پوتا اپنے مقدر کے مطابق پریشان ہے تو اسے پریشان ہونے دو جو تقدیر میں لکھا ہوگا۔ وہی اس کے پوتے کے سامنے آئے گا۔

لیکن پہلی بار ایسا ہو رہا تھا کہ آمنہ کا دل نہیں مان رہا تھا۔ اپنے پوتے کی پریشانی دیکھ کر اس کا دل مچل رہا تھا کہ کسی طرح اس کے کام آئے۔ آخر اس نے پریشان ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ جناب علی اسد اللہ تبریزی۔۔ کو یاد کیا تو وہ اس کی بند آنکھوں کے سامنے چلے آئے۔ اس کے اندر بولنے لگے۔ ''جب تک وہ تانترک مہاراج جنگل بھٹا چاریہ زندہ رہا ۔شیوانی کی آتما کو بھٹکاتا رہا۔ اسے شر پسندی کی طرف مائل کرتا رہا۔ اسی لیے وہ ہمارے خلاف ہو گئی تھی اور اپنے بیٹے عدنان کو یہاں ہمارے اس ادارے میں آنے سے روکنے کی کوششیں کرتی رہی تھی۔''

آمنہ نے کہا ''اب تو تانترک جہنم میں پہنچ گیا ہے اور میں نے یہ معلوم کیا ہے کہ شیوانی کا مزاج بدل گیا ہے۔ اب وہ چاہتی ہے کہ اس کا بیٹا عدنان ہمارے پاس رہے اور یہیں تعلیم و تربیت حاصل کرتا رہے۔ اپنے باپ کی طرح دین اسلام پر قائم رہے۔''

جناب تبریزی نے کہا ''بے شک۔ ان حالات میں شیوانی ہمدردی کی مستحق ہے۔ اس کی روح کو زیادہ عرصے تک کسی دوسرے جسم میں ٹھہرنا نہیں چاہیے۔''

انہوں نے ایک ذرا توقف سے کہا ''اس کے موجودہ جسم کو موت آئے گی تو اس کی روح پرواز کر کے عالم برزخ میں پہنچے گی لیکن اس سے پہلے ایک بار ماں بیٹے کو مل لینا چاہیے۔''

آمنہ نے خوش ہو کر کہا ''آپ میرے دل کی بات کہہ رہے ہیں۔ میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ میرے پوتے کو دلی سکون حاصل ہو۔ ایک بار وہ اپنی ماں کے کلیجے سے لگ جائے پھر ہمارے پاس واپس چلا آئے۔''

''انشاء اللہ! ایسا ہی ہوگا۔ تم عدنان کے باپ کو یہاں بلاؤ۔ وہ اپنے بیٹے کو اس کی ماں تک پہنچائے گا۔''

وہ اس کی بند آنکھوں کے سامنے سے چلے گئے۔ اس کے دماغ میں خاموشی چھا گئی۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا ۔اس کا پوتا جس دروازے سے گزر کر دوسرے کمرے میں گیا تھا۔ اسی دروازے کو کھول کر سامنے آ گیا تھا۔ پھر دوڑتا ہوا آ کر اس سے لپٹ گیا۔

☆☆☆

سونیا اپنے کمرے میں آرام سے گہری نیند سو رہی تھی۔ اسے اطمینان تھا کہ الپا محفوظ ہے۔ ہمارے خیال خوانی کرنے والوں میں سے کوئی نہ کوئی اس کے دماغ کے اندر پہرا دے رہا ہے۔ اس طرح کوئی دشمن عورت اس کے اندر آ کر اسے ٹریپ نہیں کر سکے گی۔

مجھے بھی یہی اطمینان تھا کہ کبریا الپا کے اندر موجود ہے اور وہ اگلے چھ گھنٹوں تک اس کی حفاظت کرتا رہے گا۔ میں مطمئن ہو کر وہاں سے چلا آیا تھا۔

اس میں شبہ نہیں ہے کہ نومی نے بڑی زبردست چال چلی تھی۔ آخری وقت تک ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کیا کرنے والی ہے؟ پھر اچانک ہی وہ اعلیٰ بی بی کی آواز اور لب و لہجہ اختیار کر کے الپا کے اندر پہنچ گئی تھی۔ اس نے الپا اور کبریا کو دھوکا دیا۔ وہ دونوں اسے اعلیٰ بی بی سمجھتے رہے۔ انہوں نے اس پر بھروسا کیا۔ پھر کبریا یہ کہہ کر چلا گیا کہ وہ اگلے چھ گھنٹے کے بعد اس کے پاس واپس آئے گا۔

کبریا کے جاتے ہی میدان صاف ہو گیا تھا۔ اب الپا کے اندر کوئی خیال خوانی کرنے والا جھانکنے بھی نہ آتا۔ سب کو یقین ہو گیا تھا کہ بڑی سختی سے اس کی نگرانی ہو رہی ہے۔

نومی نے بڑی توجہ سے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا پھر اس پر تنویمی عمل کر کے سب سے پہلے اس کے اندر پرانی الپا کو زندہ کیا جو مسلمانوں سے نفرت کرتی تھی۔

نومی نے اسے حکم دیا ''تم پارس کی، اس کے باپ کی اور بابا صاحب کے ادارے کی وفادار نہیں رہو گی۔''

اس نے دوسرا حکم دیا ''تم اسرائیل واپس جاؤ گی اور پہلے کی طرح وہاں کے اکابرین کے دماغوں پر حکومت کرو گی۔''

اس نے اس کے دماغ میں ایک مخصوص لب و لہجہ نقش کیا ۔پھر حکم دیا ''میں جب بھی اس مخصوص لب و لہجے کے ذریعے تمہارے اندر آؤں گی تو تم میری خیال خوانی کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گی۔ پھر وہ سوچ کی لہریں تمہیں جو احکامات دیتی رہیں گی تم ان کی تعمیل کرتی رہو گی۔''

اس کی تمام باتیں الپا کے سحر زدہ ذہن میں نقش ہو رہی تھیں۔ وہ کہہ رہی تھی۔ ''تم یہ حقیقت سمجھتی رہو گی کہ میری مطیع اور فرمانبردار بن چکی ہو اور میرے تنویمی عمل کے سحر سے کبھی نکل نہیں پاؤ گی۔ تم ہر ہفتے آدھی رات کے بعد اپنی تمام مصروفیات کو ترک کر دو گی۔ بیڈ پر جا کر لیٹ جاؤ گی اور مجھے پکارو گی۔ میں تمہارے اندر آ کر پھر سے تنویمی عمل کروں گی۔ اپنے اس عمل کو ہر ہفتے زیادہ سے زیادہ مستحکم کرتی رہوں گی۔''

نومی نے جس طرح سونیا کو تنویمی عمل کے ذریعے ہر پہلو سے جکڑ لیا تھا۔ اسی طرح وہ الپا کو بھی ہر پہلو سے اپنے شکنجے میں کس رہی تھی۔ جب اسے اطمینان ہو گیا کہ وہ پوری طرح اس کے قابو میں آ گئی ہے اور کسی دوسرے کا تنویمی عمل اسے متاثر نہیں کرے گا اور نہ ہی اسے اس سے چھین کر لے جائے گا تو اس نے حکم دیا ''اب تم ایک گھنٹے تک تنویمی نیند سوتی رہو گی۔ اس کے بعد تمہاری آنکھ کھل جائے گی۔ میرا دست راست ایک گاڑی لے کر آئے گا۔ اس کاٹیج سے دور تمہارا انتظار کرتا رہے گا۔ تم وہاں جا کر اس کی گاڑی میں بیٹھ جاؤ گی۔ میں حکم دیتی ہوں اب تم ایک گھنٹے تک سو جاؤ۔''

وہ گہری نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔ نومی احتیاطاً اس کے اندر موجود رہی یہ خیال تھا کہ میں کسی وجہ سے الپا کے پاس آ کر اسے مخاطب کر سکتا ہوں۔ یا کبریا وقت سے پہلے اس کے اندر آ سکتا ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی آتا تو وہ اعلیٰ بی بی بن کر اس سے باتیں کرتی اور کہتی کہ ''الپا سو رہی ہے لہٰذا اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے۔''

ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ ہم میں سے کوئی الپا کے دماغ میں نہیں گیا۔ سب ہی نے یہ سوچا کہ رات ہو گئی ہے۔ وہ زخمی تھی، پریشان تھی، گہری نیند سو رہی ہوگی۔ اسے ڈسٹرب نہیں کرنا چاہیے۔ بہرحال ایک گھنٹا گزر گیا۔ الپا نے آنکھیں کھول دیں۔ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے اندر یہ خیال پیدا ہو رہا تھا کہ اب اسے اپنے سفری بیگ میں ضروری سامان رکھ کر وہاں سے جانا چاہیے۔ اس کے لیے باہر ایک گاڑی کھڑی ہوئی ہے۔

وہ بیڈ سے اتر کر واش روم میں چلی گئی۔ منہ ہاتھ دھو کر لباس تبدیل کرنے لگی۔ پھر اپنے سفری بیگ میں ضروری سامان رکھ کر اس بیگ کو اٹھا کر کمرے سے باہر آ گئی۔ دوسرے کمرے میں جھانک کر دیکھا۔ سونیا اپنے بیڈ پر سو رہی تھی۔ نومی نے اسے گہری نیند سلا دیا تھا اور اس کے دماغ کو ہدایت کی تھی کہ جب تک اسے کوئی نہ جگائے وہ نہیں جاگے گی ۔یا پھر صبح اس کی آنکھ کھلے گی۔

وہ کاٹیج سے باہر آ گئی۔ کچھ فاصلے پر ایک گاڑی دکھائی دے رہی تھی۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس گاڑی کے پاس آئی تو نومی کے دست راست نے اس کے لیے اگلی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ دست راست نے اسٹیرنگ سیٹ پر آ کر گاڑی کو اسٹارٹ کیا پھر اسے ڈرائیو کرتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

کبریا نے اپنے دماغ کو ہدایت دی تھی کہ وہ پانچ گھنٹے تک سوتا رہے گا۔ پھر اس کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اس کے بعد وہ سوتا رہا تھا۔ نومی نے خوب چال چلی تھی سب ہی کو مطمئن کر دیا تھا۔ سونے والوں کو گہری نیند سلا دیا تھا۔

ٹھیک پانچ گھنٹے بعد اس کی آنکھ کھلی اس نے بیڈ سے اتر کر واش روم میں جا کر غسل کیا۔ اس وقت فجر کی اذان ہو رہی تھی۔ اس نے جائے نماز بچھا کر نماز ادا کی۔ پھر گھڑی دیکھی تو چھ گھنٹے پورے ہو چکے تھے۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کرتا ہوا الپا کے پاس پہنچا۔ توقع کے مطابق پہنچ نہ سکا۔

اس کے دماغ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ الپا نے سانس روک لی تھی۔ اس کی سوچ کی لہریں واپس آ گئی تھیں۔ دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے حیرانی سے سوچا۔ ''یہ اچانک کیا ہو گیا ہے؟''

اس نے پھر اس کے اندر پہنچنا چاہا تو اس نے پھر سانس روک لی۔ فوراً ہی یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ وہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والی اپنا کام کر گئی ہے۔ اسے اپنے زیر اثر لا چکی ہے۔ اس نے سوچا۔ ''کیا سسٹر ابھی کاٹیج میں ہوں گی؟''

اس نے سونیا کے اندر آ کر دیکھا تو وہ گہری نیند میں تھی۔ اس نے اسے مخاطب کیا ''ماما! پلیز آنکھیں کھولیں۔ ہماری سسٹر ہاتھ سے نکل رہی ہیں۔''

اس نے آنکھیں کھول دیں۔ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پھر بولی ''کبریا! کیا تم میرے اندر بول رہے ہو؟''

''جی ہاں میں بول رہا ہوں۔ آپ فوراً سسٹر کے کمرے میں جا کر دیکھیں وہ کیا کر رہی ہیں؟''

وہ بیڈ سے اترتے ہوئے بولی ''تم اس کے دماغ میں

کیوں نہیں جاتے؟''

''وہ سانس روک کر میری سوچ کی لہروں کو بھگا رہی ہیں۔''

وہ حیرانی سے بولی ''یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا اس کی دماغی توانائی بحال ہوگئی ہے؟ کیا وہ سانس روکنے لگی ہے؟''

وہ بولتی ہوئی اپنے کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں آئی تو وہاں الپا نہیں تھی۔ اس کا بستر خالی تھا۔ اس نے واش روم کا دروازہ کھول کر دیکھا۔ وہ وہاں بھی نہیں تھی۔ پھر وہ تیزی سے چلتی ہوئی الپا کو آوازیں دیتی ہوئی کاٹیج سے باہر آئی۔ وہاں دور دور تک کوئی نہیں تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولی ''کبریا! فوراً اپنے پاپا کو بلاؤ۔''

اس نے خیال خوانی کے ذریعے مجھے بلایا۔ میں سونیا کے اندر چلا آیا۔ یہ سنتے ہی شاک پہنچا کہ الپا کو اغوا کرلیا گیا ہے۔ میں نے حیرانی سے پوچھا ''یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ بیٹے! تم تو اس کے اندر موجود تھے۔''

''پاپا! میں نہیں تھا، اعلیٰ بی بی تھی۔ اس نے آ کر کہا تھا۔ کہ وہ سسٹر کے پاس رہے گی۔''

میں نے فوراً ہی اعلیٰ بی بی کو سونیا کے اندر بلایا۔ پھر اس سے پوچھا ''کیا تم اپنی سسٹر سے غافل ہوگئی تھیں؟ اس کے دماغ سے چلی گئی تھیں؟''

اس نے حیرانی سے پوچھا ''پاپا! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے پچھلے دو دنوں سے سسٹر کی آواز تک نہیں سنی ہے اور نہ ہی اس سے رابطہ کیا ہے۔''

کبریا نے کہا ''کیا بکواس کررہی ہو عالی! ابھی سات گھنٹے پہلے تم سسٹر کے دماغ میں آئی تھیں۔ تم نے کہا تھا کہ ان سے اپنے پرسنل معاملے میں کچھ اہم باتیں کرنا چاہتی ہو۔ اس لیے میں ان کے پاس سے چلا جاؤں۔''

عالی نے کہا ''بکواس میں نہیں کررہی ہوں۔ تم کررہے ہو۔ جب میں کہہ چکی ہوں کہ میں نے سسٹر سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ نہیں کیا تھا تو پھر نہیں کیا تھا۔''

کبریا نے مجھ سے کہا ''پاپا! اس نے سسٹر سے کہا تھا کہ یہ عورتوں والی باتیں ہیں۔ مجھے ان کے درمیان موجود نہیں رہنا چاہیے۔ پھر سسٹر نے بھی مجھ سے کہا کہ میں چلا جاؤں.. تو میں نے کہا تھا ٹھیک ہے جارہا ہوں۔ لیکن چھ گھنٹے بعد واپس آجاؤں گا... اور اب چھ گھنٹے بعد واپس آ کر دیکھ رہا ہوں تو سسٹر کہیں گم ہوچکی ہیں۔''

سونیا نے کہا ''کبریا! اپنی بہن کو جھوٹی نہ سمجھو۔ یہ کبھی جھوٹ نہیں بولتی ہے۔ جب یہ کہہ رہی ہے کہ اس نے الپا سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ تو اس کا مطلب یہی ہے کہ کسی نے ہماری عالی کی آواز اور لب و لہجے کی نقل کی اور اس کے ذریعے الپا کے اندر پہنچ گئی۔''

میں نے کہا ''یہی بات ہے۔ الپا اور کبریا اس سے دھوکا کھا گئے اسے عالی سمجھتے رہے۔''

عالی نے کہا ''وہ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والی بہت ہی چالاک ہے۔ کتنی زبردست چال چلی ہے۔ جب میں دہلی میں تھی تو بھی اس عورت نے میرے خلاف محاذ آرائی کی تھی۔ شیانتا بائی کے دل میں میرے لیے نفرت اور دشمنی پیدا کردی تھی۔''

میں نے کہا ''یہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ بہت زبردست چال باز ہے اس نے الپا کو زخمی کرکے ارناکوف تک رسائی حاصل کی ہے۔ اور اب وردان تک پہنچنے کی کوششیں کررہی ہے۔ ادھر الپا کو ہم سے چھین کر لے گئی ہے۔ اس نے ضرور کسی خاص مقصد کے تحت الپا کو ہم سے دور کیا ہے۔''

کبریا نے کہا ''پاپا! اس کی دیدہ دلیری دیکھیں کہ ہماری ماما کے کاٹیج میں گھس آئی اور سسٹر کو اغوا کرکے لے گئی۔''

سونیا نے کہا ''پتا نہیں مجھے بھی کیا ہوگیا تھا؟ میں بہت گہری نیند سوگئی تھی۔ جب کہ مجھے الپا کی طرف سے غافل نہیں ہونا چاہیے تھا، بے شک۔ تم اس کی نگرانی کررہے تھے۔ لیکن میرا بھی تو کچھ فرض بنتا تھا۔ میں کچھ غیر ذمے دار سی ہوتی جارہی ہوں۔''

میں سونیا کی باتیں سن رہا تھا۔ اور بڑی سنجیدگی سے سوچ رہا تھا۔ سونیا کبھی نیند میں بھی غافل نہیں رہتی۔ اس کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ ایک آنکھ سے سوتی ہے اور دوسری آنکھ سے جاگتی رہتی ہے۔ اور اب وہ خود کہہ رہی تھی کہ کچھ غیر ذمے دار سی ہوگئی ہے۔ میں بھی اس کے متعلق یہی رائے قائم کررہا تھا۔ جبکہ سونیا کو ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔

وہ بولی ''مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں ایک عام سی عورت بن کر رہ گئی ہوں۔ میں نے کسی بھی معاملے پر غور کرنا چھوڑ دیا ہے۔ تم سب کے ساتھ پتا نہیں کیا کیا ہوتا رہتا ہے؟ میں سنتی رہتی ہوں۔ پھر بے پروائی سے سنی ہوئی اہم باتوں کو نظرانداز کردیتی ہوں۔''

اس کی باتیں میرے دل کو لگ رہی تھیں۔ میں سوچ رہا تھا ''سونیا کے ساتھ ضرور کچھ گڑبڑ ہے۔''

میں نے کہا۔ ''میں تمہارے پاس آرہا ہوں۔ آئندہ تم میرے ساتھ رہ کر ایکشن میں رہا کرو گی۔ تمہاری یہ بے حسی اور بے پروائیاں بالکل ختم ہوجائیں گی۔''

اعلیٰ بی بی اور کبریا اس کے دماغ سے چلے گئے۔ میں بھی وہاں سے یہ کہہ کر چلا آیا کہ کل دوپہر دو بجے تک کاٹیج میں پہنچ جاؤں گا۔

میں دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوکر نومی کرسٹل کے بارے میں سوچنے لگا۔ وہ مجھے متاثر کررہی تھی۔ اس کی ذہانت میں مکاریاں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ بالکل سونیا کی طرح حرکتیں کررہی تھی اور کامیابیاں حاصل کررہی تھی۔ میری چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اس کی مکاریوں سے میری سونیا متاثر ہورہی ہے۔ اس میں کچھ ایسی تبدیلیاں آگئی ہیں جو پہلے نہیں تھیں۔

میں دوسرے دن اس کے پاس پہنچ کر چپ چاپ اس کی اسٹڈی کرنا چاہتا تھا۔ اور یہ سمجھنا چاہتا تھا کہ اس کے اندر ایسی تبدیلیاں کیسے آئی ہیں؟ ان کی وجوہات کیا ہیں؟

میں خیالات سے چونک گیا۔ پرائی سوچ کی لہریں محسوس ہورہی تھیں۔ میں نے پوچھا ''کون ہے؟''

نومی کی آواز ابھری ''میں ہوں تمہیں مبارکباد دینے آئی ہوں کہ الپا نے دماغی توانائی حاصل کرلی ہے۔ اب وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہے۔''

میں نے ناگواری سے کہا ''بکواس مت کرو۔ تم ضرورت سے زیادہ ہی چالباز بننے کی کوششیں کررہی ہو۔ تم نے الپا کے دماغ پر قبضہ جمایا ہے اور اس کے دماغ کو لاک کردیا ہے۔''

وہ شدید حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے بولی۔ ''یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم نے تو اس کے دماغ پر پہرے بٹھائے تھے۔ پھر بھلا میں کیسے اس کے اندر جاسکتی تھی؟ ابھی میں نے سوچا کہ ایک بار پھر کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے اندر جانا چاہیے لیکن جیسے ہی میں اس کے اندر پہنچی تو اس نے سانس روک لی۔ میری سوچ کی لہروں کو بھگا دیا۔''

''تم مجھ سے جھوٹ بول کر مجھے دھوکا دے کر کیا حاصل کرنا چاہتی ہو؟ کیا یہ تاثر دینا چاہتی ہو کہ میری دشمن نہیں دوست ہو اور تم نے الپا کو مجھ سے نہیں چھینا ہے؟''

''یہی سچ ہے۔ تم یقین کرو یا نہ کرو۔ میں حیران ہوں کہ مجھ پر کیوں شبہ کررہے ہو؟ اگر واقعی الپا کو کسی نے تم سے چھین لیا ہے تو وہ چھیننے والا یا چھیننے والی میں نہیں ہوں۔''

''میں نے الپا کے دماغ پر بڑی سختی سے پہرا بٹھایا تھا۔ تمہارے جیسی مکار عورت ہی اس پہرے کو توڑ کر اس کے اندر پہنچ سکتی تھی۔ تم نے میری بیٹی اعلیٰ بی بی کی آواز اور لب و لہجہ اختیار کیا۔ پھر اس کے اندر پہنچ کر ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اور میرے بیٹے کبریا کو یہی سمجھایا کہ الپا کے دماغ میں اعلیٰ بی بی ہے۔ لہٰذا انہیں کوئی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ وہ محفوظ رہے گی۔ اس لیے وہ سب تم پر بھروسا کرکے اسے تمہارے رحم وکرم پر چھوڑ کر چلے گئے۔''

وہ حیرانی سے بولی۔ ''بائی گاڈ! یہ واقعی بہت زبردست تدبیر ہے۔ جس نے بھی اعلیٰ بی بی کی آواز اور لب ولہجہ اختیار کیا ہے۔ اس نے مکاری کی انتہا کی ہے۔ لیکن تم یقین کرو، میں نے ایسا نہیں کیا ہے۔ تمہاری یہ تمام باتیں سن کر مجھے شبہ ہورہا ہے کہ ارناکوف اور وردان نے ایسا کیا ہوگا۔ میں اپنے ایک معاملے میں بہت بری طرح مصروف ہوں۔ اس لیے پچھلے کئی گھنٹوں سے ارناکوف کے دماغ میں نہیں جاسکی۔ ابھی جاکر معلوم کرتی ہوں کہ حقیقت کیا ہے؟''

نومی کرسٹل واقعی بلا کی مکار تھی۔ اس نے میری توجہ ارناکوف کی طرف موڑ دی۔ میں نے فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگائی اس کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ اس وقت وہ گہری نیند میں تھی۔

نومی کرسٹل نے کہا ''فرہاد! ایسے وقت میں تھوڑی دیر تک تمہارے اندر رہنا چاہتی ہوں... تاکہ تم مجھ پر یہ شبہ نہ کرو کہ میں ارناکوف کے اندر رہ کر تمہیں دھوکا دے رہی ہوں۔''

میں اسے اپنے اندر محسوس کرتا رہا۔ اور ارناکوف کے خوابیدہ خیالات پڑھتا رہا۔ پتا چلا کہ وردان نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ اعلیٰ بی بی کی آواز اور لب ولہجہ اختیار کرکے الپا کے دماغ میں جائے۔ اور فرہاد اور اس کے بیٹے کبریا کو دھوکا دے۔ اس نے حکم کی تعمیل کی تھی۔ اس طرح اعلیٰ بی بی بن کر تنہا الپا کے دماغ میں رہ گئی تھی۔

اس کی سوچ نے بتایا کہ اس وقت وردان نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ الپا کے دماغ سے چلی جائے۔ وہ اس کی کنیز ہے۔ تابعدار ہے لہٰذا اس نے حکم کی تعمیل کی اور اس کے دماغ سے چلی آئی۔ اس کے بعد وہ نہیں جانتی کہ وردان نے الپا کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ ایک اندازہ تھا کہ وردان نے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا ہوگا۔

ارناکوف کے یہ خوابیدہ خیالات پڑھنے کے بعد مجھے یقین کرنا پڑا کہ نومی کرسٹل نے الپا کو اغوا نہیں کیا ہے بلکہ وردان ایسا کرچکا ہے۔ اور اس کے ایسا کرنے کی وجہ یہ سمجھ میں آرہی تھی کہ وہ اسرائیلی اکابرین کے دماغوں پر حکومت کرنا چاہتا تھا۔ لیکن ان کا اعتماد حاصل نہیں ہورہا تھا۔ لہٰذا اب وہ الپا کے ذریعے ان کا اعتماد حاصل کرسکتا تھا۔

نومی کرسٹل نے مجھ سے کہا ''سن لیا تم نے؟ ارناکوف

اور وردان اسرائیل میں بہت بڑا سیاسی کھیل کھیلنا چاہتے ہیں۔ وہاں حکومت کرنے کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے انہوں نے ایسا کیا ہے۔ اب وہ الپا کے ذریعے ان یہودی اکابرین کا بھرپور اعتماد حاصل کرسکیں گے۔"

ارنا کوف کے خیالات پڑھ کر مجھے یقین ہونے لگا کہ نومی کرسٹل نے نہ تو الپا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا ہے اور نہ ہی اسے اغوا کیا ہے۔ وہ قدم قدم پر اپنی چالبازیوں سے مجھے دھوکا دینے اور بے وقوف بنانے میں کامیاب ہورہی تھی۔ اس نے میرے پاس آنے سے پہلے ارنا کوف کے دماغ میں اپنا یہ حکم نقش کیا تھا کہ وہ جب تک نیند میں رہے گی۔ اس وقت تک اس کے دماغ میں یہی باتیں نقش رہیں گی کہ اس نے اعلیٰ بی بی بن کر مجھے، سونیا، اعلیٰ بی بی اور کبریا کو دھوکا دیا ہے۔ وردان کے لیے راستہ صاف کیا ہے۔ بہرحال اس نے مجھے یہ یقین دلا دیا تھا کہ الپا کو اس نے نہیں وردان نے اغوا کیا ہے۔

نومی نے بڑی محبت سے پوچھا "فرہاد! کیا اب بھی مجھ پر شبہ کررہے ہو؟"

میں نے کہا "اب تم پر شبہ نہیں کررہا ہوں لیکن اعتماد بھی نہیں کروں گا۔"

"مایوس کرنے والی باتیں نہ کرو۔ میں تمہارے دل میں جگہ بنانا چاہتی ہوں۔ پلیز میری طرف سے اپنا دل صاف کرلو۔"

"دل اسی صورت سے صاف ہوگا۔ جب تم اپنے وعدے کے مطابق مجھ سے تنہائی میں ملنے آؤ گی۔"

"وہ تو میں ضرور آؤں گی۔ میں نے وعدہ کیا ہے۔"

"تم نے کہا تھا کہ ملاقات کی جگہ اور وقت مقرر کرو گی۔"

"ہاں ضرور کروں گی۔ مگر ابھی بری طرح اپنے معاملات میں الجھی ہوئی ہوں۔ شاید کل شام تک میری مصروفیات کم ہو جائیں گی۔ پھر میں تم سے رابطہ کرکے ملاقات کا وقت اور جگہ مقرر کردوں گی۔ تم نے مجھے زبان دی ہے کہ مجھے تمہاری ذات سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور جب میں تمہارے پاس سے واپس جانے لگوں گی تو تمہارے ادارے کے جاسوس اور ٹیلی پیتھی جاننے والے میرا تعاقب نہیں کریں گے۔"

"جب میں وعدہ کرچکا ہوں تو ایسا ہی ہوگا۔ تم ایک بار مجھ پر بھروسا کرکے آؤ۔ پھر ہمیشہ بھروسا کرتی رہو گی۔"

"میں ضرور آؤں گی۔ ابھی جارہی ہوں۔ کل شام کو کسی وقت رابطہ کروں گی۔"

وہ چلی گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ اس کا محبوبانہ انداز مجھے متاثر کررہا تھا۔ میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگیا تھا کہ وہ مجھے نقصان پہنچانے کے لیے یا مجھ سے دشمنی مول لینے کے لیے الپا کو اغوا کرتی تو مجھ سے تنہائی میں ملنے کا وعدہ نہ کرتی۔ اس بات کا یقین ہوگیا تھا کہ وہ میری دیوانی ہے۔ میری سونیا بننے کے جنون میں مبتلا ہے۔ اس لیے مجھے نقصان پہنچانے والا اور مجھ سے دشمنی مول لینے والا کوئی کام نہیں کرے گی۔ میرے دل میں جگہ بنانے کے لیے ضرور مجھ سے تنہائی میں ملاقات کرے گی۔

اس وقت میں بابا صاحب کے ادارے میں تھا۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ میرا پوتا عدنان اپنی ماں سے ملنے کے لیے اس قدر تڑپ رہا تھا کہ ادارے سے فرار ہونا چاہتا تھا۔ آمنہ نے اسے سمجھا منا کر اپنے پاس بلا لیا ہے اور جناب علی اسد اللہ تبریزی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پورس کو بلا کر عدنان کو اس کے حوالے کیا جائے گا۔ وہ اپنے بیٹے کو اس کی ماں سے ملانے لے جائے گا۔

پورس وہاں پہنچ گیا تھا۔ میرے ساتھ ہی ایک کوارٹر میں رات گزار رہا تھا۔ دوسری صبح آمنہ نے ہمیں ناشتے پر بلایا۔ میں نے اس کے کوارٹر میں پہنچ کر عدنان کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگایا۔ پھر پیار کرتے ہوئے پوچھا "تم یہاں بھی شرارت کرنے لگے ہو۔ تم نے اپنی گرینڈ ماما کو بہت پریشان کیا ہے۔"

وہ بولا "میں نے کچھ نہیں کیا ہے۔ یہ گرینڈ ماما اچھی نہیں ہیں۔ مجھے اپنی ماما کے پاس جانے سے روکتی ہیں۔"

پورس نے اسے اپنے بازوؤں میں لے کر چومتے ہوئے کہا "اپنی دادی کے بارے میں ایسی باتیں نہ کرو۔ ان سے زیادہ پیار تو تمہیں کوئی دے ہی نہیں سکے گا۔ یہ تمہاری بہتری کے لیے روک ٹوک کرتی ہیں۔ تمہیں یہاں اچھی تعلیم و تربیت کے لیے لایا گیا ہے۔"

وہ خود کو چھڑاتے ہوئے، باپ کے بازوؤں سے الگ ہوتے ہوئے بولا "یہ میری گرینڈ ماما نہیں ہیں۔ میری ماما رو رہی ہیں۔ آپ اتنے بڑے ہوگئے ہیں۔ کیا ان کے آنسو نہیں پونچھ سکتے؟ کیا انہیں میرے پاس نہیں لاسکتے؟ کیا مجھے ان کے پاس نہیں پہنچا سکتے؟"

پورس نے ایک گہری سانس لے کر اپنی ماں آمنہ کو اور پھر مجھے دیکھا "یہ اس ادارے میں آنے سے پہلے بھٹک رہا تھا اور ہمیں بھی بھٹکا رہا تھا۔ کبھی ہم سے ملتا تھا کبھی بچھڑ جاتا تھا اور ہم اس کی تلاش میں دن رات ایک کرتے رہتے تھے۔ اس نے ہمارا کھانا پینا سونا جاگنا سب ہی حرام کردیا تھا۔ اب اس کی ذمے داری پھر مجھے دی جارہی ہے کہ میں اسے یہاں سے اس کی ماں کے پاس لے جاؤں۔ اب یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ یہاں سے نکلنے کے بعد مجھے کس طرح تگنی کا ناچ نچائے گا؟"

آمنہ نے بیٹے کو گھورتے ہوئے کہا "تم کیسے باپ ہو۔ اپنے بیٹے سے بیزار ہورہے ہو؟"

"ماما! میں بےزار نہیں ہورہا ہوں۔ حقیقت بیان کررہا ہوں۔ کبھی کبھی ایسا لگتا ہے جیسے میں اس کا باپ نہیں ہوں یہ میرا باپ ہے۔"

اس بات پر ہم ہنسنے لگے۔ میں نے اس کے شانے کو تھپکتے ہوئے کہا "بیٹے! اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ میرے تمام بچے ذہین ہیں۔ غیر معمولی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ میرا یہ پوتا بھی سب سے منفرد ہے اور غیر معمولی صلاحیتیں رکھتا ہے۔ چونکہ بچہ ہے نادان ہے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کا سلیقہ نہیں جانتا۔ اس لیے ہمارے سامنے مسائل پیدا کرتا رہتا ہے۔ ہم اسے سکھائیں گے، سمجھائیں گے تم بھی باپ کی حیثیت سے اسے تربیت دیتے رہو گے۔ تب ہی بات بنے گی۔"

پورس نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھا۔ وہ ایک ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے کھلونا ہوائی جہاز اڑا رہا تھا۔ اس نے ماں کو دیکھتے ہوئے پوچھا "ماما! آپ تو مستقبل کے بہت سے حالات جان لیتی ہیں۔ لیکن ہمیں ان سے آگاہ نہیں کرتیں۔ خدا کے لیے صرف ایک بات بتا دیں۔ شیوانی کی آتما کب تک بھٹکتی رہے گی اور ہمیں خواہ مخواہ بھٹکاتی رہے گی؟"

آمنہ نے کہا "مجھے جناب تبریزی سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ماں جب تک اپنے بیٹے سے نہیں ملے گی تب تک اسی دنیا میں بھٹکتی رہے گی۔ ایک بار ماں بیٹے کی ملاقات لازمی ہے۔ اس لیے تمہیں یہاں بلایا گیا ہے۔ تم بیٹے کو یہاں سے لے جاؤ گے اور اس کی ماں سے ملاؤ گے۔"

"لیکن وہ ہے کہاں؟ یہ تو جانتا ہوں کہ ہندوستان میں ہے۔ پچھلی بار پاپا نے اس کی عزت و آبرو بچانے کے لیے وردان پر زبردست حملہ کیا تھا۔ وہ قسمت کا دھنی نکلا، بچ کر چلا گیا۔ اس بار مجھے معلوم ہو جائے کہ شیوانی کس شہر کے کس علاقے میں ہے اور وردان وہاں کب پہنچنے والا ہے تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

میں نے کہا۔ "وہ میرے حملے سے بچ تو گیا ہے۔ لیکن بری طرح بوکھلا گیا ہے۔ اس نے ارنا کوف کو دارجلنگ شہر میں بلایا تھا۔ وہ وہاں پہنچی ہوئی ہے لیکن وردان ہم سے اس قدر خوف زدہ ہے کہ وہاں ابھی نہیں جارہا ہے اور شیوانی سے بھی ملاقات نہیں کررہا ہے۔"

آمنہ نے کہا "تم عدنان کو لے کر ہندوستان جاؤ گے۔ اپنے بیٹے کی آنکھوں کو دیکھو یہ شیوانی کی آنکھیں ہیں۔ یہ تمہارے ساتھ رہیں گی اور تمہیں شیوانی تک پہنچائیں گی۔"

عدنان مجھ سے دور کھیل رہا تھا۔ اس نے پلٹ کر پورس کو دیکھا تو اسے ایسا لگا جیسے شیوانی اسے دیکھ رہی ہے اور پوچھ رہی ہے "کیا تم ان آنکھوں کو بھول چکے ہو؟ اگر نہیں تو کیوں بیٹھے ہو؟ اٹھو! اور میرے بچے کو میرے پاس لے آؤ مجھے صرف اپنے بیٹے کی ہی نہیں اس کے باپ کی بھی ضرورت ہے۔"

شیوانی کبھی کبھی آئینے کے سامنے آکر پورس کو یاد کرتی تو وہ دنیا کے جس حصے میں بھی ہوتا وہاں آئینے کے سامنے چلا آتا۔ ادھر شیوانی اپنے آئینے پر اسے دیکھتی۔ ادھر پورس اپنے آئینے پر شیوانی کو دیکھتا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا موجودہ روپ کیا ہے؟ وہ کس کے جسم میں سمائی ہوئی ہے؟ اس کا چہرہ کیسا ہے؟

اسے شیوانی کا وہی چہرہ اور وہی جسم دکھائی دیتا تھا۔ جسے وہ پانچ برس پہلے دیکھتا رہا تھا اور جو اب فنا ہو چکا تھا۔ اس کی آنکھیں آئینے میں نظر آتی تھیں تو اسے اب بھی اپنی طرف کھینچنے لگتی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ دشمنی کے باوجود اس کے برے وقت میں کام آتا رہتا تھا۔

جناب علی اسد اللہ تبریزی نے دن کے دس بجے ہم سب کو طلب کیا۔ ہم عدنان کو لے کر ان کے حجرے میں آئے۔ پھر ان کے سامنے دو زانو ہو کر سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ آمنہ نے اپنے پوتے کو سمجھایا تھا کہ جناب تبریزی کے روبرو پہنچ کر اسے سر جھکائے رکھنا ہے اور ضدی بچوں کی طرح باتیں نہیں کرنی ہیں۔ جو سوال کیا جائے اس کا مختصر سا جواب دینا ہے۔ ان کے روبرو کوئی بدتمیزی نہیں کرنی ہے۔

وہ اپنی دادی کی ہدایات کے مطابق سر جھکائے بیٹھا تھا۔ جناب تبریزی نے نظریں اٹھا کر پورس کو دیکھا پھر کہا۔ "شیوانی تمہاری بہت ہی نیک اور وفادار شریک حیات تھی۔ اس نے اپنی زندگی میں کبھی دین اسلام کی مخالفت نہیں کی۔ اس کی موت کے بعد ایک تانترک مہاراج نے اس کی آتما کو اپنے قابو میں کرلیا تھا۔ کیونکہ وہ شیطانی عمل تھا اس لیے شیوانی کی روح بھی شیطانی ہوگئی اور وہ اپنے بیٹے کے سلسلے میں مخالفت کرنے لگی کہ یہ بچہ اس ادارے میں رہ کر تعلیم و تربیت حاصل نہیں کرے گا۔"

وہ ذرا چپ ہوئے پھر بولے۔ ''اس کی فطرت میں نیکی اور راستی تھی اس لیے کالا علم جاننے والوں کی ہلاکت کے بعد وہ اب پھر راستی پر آ رہی ہے۔ حالات کی ٹھوکروں نے بھی اسے سمجھا دیا ہے کہ اس کا بیٹا عدنان ایک مسلمان کا بیٹا ہے اور اسے یہیں رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کرنی چاہیے۔''

انہوں نے آمنہ کو دیکھا پھر کہا ''مجھے اشارہ ملا ہے کہ شیوانی کی روح کو اب زیادہ عرصے تک بھٹکنے نہ دیا جائے۔ ہر جاندار کی موت کے بعد اس کی روح عالم برزخ میں پہنچتی ہے۔ شیوانی کی روح کو بھی وہیں پہنچنا چاہیے۔''

ہم سب سر جھکائے بیٹھے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے۔ ''اس کی روح الکا نامی ایک دوشیزہ کے جسم میں سمائی ہوئی ہے۔ وہ الکا نامی دوشیزہ بھی بہت پہلے مر چکی ہے۔ لیکن شیطانی علم کے ذریعے وہ جسم اب تک اس دنیا میں ہے اور شیوانی کی روح بھی اس کے ساتھ منسلک ہو گئی ہے۔ یہ شیطانی عمل نظام قدرت کے خلاف ہے۔''

انہوں نے ایک ذرا توقف سے کہا۔ ''ہم سب فانی ہیں۔ ایک ایک کر کے اس دنیا سے جاتے رہیں گے۔ لیکن ہم سے پہلے شیوانی اور الکا دونوں ہی جا چکی ہیں۔ ایک شیطانی عمل نے انہیں نئی زندگی دی ہے۔ ہمیں اس زندگی کو جلد سے جلد عارضی بنا کر شیوانی کی روح کو اس جسم کی قید سے نجات دلانا ہے۔ روح کو اس کے اصل مقام تک جانے کا راستہ کھولنا ہے۔''

میں نے کہا ''محترم حضور اقدس! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔''

انہوں نے مجھے دیکھا پھر کہا ''ذہن میں جو بات ہے اسے بیان کرو۔''

میں نے کہا۔ ''الکا کو جب موت آئے گی تب ہی شیوانی کی روح اس کے جسم سے نجات پا کر عالم برزخ میں جائے گی۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ الکا کی موت طبعی ہو گی یا شیوانی کی روح کو نجات دلانے کے لیے اسے ہلاک کیا جائے گا؟''

انہوں نے کہا ''ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ اسے کوئی ہلاک نہیں کرے گا۔ وہ اپنے بیٹے سے ملنے کے لیے تڑپ رہی ہے۔ ماں بیٹے کے مقدر میں ملاقات لکھی ہوئی ہے۔ جس دن یہ دونوں ایک دوسرے سے ملیں گے۔ اس کے بعد چالیس دنوں تک عدنان کو ماں کی محبت اور ممتا ملتی رہے گی۔ ٹھیک چالیسویں دن الکا اگنی ہوتری کی موت واقع ہو گی اور شیوانی کی روح ہماری دنیا سے رخصت ہو کر اپنے اصل مقام تک پہنچ جائے گی۔''

عدنان اچانک ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ہم سب نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ آمنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر آہستگی سے کہا ''بیٹے! بیٹھ جاؤ۔''

اس نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا۔ جناب تبریزی نے کہا۔ ''اسے میرے پاس آنے دو۔''

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان سے ایک قدم کے فاصلے پر آ کر رک گیا۔ پھر بولا۔ ''میں اپنی ماما سے ملوں گا۔''

انہوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا ''بے شک۔ تم اپنی ماں سے ملو گے۔''

''آپ یہ کیوں کہتے ہیں کہ وہ چالیس دنوں کے بعد مر جائیں گی؟''

''ہم سب اس دنیا میں صرف جینے کے لیے نہیں مرنے کے لیے بھی آئے ہیں۔ تمہاری ماں کو بھی اپنے ایک مقررہ وقت پر مرنا ہے۔''

وہ..... پاؤں پٹخ کر بولا۔ ''میں اپنی ماما کو مرنے نہیں دوں گا۔''

آمنہ نے کہا ''عدنان! یہ کیا بدتمیزی ہے؟ ادب سے کھڑے رہو۔''

جناب تبریزی نے کہا ''آمنہ! خاموش رہو یہ جو کہتا ہے، جو کرتا ہے کرنے دو۔''

وہ بولا ''میری گرینڈ ما، میرے گرینڈ پا کہتے ہیں آپ بہت بڑے ہیں۔ بہت با کمال بزرگ ہیں۔ آپ میری ماما کو مرنے نہ دیں۔''

''زندگی اور موت کا مالک صرف خدا ہے۔ اس رب العالمین نے ہر ایک کی موت کا وقت مقرر کیا ہے۔ تو پھر تمہاری ماں کو بھی موت آئے گی۔ اسے کوئی نہیں روک سکے گا۔''

عدنان نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔ وہ بھی اسے دیکھنے لگے۔ دونوں کی نظریں ملنے لگیں۔ بیٹے کی چہرے سے ماں کی آنکھیں جھانک رہی تھیں۔ اور جناب علی اسد اللہ تبریزی کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔ وہ بولا ''میری ماما نہیں مریں گی۔ اگر انہیں کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گا۔''

انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اس کی طرف بڑھائے۔ وہ ذرا اور قریب آ گیا۔ وہ اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لے کر بڑی محبت اور شفقت سے بولے۔ ''تمہیں جینا ہے۔ بہت لمبی عمر جینا ہے۔ عزت، شہرت اور کمالاتِ فنون کی بلندیوں پر پہنچنا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا ایک ناچیز بندہ ہوں۔

تمہارے لیے صرف دعا کر سکتا ہوں۔''

انہوں نے ذرا جھک کر اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ملائی پھر زیر لب کچھ پڑھنے لگے۔ ہم سب خاموشی سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ عدنان اپنی ماں کی موت کے بارے میں سن کر طیش میں آ گیا تھا اور ضد کر رہا تھا کہ وہ اپنی ماں کو مرنے نہیں دے گا۔ ایسا سب ہی چاہتے ہیں کہ ان کی عزیز ترین ہستی کبھی فنا نہ ہو، اس کی محبوب ہستی اس سے چھینی نہ جائے۔ جب بڑے ایسا چاہتے ہیں تو عدنان پھر ایک بچہ تھا۔ وہ اپنی ماں کی طویل زندگی چاہتا تھا۔

اس کے چاہنے یا نہ چاہنے سے کیا ہوتا؟ جناب علی اسد اللہ تبریزی پیش گوئی کر چکے تھے... کہ جس دن ماں بیٹے کی ملاقات ہو گی اس کے چالیس دن بعد شیوانی ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے رخصت ہو جائے گی۔ یہ خیال مجھے پریشان کر رہا تھا کہ عدنان بہت ہی ضدی ہے۔ اسے اپنی ماں کی موت کا علم نہیں ہونا چاہیے۔ اب وہ ہمیشہ طیش میں رہا کرے گا۔ اور اپنی ماں کی طویل عمری کے لیے ہم سب کو پریشان کرتا رہے گا۔ پتا نہیں وہ آگے جا کر کیا کرنے والا تھا؟

جناب تبریزی عدنان کی پیشانی سے لگے ہوئے تھے۔ پھر انہوں نے اس کی پیشانی کو چوم کر اسے الگ کیا۔ وہ پیچھے ہٹ گیا۔ ہم سب نے حیرانی سے دیکھا۔ عدنان کی پیشانی ایسے روشن ہو گئی تھی جیسے اس کے ننھے سے وجود کے اندر سورج اتر آیا ہو۔ وہ روشن پیشانی کہہ رہی تھی کہ میرے پوتے کی زندگی میں اندھیرا نہیں ہو گا۔ اگر کبھی ہو گا تو دل سے اور دماغ سے نور کی کرنیں پھوٹتی رہیں گی... اور اسے راستہ دکھاتی رہیں گی۔

چند سیکنڈ کے بعد عدنان کی پیشانی معمول پر آ گئی۔ اب وہ پہلے جیسی چمک تو نہیں تھی۔ لیکن پیشانی روشن روشن سی ہو گئی تھی۔ جناب تبریزی نے پورس کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ''تم اسے کسی بھی پہلی فلائٹ سے لے جا سکتے ہو۔''

یہ کہہ کر انہوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ ہم سب اپنی اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ پھر سر جھکا کر الٹے قدموں چلتے ہوئے حجرے سے باہر آ گئے۔ بابا صاحب کا ادارہ میلوں دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ایک ادارے سے دوسرے ادارے تک ایک کوارٹر سے دوسرے کوارٹر تک آنے جانے کے لیے وہاں تو بیٹری موٹر ٹرالیاں چلتی رہتی تھیں۔ آمنہ اور پورس ایک ٹرالی میں بیٹھ گئے۔

میں نے آمنہ سے کہا ''مجھے دو بجے تک پیرس پہنچنا ہے۔ سونیا وہاں تنہا کاٹیج میں ہے۔ میں پھر کسی دن آؤں گا۔ اب جا رہا ہوں۔''

پھر میں نے اپنے پوتے کی پیشانی کو چوم کر کہا ''کیوں بیٹے! اب تو تم مطمئن ہو، اپنے پاپا کے ساتھ اپنی ماما سے ملنے جا رہے ہو۔''

اس نے مجھے سنجیدگی سے دیکھا۔ لیکن جواباً کچھ نہ بولا خاموش رہا۔ میں نے کہا ''کیا بات ہے تمہیں ماما کے پاس جانے کی خوشی نہیں ہے؟''

''میں آپ سے نہیں بولوں گا۔ گرینڈ ما سے بھی نہیں بولوں گا۔ آپ سب میری ماما کے مرنے کی باتیں کرتے ہیں۔''

میں نے آمنہ کو اور پورس کو دیکھا۔ پھر کہا ''ابھی میرے عدنان بیٹے سے وعدہ کرو تم میں سے کوئی شیوانی کی موت کے سلسلے میں کچھ نہیں کہے گا۔ میرے بیٹے کو یہاں سے ہنسی خوشی رخصت کیا جائے گا۔''

آمنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ٹرالی میں بٹھایا۔ پھر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ''میں وعدہ کرتی ہوں ہم میں سے کوئی تمہیں دکھ نہیں پہنچائے گا۔ ہم تمہاری ماما کی زندگی کے لیے دعائیں مانگتے رہیں گے۔''

میں نے پورس سے مصافحہ کیا۔ وہ تینوں موٹر ٹرالی میں بیٹھ کر چلے گئے۔ میں وہاں سے پارکنگ ایریا کی طرف گیا جہاں میری کار کھڑی ہوئی تھی۔ میں اس کار میں بیٹھ کر پیرس کی طرف روانہ ہو گیا۔

عدنان نے آمنہ کے کوارٹر کی طرف جاتے ہوئے کہا ''میں تاشا سے ملوں گا۔ اس سے باتیں کروں گا۔''

''ٹھیک ہے۔ میں اسے ابھی اپنے کوارٹر میں بلاؤں گی۔''

''آپ تو تاشا کی طرح دماغوں میں پہنچ جاتی ہیں۔ اسے ابھی بلائیں۔''

''بیٹے! تم بہت ہی ضدی ہو۔ کیا ذرا صبر نہیں کر سکتے؟''

''کیا آپ ابھی اسے نہیں بلا سکتیں؟''

آمنہ نے بے بسی سے پورس کو دیکھا۔ پھر مسکرانے لگی۔ کہنے لگی ''یہ جتنی خودسری کرتا ہے۔ مجھے اتنا ہی اس پر پیار آتا ہے۔''

وہ تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو گئی۔ اس کے بعد بولی ''میں نے تاشا سے کہہ دیا ہے وہ ابھی آ رہی ہے۔''

''کیا میں اس ٹرالی میں تاشا کے پاس نہیں جا سکتا؟''

''تم اچھی طرح جانتے ہو۔ ہاسٹل میں کسی کو کسی سے ملنے کی اجازت نہیں دی جاتی اور بچوں کو باہر گھومنے پھرنے کی

آزادی نہیں ہے۔''

پورس نے کہا'' تاشا ابھی کوارٹر میں آنے والی ہے۔ کیا تم ذرا صبر نہیں کر سکتے ؟''

وہ اسے گھور کر بولا'' آپ اپنی ماما کے سامنے ڈانٹ رہے ہیں۔ میری ماما یہاں ہوتیں تو آپ مجھے اس طرح آنکھیں نہ دکھاتے۔''

اس کی بات پر وہ دونوں ہنسنے لگے۔ آمنہ نے کوارٹر میں پہنچ کر کہا'' میں عدنان کا سامان پیک کر رہی ہوں۔ تم یہاں کے انچارج سے فون پر رابطہ کرو اور پوچھو۔ کیا کسی فلائٹ میں سیٹیں کنفرم ہو چکی ہیں؟''

وہ دونوں اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد تاشا آ گئی۔ عدنان نے کہا'' آؤ ہم لان میں چلیں وہاں باتیں کریں گے۔''

تاشا نے پوچھا'' کیا یہاں بیٹھ کر باتیں نہیں ہو سکتیں، لان میں جانا ضروری ہے؟''

اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا'' ہاں۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی ہماری باتیں سنے۔''

وہ تاشا کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے چلتا ہوا لان میں آ گیا۔ ایک درخت کے سائے میں کرسیاں بچھی ہوئی تھیں۔ وہ دونوں وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ تاشا نے پوچھا'' کیا کوئی ایسی خاص بات ہے جسے تم دوسروں کو سنانا نہیں چاہتے ؟''

وہ اثبات میں سر ہلا کر بولا'' ہاں میں جا رہا ہوں۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے جدا ہونے والے ہیں۔''

وہ اسے بے یقینی سے دیکھتے ہوئے بولی'' یہ کیا کہہ رہے ہو؟ تم کہاں جاؤ گے؟''

'' اپنی ماما کے پاس۔''

وہ حیرانی سے بولی'' کیا۔۔؟ کیا جانے کی اجازت مل گئی ہے؟''

'' ہاں۔ میں آج ہی کسی فلائٹ سے اپنے پاپا کے ساتھ جا رہا ہوں۔''

'' اوہ عدنان! تم بہت ضدی ہو۔ پتا نہیں کس طرح تم نے اپنی ضد منوالی ہے اور کس طرح وہ راضی ہو گئے ہیں؟ تمہاری تعلیم اور تربیت یہاں ادھوری رہ جائے گی۔''

'' میرے لیے میری ماما سب سے اہم ہیں۔ میں انہیں پالوں گا...تو پھر یہاں آ کر پوری توجہ سے تعلیم حاصل کروں گا۔''

وہ اس کا ہاتھ تھام کر بولی'' یہ تمہارے لیے خوشی کی بات ہے کہ تم ماں سے ملنے جا رہے ہو۔ لیکن میں بہت اداس ہو گئی ہوں۔ تمہیں پانے کے لیے تمہارے پاس رہنے کے لیے اپنی ماں اور بھائی کو چھوڑ کر یہاں آئی ہوں...اور تم مجھے چھوڑ کر جا رہے ہو۔''

'' میں ہمیشہ کے لیے تو نہیں جا رہا ہوں۔ جیسے ہی میری ماما ملیں گی۔ میں انہیں لے کر یہاں آ جاؤں گا۔''

'' پتا نہیں تمہاری ماما کب ملیں گی اور تم کب آ ؤ گے؟''

'' وہ ضرور ملیں گی۔ لیکن یہاں سب ہی ان کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں کہ مجھے غصہ آ جاتا ہے۔''

'' یہاں کون تمہیں غصہ دلانے والی باتیں کرتا ہے؟''

'' سب ہی کرتے ہیں۔ میری گرینڈ ما، گرینڈ پا۔ میرے پاپا اور......اور وہ جو بہت بڑے بزرگ ہیں۔ جن کو جناب تبریزی کہتے ہیں وہ بھی یہی کہہ رہے تھے کہ جب میں اپنی ماما سے ملوں گا۔ تو اس کے چالیس دن بعد وہ مر جائیں گی۔''

تاشا نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر پوچھا'' یہ کیا کہہ رہے ہو؟ تمہاری ماما کیوں مر جائیں گی؟ کیا وہ بیمار ہیں؟''

'' میں نہیں جانتا کہ وہ بیمار ہیں یا نہیں؟ کیا جو لوگ بیمار ہوتے ہیں وہ مر جاتے ہیں۔ کیا ان کا علاج نہیں ہوتا؟''

وہ بولی۔'' ذرا ٹھہرو! مجھے سوچنے دو۔''

وہ ذرا سوچنے کے بعد بولی۔'' جب جناب تبریزی نے یہ پیش گوئی کی ہے کہ وہ چالیس دنوں کے بعد تم سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو جائیں گی...تو پھر ایسا ضرور ہوگا۔ چاہے وہ بیمار ہوں ... یا نہ ہوں۔''

'' ان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ بس میں نے کہہ دیا ہے ۔ میں اپنی ماما کو مرنے نہیں دوں گا۔''

وہ اس کے ہاتھ کو تھپکتے ہوئے بولی'' دیکھو عدنان! تم اپنے ماں باپ دادی دادا سے ضد کر کے کوئی بھی بات منوا سکتے ہو۔ لیکن اللہ میاں کی مرضی کے خلاف تم اپنی کوئی ضد پوری نہیں کر سکو گے۔''

اس نے ناراض ہو کر تاشا کو دیکھا۔ پھر کہا'' تم بھی وہی کہہ رہی ہو جو سب کہہ رہے ہیں۔ صاف صاف بولو کیا میں اپنی ماما سے ملوں گا تو صرف چالیس دنوں کے لیے؟''

وہ سمجھانے کے انداز میں بولی'' تم نہیں جانتے جناب تبریزی کی کہی ہوئی بات پتھر کی لکیر ہوتی ہے۔''

'' یہ پتھر کی لکیر کیا ہوتی ہے؟''

'' ایسی بات جو کہہ دی جائے تو پھر وہ اٹل ہو جاتی ہے۔ کوئی اسے ٹال نہیں سکتا۔ کوئی اسے جھٹلا نہیں سکتا۔ تم ابھی نہیں سمجھ سکتے۔ جناب تبریزی روحانیت کے بہت بڑے عالم ہیں۔ عامل ہیں۔ وہ اپنے علوم کی روشنی میں پیش آنے والے واقعات کو پہلے سے دیکھ لیتے ہیں۔ ان کی کوئی بات غلط نہیں ہوتی۔ انہوں نے جو کہہ دیا ہے وہ ضرور ہوگا۔''

وہ غصے سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ پھر بولا'' چلی جاؤ یہاں سے...... میں تم سے بات نہیں کروں گا۔ تم میری دوست نہیں ہو۔''

تاشا نے پریشان ہو کر اسے دیکھا پھر سوچا'' اگر اس کے مزاج کے خلاف بولوں گی تو واقعی یہ مجھ سے ناراض ہو جائے گا۔ یہاں سے جانے کے بعد میں خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کروں گی تو یہ مجھ سے باتیں نہیں کرے گا۔''

وہ عاجزی سے بولی۔'' سوری عدنان! مجھ سے غلطی ہو گئی۔ ہم دونوں دوست ہیں۔ ہم کوشش کریں گے، دعا کریں گے کہ تمہاری ماما کو کچھ نہ ہو وہ تمہارے لیے زندہ رہیں گی۔''

اس کا غصہ کچھ دھیما پڑ گیا۔ اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے تاشا کو دیکھا۔ پھر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا'' یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔ میری ماما کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟''

اس نے تاشا کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ پھر پوچھا'' کیا ہم دونوں مل کر اپنی ماما کو زندہ نہیں رکھ سکیں گے؟''

تاشا نے اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھوں میں دیکھا۔ اس نے پہلی بار اس طرح اس کے ہاتھ کو تھاما تھا۔ تاشا پندرہویں سال میں تھی۔ وہ پیار و محبت کو سمجھتی تھی۔ لیکن عدنان ابھی نادان بچہ تھا۔ وہ ایسے کسی جذبے کو نہیں سمجھتا تھا۔ اس نے بس اپنی ماں کی سلامتی کی خاطر اس کا ہاتھ یوں تھام لیا تھا جیسے اپنی ماں کے لیے سہارا ڈھونڈ رہا ہو۔

تاشا نے اسے بے بسی سے دیکھا کچھ سوچا پھر پوچھا۔'' مجھے بتاؤ کہ جناب تبریزی نے تمہاری ماما کے بارے میں کیا کہا ہے؟''

'' وہ ایک ہی بات کہتے رہے کہ ماما اس دنیا میں نہیں رہیں گی۔ جب بھی میں ان سے ملوں گا تو اس کے چالیس دنوں کے بعد وہ مر جائیں گی۔''

یہ کہہ کر وہ انکار میں سر ہلانے لگا۔ تاشا نے اس کے شانے کو تھپک کر کہا۔'' صبر کرو، حوصلہ کرو۔ میرے ذہن میں ایک بات آ رہی ہے۔ مجھے ذرا غور کرنے دو۔''

وہ چپ چاپ اسے دیکھنے لگا۔ وہ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی۔ پھر بولی'' جناب تبریزی نے تم سے یہی کہا ہے نا کہ جب تم اپنی ماما سے ملو گے تو اس کے چالیسویں دن ان کا انتقال ہوگا؟''

عدنان نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ تاشا نے پوچھا'' اگر تم اپنی ماما سے نہیں ملو گے تو پھر کیا ہوگا؟''

'' میں کیوں نہیں ملوں گا؟ میں تو ضرور ملوں گا۔''

'' میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ جناب تبریزی نے کہا ہے کہ تم اپنی ماما سے ملو گے تو اس دن سے چالیس دنوں تک تمہیں ان کی محبت اور ماممتا ملتی رہے گی۔ اس کے بعد وہ اللہ کو پیاری ہو جائیں گی...اور اگر تم اپنی ماما سے نہیں ملو گے تو پھر ان چالیس دنوں کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔ جب تک تم اپنی ماما سے نہیں ملو گے۔ تب تک چالیس دنوں کا حساب شروع نہیں ہوگا۔ اور تب تک انہیں موت نہیں آئے گی۔''

وہ کچھ سمجھ رہا تھا۔ کچھ نہیں سمجھ رہا تھا۔ اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے اور زیادہ آسان الفاظ میں بڑی وضاحت سے سمجھانے لگی تو وہ قائل ہو کر سر ہلاتے ہوئے بولا'' ہاں۔ یہ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ میں ماما سے ملوں گا تو وہ چالیس دنوں کے بعد مر جائیں گی اور اگر نہیں ملوں گا تو وہ زندہ رہیں گی۔''

وہ اس کے شانے پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی'' ہاں یہی بات ہے۔ جناب تبریزی کی پیش گوئی کبھی غلط ثابت نہیں ہوتی۔ ان کی یہ بات اپنی جگہ قائم رہے گی۔ یعنی تم ملو گے تو چالیس دنوں بعد تمہیں صدمہ اٹھانا ہوگا۔ اگر نہیں ملو گے تو تم ہمیشہ اپنی ماں کو زندہ سلامت دیکھتے رہو گے۔''

وہ سن رہا تھا۔ سمجھ رہا تھا۔ خوش ہو رہا تھا۔ پھر ذرا مایوس ہو کر بولا'' میں تو ماما سے ملنے جا رہا ہوں۔ اگر نہیں ملوں گا تو انہیں بہت دکھ پہنچے گا۔ وہ میرے لیے تڑپ رہی ہیں۔ اور مجھے بھی ایسا لگ رہا ہے جیسے میں ان سے ملے بغیر نہیں رہ سکوں گا۔''

'' اگر تم اپنے دل پر قابو نہیں پاؤ گے۔ اپنی ماں کی بہتری اور سلامتی نہیں چاہو گے اور ان سے ملنے چلے جاؤ گے تو پھر سمجھ لو کہ کیا ہو سکتا ہے؟''

وہ پریشان ہو کر اس کا منہ تکنے لگا۔ وہ بولی'' تم ابھی بچے ہو یہ نہیں جانتے کہ اپنی ماں کے لیے اولاد کو کیسی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ اس وقت تمہیں اپنی ماما کی خاطر تمہیں دلی جذبات کی قربانی دینی ہوگی۔ ان سے دور رہو گے۔ ان کے سامنے نہیں جاؤ گے۔ لیکن دور ہی دور سے چھپ چھپ کر اپنی ماما کو زندہ سلامت دیکھتے رہو گے۔ وہ ہنستی بولتی رہیں گی۔ بڑے آرام سے زندگی گزارتی رہیں گی۔ صرف تمہارے لیے تڑپتی رہیں گی۔ کوئی بات نہیں، انہیں تڑپنے دو۔ تم بھی ان کے لیے تڑپتے رہو گے۔ لیکن یہ قربانی ایک بیٹے کو دینی ہوگی۔ کیا تم

اپنی ماما کے لیے قربانی نہیں دو گے؟''
وہ ہاں کے انداز میں سر ہلا کر اپنی جگہ سے اٹھا پھر اپنے ننھے ننھے بازوؤں کو تاشا کی گردن میں حمائل کر کے اس سے لپٹ کر بولا۔ ''تاشا! آئی لو یو۔''
وہ بچہ تھا۔ اپنی ماں کے حوالے سے خوش ہو کر ایسا کہہ رہا تھا۔ لیکن تاشا بچپن کی دہلیز کو پار کر کے جوانی کے پہلے مرحلے میں داخل ہونے والی تھی۔ عدنان کے ان الفاظ نے اسے پر لگا دیے۔ وہ تتلی کی طرح اڑنے لگی۔ بہار آفریں فضاؤں میں ایک ہی پھول پر منڈلانے لگی۔ پھر اس نے اس پھول پر جھکتے ہوئے کہا۔ ''آئی لو یو ٹو۔''

☆☆☆

میں ایک مخصوص رفتار سے کار ڈرائیو کرتا ہوا پیرس کی طرف جا رہا تھا۔ سونیا جھیل والے کاٹیج میں تنہا تھی۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ دو پہر دو بجے تک اس کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ لیکن عدنان کا معاملہ کچھ ایسا تھا کہ مجھے دیر ہو رہی تھی۔
میں نے خیال خوانی کے ذریعے اسے مخاطب کیا۔ ''ہائے سونیا! کیا کر رہی ہو ..؟''
''تم میرے اندر ہو دیکھ لو کہ تنہا کاٹیج میں ہوں اور تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔ تم نے دو بجے آنے کو کہا تھا۔ اب ایک بج چکا ہے۔ بائی دا وے اس وقت کہاں ہو؟''
''میں ہائی وے پر ہوں اور تمہاری طرف آ رہا ہوں۔ کچھ دیر ہو جائے گی۔''
''خیریت تو ہے۔؟ دیر کیوں ہو رہی ہے؟''
''ہمارے پوتے عدنان کا معاملہ تھا۔ وہ اپنی ماما سے ملنے کے لیے اس قدر بے چین تھا کہ بابا صاحب کے ادارے سے نکل کر بھاگنا چاہتا تھا۔''
وہ بولی ''ہمارا یہ پوتا بہت ہی عجیب و غریب ہے۔ پتا نہیں بڑا ہو کر کیا بنے گا؟ اب کیا صورت حال ہے؟''
''جناب تبریزی نے اسے ادارے کے باہر جانے کی اجازت دے دی ہے۔ پورس اسے لے کر ہندوستان جائے گا اور وہاں اسے اس کی ماں سے ملائے گا۔''
میں اسے تفصیل سے یہ باتیں بتانے لگا... کہ جناب تبریزی نے شیوانی کے متعلق کیا پیش گوئی کی ہے؟ اس نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا۔ ''چلو، اچھا ہے کہ شیوانی کی موت سے پہلے بیٹا اپنی ماں سے ملاقات کر لے۔ ماں کی موت سے اسے صدمہ پہنچے گا مگر رفتہ رفتہ سنبھل جائے گا۔''
وہ الماری سے ایک تولیا نکال کر واش روم کی طرف جاتے ہوئے بولی ''اب میں غسل کرنے جا رہی ہوں۔ پلیز میرے دماغ میں نہ آنا۔''
میں نے مسکراتے ہوئے کہا ''ہمارے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ پھر بھی تم پردہ کرتی ہو۔ کوئی بات نہیں میں دو گھنٹے کے اندر وہاں پہنچنے والا ہوں۔''
میں دماغی طور پر حاضر رہ کر خیال خوانی کر رہا تھا۔ کبھی کبھی اس سے باتیں کرتا تھا۔ پھر ڈرائیونگ کی طرف توجہ دینے لگتا تھا۔ زیادہ توجہ ڈرائیونگ کی طرف ہی تھی۔ اگر ایسا نہ کرتا تو کسی بھی حادثے سے دو چار ہو سکتا تھا۔
تھوڑی دیر بعد میں نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ نومی نے کہا ''پلیز سانس نہ روکنا میں ہوں۔''
میں نے پوچھا ''میں کون؟ کیا تمہارا کوئی نام نہیں ہے؟ یا تم بتانا نہیں چاہتیں؟''
''جب تم سے ملنے آؤں گی تو نام بتاؤں گی۔ پھر نام کیا چیز ہے؟ میں تو ایک رنگین کتاب کی طرح تمہارے سامنے کھل جاؤں گی۔ تم میرے نام کے ساتھ ساتھ میری لائف ہسٹری بھی پڑھ لو گے اور جغرافیہ بھی۔''
''تم ملنے کا وعدہ کرتی ہو۔ پھر ٹال دیتی ہو۔ کیا یہ دیکھنا چاہتی ہو کہ میں تمہارے انتظار میں کس قدر تڑپ رہا ہوں؟''
''نہیں۔ میں جانتی ہوں تم پہاڑ ہو۔ فولاد ہو ملاقات کرنے کے جوش میں اور جذبات میں اپنی جگہ سے نہیں ہلو گے۔ میں ہی ہل گئی ہوں اور بڑے خطرات مول لے کر تم سے ملنے والی ہوں۔''
''جب تم جانتی ہو کہ میں زبان کا دھنی ہوں۔ یہ وعدہ کر چکا ہوں کہ مجھ سے ملنے آؤ گی تو تمہیں نہ میری ذات سے نقصان پہنچے گا... نہ ہی میرے کسی رشتے دار سے یا کسی ماتحت سے تمہیں کوئی شکایت ہو گی۔ جب تم ملنے آؤ گی تب بھی اور مل کر جاؤ گی تب بھی کوئی تمہارا تعاقب نہیں کرے گا پھر اس انتظار کا مطلب؟''
''بے شک میں تم پر بھروسا کرتی ہوں۔ کیونکہ محتاط رہنے کی عادی ہوں۔ اس لیے کبھی کبھی ڈر لگتا ہے۔ بائی دا وے۔ میں جلد ہی تم سے ملنے والی ہوں۔ ابھی جا رہی ہوں پھر کسی وقت رابطہ کروں گی۔''
میں نے شانے اچکا کر کہا۔ ''او کے سو فار۔''
وہ چلی گئی۔ میں اس کے بارے میں سوچنے لگا۔ اگرچہ اس نے اپنی چالبازی سے یہ سمجھا دیا تھا کہ اس نے الپا کو اغوا نہیں کیا ہے۔ پھر بھی میں اس کی اس دشمنی کو نہیں بھول سکتا تھا کہ اس نے اپنے ایک آلہ کار کے ذریعے گولی چلا کر الپا کو زخمی کیا تھا اور اس کے دماغ میں اپنے لیے جگہ بنائی تھی۔

اس وقت میں اس پہلو سے سوچ رہا تھا کہ اگر وہ الپا کا دماغ کمزور نہ کرتی تو ارناکوف اور وردان اسے اغوا کر کے ہم سے دور نہ کرتے۔ فی الحال میں اس سے ملاقات کر کے سمجھوتے کی راہ نکالنا چاہتا تھا۔ اگرچہ اس نے دشمنی کی تھی۔ لیکن دوستی ہونے کے بعد پچھلی عداوتوں کی تلافی ہو سکتی تھی۔
میں نے جھیل والے کاٹیج کے سامنے پہنچ کر گاڑی روکی۔ میں ہارن نہیں بجاتا تھا۔ وہ آواز سنتے ہی دوڑتی ہوئی آ کر دروازہ کھولتی تھی۔ میں گاڑی سے اتر کر احاطے کے چھوٹے سے گیٹ پر پہنچا پھر اسے کھول کر اندر آیا تو دروازہ بند تھا۔ اس نے اپنی عادت کے مطابق دروازہ نہیں کھولا تھا۔ مجھے حیرانی ہوئی۔ میں دروازے کے قریب پہنچ کر کال بیل کا بٹن دبانا ہی چاہتا تھا کہ اس کی ہنسی سنائی دی۔
میرا ہاتھ رک گیا میں نے کال بیل کا بٹن نہیں دبایا۔ دروازے کے پیچھے سے اس کی آواز سنائی دی ''جناب کو انتظار ہو گا کہ میں دروازہ کھولوں گی۔ کیوں یہی بات ہے نا؟''
''ہاں۔ میں حیران ہو رہا ہوں کہ دروازہ کیوں نہیں کھول رہی ہو؟''
''بات یہ ہے کہ تم دروازے سے بازو پھیلا کر آؤ گے۔ میں اپنی بانہیں پھیلا کر تمہارے گلے لگ جاؤں گی۔''
''اس کا مطلب یہ ہے کہ دروازہ اندر سے بند نہیں ہے؟''
میں نے اسے کھولا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر...... بانہیں پھیلائے کھڑی تھی۔ میں اسے دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ تھوڑی دیر تک تو میں کچھ بول ہی نہیں پایا۔
اس میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ اس نے اس عمر میں بھی جسمانی طور پر خود کو بہت سنبھال کر رکھا تھا۔ یوگا کی مشقیں کرتی تھی۔ یہ بات اس کے ریکارڈ میں تھی کہ مرحوم بابا فرید واسطی نے اسے اپنی بیٹی بنایا تھا۔ اور وہ دن رات ان کی خدمت کرتی رہتی تھی۔ بابا صاحب کے ادارے کے بانی مرحوم بابا فرید واسطی نے خوش ہو کر اسے دعائیں دی تھیں کہ وہ دشمنوں پر غالب آنے کے لیے ہمیشہ چاق و چوبند رہا کرے گی۔ اس پر بڑھاپا کبھی نہیں آئے گا۔
سونیا کی قربت نے ہمیشہ مجھے یہی سمجھایا تھا کہ وہ ایک بھرپور جوان دوشیزہ ہے اور اسی طرح رہے گی۔ اس وقت بھی وہ بانہیں پھیلا کر میرے بازوؤں میں آ گئی تھی۔
اسے دھڑکنوں سے لگاتے ہی جانے کیوں میری چھٹی حس نے کہا ''کچھ گڑبڑ ہے۔'' غیر شعوری طور پر کسی تبدیلی کا احساس ہوا لیکن وہ تبدیلی سمجھ میں نہیں آئی۔
میں نے اسے دونوں بازوؤں میں سمیٹتے ہوئے کہا ''میری جان! تم کچھ نئی نئی سی لگ رہی ہو۔''
وہ ہنستے ہوئے بولی ''یہ تو تم ہمیشہ ہی کہا کرتے ہو کہ جب بھی میں تم سے ملتی ہوں۔ نئی نئی سی لگتی ہوں۔''
وہ درست کہہ رہی تھی۔ اس نے عملی زندگی گزارتے رہنے کے دوران میں اپنے آپ کو اس قدر پرکشش بنا رکھا تھا کہ مجھے اس کے اندر ہر بار ایک نئی کشش اور ایک نیا پن ملتا رہتا تھا۔
اس کے باوجود میری چھٹی حس مجھے بے چین کر رہی تھی۔ میں اپنے اطمینان کے لیے اس کے ساتھ بیڈ پر آ گیا۔ اگرچہ اس کے بدن کی مخصوص مہک مجھے مل رہی تھی۔ تاہم میں نے اس کی گردن پر اپنے ہونٹ رکھے۔ دیر تک گرم سانسیں چھوڑتا رہا۔ اور سانس لے کر اس کی پسینے کی مہک کو اچھی طرح محسوس کرتا رہا۔ کوئی شبے کی گنجائش نہیں تھی۔ میری سونیا اپنے بدن کی قدرتی مہک کے ساتھ میری سانسوں میں سما رہی تھی۔
میں اس کے ساتھ پیار بھرے لمحات گزارنا چاہتا تھا مگر کیا کروں؟ یہ کم بخت چھٹی حس مجھے پریشان کر رہی تھی۔ میں اپنے آپ کو سمجھا رہا تھا کہ انسان اپنا چہرہ بدل سکتا ہے۔ جسمانی طور پر خود کو تبدیل کر سکتا ہے۔ اپنا لب و لہجہ بدل کر بھی دھوکا دے سکتا ہے۔ مگر دو باتیں اس کے اختیار میں نہیں ہوتیں۔ ایک تو یہ کہ فنگر پرنٹس یعنی انگلیوں کے نشانات تبدیل نہیں کیے جا سکتے۔ دوسرا یہ کہ بدن کی جو قدرتی مہک ہوتی ہے اسے چھپایا نہیں جا سکتا۔ نومی اپنے بدن کی مخصوص مہک مجھ سے نہیں چھپا سکتی تھی اور سونیا کے بدن کی مہک چرا نہیں سکتی تھی۔
سونیا نے جذباتی لمحات میں کہا ''تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ مجھ سے پیار کرتے کرتے ایک دم سے چپ ہو جاتے ہو۔ کسی سوچ میں گم ہو جاتے ہو۔ بات کیا ہے؟ کوئی پرابلم ہے کوئی نیا مسئلہ پریشان کر رہا ہے۔''
میں نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا ''نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی مجھے الجھا رہی ہے۔ پہلے اس نے میرے بچوں کو قیدی بنایا پھر الپا کو زخمی کیا۔ پھر اس کے ذریعے ارناکوف تک پہنچ گئی۔ وہ وہاں رہ کر پارس کے لیے مشکلات پیدا کر سکتی تھی۔ لیکن ہم نے جمیلہ اور نبیلہ کو ان کے باپ کے ساتھ خفیہ اڈے میں پہنچا دیا ہے۔ اب وہ کچھ نہیں کر سکے گی۔''

سونیا نے کہا ''تم نے اس کی ہر عداوت کا منہ توڑ جواب دیا ہے۔ پھر پریشانی کیا ہے؟''

''یہی کہ الپا ہم سے بچھڑ گئی ہے۔ اگر وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی اسے زخمی نہ کرتی تو اس بے چاری کے ساتھ ایسا نہ ہوتا۔''

''جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ میں حیران ہوں کہ تم ایسے محبت بھرے لمحات میں بھی اس کے بارے میں سوچ رہے ہو اور مجھے کوئی اہمیت نہیں دے رہے ہو۔''

میں نے اسے بازوؤں میں سمیٹ کر چومتے ہوئے کہا۔ ''تم سے زیادہ اہمیت تو کسی کی ہو ہی نہیں سکتی۔ سوری۔ میں خوہ مخواہ مسائل میں الجھ گیا تھا۔''

میری چھٹی حس نے مجھے پریشان کیا تھا۔ اب ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ میں نے سوچا۔ ''خواہ مخواہ شبہات میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ میں ہر پہلو سے جانچ رہا ہوں اور یہ میری سونیا ہی ہے۔ ان پیار بھرے لمحات میں اس کی ایک ایک ادا بتا رہی تھی کہ واقعی یہ سونیا ہے۔ کوئی دوسری ہو ہی نہیں سکتی۔''

ہم دیر تک ایک دوسرے کی آغوش میں رہ کر ساری دنیا کو بھولتے رہے۔ پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی یہ اس کی عادت تھی۔ وہ الماری سے فوراً ہی دوسرا لباس نکال کر باتھ روم میں چلی جایا کرتی تھی۔ اس وقت بھی اس نے یہی کیا۔

اس نے باتھ روم کے دروازے پر پہنچ کر اسے کھولتے ہوئے مجھے مسکرا کر دیکھا۔ بالکل وہی انداز تھا۔ میں بھی جواباً مسکرایا۔ پھر وہ دروازے کو کھلا چھوڑ کر اندر چلی گئی۔ یہ اس کی عادت تھی۔ میں نے ایک گہری سانس لی۔ ہر طرح سے اطمینان ہو گیا تھا۔ اب کسی طرح کا شبہ نہیں تھا۔ خواہ مخواہ میری چھٹی حس مجھے پریشان کر رہی تھی۔ میں نے چشم تصور میں اپنی سونیا کو دیکھا۔ پھر تکیے کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ اگرچہ ابھی وہ مجھ سے لگ کر گئی تھی۔ پھر بھی میں اس کی کمی محسوس کر رہا تھا۔

تکیے کو اٹھا کر سینے سے لگاتے ہی میں ایک دم سے چونک گیا۔ جہاں تکیہ رکھا ہوا تھا اس کے نیچے پرفیوم کی ایک شیشی رکھی ہوئی تھی۔ یہ بات سونیا کے مزاج کے خلاف تھی۔ وہ میرے قریب آنے سے پہلے کبھی پرفیوم استعمال نہیں کرتی تھی۔ یہ اچھی طرح جانتی تھی کہ میں اس کے بدن کی مخصوص مہک سے لطف اندوز ہوتا رہتا ہوں۔ وہ کسی پرفیوم کی محتاج نہیں رہتی تھی۔

وہ شیشی کسی پرفیوم کی تھی۔ مگر اس پر لیبل نہیں لگا ہوا تھا۔ میں نے سوچا شاید اس کی دوسری طرف لگا ہوگا۔ میں نے اسے اٹھا کر دوسری طرف دیکھا تو وہاں بھی لیبل نہیں تھا۔

میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ یہ شیشی پرفیوم کی ہے لیکن لیبل نہیں ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر کوئی دوسری چیز ہے۔

میں نے شیشی کے کیپ کو کھول کر سونگھا تو ایک دم سے چونک گیا۔ اس میں سے سونیا کے پسینے کی مہک آ رہی تھی۔ اس پسینے کی مہک جس کا میں عادی تھا اور جس کی مہک سونگھ کر میں سونیا کو لاکھوں میں پہچان سکتا تھا۔ وہ مہک اس شیشی میں بند کی گئی تھی۔

چشم زدن میں یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ کسی پرفیوم تیار کرنے والے ماہر نے سونیا کی مہک والا یہ پرفیوم تیار کیا ہے... اور کسی کے خاص آرڈر کے مطابق تیار کیا ہے۔ اس خیال کے ساتھ ہی یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی کہ نومی نے سونیا کے بدن کی مہک والا یہ رقیق مادہ تیار کرایا ہے اور میرے قریب آنے سے پہلے اس رقیق مادے کو اپنے بدن پر اسپرے کیا ہے۔ جس سے میں دھوکا کھاتا رہا کہ سونیا میری آغوش میں ہے۔

میں نے پلٹ کر باتھ روم کی طرف دیکھا۔ یہ تو پہلے ہی بیان کر چکا ہوں کہ وہ سونیا کے دماغ میں رہ کر معلوم کرتی رہتی تھی کہ وہ میرے ساتھ کس طرح تنہائی میں وقت گزارا کرتی ہے؟ اور کیسی کیسی ادائیں اور کیسے کیسے انداز اختیار کرتی رہتی ہے۔ اس نے سونیا کی پوری طرح نقل کی تھی اور ابھی میرے ساتھ تنہائی میں مکمل طور پر سونیا بنی ہوئی تھی۔ اگر یہ پرفیوم کی شیشی میرے ہاتھ نہ لگتی تو میں اسی دھوکے میں رہتا کہ اپنی سونیا کے ساتھ وقت گزار رہا ہوں۔

میں بیڈ سے اتر کر تیزی سے چلتا ہوا باتھ روم کے دروازے پر آیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اندر ایک شیشے کی دیوار تھی۔ اس دیوار کے پیچھے وہ شاور کے نیچے کھڑی ہوئی غسل کر رہی تھی۔ شیشہ دھندلا سا تھا اس لیے وہ سایہ سایہ سی دکھائی دے رہی تھی۔ بہت مکار تھی میری تنہائی میں سونیا بن کر اپنے دل کے سارے ارمان نکال چکی تھی۔ مجھے محبت سے پاس لے آئی تھی۔ اس نے صیاد بن کر اپنا جال مجھ پر پھینکا تھا۔ لیکن بازی پلٹ گئی تھی۔

آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

❖

دنیا کا ہر سپاہی میدان جیتنے کے بعد ہنستا بولتا ہے۔ ناچتا گاتا ہے۔ نومی کرسٹل بھی مجھے جیت لینے کے بعد گنگنا رہی تھی۔ وہ شاور کے نیچے کھڑی ہوئی تھی۔ میں دروازے کے پاس کھڑا شیشے کے پار اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ پانی کی پھوار میں ایسے بھیگ رہی تھی جیسے مسرتوں کی بارش میں بھیگ رہی ہو۔ رقص کر رہی ہو اور ہواؤں میں اڑتی چلی جا رہی ہو۔ کامیابی کا نشہ اسے مست کر رہا تھا۔

مست کیوں نہ ہوتی وہ اپنی ہر چال میں کامیاب ہوتی جا رہی تھی۔ خواہ وہ کامیابی عارضی کیوں نہ ہو۔ یہ بات اس کے لیے اطمینان بخش تھی کہ وہ مجھ جیسے شہ زور کے مقابلے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔

اسے خبر نہیں تھی کہ میں کھلے ہوئے دروازے پر کھڑا اسے شیشے کے پار دیکھ رہا ہوں۔ اگرچہ اس کا چہرہ اور بھیگتا ہوا زرخیز بدن واضح طور پر دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ شیشہ دھندلا سا تھا اس لیے وہ دھندلے سائے کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔ اسی طرح دھندلی دھندلی سی چھٹی حس مجھے آگاہ کرتی رہی تھی۔ یہ اندیشہ پیدا ہوتا رہا تھا کہ کچھ گڑبڑ ہے لیکن وہ گڑبڑ سمجھ میں نہیں آ رہی تھی اور میں اس چھٹی حس کو نظر انداز کرتا آ رہا تھا۔

مجھے اس کی چال بازی پر غصہ آنا چاہیے تھا لیکن میں مسکرانے لگا۔ کیونکہ اب اس کی شامت آنے والی تھی۔ میں نے دیکھا شیشے کے پار... وہ گنگناتے گنگناتے چپ ہو گئی تھی۔ ایسے وقت میں نے سوچ کی لہروں کو اپنے اندر محسوس کیا پھر اس کی آواز سنائی دی۔ ''میں بول رہی ہوں۔''

میں نے کہا ''ہاں بولو ابھی تو تم آئی تھیں۔''

''ابھی نہیں...... چار گھنٹے پہلے میں نے رابطہ کیا تھا۔''

''اچھا؟ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے۔ جیسے ابھی تم میرے پاس آئی تھیں۔ میرے بازوؤں میں سما کر مجھے بھرپور محبتیں دے رہی تھیں۔''

اس نے ایک ادا کے ساتھ کہا ''ہائے! یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے بالکل یہی خواب ابھی دیکھا ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے آنکھ لگ گئی تھی۔ میں نے اتنا خوبصورت خواب زندگی میں پہلی بار دیکھا ہے۔''

''اچھا۔'' میں نے طنزیہ انداز میں پوچھا۔ ''کیا تھا وہ خوبصورت خواب؟''

''میں نے دیکھا کہ میں تمہاری سونیا کی جگہ پہنچ گئی ہوں اور تم اپنی سونیا کے پیار کا ایک ایک لمحہ مجھے دے رہے ہو۔''

''تم خواب یاد کر رہی ہو اور میں حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ کب تک غسل کرتی رہو گی؟ اپنے خول سے باہر نکل آؤ۔''

وہ ایک دم سے چپ ہو گئی۔ شیشے کے اس پار اس کے دھندلے سے سائے نے پلٹ کر میری طرف دیکھا۔ میں مسکراتے ہوئے وہاں سے پلٹ کر بیڈ روم میں چلا آیا پھر خیال خوانی کے ذریعے بولا۔ ''چپ کیوں ہو گئیں؟''

وہ ہچکچاتے ہوئے بولی ''تمہاری بات سمجھ میں نہیں آئی۔ تم کہہ رہے ہو کہ میں غسل کر رہی ہوں اور مجھے باتھ روم سے باہر آ جانا چاہیے۔ اس کا مطلب کیا ہوا؟''

''باہر آؤ گی تو میں ہجے کر کے مطلب سمجھاؤں گا۔''

اس کی طرف سے پھر خاموشی رہی۔ وہ فوراً ہی کچھ نہ بول سکی۔ میں نے پوچھا ''خاموش کیوں ہو؟ کیا میرے چور خیالات پڑھ رہی ہو۔''

''ہاں پڑھ رہی ہوں اور معلوم کر رہی ہوں کہ ابھی تم نے سونیا کے ساتھ وقت گزارا ہے اور یہ شبہ کر رہے ہو کہ وہ تمہاری سونیا نہیں تھی' میں تھی۔ کیسی عجیب بات ہے۔ ٹھیک ایسے وقت میں نے یہی خواب دیکھا کہ میں تمہاری سونیا کی جگہ تھی اور اب تم اسے حقیقت سمجھ رہے ہو۔''

''جو حقیقت ہے وہ تھوڑی دیر بعد معلوم ہو جائے گی۔''

''تمہاری باتیں مجھے الجھا رہی ہیں۔ ٹھیک ہے' میں تھوڑی دیر بعد آ کر معلوم کروں گی کہ تم اپنی سونیا کو اصلی سونیا سمجھ رہے ہو یا ڈمی؟''

وہ چلی گئی۔ میں کمرے میں تھوڑی دیر تک ٹہلتا رہا پھر میں نے باتھ روم کے دروازے پر آ کر آواز دی۔ ''کیا بات ہے؟ کیا ساری عمر غسل کرتی رہو گی؟ باہر نہیں آؤ گی؟''

وہ بولی ''تمہیں کیا ہوا ہے؟ کیوں جلدی کر رہے ہو۔ تم پر تو کبھی کبھی جن سوار ہو جاتا ہے۔ میں آ رہی ہوں لیکن اب ہاتھ نہیں لگانے دوں گی۔''

میں پھر دھندلے شیشے کے پار اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ لباس پہن رہی تھی۔ پھر شیشے کی دیوار والا دروازہ کھل گیا۔ وہ بالوں میں تولیا لپیٹتی ہوئی باہر آئی۔ مجھے گھور کر دیکھتے ہوئے بولی۔ ''کیا بات ہے مجنوں صاحب! باتھ روم کے دروازے پر کھڑے ہوئے ہو۔ ہٹو!''

وہ مجھے ایک طرف ہٹاتے ہوئے کمرے میں گئی پھر سنگار میز کے سامنے کھڑے ہو کر ہیئر ڈرائر کے پلگ کو سوئچ بورڈ میں لگا دیا۔ اس کے بعد برش لے کر بالوں کو خشک کرنے لگی۔

میں نے پرفیوم کی وہ شیشی اٹھائی پھر اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے آئینے میں میرا عکس دیکھا پھر وہ شیشی دیکھ کر تعجب سے بولی۔ ''یہ تمہارے پاس کہاں سے آ گئی؟''

''تمہارے تکیے کے نیچے تھی۔''

اس نے پلٹ کر مجھے دیکھا پھر شیشی کو ہاتھ میں لے کر بولی ''یہ تو میری الماری میں تھی۔ ایسی ہی ایک شیشی اور ہے۔ یہاں آؤ میں دکھاتی ہوں۔''

وہ وہاں سے چلتی ہوئی دوسرے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بولی۔ ''میں پرفیوم خریدتے وقت یہ شیشی دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔ پتا ہے اس کی مہک بالکل ایسی ہے' جیسی میرے پسینے میں ہوتی ہے۔''

اس نے الماری کھول کر ویسی ہی ایک اور شیشی نکال کر مجھ سے کہا ''یہ میں تمہیں دکھانے کے لیے خرید کر لائی ہوں۔ ذرا اسے سونگھ کر دیکھو۔''

''میں اسے سونگھ کر دیکھ چکا ہوں۔ تم مجھے دکھانے کے لیے ایک شیشی خرید کر لاتیں۔ دو کیوں لے کر آئی ہو؟''

''اگر اس دکان میں دس ہوتیں تو میں سب کی سب خرید لیتی۔ کیا یہ حیرانی کی بات نہیں ہے کہ یہ بالکل میرے پسینے کی طرح مہکتی ہے۔''

''بے شک حیرانی کی بات ہے لیکن تم نے اسے ابھی اپنے تکیے کے نیچے کیوں رکھا تھا؟''

''میں نے کہا نا تمہیں دکھانے کے لیے رکھا تھا لیکن تم سے ملتے ہی اسے بھول گئی۔''

پھر وہ مسکراتے ہوئے بولی ''پتا نہیں کیسا سحر پھونک دیتے ہو کہ میں اپنے آپ کو بھی بھول جاتی ہوں۔''

میں نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ بڑے غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اس کے بدن کو ادھر ادھر سے چھونے لگا۔ وہ ذرا پیچھے ہٹ کر بولی ''پھر بہک رہے ہو۔ میں نے کہہ دیا تھا' اب ہاتھ نہیں لگانے دوں گی۔ مجھ سے دور رہو۔''

میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا پھر اسے اپنے بازوؤں میں جکڑتے ہوئے کہا۔ ''اب تم سونیا کی ہم شکل ہونے کا فائدہ نہیں اٹھا سکو گی۔ تمہارا بھید کھل چکا ہے۔''

وہ ہنسنے لگی۔ کہنے لگی ''تمہیں مجھ پر شبہ ہو رہا ہے کہ میں تمہاری سونیا نہیں ہوں اور وہ کوئی دوسری ٹیلی پیتھی جاننے والی سونیا بن کر میری جگہ لے رہی ہے۔''

میں نے اسے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ پھر اس پر جھک کر اس کی گردن کو اور بدن کے دوسرے حصوں کو سونگھنے لگا۔ وہ ہنس رہی تھی اور بول رہی تھی ''یہ تو بتاؤ تمہیں شبہ کیوں ہو رہا ہے؟''

پھر وہ مجھے گھور کر بولی ''کیا اس لیے کہ یہ پرفیوم کی شیشی میرے پاس ہے اور تم سمجھ رہے ہو کہ میں سونیا نہیں ہوں۔ اس پرفیوم کو لگا کر' سونیا بن کر تمہیں دھوکا دے رہی ہوں۔''

میں اسے ذرا سا دھکا دے کر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ بولی ''مجھے اس طرح دھکا نہ دو۔ پاگل نہ بنو۔ کیا تمہیں میرے بدن سے میری مہک نہیں آ رہی ہے؟''

''تم نے ابھی غسل کیا ہے۔ تمہارے بدن سے پسینہ نہیں پھوٹ رہا ہے اس لیے مجھے وہ مہک نہیں مل رہی ہے۔''

وہ مسکرا کر بولی ''موسم گرم ہوگا یا جذبے گرم ہوں گے' تبھی پسینہ پھوٹے گا' تبھی تمہیں مہک ملے گی۔''

میں نے اس کی کلائی تھام لی پھر اسے کھینچ کر میز کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ ''اب میں تم سے دھوکا نہیں کھاؤں گا۔ ابھی تمہاری اصلیت سامنے آ جائے گی۔''

میز پر کاغذ کا ایک پیڈ رکھا ہوا تھا۔ میں نے کہا ''اپنی دس انگلیوں میں سیاہی لگاؤ اور تمام انگلیوں کے پرنٹس ان کاغذات پر اتارتی جاؤ۔ تم چہرہ بدل سکتی ہو۔ اپنے بدن کی مہک بدل سکتی ہو لیکن انگلیوں کے نشانات نہیں بدل سکو گی۔''

اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے مجھے دیکھا پھر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بولی ''اس پرفیوم کی شیشی نے تمہیں شبہے میں مبتلا کر دیا ہے پھر وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی تمہیں مشکلات میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ان حالات میں تم مجھ پر تو کیا اپنے بچوں پر بھی شبہ کر سکتے ہو۔''

وہ بولتی جا رہی تھی اور ایک ایک انگلی میں سیاہی لگا کر ان کا نشان کاغذ پر اتارتی جا رہی تھی۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے ایک انچارج سے رابطہ کیا۔ پھر کہا ''میں ابھی فیکس کے ذریعے دس انگلیوں کے نشانات بھیج رہا ہوں۔ یہ سونیا کی انگلیوں کے نشانات ہیں۔ آپ ابھی اس کی ریکارڈ فائل سے ان کا موازنہ کریں اور جلد سے جلد فیکس کے ذریعے رپورٹ ارسال کریں۔''

میں نے ان دس انگلیوں کے نشانات کو فیکس کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچا دیا۔ وہ وہاں سے جانا چاہتی تھی۔ میں نے کہا ''رک جاؤ کہاں جا رہی ہو؟''

وہ اپنا ہاتھ دکھاتے ہوئے بولی ''اس سیاہی کو تو دھونے دو۔ واش روم میں جا رہی ہوں۔''

''میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ جب تک رپورٹ تمہارے حق میں نہیں آئے گی۔ اس وقت تک تمہیں نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دوں گا۔''

میں اس کے ساتھ واش روم میں آیا۔ وہ صابن سے ہاتھ دھوتے ہوئے' آئینے میں مسکرا کر مجھے دیکھنے لگی۔ میں نے پوچھا ''کیوں مسکرا رہی ہو؟''

وہ بولی ''سوچ رہی ہوں۔ آج سے پہلے کبھی کسی عورت نے تمہیں اس قدر اُلو نہیں بنایا ہوگا۔ جیسا کہ وہ بنا رہی ہے؟''

میں اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا۔ کئی بار اس کے چور خیالات پڑھ چکا تھا اور اس کے خیالات یہی کہہ رہے تھے کہ وہ سو فی صد میری سونیا ہے۔ میں دل ہی دل میں تسلیم کر رہا تھا کہ وہ صرف سونیا کی ہم شکل ہی نہیں ہے' اس کی طرح بلا کی مکار بھی ہے۔

اب میں اس کی مکاری کی وضاحت کر دوں۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے۔ نومی نے سونیا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا تھا۔ یہ حقیقت اب تک کھل کر سامنے نہیں آئی تھی۔ کبھی ایک آدھ بار مجھے سونیا پر شبہ ہوا تھا لیکن یقین نہ ہو سکا کہ وہ کسی ٹیلی پیتھی جاننے والی کے زیر اثر آ چکی ہے۔

بہرحال جس وقت میں بابا صاحب کے ادارے سے پیرس کی طرف آ رہا تھا' اس وقت نومی نے سونیا کو غائب دماغ بنا دیا تھا اور اسے باتھ روم میں پہنچا کر شیشے کی دیوار کے پیچھے عارضی طور پر سلا دیا تھا پھر خود سونیا بن کر اس نے دروازے پر میرا استقبال کیا تھا۔

اس سے ملتے ہی میری چھٹی حس نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ کچھ گڑبڑ ہو رہی ہے لیکن میں اس آگاہی کو نظر انداز کرتا رہا' وہ مجھے بہلاتی رہی اور میں بہلتا رہا پھر وہ بیڈ سے اٹھ کر غسل کرنے کے لیے باتھ روم میں گئی۔ ایسے وقت انکشاف ہوا تھا کہ وہ فراڈ ہے۔ میری سونیا نہیں ہے۔ تکیے کے نیچے سے برآمد ہونے والی اس شیشی نے راز کھول دیا تھا۔

وہ اس وقت باتھ روم میں تھی اور میں نے اس سے کہا تھا کہ اس کی حقیقت کھل چکی ہے۔ اس نے میری باتوں سے سمجھ لیا کہ بھید کھل رہا ہے۔ اس نے فوراً ہی سونیا کو بیدار کیا۔ اسے اپنی جگہ شاور کے نیچے پہنچایا اور خود اس شیشے والی دیوار کے پیچھے فرش پر لیٹ گئی۔ سونیا کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جما لیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق دوسرا لباس بدل کر گیلے بالوں کو تولیے سے لپیٹتے ہوئے باہر آ گئی۔ سنگار میز کے آئینے کے سامنے جا کر ہیئر ڈرائر کے ذریعے بالوں کو خشک کرنے لگی۔ میں اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھ رہا تھا۔

پھر میں نے اسے ایک پرفیوم کی شیشی دکھائی تو وہ مجھے لے کر دوسرے کمرے میں گئی۔ وہ میری اصلی سونیا تھی لیکن نومی کے اشاروں پر چل رہی تھی۔ مجھے اس لیے دوسرے کمرے میں لے گئی کہ نومی کو وہاں سے نکلنے کا موقع مل جائے۔

میں کیا جانتا تھا کہ سونیا کے ساتھ دوسرے کمرے میں جاؤں گا تو اسے فرار ہونے کا موقع مل جائے گا۔ بہرحال اس نے زبردست مکاری کا ثبوت دیا تھا۔ سونیا بن کر میرے ساتھ رنگین و سنگین لمحات گزارے تھے پھر بڑے مزے سے مجھے بے وقوف بنا کر چلی گئی تھی۔

فیکس کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے سے رپورٹ آئی کہ انگلیوں کے نشانات سونیا کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ نشانات سونیا کے ہی ہوتے۔ جو فراڈ تھی وہ تو نکل چکی تھی اور یہ ثابت کر چکی تھی کہ اس نے کوئی فراڈ نہیں کیا ہے اور میں اپنی سونیا کے ساتھ ہی پیار بھرے لمحات گزارتا رہا تھا۔

وہ سونیا کے اندر رہ کر میرے بے وقوف بننے کا تماشا دیکھ رہی تھی۔ سونیا نے اس کی مرضی کے مطابق مسکرا کر پوچھا ''کیا ہوا؟ اب تو تمہاری تسلی ہو گئی کہ میں تمہاری اپنی ہی سونیا ہوں اور تمہارے ساتھ کوئی فراڈ نہیں ہوا ہے۔''

میں نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا ''بے شک تم میری سونیا ہو' یہ ثابت ہو چکا ہے لیکن پتا نہیں کیوں ٹھوس ثبوت کے باوجود مجھے ایسا لگ رہا ہے۔ جیسے تھوڑی دیر پہلے اس بیڈ پر تم میرے ساتھ نہیں تھیں۔ کوئی دوسری تھی۔''

وہ ہنستے ہوئے بولی ''وہ کہتے ہیں نا کہ شک کا علاج حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں تھا اس لیے تمہارا علاج میں تو نہیں کر سکوں گی۔ تم خواہ مخواہ الجھتے رہو گے۔ جبکہ حقیقتاً ایسی کوئی

بات نہیں تھی۔“

میں نے اس کی پیشانی کو چھو کر کہا۔ ”کبھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تمہارے اندر کوئی آتی ہے اور تم سے کچھ بولتی ہے؟ کیا تمہیں محسوس ہوتا ہے کہ تم کوئی کام اپنی مرضی کے خلاف کرتی ہو؟ مثلاً یہ کہ تم سونا نہیں چاہتیں اور اچانک سو جاتی ہو پھر دن ہو یا رات بے وقت سوتی ہو اور بے وقت جاگتی ہو؟“

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی ”میں نے کبھی ایسا محسوس نہیں کیا۔ کیا تم یہ شبہ کر رہے ہو کہ وہ ٹیلی پیتھی جاننے والی میرے اندر آتی ہے اور اس نے میرے دماغ پر قبضہ جمار کھا ہے؟“

”ہاں یہ شبہ مجھے پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے۔“

وہ بولی۔ ”تو پھر اس شبہے کو ابھی ختم کر سکتے ہو۔ اس ٹیلی پیتھی جاننے والی نے تنویمی عمل کیا ہے تو تم مجھ پر عمل کر کے اس کے عمل کو میرے ذہن سے مٹا دو۔ یہ تم آسانی سے کر سکتے ہو۔“

میں اِدھر سے اُدھر ٹہلنے لگا، سوچنے لگا۔ وہ بولی ”اب کیا سوچ رہے ہو؟“

میں نے ایک کرسی پر بیٹھ کر کہا ”اگر اس نے تم پر تنویمی عمل کیا ہے تو وہ تمہارے اندر آتی جاتی ہوگی۔ ایسا لگتا ہے کہ مجھ سے بہت بڑا افراڈ کیا جا رہا ہے۔ میری عقل کہتی ہے کہ وہ اس وقت بھی تمہارے اندر موجود ہو سکتی ہے۔“

”یہ اندیشہ تو ہمیشہ رہے گا۔ جب بھی تم تنویمی عمل کرنا چاہو گے۔ یہی خیال آئے گا کہ شاید وہ موجود ہے اور تمہیں تنویمی عمل کے سلسلے میں ناکام بنا سکتی ہے۔“

وہ میرے پاس آ کر بیٹھ گئی پھر میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بولی ”تم بہت پریشان ہو۔ کسی بھی طرح اس معاملے کو ختم کرو۔ یوں مجھ پر شبہ کرتے ہو تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔ ہمارے درمیان ہمیشہ بھرپور اعتماد قائم رہا ہے اور اسے قائم رہنا چاہیے۔“

میں نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا ”ایک تدبیر ہے۔“

اس نے کہا ”تو پھر فوراً عمل کرو۔“

”ایسا کرو تمہارے بال گیلے ہیں انہیں فوراً سکھاؤ اور تیار ہو جاؤ۔“

”کیا ہم کہیں جائیں گے؟“

”ہاں میں تمہیں بابا صاحب کے ادارے میں لے جاؤں گا۔ وہاں قدم رکھتے ہی تم اس کے تنویمی عمل سے آزاد ہو جاؤ گی۔ یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا وہاں کسی فرد کے دماغ میں نہیں آ سکتا۔ وہ بھی تمہارے دماغ میں نہیں آ سکے گی۔“

وہ ایک ذرا پریشان ہو گئی پھر بولی ”میں وہاں نہیں جاؤں گی۔“

میں نے تعجب سے پوچھا ”کیوں نہیں جاؤ گی؟“

”ابھی کچھ روز پہلے تو یہاں آئی ہوں۔ وہاں بہت زیادہ پابندیوں میں رہنا پڑتا ہے۔ یہاں رہ کر میں آزادی سے گھومتی پھرتی رہتی ہوں۔“

”تعجب ہے تم سیر و تفریح والی آزادی کو ترجیح دے رہی ہو تمہیں اس بات کی پروا نہیں ہے کہ کوئی تمہارے دماغ پر قبضہ جمائے بیٹھی ہے۔“

”یہ تم سمجھ رہے ہو۔ تم کہہ رہے ہو۔ مجھے تو ایسا کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ میں تو بالکل آزاد خیال ہوں۔ جہاں چاہتی ہوں اُڑتی پھرتی ہوں۔ جو چاہتی ہوں کرتی ہوں۔ کبھی میری مرضی کے خلاف میرا کوئی کام نہیں ہوتا۔ میں کیسے سمجھوں کہ کسی کے زیرِ اثر آ گئی ہوں۔“

میں نے اسے گہری ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا ”یعنی تمہیں وہاں جانے پر اعتراض ہے۔“

”بے شک اعتراض ہے میں اپنی مرضی سے کہیں بھی آتی جاتی ہوں۔ یہ تم اچھی طرح جانتے ہو۔“

”تمہارا یہ اعتراض مجھے اور زیادہ شبہے میں مبتلا کر رہا ہے۔ یہ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ جو بھی تنویمی عمل کے زیرِ اثر ہوتا ہے وہ کبھی سمجھ نہیں پاتا کہ وہ کسی کا تابعدار بن چکا ہے۔ تم بھی یہ حقیقت سمجھ نہیں پا رہی ہو۔“

”میں تم سے بحث نہیں کروں گی۔ تمہارے اطمینان کے لیے جہاں کہو گے وہاں جاؤں گی لیکن بابا صاحب کے ادارے میں جانے سے پہلے کوئی اور تدبیر کرو کسی اور طرح سے اطمینان کرو۔ بابا صاحب کے ادارے سے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بلاؤ اور ان سے کہو کہ میرے اندر پہرا دیتے رہیں اور یہ معلوم کرتے رہیں کہ کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والی مجھے تابعدار بنانے کے لیے آتی بھی ہے یا نہیں؟“

”ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والے کئی معاملات میں مصروف رہتے ہیں۔ ایک سیدھی سی بات یہ ہے کہ ابھی ہم یہاں سے بابا صاحب کے ادارے میں جائیں گے۔ وہاں پہنچتے ہی معلوم ہو جائے گا کہ تم کسی کے زیرِ اثر ہو یا نہیں؟ تم میری اتنی سی بات نہیں مان رہی ہو اور خواہ مخواہ بحث کیے جا رہی ہو۔“

وہ غصے سے پاؤں پٹک کر بولی ”تم تو اپنی بات منوانے کے عادی ہو۔ میں جا رہی ہوں۔ ابھی تمہارے ساتھ چل رہی ہوں۔“

وہ پاؤں پٹکتی ہوئی اپنے کمرے میں گئی پھر دروازے کو ایک زوردار آواز کے ساتھ بند کر دیا۔ میں بند دروازے کی طرف سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے سوچنے لگا۔ یقیناً یہ زیرِ اثر آ گئی ہے۔ اسی لیے بابا صاحب کے ادارے میں جانے سے انکار کر رہی ہے۔ وہاں جائے گی تو وہ ڈمی سونیا اس کے دماغ میں نہیں رہ سکے گی۔

اس ادارے میں قدم رکھتے ہی اس کا سحر ٹوٹ جائے گا۔ تنویمی عمل ختم ہو جائے گا۔ تمام دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کی سوچ کی لہریں بابا صاحب کے ادارے کے احاطے کے اندر نہیں پہنچ پاتی ہیں۔

مجھے اپنی سونیا پر شبہ تھا۔ وہ جس کے زیرِ اثر تھی‘ اس کی مرضی کے مطابق مجھے اس وقت بھی کسی طرح دھوکا دے سکتی تھی۔ میں خیال خوانی کے ذریعے اس کے پاس پہنچا تو وہ چونک کر بولی۔ ”کیا ہے؟ کیوں آئے ہو؟ دیکھتے نہیں لباس تبدیل کر رہی ہوں۔ جتنے بوڑھے ہوتے جا رہے ہو۔ اتنے ہی بے شرم بھی ہوتے جا رہے ہو۔ چلو جاؤ یہاں سے......“

یہ کہتے ہی اس نے سانس روک لی۔ میں دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ زیرِ لب مسکرانے لگا۔ یہ بیویاں بھی کیا ہوتی ہیں۔ اپنا تن من سب حوالے کر دیتی ہیں لیکن لباس بدلتے وقت بند کمرے میں اپنے میاں کو بھی نہیں آنے دیتیں۔

میں انتظار کرنے لگا پھر گھڑی دیکھی تو پندرہ منٹ گزر چکے تھے۔ میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے پر دستک دی پھر کہا ”اب آ بھی جاؤ کیا لباس تبدیل کرنے میں اتنی دیر ہوا کرتی ہے؟“

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا ”اگر میک اپ کر رہی ہو تو باہر آ کر یہاں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کر سکتی ہو۔ کم آن باہر آ جاؤ۔“

دوسری طرف خاموشی رہی۔ کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نے پھر دروازے پر دستک دی۔ ”سونیا! خاموش کیوں ہو۔ جواب دو‘ یہ جانتی ہو کہ میں طرح طرح کے شبہات میں مبتلا ہوں۔ جواب دو دروازہ کھولو۔ باہر آؤ۔“

میں نے دروازے کو ذرا سا دھکا دیا تو وہ اندر سے بند نہیں تھا۔ اس کی بانہوں کی طرح کھل گیا۔ لیکن وہ گداز بانہوں والی کمرے میں نہیں تھی۔ اس کا لباس ادھر ادھر بکھرا پڑا تھا۔ کھلی ہوئی کھڑکی بتا رہی تھی کہ اس راستے سے چڑیا پھر ہو چکی ہے۔

میں نے کھڑکی سے باہر چھلانگ لگائی۔ دوڑتا ہوا کاٹیج کے چاروں طرف گیا پھر آس پاس کے کاٹیجز کی طرف جا کر آگے پیچھے اسے تلاش کرنے لگا۔ خیال خوانی کے ذریعے بھی اس کے اندر پہنچنے کی کوششیں کیں' لیکن وہ سانس روکتی رہی۔ میں مایوس ہو کر اپنے کاٹیج کے سامنے آیا۔ وہاں میری کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ فرار ہونے کے لیے میری گاڑی لے کر نہیں گئی تھی۔ یقیناً نومی کرسٹل کی گاڑی آئی ہوگی اور اسے لے گئی ہوگی۔

میں اپنی گاڑی سے ٹیک لگا کر دور دور تک نظریں دوڑانے لگا۔ ایسے ہی وقت مجھے اس کی آواز سنائی دی۔ وہ بول رہی تھی۔ ''کیوں پریشان ہو رہے ہو۔ میں ہوں نا۔''

میں نے غصے سے پوچھا ''تم؟''

وہ بڑے ہی جذباتی انداز میں بولی ''ہائے فرہاد! تم نے تو مجھے بُری طرح لوٹ لیا ہے۔ میں ایک گھنٹے تک تمہارے ساتھ رہی۔ اس ایک گھنٹے میں تم نے جس طرح میرے حسن و شباب کی سلطنت پر حکمرانی کی ہے' اسے میں ساری زندگی نہیں بُھلا سکوں گی۔ اب تو ہمیشہ تمہاری تمنا کرتی رہوں گی اور کسی نہ کسی بہانے تمہارے پاس آتی رہوں گی اور جاتی رہوں گی۔''

میں نے تقریباً دہاڑتے ہوئے پوچھا۔ ''بکواس مت کرو۔ سونیا کہاں ہے؟''

''غصہ کیوں کرتے ہو۔ جب تم نے پچھلے ایک گھنٹے میں مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تو پھر میں سونیا کو کیسے نقصان پہنچا سکتی ہوں؟''

''تمہاری ان حرکتوں سے اس بات کی تصدیق ہو رہی ہے کہ تم نے سونیا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا رکھا ہے؟''

''ہاں...... اب یہ بات نہیں چھپاؤں گی۔ میں تو تمہارا دل جیتنے کے لیے سونیا کو ہمیشہ تمہارے پاس رکھنا چاہتی تھی لیکن اب اسے تم سے دور کرنے پر مجبور ہو گئی ہوں۔''

''کیوں مجبور ہو گئی ہو؟ اسے فوراً یہاں واپس بھیجو۔''

''سوری فرہاد! اگر تم اسے بابا صاحب کے ادارے میں بھیجنے کا فیصلہ نہ کرتے تو بہتر ہوتا' وہ وہاں جائے گی تو پھر میری معمولہ اور تابعدار بن کر نہیں رہ سکے گی۔ تمہاری فیملی کی شطرنج پر جتنے مہرے ہیں' ان میں سب سے اہم سونیا ہے اور میں سونیا کو ہارنا نہیں چاہوں گی۔''

''پہلے تو تم دوستی کا جھانسا دے رہی تھیں۔ اب کھلی دشمنی پر اتر آئی ہو۔''

''اسے دشمنی نہ سمجھو۔ میں تمہاری سونیا کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔ کیا اتنی سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی' یہ میری معمولہ اور تابعدار ہے' اس کی جان میری ایک چٹکی میں ہے۔ میں جب چاہوں اسے موت کے گھاٹ اتار سکتی ہوں مگر ایسا نہیں کر رہی ہوں تو صرف تمہاری محبت میں اور صرف تمہاری تنہائی میں آتے جاتے رہنے کے لیے۔''

''تم ایک بار دھوکا دے کر آ چکی ہو۔ دوسری بار نہیں دے سکو گی۔ تم خود کو بہت چالاک سمجھتی ہو لیکن ہو بہت بے وقوف' جب تم سیدھی طرح میرے پاس آ سکتی تھیں اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا تو ایسی ڈرامے بازی کی کیا ضرورت تھی؟''

''سیدھی سی بات ہے' میں کبھی اپنے سائے پر بھی بھروسا نہیں کرتی پھر تم پر کیسے کر سکتی ہوں۔ مانتی ہوں کہ تم زبان کے دھنی ہو پھر بھی میں کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہوں گی۔''

''جب تم تنہائی میں مجھ سے ملنے کے لیے جنون میں مبتلا ہو جاتی ہو تو پھر خطرہ ضرور مول لینا چاہو گی۔ کبھی نہ کبھی تو ضرور میرے پاس آؤ گی۔''

''سونیا تمہاری جان ہے۔ وہ میرے پاس قیدی بن کر رہے گی۔ ایسے میں تمہارے پاس آؤں گی تو تم مجھے نقصان نہیں پہنچاؤ گے۔ اس کی سلامتی کی خاطر مجھے سلامت رکھو گے۔''

''یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ تم میری سونیا کو مجھ سے دور نہیں کر سکو گی۔''

وہ بڑے اعتماد سے بولی۔ ''تم کبھی اس کے سائے تک نہیں پہنچ سکو گے اور میں اسے بابا صاحب کے ادارے میں قدم رکھنے نہیں دوں گی۔''

اس نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ ''میں تو چاہتی تھی کہ دوستانہ ماحول میں تم سے ملتی رہوں لیکن اب ایسا ممکن نہیں رہا۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی۔ تمہیں حاصل کرنے کے لیے مجھے سونیا کو یرغمال بنا کر رکھنا ہی ہوگا۔ تم میرے اور اپنے موجودہ حالات پر غور کرو۔ میں پھر کسی وقت رابطہ کروں گی۔ او کے سو فار۔''

وہ چلی گئی۔ میں اپنی کار سے ٹیک لگائے کھڑا رہا۔ اس وقت میں ایسا سا ہی تھا' جس کے ہاتھ سے تلوار گر چکی تھی۔ وہ مجھے بار بار گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر رہی تھی۔ پہلی بار اس نے سب سے بڑا حملہ یہ کیا تھا کہ میرے کئی بچوں کو اپنا قیدی بنا لیا تھا۔ اس وقت بھی ایسے ہی آثار تھے جیسے مجھے گھٹنے ٹیکنے پڑیں گے۔

لیکن اللہ تعالیٰ ربّ العزت ہے وہ میری عزت رکھتا ہے۔ میں نے نومی کی چالوں کو ناکام بنا دیا تھا پھر اس نے دوسرا حملہ الپا پر کیا۔ اسے زخمی کر کے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا کر ہماری فیملی سے دور لے گئی تھی۔

اب تیسرا زبردست حملہ یہ تھا کہ اس نے سونیا کو یرغمال بنا لیا تھا۔ وہ پہلے ہی اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا چکی تھی۔ آج یہ حقیقت کھل کر سامنے آ گئی تھی۔ اس کا یہ حملہ بہت ہی زبردست تھا۔ سونیا جیسی کڑکتی ہوئی بجلی کسی کی مٹھی میں نہیں آتی تھی لیکن یہ کہاوت درست ہے کہ ہر کمال کے بعد زوال ضرور آتا ہے۔ جو بھی شہ زور ہے وہ کبھی نہ کبھی کمزور ضرور پڑتا ہے۔ سونیا بھی کمزور پڑ گئی تھی۔ پتا نہیں یہ کمزوری کب تک قائم رہنے والی تھی۔

میری زندگی میں آنے والی تمام شہ زور ہستیوں میں صرف سونیا ہی ایک ایسی تھی جو کبھی کسی کی مدد کی محتاج نہیں رہتی تھی۔ آج وہ میری توجہ اور مدد کی محتاج تھی اور میں اس کے لیے کچھ کر نہیں پا رہا تھا۔ یہ بات ہمارے لیے باعثِ شرم تھی کہ مجھ جیسا پہاڑ اور سونیا جیسی کڑکتی ہوئی بجلی ایک نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی ڈمی سونیا کے سامنے مجبور اور بے بس ہو گئے تھے۔ پتا نہیں یہ سلسلہ کب تک جاری رہنے والا تھا؟ کب تک وہ کم بخت ڈمی سونیا نومی کرسٹل ہماری گرفت سے باہر ہمارے لیے دردِ سر بنتی رہے گی؟

☆☆☆

ابھی الپا کے زخم بھرے نہیں تھے لیکن تکلیف کم ہو گئی تھی۔ دماغی توانائی اس حد تک حاصل ہو گئی تھی کہ وہ خیال خوانی کر لیتی تھی اور پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک لیتی تھی۔ اب کوئی اس کی مرضی کے خلاف اس کے اندر نہیں آ سکتا تھا۔

صرف نومی کرسٹل آتی تھی۔ وہ اس کی مالک و مختار بن چکی تھی۔ اس نے اسے ہپناٹائز کیا تھا اور اس کے ذہن میں یہ بات نقش کر دی تھی کہ وہ پیدائشی طور پر یہودی ہے۔ لہٰذا اسے یہودی رہنا چاہیے اور اسرائیل جا کر اپنے وطن کی اور اپنی یہودی قوم کی خدمت کرنی چاہیے۔

اس نے الپا کے دماغ میں کہا۔ ''تم نے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کبھی کسی سے شکست نہیں کھائی لیکن ایک مسلمان پارس نے تم سے شادی کر کے تمہیں دھوکا دیا۔ تم اس سے بار بار ملتی رہیں اور سمجھوتا کرتی رہیں اور وہ تم پر حاوی ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے تمہاری بیٹی الوشے کو تم سے چھین لیا اسے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچا دیا۔''

وہ تنویمی عمل کے دوران میں اس کے اندر زہر گھولتی رہی۔ ''تم نے بیٹی کی خاطر مسلمانوں سے سمجھوتا کیا۔ اپنے یہودیوں سے بدظن ہو گئیں۔ بے شک چند یہودی اکابرین نے تم سے دشمنی کی تھی لیکن اس دشمنی کا مطلب یہ نہیں تھا کہ تم اپنے مذہب سے پھر جاؤ اور اپنی یہودی قوم سے نفرت کرنے لگو پھر ان کے کسی کام بھی نہ آؤ۔''

الپا نے اس کے زیرِ اثر آنے کے بعد اس کی تابعدار بن کر کہا ''میں برسوں تک بے تاج ملکہ بن کر اسرائیل پر حکومت کرتی رہی۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے ملک کی اور اپنی قوم کی خدمت کرتی رہی۔ اب آئندہ بھی یہی کروں گی۔''

نومی نے اسے حکم دیا۔ ''تم ابھی مسلمانوں سے دشمنی ظاہر نہیں کرو گی۔ بڑی چاپلوسی سے کام کرو گی۔ ان کی بھی دوست بن کر رہو گی۔ کیونکہ تمہاری بیٹی الوشے ان کے پاس ہے۔''

الپا نے نومی کی مرضی کے مطابق کہا ''ہاں میں مسلمانوں سے بہ ظاہر دوستی رکھوں گی لیکن درپردہ عداوت رہے گی۔ میں انہیں اس بات پر قائل کروں گی کہ میں یہودی ہوں۔ لہٰذا اپنی قوم کی خدمت کے لیے اسرائیل میں ہوں اور وہیں رہوں گی۔''

نومی نے کہا ''الوشے تمہاری بیٹی ہے اس نے ایک یہودی ماں کی کوکھ میں پرورش پائی ہے۔ لہٰذا اسے تمہارے پاس رہنا چاہیے۔ تم بہت آہستہ آہستہ بڑی حکمتِ عملی سے بیٹی کو اپنی طرف لے آؤ گی پھر اسے کبھی بابا صاحب کے ادارے میں نہیں جانے دو گی۔''

الپا نے کہا ''میں ابھی اسے بابا صاحب کے ادارے میں رہنے دوں گی۔ سالِ رواں سے اسے ٹیلی پیتھی سکھائی جائے گی اور دوسرے علوم بھی سکھائے جائیں گے۔ میں مناسب وقت کا انتظار کرتی رہوں گی پھر اسے بڑی چالاکی سے اپنے پاس لے آؤں گی۔''

''تم ٹیلی پیتھی کے ذریعے یہودی اکابرین پر حکومت کرو گی۔ ان کے احساسات' جذبات اور خیالات پر تمہارا اختیار رہے گا لیکن تم میرے اختیار میں رہو گی۔''

اس نے ایک مخصوص لب و لہجہ اس کے دماغ میں نقش کیا اور حکم دیا ''تم اس لب و لہجے کی پابند رہو گی۔ جب بھی اس لہجے میں تمہیں کوئی حکم دیا جائے گا۔ تم فوراً اس کی تعمیل کرو گی۔''

نومی کرسٹل نے ہر پہلو سے اس پر بڑا ہی مستحکم تنویمی عمل کیا اور یہ طے کیا کہ ہر ہفتے کی رات اس پر مزید تنویمی عمل

کرتی رہے گی تاکہ اس کا دماغ کبھی کسی کے زیرِ اثر نہ آسکے۔ وہ صرف اس کی معمولہ اور تابعدار بن کر رہا کرے۔

الپا جب تنویمی نیند سے بیدار ہوئی تو اس نے خود کو ایک چھوٹے سے خوبصورت سے بنگلے میں پایا۔ وہ اپنے بارے میں سوچنے لگی۔ اس کے دماغ نے یہی بتایا کہ وہ سونیا کے پاس سے چلی آئی ہے اور آئندہ ان تمام مسلمانوں سے دور رہا کرے گی۔

وہ بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ ایسے وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان خوبصورت سی عورت اندر آئی۔ اس نے مسکرا کر اپنا ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''میرا نام نومی کرسٹل ہے۔''

الپا نے اس سے مصافحہ کیا۔ وہ بولی'' میں تمہاری میزبان بھی ہوں اور دوست بھی۔ ہم ہمیشہ ساتھ رہا کریں گی۔''

اس نے اپنی ایک ڈمی الپا کے پاس بھیج دی تھی تاکہ اس کے روبرو رہ کر گفتگو کرتی رہے۔ اس نے کہا'' تم غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر فریش ہو جاؤ پھر ہم کھانے کی میز پر باتیں کریں گے۔ ہمیں چند اہم منصوبوں پر بڑے آرام سے عمل کرنا ہے اور کامیابیاں حاصل کرنی ہیں۔''

اس نے الپا کو اس کمرے کی الماریاں کھول کر دکھائیں۔ اس میں اس کے طرح طرح کے ملبوسات تھے اور اس کی ضرورت کی ہر چیز وہاں موجود تھی۔ ڈمی کرسٹل نے کہا'' تمہیں جن چیزوں کی ضرورت ہوگی' وہ فوراً ہی مہیا کر دی جائیں گی۔ فی الحال ان سے کام چلاؤ۔''

الپا ایک لباس لے کر واش روم میں چلی گئی پھر غسل کرنے کے دوران میں نومی کرسٹل کی مرضی کے مطابق سوچنے لگی۔ ''یہ اچھا ہوا کہ میں سونیا کے کاٹیج سے چلی آئی۔ اب مجھے ان سب سے دور رہ کر اپنی یہودی قوم کی بہتری کے لیے سوچنا چاہیے اور اپنی تدابیر پر عمل کرنا چاہیے۔''

اس کا ذہن اور سوچ بدل چکی تھی۔ مزاج بدل چکا تھا۔ اب وہ پھر سے ایک کٹر یہودی بن چکی تھی۔ نومی کرسٹل کے تنویمی عمل کے مطابق اس کے اندر یہ بے چینی پیدا ہو گئی تھی کہ جلد از جلد وہاں سے اسرائیل جانا چاہیے۔ وہ باتھ روم سے باہر آکر ڈمی کرسٹل سے بولی۔ ''میں کھانے سے پہلے ایک ذرا خیال خوانی کروں گی اور اپنے لیے کسی بھی پہلی فلائٹ میں سیٹ ریزرو کراؤں گی۔ میں یہاں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی۔ جتنی جلدی ہو سکے اسرائیل جانا چاہتی ہوں۔''

ڈمی کرسٹل نے اس کے سامنے ایک لفافہ رکھتے ہوئے کہا۔ ''اس میں تمہارا نیا پاسپورٹ اور جہاز کا ٹکٹ بھی موجود ہے۔ ہم دونوں کل صبح آٹھ بجے کی فلائٹ سے تل ابیب جائیں گی۔''

وہ خوش ہو کر لفافے میں سے ٹکٹ وغیرہ نکال کر دیکھتے ہوئے بولی۔ ''تم تو میری ٹیلی پیتھی سے بھی زیادہ تیز ہو۔ میری خیال خوانی سے پہلے ہی سارے انتظامات کر چکی ہو۔''

ڈمی کرسٹل نے مسکرا کر کہا۔ ''اب آرام سے کھانا کھاؤ۔ اس کے بعد یہودی اکابرین سے رابطہ کرو۔ انہیں بتاؤ کہ کل صبح یہاں سے روانہ ہوگی اور گیارہ بجے تل ابیب پہنچ جاؤ گی۔ وہاں تمہارا جو ذاتی شاندار محل ہے وہاں پھر سے سیکورٹی کے انتظامات کیے جائیں۔''

وہ کھانا شروع کرتے ہوئے بولی۔ ''ٹھیک ہے! میں ابھی کھانے کے بعد ان سے رابطہ کروں گی۔''

''کیا تم جانتی ہو کہ اسرائیل میں دو نقلی انا بیلا ایک دوسرے سے لڑتی رہی ہیں اور تمہاری چھوڑی ہوئی اقتدار کی کرسی پر قبضہ جمانے کی کوششیں کرتی رہی ہیں؟ آئندہ بھی وہ یہی کریں گی۔''

''میں یہودی اکابرین سے رابطہ کروں گی تو وہ مجھے ان دونوں کے بارے میں ضرور بتائیں گے۔''

''ان سے پہلے میں تمہیں بتا رہی ہوں۔ تم نے ارناکوف کے دماغ میں جگہ بنائی تھی لیکن اس کے کھلے خیالات پڑھنے کا تمہیں موقع نہیں ملا تھا۔ دراصل ارناکوف نقلی انا بیلا بن کر اسرائیل پر حکومت کرنا چاہتی ہے۔''

الپا نے پوچھا'' دوسری نقلی انا بیلا کون ہے؟''

وہ مسکرا کر بولی'' وہ میں ہوں۔ میں اب بھی وہاں اقتدار حاصل کرنے کا ڈراما پلے کروں گی اور ارناکوف سے مقابلہ کرتی رہوں گی۔''

الپا نے پوچھا'' اس کی کیا ضرورت ہے؟ ارناکوف کا دماغ میری مٹھی میں ہے میں ابھی اسے کچل سکتی ہوں۔''

ڈمی کرسٹل نے مسکرا کر کہا'' میں بھی اسے کچل سکتی ہوں لیکن مصلحت اندیشی یہ ہے کہ وردان اس کے دل و دماغ کا مالک ہے وہ اس کی معمولہ اور تابعدار ہے اور میں اس کے ذریعے وردان کو ٹریپ کرنا چاہتی ہوں۔''

الپا نے کہا'' ادھر پارس بھی دارجلنگ میں ہے اور ارناکوف کی نگرانی کر رہا ہے وہ اس کے ذریعے وردان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔''

''میں وردان کی موت نہیں چاہوں گی۔ وہ زندہ رہے گا۔ میں اس کی ٹیلی پیتھی ..... اور اس کی غیر معمولی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہوں۔''

''اگر ارناکوف زندہ رہے گی تو انا بیلا بن کر خواہ مخواہ رکاوٹیں پیدا کرے گی۔''

''وہ عارضی طور پر ایسا کرے گی۔ میں بھی پہلے کی طرح انا بیلا بن کر اس کا مقابلہ کروں گی اور تم وہاں سے ہم دونوں کو بھگا کر یہودی اکابرین کا اعتماد حاصل کر لو گی۔''

وہ دونوں کھانے کے بعد ڈرائنگ روم میں آگئیں۔ ملازمہ نے ان کے سامنے کافی لا کر رکھی۔ ڈمی کرسٹل نے کہا'' تم یہودی اکابرین سے رابطہ کرو۔ میں ارناکوف کے اندر تحریک پیدا کروں گی کہ وہ انا بیلا بن کر جائے۔ ادھر سے میں انا بیلا بن کر وہاں پہنچوں گی۔ ہم پہلے کی طرح ایک دوسرے سے لڑتی جھگڑتی رہیں گی اور تم وہاں اپنا کام کرتی رہو گی۔''

الپا نے کافی اٹھائی۔ گرم گرم کافی کی ایک ہلکی سی چسکی لی۔ پھر خیال خوانی کے ذریعے اسرائیلی آرمی کے اعلیٰ افسر کے اندر پہنچ کر بولی۔ ''میں الپا بول رہی ہوں۔ میں نے کئی اکابرین کے خیالات پڑھے ہیں۔ ان کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ دو نقلی انا بیلا تم سب کے پاس آتی ہیں اور وہاں میری جگہ لینے کی کوششیں کرتی رہتی ہیں۔''

آرمی کے اعلیٰ افسر نے کہا'' ہاں دو ٹیلی پیتھی جاننے والیاں خود کو انا بیلا کہتی ہیں اور ہمیں بری طرح الجھاتی رہتی ہیں۔ ہم نے صاف کہہ دیا ہے کہ وہ خود ہی آپس میں فیصلہ کریں کہ ان میں سے اصلی انا بیلا کون ہے؟ جب تک ان میں سے ایک فراڈ ثابت نہیں ہوگی۔ تب تک ہم دوسری کو اصلی انا بیلا نہیں سمجھیں گے۔''

الپا نے کہا'' میں ایسی درجنوں انا بیلا کا قصہ ختم کرنے آئی ہوں۔ تمام اکابرین سے کہو کہ کانفرنس ہال میں جمع ہو جائیں۔ میں بہت ضروری باتیں کرنے والی ہوں۔ ابھی جا رہی ہوں آدھے گھنٹے بعد کانفرنس ہال میں تمہارے پاس آؤں گی۔''

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر کافی پینے لگی۔ اس نے نظریں اٹھا کر ڈمی کرسٹل کو دیکھا۔ وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے' آنکھیں بند کیے بیٹھی ہوئی تھی۔ نومی کرسٹل نے اسے اس طرح بٹھا دیا تھا' جیسے وہ خیال خوانی میں مصروف ہو۔

اصل نومی اس وقت ارناکوف کے اندر پہنچی ہوئی تھی۔ اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ پتا چلا کہ وردان اس سے دور ہو گیا ہے۔ کبھی کبھی خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرتا ہے۔ وعدہ کرتا ہے کہ دو چار دنوں میں اس کے پاس آئے گا۔ لیکن آتا نہیں ہے۔

نومی نے اس کے اندر یہ خیال پیدا کیا کہ اسے انا بیلا بن کر اسرائیلی اکابرین سے رابطہ کرنا چاہیے اور اس سلسلے میں وردان سے مشورہ کرنا چاہیے۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے وردان کے پاس پہنچ کر کہا'' میں کچھ باتیں کرنا چاہتی ہوں۔''

یہ کہتے ہی وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ وردان نے اس کے پاس آکر پوچھا'' کیا کہنا چاہتی ہو؟''

وہ بولی'' تم کہاں مصروف رہتے ہو۔ کیا مجھے اسرائیل میں الپا کی جگہ حاصل نہیں کرنے دو گے؟''

اس نے کہا۔ ''میرے ستارے گردش میں ہیں۔ جہاں بھی قدم رکھتا ہوں وہاں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ میں نے فرہاد اور اس کی بیٹی اعلیٰ بی بی وغیرہ کو ٹریپ کرنا چاہا تھا مگر ناکام رہا پھر میں نے ان جڑواں بہنوں جمیلہ اور نبیلہ کو حاصل کرنا چاہا۔ وہاں بھی فرہاد کا بیٹا پارس پہنچ گیا۔ میں ان بہنوں کو حاصل کرنے میں بُری طرح ناکام رہا ہوں۔''

''میں حیران ہوں تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ شمالی ہندوستان میں وسیع ذرائع کے مالک ہو۔ تم نے کتنے ہی حکمرانوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنا رکھا ہے۔ اگر تم اپنے ہی ملک اور اپنے ہی علاقے میں پارس کو شکست نہیں دو گے اور ان جڑواں بہنوں کو حاصل نہیں کر سکو گے تو یہ تمہاری بہت بڑی کمزوری سمجھی جائے گی۔ اس طرح تو فرہاد تمہاری شہ رگ تک پہنچ جائے گا۔''

''حالات یہی کہہ رہے ہیں' جو تم کہہ رہی ہو۔ فرہاد واقعی نیپال میں میری شہ رگ تک پہنچ گیا تھا۔ میری قسمت اچھی تھی کہ میں اس کے ہاتھ آنے سے پہلے ہی وہاں سے نکل بھاگا تھا۔''

''اگر تم کسی طرح پارس کو ٹریپ کرو' اسے اپنا قیدی بنا لو تو فرہاد کی بہت بڑی کمزوری تمہارے ہاتھ آجائے گی۔''

''میں کیا اسے ٹریپ کروں گا۔ جن جڑواں بہنوں کو حاصل کرنا چاہتا تھا' پارس نے انہیں غائب کر دیا ہے۔ پتا نہیں کب انہیں اغوا کیا گیا اور انہیں کہاں چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ پولیس اور انٹیلی جنس والے انہیں تلاش کر رہے ہیں لیکن ان کا سراغ نہیں مل رہا ہے۔''

''تم شیوانی کے پاس جانے والے تھے۔ کیا اسی کے پاس ہو؟''

''میرا دماغ خراب نہیں ہوا ہے کہ میں ایسے برے حالات میں شیوانی کے پاس جاؤں اور پھر ایک بار فرہاد کو اپنی شہ رگ تک پہنچنے کا موقع دوں۔ میں بہت محتاط ہو گیا ہوں۔

اپنی خفیہ پناہ گاہ میں ہوں۔ یہاں کا پتا ٹھکانا میرا کوئی خاص ماتحت اور خاص باڈی گارڈ بھی نہیں جانتا ہے۔ آج کل میں بالکل تنہا رہتا ہوں۔"

"فرہاد اور اس کا بیٹا دونوں ہی تمہیں ہر طرف سے پریشان کر رہے ہیں۔ تم بری طرح الجھ گئے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اسرائیل جا کر انا بیلا کا رول ادا نہیں کرنا چاہیے۔"

"تم میرے موجودہ حالات کو اچھی طرح سمجھ رہی ہو۔ میں فی الحال ان اسرائیلی اکابرین کے معاملات میں نہیں پڑوں گا۔ کوئی نئی الجھن اپنے لیے پیدا نہیں کروں گا۔ تم اپنے طور پر جو کر سکتی ہو کرو۔ میں تمہیں خیال خوانی کرنے کی آزادی دے رہا ہوں۔"

"پتا نہیں وہ دوسری انا بیلا کون ہے۔ اب تک تو یہ سمجھ میں آ رہا ہے کہ وہ الپا ہے یا پھر کوئی نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی پُراسرار عورت ہے۔ تم میری مدد کرو گے تو میں اسے بے نقاب کر سکوں گی۔ ہو سکتا ہے کہ تم میرے کام آنے کے دوران میں اس انا بیلا کو ٹریپ کر سکو۔ اس طرح ایک نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی تمہاری گرفت میں آ جائے گی۔"

نومی کرسٹل چاہتی تھی کہ ارنا کوف کسی بھی طرح وردان کو مجبور کرے اور اسے اپنے ساتھ اسرائیلی اکابرین کے معاملات میں لگائے رکھے۔ وہ نومی کی مرضی کے مطابق بولی۔ "تم فرہاد اور پارس کے معاملات میں بُری طرح الجھے ہوئے ہو۔ میرا مشورہ ہے کہ ان دونوں کو فی الحال بالکل ہی نظر انداز کر دو۔ جس خفیہ اڈے میں چھپے ہو وہاں خاموشی سے چھپے رہو اور مجھے کسی بھی طرح اسرائیل میں الپا کی کرسی پر بٹھا دو۔"

وہ بولا "سوری...... اس وقت میرے سامنے شطرنج کی بساط بچھی ہوئی ہے۔ اس بساط میں جتنے مُہرے ہیں ان کے نام ہیں۔ فرہاد، پارس، شیوانی، ارنا کوف اور وہ جڑواں بہنیں جو اب جسمانی طور پر الگ الگ ہو گئی ہیں۔ میں ان سب مُہروں کو اپنی بساط پر اِدھر سے اُدھر چلا رہا ہوں۔ ان کی جگہ بدل رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ کن حالات میں کیا ہو سکتا ہے۔ تمہیں سمجھ لینا چاہیے کہ میں ابھی تمہارے کسی کام نہیں آ سکوں گا۔ تم جاؤ خود ہی انا بیلا بن کر اپنے لیے کچھ کر سکتی ہو تو ضرور کرو۔"

نومی اس کی سوچ پڑھ رہی تھی۔ وہ یہ طے کر رہی تھی کہ ابھی انا بیلا بن کر اسرائیلی اکابرین کے پاس جائے گی۔ اس نے اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی کہ وہ آدھے گھنٹے بعد اسرائیلی اکابرین سے رابطہ کرے۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنی ڈمی کرسٹل کے پاس آ گئی۔ وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول کر الپا کو دیکھا پھر نومی کرسٹل کی مرضی کے مطابق کہا۔ "ارنا کوف ابھی آدھے گھنٹے بعد اسرائیلی اکابرین سے رابطہ کرے گی۔"

الپا نے کہا "میں نے بھی انہیں آدھے گھنٹے کا وقت دیا تھا۔ بیس منٹ گزر چکے ہیں۔ میں دس منٹ بعد ان سے رابطہ کرنے والی ہوں۔ یہ مناسب رہے گا کہ پہلے میں ان لوگوں کو کسی حد تک اپنے اعتماد میں لے لوں۔ تم کوشش کرو کہ ارنا کوف اس سے پہلے وہاں نہ پہنچے۔"

"میں اسے مناسب وقت پر وہاں پہنچاؤں گی۔ تم اطمینان سے اپنا کام کرتی رہو۔ آج کل وردان بہت پریشان ہے۔ وہ فرہاد اور پارس سے کسی حد تک دہشت زدہ ہو کر روپوش ہو گیا ہے۔ ان سے نمٹنے کے لیے منصوبے بنا رہا ہے۔ ہمیں اس کم بخت تک پہنچنے کا جلد از جلد کوئی راستہ نکالنا ہو گا۔"

"کیا وہ ارنا کوف کے معاملے میں دلچسپی نہیں لے رہا ہے؟ تم نے کہا تھا کہ اس کے ذریعے کسی طرح اسے ٹریپ کیا جائے گا۔"

"ابھی وہ بری طرح الجھا ہوا ہے۔ صرف فرہاد سے نمٹنا چاہتا ہے۔ میں اسے کسی نہ کسی طرح اسرائیلی اکابرین کے معاملات میں الجھاؤں گی۔"

الپا نے گھڑی دیکھی پھر خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے آرمی کے ایک اعلیٰ افسر کے اندر پہنچ گئی۔ وہ سب کانفرنس ہال میں موجود تھے۔ وہاں ایک حاکم کی لیڈی سیکرٹری بھی۔ الپا نے اس کی آواز سن کر اسے اپنی آلۂ کار بنا لیا پھر اس کے ذریعے بولی۔ "میں الپا ہوں۔ اس لیڈی سیکرٹری کے اندر رہ کر تم سب سے باتیں کروں گی۔"

ایک حاکم نے کہا۔ "بے شک۔ ہم تم سے باتیں کریں گے۔ لیکن اس سے پہلے یہ کہہ دیں کہ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے آگے مجبور ہیں۔ اب سے پہلے ارنا کوف، انا بیلا، اوازون اور ولاڈی میر ہمارے پاس آتے رہے۔ ہمیں بار بار کانفرنس ہال میں بلا کر پریشان کرتے رہے۔"

ایک آرمی افسر نے کہا "پچھلے دنوں اچانک دو نقلی انا بیلا پیدا ہو گئیں۔ وہ دونوں تمہاری چھوڑی ہوئی جگہ حاصل کرنے کے لیے آپس میں لڑتی رہیں اور ہمیں نقصان پہنچاتی رہیں۔ ان کے جھگڑوں میں ہمارے کئی آرمی افسران مارے گئے ہیں۔"

ایک حاکم نے کہا "میڈم الپا! آج آپ ہم سے باتیں کرنے آئی ہیں۔ اب سے پہلے آپ ہم سے بدظن ہو کر یہاں سے گئی تھیں۔ آپ نے مسلمانوں سے دوستی کی ہے تو ہم پر یہ مصیبتیں آ رہی ہیں۔ نہ جانے کیسے کیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیں مجبور کرتے رہتے ہیں۔ یہاں آ کر ہمارے دماغوں پر حکمرانی کرنا چاہتے ہیں۔ ہم کیسی کیسی حکمتِ عملی سے اپنا بچاؤ کرتے ہیں یہ ہم جانتے ہیں اور ہمارا خدا جانتا ہے۔"

ایک اور حاکم نے کہا "آپ ہمارے دماغوں میں چلی آتی ہیں۔ ہمارے خیالات پڑھ کر یہ معلوم کر سکتی ہیں کہ ہم کس قدر پریشان ہو گئے ہیں۔ آیندہ اپنے بچاؤ کے لیے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی مدد حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ایسا کرنے سے ہمیں ان امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دباؤ میں رہنا پڑے گا۔"

ایک اور حاکم نے کہا۔ "لیکن کیا کیا جائے؟ امریکا چونکہ ہم سے قریب ہے اور ہماری آپس میں اچھی خاصی دوستی رہتی ہے اس لیے ہم ان امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو برداشت کر لیں گے لیکن یہ بار بار آنے والے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو کبھی برداشت نہیں کریں گے۔ انہیں یوں آزادی سے ہمارے درمیان آ کر پریشان کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

وہ سب باری باری بولتے رہے اور الپا خاموشی سے سنتی رہی۔ آخر میں ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "ہم اپنی تمام مشکلات تمہارے سامنے پیش کر رہے ہیں اور یہ بھی بتا رہے ہیں کہ آیندہ اپنی سلامتی اور سکون کے لیے کیا کرنے والے ہیں۔ اگر تم مسلمانوں کی طرف سے ہمیں دھمکی دینے آئی ہو تو دھمکیاں دے کر چلی جاؤ۔ ہم وہ بھی سن لیں گے۔ کیونکہ ہم تمہارا یا کسی اور ٹیلی پیتھی جاننے والے کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

الپا نے کہا "آپ لوگوں نے اپنی اپنی باتیں کہہ دیں۔ اب میری بھی سن لیں۔ میں مسلمانوں سے مایوس اور بدظن ہو کر یہاں آئی ہوں۔"

اس کی یہ بات سنتے ہی سب چونک گئے۔ ذرا سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ وہ بولی "میری اس بات کا ابھی آپ سب کو یقین نہیں ہو گا لیکن میں اپنے عمل سے یقین ضرور دلاؤں گی۔ آپ حضرات پہلے میرے اُن حالات پر سنجیدگی سے غور کریں کہ میں یہاں سے بدظن ہو کر کیوں گئی تھی؟"

وہ ذرا چپ ہوئی پھر بولی "آپ حضرات سے پہلے یہاں جو لوگ ان عہدوں پر فائز تھے اور یہاں کے اکابرین بنے ہوئے تھے انہوں نے مجھ سے دشمنی کی تھی۔ میں نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے انہیں ٹیلی پیتھی سکھائی اور وہ سیکھنے کے بعد میرے ہی دشمن ہو گئے۔ یہاں سے میرے قدم اکھاڑنے لگے۔ مجبوراً مجھے اپنی جان کی سلامتی کے لیے یہاں سے جانا پڑا پھر میں یہاں سے گئی تو مسلمانوں کی جھولی میں گر گئی۔ کیونکہ وہاں میری ایک ہی بیٹی الونشے ہے اور میں اسے حاصل کرنا چاہتی تھی۔"

وہ سب خاموشی سے اس کی باتیں سن رہے تھے اور لیڈی سیکرٹری کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے الپا کو دیکھ رہے ہوں۔ وہ بول رہی تھی۔ "غلطی میری بھی تھی کہ میں مسلمانوں کی حمایت کرنے لگی تھی اور غلطی یہاں کے سابقہ اکابرین کی بھی تھی جنہوں نے مجھے دل برداشتہ ہو کر یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی۔ "اب وقت آ گیا ہے کہ ہم سب اپنی اپنی غلطیوں کا احساس بھی کریں اور اعتراف بھی کریں پھر اپنی غلطیوں کی تلافی بھی کریں۔ میں تو ہار پچھتا کر تلافی کرنے آئی ہوں۔ آپ حضرات کیا کہتے ہیں؟"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "تمہاری یہ باتیں سن کر ہمیں خوشی ہو رہی ہے۔ ہمارے اندر ایک نیا حوصلہ پیدا ہو رہا ہے لیکن ہم پچھلے کئی برسوں سے کتنے ہی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے دھوکا کھا رہے ہیں۔ کتنی ہی ٹیلی پیتھی جاننے والیاں الپا بن کر ہمارے پاس آئی تھیں اور ہمیں دھوکا دیتی رہی تھیں۔ ابھی ہم کیسے یقین کریں کہ تم الپا ہو؟"

ایک آرمی افسر نے کہا "تم نے یہ کہہ کر خوش کیا ہے کہ مسلمانوں سے بدظن ہو کر آئی ہو۔ بس کسی طرح یہ ثابت کر دو کہ تم واقعی الپا ہو۔"

وہ بولی "چونکہ میرے دل میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔ میری نیت صاف ہے۔ میں دھوکا نہیں دینا چاہتی اس لیے خود آپ لوگوں کے پاس آ رہی ہوں۔ یہاں میری کل صبح آٹھ بجے کی فلائٹ ہے۔ میں وہاں گیارہ بجے تل ابیب پہنچ جاؤں گی۔ میری سچائی کا اور میری حُبّ الوطنی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ میں خود کو آپ لوگوں کے سامنے پیش کرنے آ رہی ہوں۔"

وہ سب اس کی باتیں سن کر خوش ہو رہے تھے۔ آپس میں ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے۔ اعلیٰ حاکم نے میز پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا "پلیز۔ آپ حضرات ذرا خاموش

رہیں۔ میں آپ سب کی طرف سے الپا کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ بے شک اس سے بڑا ثبوت کوئی اور نہیں ہوگا کہ وہ خود یہاں آ کر ہمارے درمیان رہیں گی۔"

وہ بولی "میں آ رہی ہوں لیکن میری سلامتی کی بہت بڑی ذمے داری آپ پر ہوگی۔ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے آپ حضرات میں سے کتنوں کو ہی اپنا آلہ کار بنا کر مجھ پر حملے کرا سکتے ہیں۔"

آرمی کے اعلیٰ افسر نے کہا "کل صبح سے ہماری آرمی کے جوان ایرپورٹ پر ریڈ الرٹ رہیں گے۔ ایرپورٹ سے لے کر آپ کے محل تک آرمی کے مسلح جوان سڑکوں کے دونوں طرف مستعد رہیں گے۔ عام ہوں یا خواص کسی کو ان راستوں کے قریب نہیں آنے دیں گے۔ جہاں سے آپ گزرتی رہیں گی۔"

دوسرے آرمی افسر نے کہا۔ "ہم اکابرین بھی اس وقت تک آپ سے ملاقات نہیں کریں گے۔ جب تک آپ خود نہیں چاہیں گی۔ محل کے اندر اور باہر جدید الیکٹرونک آلات نصب کیے جائیں گے۔ ایک پرندہ بھی وہاں پر نہیں مار سکے گا۔"

آرمی کے ایک اور اعلیٰ افسر نے کہا "آپ اس وقت سے لے کر یہاں اپنی آمد تک خیال خوانی کے ذریعے تمام انتظامات کی نگرانی خود کر سکتی ہیں اور اطمینان حاصل کر سکتی ہیں۔"

"میں اب سے ایک گھنٹے بعد یہی کروں گی اور سیکورٹی کے ایک ایک پہلو پر بہت کڑی نظر رکھوں گی۔ جہاں اعتراض ہوگا وہاں میں غلطیوں اور کوتاہیوں کی نشان دہی کرتی رہوں گی۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "کل کا دن اسرائیل کی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت کا حامل ہوگا۔ ہمارے ملک کو دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے نجات مل جائے گی اور ہمیں ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں مدد حاصل کرنے کے لیے امریکا کے آگے جھکنا نہیں پڑے گا۔"

"اب میں اپنی قوم کو اور اپنے اکابرین کو کسی کے سامنے جھکنے نہیں دوں گی۔ ہم سر بلند ہو کر دنیا کے نقشے پر نمایاں مقام حاصل کریں گے۔"

ایسے وقت نومی نے اس کے اندر آ کر پوچھا۔ "الپا! کیا ارنا کوف کو بھیجا جائے؟"

"ہاں۔ میں نے ان سب کا اعتماد حاصل کر لیا ہے۔ اسے آنے دو۔"

ارنا کوف بڑی دیر سے خیال خوانی کی پرواز کرنا چاہتی تھی۔ نومی نے اسے روک رکھا تھا۔ جب اس کے دماغ کو ڈھیل دی گئی تو وہ فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے حاکم کی لیڈی سیکرٹری کے اندر پہنچ کر بولی "میں اس عورت کے ذریعے انابیلا بول رہی ہوں۔"

ایک آرمی افسر نے کہا "یہ مردہ انابیلا پھر زندہ ہو کر آ گئی ہے۔ یہ مرنے کے بعد خود پریشان ہو رہی ہے اور ہمیں بھی پریشان کر رہی ہے۔"

"میں پریشان کرنے نہیں، فائدہ پہنچانے آئی ہوں۔ ہمیشہ سے میرے جذبات یہی رہے ہیں کہ میں اپنی یہودی قوم کی خدمت کرتی رہوں لیکن پتا نہیں وہ کون فراڈ انابیلا ہے جو میرے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرتی رہتی ہے؟"

اسی وقت نومی نے ایک اور لیڈی سیکرٹری کے دماغ میں پہنچ کر کہا۔ "میں اصلی انابیلا بول رہی ہوں۔ یہ فراڈ عورت مجھے فراڈ کہہ رہی ہے۔ جب کہ یہ کبھی خود کو اصلی انابیلا ثابت نہیں کر سکے گی۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "جب ایک آتی ہے تو دوسری بھی چلی آتی ہے۔ پتا نہیں انہیں کیا بیماری ہے؟"

دوسرے نے کہا۔ "تم دونوں ہماری بات سنو۔ ہمیں تم میں سے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری میڈم الپا واپس آ گئی ہیں۔ انہوں نے اپنی چھوڑی ہوئی جگہ خود ہی پُر کی ہے۔ لہٰذا اب یہاں کسی کے لیے کوئی گنجائش نہیں رہی ہے۔"

ارنا کوف نے کہا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ الپا تو مسلمانوں کی حمایتی ہے۔ اپنی بیٹی انوشے کی خاطر مسلمانوں کی گود میں بیٹھی رہتی ہے۔ وہ کیا آپ کے پاس آ کر پوری سچائی اور نیک نیتی سے اپنے ملک اور قوم کی خدمت کر سکے گی؟"

دوسری طرف سے نومی نے کہا "ہرگز نہیں۔ الپا فراڈ ہے اور یہاں فراڈ کرنے آ رہی ہے۔ وہ مسلمانوں کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گی۔ میں حیران ہوں کہ آپ سب اس پر کس طرح بھروسا کر رہے ہیں؟"

آرمی کے اعلیٰ افسر نے کہا "اس لیے بھروسا کر رہے ہیں کہ میڈم خود یہاں آ چکی ہیں۔ ہمارے درمیان موجود ہیں۔ آئندہ یہ جسمانی طور پر ہمیشہ ہمارے ساتھ رہیں گی تو ہم سے کس طرح فراڈ کریں گی؟ میڈم کے دل میں اپنے ملک اور قوم کی خدمت کا جذبہ ہے اس لیے یہ پوری سچائی کے ساتھ یہاں چلی آئی ہیں۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا "اگر تم دونوں کے اندر الپا کی طرح سچا جذبہ ہے اور اپنے ملک و قوم کی خدمت کرنا چاہتی ہو تو الپا کی طرح یہاں جسمانی طور پر چلی آؤ۔"

ان دونوں کو چپ لگ گئی۔ نومی کو تو آنا ہی نہیں تھا۔ وہ الپا کے ذریعے پہلے ہی وہاں پہنچی ہوئی تھی۔ ارنا کوف نے تھوڑی دیر بعد کہا "میں نہیں مانتی کہ الپا خود یہاں آ رہی ہے۔ وہ آپ سب سے فراڈ کر رہی ہے۔ اپنی کسی ڈمی کو الپا بنا کر بھیجے گی اور آپ سب دھوکا کھاتے رہیں گے۔"

ایک آرمی افسر نے کہا "ہم نے تم سے اور دوسری انابیلا سے بہت دھوکا کھایا ہے۔ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھو کہ تم دونوں نے ہمیں کتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ ہمارے کتنے ہی آرمی افسران تم دونوں کی وجہ سے مارے گئے ہیں۔"

ایک حاکم نے کہا "ہم اس سلسلے میں زیادہ بحث نہیں کریں گے۔ اگر تم دونوں واقعی یہاں رہ کر ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے ملک اور قوم کی خدمت کرنا چاہتی ہو تو خود جسمانی طور پر یہاں چلی آؤ۔ اگر تم میں سے کوئی اپنی ڈمی یہاں بھیجنا چاہے گی تو یہ بات الپا سے چھپی نہیں رہے گی۔ وہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دے گی۔"

نومی نے کہا "الپا نے اسرائیل آ کر اور مسلمانوں کے خلاف ہو کر یہاں کے اکابرین کے دل جیت لیے ہیں۔ اب یہاں ہماری بات نہیں بنے گی۔ میں نہیں جانتی وہ دوسری انابیلا کون ہے؟ بہرحال میں آج اسے براہ راست مخاطب کر رہی ہوں۔"

پھر اس نے اسے مخاطب کیا "انابیلا! ہم دونوں آپس میں لڑتی رہیں جس کے نتیجے میں الپا نے آ کر جگہ بنا لی ہے۔ میں ایک معاملے میں تم سے سمجھوتا کرنا چاہتی ہوں۔ کیا ہماری باتیں رازداری سے ہو سکتی ہیں؟"

ارنا کوف نے کہا "بے شک ہو سکتی ہیں۔ مجھے اپنے دماغ میں آنے دو پھر ہماری باتیں کوئی نہیں سن سکے گا۔"

"نہ میں تمہیں اپنے دماغ میں آنے دوں گی اور نہ ہی تم مجھے آنے کی اجازت دو گی۔ میں تمہیں ایک فون نمبر بتا رہی ہوں۔ اس کے ذریعے تم مجھ سے رابطہ کر سکتی ہو۔"

وہ فون نمبر بتانے کے بعد بولی "میں جا رہی ہوں۔ تمہارا انتظار کروں گی۔"

ارنا کوف نے دماغی طور پر حاضر ہو کر نومی کے بارے میں سوچا۔ "وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی پہلی بار رازداری سے بات کرنا چاہتی ہے۔ اچھا ہے اس سے کسی حد تک سمجھوتا ہو جائے۔ ہو سکتا ہے اس سے دوستی ہو جائے پھر اس کے بارے میں ہمیں بہت کچھ معلوم ہوتا رہے گا۔"

اس نے وردان کے پاس جا کر کہا "چند منٹ کے لیے میرے پاس آؤ بہت ضروری کام ہے۔"

وہ اس کے پاس آ کر بولا۔ "کیا بات ہے؟"

وہ الپا کے بارے میں بتانے لگی کہ اس نے اسرائیلی اکابرین کا اعتماد حاصل کر لیا ہے اور اب وہ کسی بھی انابیلا کو اہمیت نہیں دے رہے ہیں۔

وردان نے کہا "کوئی بات نہیں، تم الپا کے خلاف محاذ قائم کرو۔ ہم رفتہ رفتہ وہاں سے اس کے قدم اکھاڑیں گے۔"

"اسی مقصد کے لیے وہ دوسری انابیلا ہم سے سمجھوتا کرنا چاہتی ہے۔"

وردان نے چونک کر پوچھا "کیا کہہ رہی ہو؟ وہ اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی جس نے مکاری کی انتہا کر دی ہے۔ ہم سے سمجھوتا کرنا چاہتی ہے؟"

"ہاں یہی بات ہے اس نے اپنا ٹیلی فون نمبر دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ اس نمبر پر میرا انتظار کرے گی۔"

وردان نے کہا "پھر تو ہمیں اس سے ضرور بات کرنی چاہیے۔ پتا نہیں وہ کیا کہنا چاہتی ہے؟ لیکن میری عقل کہتی ہے کہ ہم سے دشمنی کرنے والی دوست بھی بن سکتی ہے اور ہم متحد ہو کر الپا کو وہاں سے بھگا سکتے ہیں۔"

"تو پھر میں اس کے نمبر پنچ کرتی ہوں۔ تم میرے پاس رہو۔"

"ذرا ٹھہرو۔ میں ابھی بہت مصروف ہوں۔ اسے فون کر کے یہ کہہ دو کہ تم آدھے گھنٹے بعد اس سے رابطہ کرو گی۔ میں آدھے گھنٹے میں اپنے کام سے نمٹ کر تمہارے پاس آؤں گا پھر اس سے باتیں ہوں گی۔"

وردان اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ اس وقت وہ ایک بڑی سی میز کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس میز پر ایک بڑی سی شطرنج کی بساط بچھی ہوئی تھی۔ وہ شطرنج، جوتش ودیا، جنم کنڈلی اور ہاتھ کی ریکھاؤں سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کے ہر خانے میں سانپ، بچھو، چمکتا ہوا سورج، کڑکتی ہوئی بجلی، انسان اور شیطان کی تصویریں تھیں۔

شطرنج کے سولہ خانوں میں مختلف مہرے رکھے ہوئے تھے۔ وہ مہرے میرے، سونیا کے، پارس، پورس، الپا، اعلیٰ بی بی، کبریا، شیوانی اور اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی عورت کے ناموں سے منسوب کیے گئے تھے۔ ان مہروں کی مخالف صف میں ایک تنہا مہرہ رکھا ہوا تھا اور وہ مہرہ سوامی وردان وشوانا تھ

کے نام سے منسوب تھا۔ گویا وہ تنہا ہم سب کے مقابلے پر کھڑا ہوا تھا۔ کئی گھنٹوں سے ہمارے نام کے مہروں کو مختلف خانوں پر اِدھر سے اُدھر چلا رہا تھا اور خود بھی کبھی آگے بڑھ رہا تھا اور کبھی پیچھے ہٹ رہا تھا۔

میز کے ایک طرف کئی کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ تمام کتابیں پُراسرار علوم سے تعلق رکھتی تھیں۔ اس وقت اس کے سامنے ایک کتاب کھلی ہوئی تھی۔ وہ اسے پڑھتا جا رہا تھا اور شطرنج کی بساط پر چالیں چلتا جا رہا تھا۔ ایسے ہی وقت ایک صفحے پر پہنچ کر رک گیا۔

وہاں لکھا ہوا تھا ”جب اس کا شکار (شیوانی) بچھو والے خانے میں پہنچے گا تو سوریا دیوتا یعنی سورج دیوتا کے خانے میں ایک ننھا سا مہرہ آئے گا۔ وہ مہرہ ایک ننھا سا فتنہ ہوگا جو سوامی وردان وشوا ناتھ کو بچھو کے خانے میں اپنے شکار کی طرف بڑھنے سے روکے گا' ہر قدم پر اس کے لیے مسائل پیدا کرے گا اور اس کے لیے مصیبت بنتا رہے گا۔“

وہ پریشان ہو کر کبھی سورج دیوتا کے خانے کی طرف دیکھ رہا تھا اور کبھی کتاب کا وہ صفحہ پڑھ رہا تھا۔ شطرنج کی بساط کے ایک طرف چھوٹے بڑے کئی مہرے رکھے ہوئے تھے۔ جو بہ وقت ضرورت اس بساط پر لائے جا سکتے تھے اور اب اس چھوٹے سے ننھے سے مہرے کی باری تھی کہ اسے بساط پر لایا جائے۔

اس نے اس مہرے کو اٹھا کر دیکھا اور سوچا ”اس چھوٹے سے مہرے کا مطلب یہ ہوا کہ جو بھی میرا مخالف آ رہا ہے وہ بہت کم عمر ہے۔ آخر وہ کتنا کم عمر ہوگا؟“

اس نے کتاب کی ایک سطر پر انگلی رکھتے ہوئے سوچا ”یہاں لکھا ہوا ہے۔ ننھا فتنہ......“

اس کی کوئی عمر لکھی ہوئی نہیں تھی۔ اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہوا تھا۔ اس کی وضاحت ایک دوسری کتاب میں لکھی ہوئی تھی۔ اس نے تفصیلی معلومات کے لیے دوسری کتاب کو کھول کر دیکھا۔ وہ سب سیکڑوں برس پرانی کتابیں تھیں۔ ان کے اوراق پھٹے ہوئے تھے یا پھر بوسیدہ ہو گئے تھے۔ حروف مٹے مٹے سے تھے۔ اس دوسری کتاب میں جو وضاحت تھی وہ پڑھی نہیں جا رہی تھی۔ دو چار الفاظ واضح تھے۔ باقی سب دھندلا۔۔۔ گئے تھے۔ پڑھنے میں دقت محسوس ہو رہی تھی۔

اس نے کوشش کی لیکن پڑھ نہ سکا۔ یہ معلوم نہ کر سکا کہ وہ ننھا فتنہ کون ہے اور کہاں سے آئے گا؟ یہ تو جانتا تھا کہ شیوانی کا ایک بیٹا ہے جو بابا صاحب کے ادارے میں رہتا ہے۔ اس نے سوچا ”وہ تو صرف پانچ برس کا ہے۔ بھلا وہ پانچ برس کا چھوکرا میرے لیے کیا مصیبت بنے گا؟“

اس نے اس بچے کو ذہن سے نکال دیا اور سوچنے لگا ”بے شک چھوٹے سے مہرے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کم عمر ہوگا لیکن ایسا بچہ بھی نہیں ہوگا۔“

وہ اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ ذہن میں یہ بات آئی ”چھوٹے مہرے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کم عمر ہوگا یہ بھی ہو سکتا ہے اس کا قد کم ہوگا۔ وہ بونا ہوگا مگر فتنہ پرور ہوگا۔ میرے خلاف فتنے برپا کرے گا۔ لیکن وہ کون ہوگا؟ خواہ مخواہ مجھ سے دشمنی کیوں کرے گا؟ کیا وہ شیوانی کا عاشق ہوگا۔ یا اس کا کوئی رشتے دار ہوگا؟ آخر اس بونے کا تعلق کس سے ہوگا؟“

وہ ایک جگہ رک کر سوچنے لگا ”اب تک میری جس سے بھی دشمنی ہوئی ہے۔ اس کا تعلق کسی نہ کسی طرح فرہاد علی تیمور سے ضرور رہا ہے۔ میں نے تین عجیب و غریب عورتوں سے تعلقات قائم کرنے کی کوششیں کیں۔ پہلی عورت ارنا کوف تھی پھر پتا چلا کہ فرہاد کالا جادو جاننے والے جادوگر دشمنوں کو ایک ایک کر کے ہلاک کر رہا ہے اور ارنا کوف کو بھی موت کے گھاٹ اتارنے والا ہے۔ اس طرح فرہاد سے میری عداوت شروع ہو گئی۔

دوسری عجیب و غریب عورت شیوانی ہے۔ میں اسے حاصل کرنا چاہتا ہوں لیکن وہ بھی فرہاد کی رشتے دار نکلی۔ میں اسے حاصل کرنے کی دُھن میں بے موت مارا جانے والا تھا۔ میری تقدیر اچھی تھی کہ بچ نکلا۔ تیسری عجیب و غریب عورتوں میں وہ جڑواں بہنیں ہیں۔ انہیں میں بڑی آسانی سے حاصل کرنے والا تھا لیکن اچانک فرہاد کا دوسرا بیٹا پارس وہاں پہنچ گیا۔

اب میں پھر شیوانی کی طرف بڑھنا چاہتا ہوں تو میرا پُراسرار علم کہہ رہا ہے کہ کوئی ننھا فتنہ میرے راستے کی رکاوٹ بننے والا ہے۔ کیا اس کا تعلق بھی فرہاد کی فیملی سے ہوگا؟“

وہ اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا۔ سوچنے لگا ”مجھے کسی طرح معلوم کرنا چاہیے کہ یہ نیا دشمن کون ہے؟ شاید الکا اگنی ہوتری کے خیالات پڑھنے سے شیوانی کے بارے میں کچھ معلوم ہو سکے گا۔“

اس نے الکا اگنی ہوتری یعنی شیوانی کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا ”کیا تمہارا کوئی ایسا رشتے دار ہے جس کا قد چھوٹا ہو لیکن وہ بہت شہ زور ہو۔“

شیوانی نے اس کی آواز سن کر ناگواری سے منہ بنا کر کہا ”میرا کوئی ایسا رشتے دار نہیں ہے۔“

”ایسا کوئی تمہارا عاشق ہے؟“

”فضول باتیں نہ کرو۔ میں نے اپنی زندگی میں صرف ایک ہی شخص سے محبت کی ہے اور وہ ہے میرا پورس۔ وہی میرا محبوب ہے، وہی میرا جنم جنم کا ساتھی ہے۔“

وہ اس کے چور خیالات کے خانے کو اچھی طرح ٹٹولتا رہا لیکن یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ بونا شخص کون ہے اور کیوں اس کی مدد کے لیے آ رہا ہے؟

وہ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ ارنا کوف نے آ کر کہا ”آدھا گھنٹا گزر چکا ہے۔ تم نے کہا تھا کہ ہم فون پر اس نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی سے باتیں کریں گے جو دوسری ہیلا بن کر ہمارے مقابلے پر آئی ہے۔“

وردان کی الجھن ختم نہیں ہوئی تھی اور بڑھتی جا رہی تھی لیکن اس مخالفت کرنے والی چالباز انا ہیلا سے بات کرنا بھی ضروری تھا۔ اس نے کہا ”میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ تم فون پر رابطہ کرو۔“

نوی کرسٹل ارنا کوف کے اندر تھی اور وردان سے ہونے والی باتیں سن رہی تھی پھر ارنا کوف دماغی طور پر حاضر ہو کر موبائل پر نمبر پنچ کرنے لگی۔ وردان اس کے اندر آ گیا۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی نوی نے اپنے فون پر بزر کی آواز سنی پھر اس کا بٹن دبا کر اسے کان سے لگاتے ہوئے بولی ”ہیلو میں انا ہیلا بول رہی ہوں۔“

ارنا کوف نے مسکرا کر کہا ”تم انا ہیلا نہیں ہو اور میں بھی انا ہیلا نہیں ہوں۔ کیا ہم اصلی ناموں سے متعارف نہیں ہو سکتیں؟“

”ضرور ہو سکتی ہیں۔ ابھی تو کچھ باتیں ہوں گی۔ اگر ہمارے درمیان کوئی سمجھوتا ہوگا۔ کسی حد تک اعتماد قائم ہوگا تو پھر ہم اصلی ناموں سے متعارف ہو سکیں گی۔“

ارنا کوف نے کہا ”ہم ایک دوسرے سے انجان تھے۔ صرف الپا کی چھوڑی ہوئی کرسی پر قبضہ جمانے کے لیے ایک دوسرے سے ٹکرا گئے۔ اگر اقتدار کی اس کرسی کے سلسلے میں سمجھوتا ہو جائے تو ساری عداوت ختم ہو جائے گی۔“

نوی نے کہا ”تمہارا ٹارگٹ اسرائیل میں اقتدار کی کرسی ہے اور میرا ٹارگٹ فرہاد علی تیمور ہے۔ اگر اس سے نمٹنے کے سلسلے میں تم میری مدد کرو گی تو میں۔۔۔۔ اقتدار کی کرسی حاصل کرنے کے سلسلے میں الپا کے خلاف تمہاری مدد کروں گی۔“

یہ بات سن کر وردان کی دلچسپی بڑھ گئی۔ ارنا کوف نے اس کی مرضی کے مطابق پوچھا ”کیا فرہاد علی تیمور سے تمہاری کوئی پرانی عداوت ہے؟“

”نہیں ابھی تازہ تازہ دشمنی ہے۔ میں نے اس ٹیلی پیتھی کے پہاڑ کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ شاید تمہیں یقین نہ ہو وہ میرے مقابلے میں بڑے بڑے نقصانات اٹھا چکا ہے۔“

”تم کہہ رہی ہو تو ہم یقین کریں گے۔“

”تم اپنے ذرائع سے معلوم کر سکتی ہو۔ میں نے اس کے بیٹے پارس اس کی بیٹی اعلیٰ بی بی اور اس کی پوتی انوشے کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیا تھا۔ اس نے بڑی چالبازی سے اپنے بچوں کو رہائی دلائی۔ میری کامیابی کو ناکامی میں بدل دیا۔ اس کے باوجود میں کامیاب ہوں۔ اس کا ایک ایسا زبردست مہرہ میرے قبضے میں ہے کہ وہ دن رات تلملاتا رہتا ہے۔“

ارنا کوف نے وردان کی مرضی کے مطابق پوچھا ”کیا تم بتا سکتی ہو کہ ایسا کون سا زبردست مہرہ ہے جس کی وجہ سے فرہاد تمہارے سامنے بے بس ہو گیا ہے؟“

”میں بتا رہی ہوں لیکن یقین کرنے کے لیے تم ابھی فرہاد سے رابطہ کر سکتی ہو۔ وہ میری اس بات کی تائید کرے گا کہ میں نے اس کی سب سے چہیتی لائف پارٹنر سونیا کو اغوا کر لیا ہے اور اسے ایسی جگہ قیدی بنا کر رکھا ہے جہاں اس کے فرشتے بھی نہیں پہنچ سکیں گے۔“

ارنا کوف نے پوچھا ”کیا مجھے تھوڑا سا وقت دو گی۔ میں ابھی تمہارے اس دعوے کی تصدیق کرنا چاہتی ہوں۔“

”بے شک جتنا وقت چاہو لے سکتی ہو۔“

”میں پھر آدھے گھنٹے بعد فون کروں گی۔“

”کوئی بات نہیں میں تمہارا انتظار کروں گی۔“

ارنا کوف نے فون بند کر دیا۔ وردان نے کہا ”مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ ایک نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی جس کا وجود چند روز پہلے تک نہیں تھا' اچانک ظاہر ہو کر فرہاد کو بڑے بڑے نقصانات پہنچا رہی ہے۔ اس کا یہ دعویٰ ناقابلِ یقین ہے کہ اس نے سونیا کو قیدی بنا کر رکھا ہے۔ میں تو کیا ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کوئی بھی اس بات کا یقین نہیں کرے گا۔“

ارنا کوف نے پوچھا ”ہم اس کے اس دعوے کی کیسے تصدیق کریں؟“

وردان نے کہا ”وہ کہہ رہی تھی کہ ہم فرہاد سے اس بات کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے' سونیا کے اغوا کی بات صرف فرہاد جانتا ہو اور اس نے دوسروں سے یہ بات چھپا رکھی ہو۔“

”جب اس نے دوسروں سے یہ بات چھپائی ہوگی تو پھر ہم سے بھی چھپائے گا۔“

”ابھی ہم اس سے رابطہ کر کے معلوم کر لیتے ہیں۔“

''کیا خیال خوانی کے ذریعے اس سے رابطہ کرو گے؟''
''میں اس سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ اس نے مجھ پر جان لیوا حملہ کیا تھا۔ وہ میرا بدترین دشمن ہے۔ تم اس سے باتیں کرو۔''

وہ پریشان ہو کر بولی ''میں۔ میں اس سے باتیں کروں؟ تم جانتے ہو وہ میری جان کا دشمن ہے۔ مجھے ڈھونڈتا پھر رہا ہے۔ میں اس سے رابطہ کروں گی تو وہ کسی نہ کسی طرح میرا سراغ لگا لے گا۔ مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔ پلیز مجھے یہ حکم نہ دو۔''

وردان نے سوچا۔ ''اگر اس اجنبی ٹیلی پیتھی جاننے والی کا دعویٰ درست ہے اور اس نے سونیا کو قیدی بنا رکھا ہے تو پھر وہ میرے بہت کام کی عورت ہے۔ اس سے ہر حال میں دوستی کرنی ہوگی۔ لیکن پہلے معلوم کرنا ہوگا کہ وہ چالباز عورت واقعی اتنے پانی میں ہے کہ فرہاد کو ڈبو کر اپنا سر بلند کر سکتی ہے؟''

اس نے ارنا کوف سے کہا ''مجبوری ہے مجھے اس سے رابطہ کرنا ہی ہوگا۔ پتا نہیں وہ مجھ سے بات کرنا گوارا کرے گا یا نہیں پھر بھی میں اس کے پاس جا رہا ہوں۔ تم میرے اندر آ جاؤ۔''

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر میرے اندر پہنچا۔ میں نے پوچھا ''کون ہے؟''
''میں سوامی وردان وشواناتھ بول رہا ہوں۔''
میں نے کہا ''واپس جاؤ اور اپنا موبائل فون آن رکھو۔''
میں نے سانس روکی۔ وہ باہر نکل گیا اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر میز پر رکھے ہوئے موبائل فون کو دیکھنے لگا۔ ارنا کوف اس کے اندر تھی۔ وہ دونوں انتظار کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ہی بزر سنائی دیا۔ اس نے فوراً ہی اسے اٹھا کر بٹن کو دبا کر کان سے لگایا پھر کہا ''میں سوامی وردان وشواناتھ بول رہا ہوں۔''
''ہاں بولو! میرے پاس کیوں آئے تھے؟''
''ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ایک نئی خیال خوانی کرنے والی کا اضافہ ہوا ہے، کیا تم اس کے بارے میں کچھ جانتے ہو؟''
''بہت کچھ جانتا ہوں۔ تم کیا جاننا چاہتے ہو؟''
''اس نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ تمہیں بڑے بڑے نقصانات پہنچا چکی ہے اور اب بھی پہنچا رہی ہے۔''
''وہ درست کہہ رہی ہے۔ اس نے مجھے کئی بار مات دینے کی کوششیں کیں۔ بڑی حد تک کامیابیاں بھی حاصل کیں لیکن میں نے اس کی ہر کامیابی کو عارضی بنا دیا۔''
''کیا تم نے واقعی اس کی ہر کامیابی کو عارضی بنایا ہے؟''

میں نے پوچھا ''تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟''
''اس عورت نے ایک بہت بڑا دعویٰ کیا ہے۔ جسے عقل تسلیم نہیں کرتی۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کوئی یہ نہیں مانے گا کہ کسی نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی نے سونیا جیسی شہ زور عورت کو اغوا کیا ہے اور فرہاد علی تیمور کو بے بس بنا دیا ہے۔''

میں ایک ذرا چپ رہا پھر بولا ''تمہاری یہ بات اس حد تک درست ہے کہ اس نے سونیا کو اغوا کیا ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کہ اس نے مجھے بے بس بنا دیا ہے۔ اب سے پہلے بھی اس نے میرے تین بچوں کو اغوا کیا تھا اور قیدی بنایا تھا لیکن میں نے اپنے تمام بچوں کو مکھن کے بال کی طرح اس کی گرفت سے نکال لیا تھا۔''

''بے شک۔ تم نے اسے ناکام بنا دیا لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ ہے کہ وہ تمہارے جیسے شہ زور کے مقابلے میں کامیابیاں حاصل کر چکی تھی اور ابھی تمہاری سونیا اس کی قید میں ہے۔ کیا یہ تسلیم نہیں کرو گے کہ ایک نوآموز ٹیلی پیتھی جاننے والی تمہارے جیسے پہاڑ سے ٹکر لے رہی ہے اور سونیا سے زیادہ مکار ہے؟''

''یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ وہ سونیا سے زیادہ مکار ہے یا خوش فہمی میں مبتلا ہے۔ تم نے اتنی باتیں پوچھیں۔ میں نے ساری باتیں سچ بتا دیں۔ اب تم بھی سچ بولو تمہارے دا ارنا کوف اور شیوانی کہاں ہیں؟''
''وہ جہاں بھی ہیں۔ آئندہ تم ان کے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکو گے۔ ایک بار اتفاق سے شیوانی کے ذریعے مجھ تک پہنچ گئے تھے۔ اب یہ حسرت تمہارے دل میں ہی رہ جائے گی۔''
''تم میری نہیں اپنی حسرتوں کی بات کرو۔ ان جڑواں بہنوں تک نہ پہنچ سکے اور نہ ہی کبھی پہنچ سکو گے۔ رہ گئی شیوانی اور ارنا کوف تو وہ دونوں تمہاری دسترس میں ہیں۔ پھر بھی تم ان تک پہنچ نہیں پا رہے ہو۔ کیسی کیسی حسرتیں تمہارے دل میں ہیں اور ہر حسرت پر تمہارا دم نکل رہا ہے۔''
وردان نے فون بند کر دیا پھر ناگواری سے بولا ''اونہ! خود تو ایک نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی کے مقابلے میں ناکام ہو رہا ہے۔ الٹا مجھے طعنے دے رہا ہے۔''
پھر وہ ارنا کوف سے بولا ''تم میرے دماغ میں کیوں گھسی ہوئی ہو؟ واپس جاؤ۔''
''میں جا رہی ہوں۔ غصے میں نہ آؤ میرے پاس آ کر تھوڑی سی باتیں کر لو۔''
وہ اس کے اندر آ کر بولا۔ ''ابھی تو مجھے تمہارے پ

آنا ہی ہے اس ٹیلی پیتھی جاننے والی سے ضروری باتیں کریں گے۔ اب وہ میرے لیے بہت ضروری ہو گئی ہے۔ جو میرے دشمن کو شکست دے سکتی ہے۔ اسے نقصان پہنچا سکتی ہے۔ سونیا کو قیدی بنا کر اس کا سر نیچا کر سکتی ہے۔ ایسی عورت میرے بہت کام آئے گی۔ میں ہر حال میں اسے دوست بنانا چاہوں گا۔''

نومی خیال خوانی کے ذریعے مسلسل ارنا کوف کے اندر موجود تھی اور ان کی تمام باتیں سنتی جا رہی تھی۔ وہ جیسا چاہتی تھی۔ وردان اسی طرح اس کی طرف مائل ہو رہا تھا۔ ارنا کوف نے کہا ''میں نے آدھے گھنٹے بعد اس عورت سے رابطہ کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ کیا اس سے رابطہ کروں؟''
''ہاں کرو۔''
''وہ میرا نام اور میری اصلیت معلوم کرنا چاہے گی۔ مجھے کیا کہنا چاہیے؟''
''ہمیں اس سے دوستی کرنی ہے۔ ہم زیادہ عرصے تک اپنے آپ کو اس سے چھپا نہیں سکیں گے۔ لہٰذا اسے سچ بتا دیا جائے کہ ہم کون ہیں؟''
نومی سن رہی تھی اور مسکرا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کے فون کا بزر سنائی دیا۔ اس نے بٹن کو دبا کر اسے کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ ''ہیلو! میں بے چینی سے تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ صرف یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ میرے دعوے کی تصدیق ہو چکی ہے یا نہیں؟''
ارنا کوف نے کہا ''بے شک۔ تم نے سچ کہا تھا۔ فرہاد نے یہ تسلیم کیا ہے کہ اس کی سونیا تمہاری قید میں ہے اور اس سے پہلے بھی تم اسے اچھا خاصا نقصان پہنچا چکی ہو۔ ہم تم سے بہت متاثر ہیں اور دل سے تمہاری قدر کرتے ہیں۔''
''ہم کا مطلب کیا ہوا؟ یعنی تم اکیلی نہیں ہو تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟''
''ہاں۔ ہم تم سے دوستی کرنا چاہتے ہیں اس لیے اپنے آپ کو نہیں چھپائیں گے۔ میرا نام ارنا کوف ہے۔''
وہ حیرانی ظاہر کرتے ہوئے بولی ''اوہ گاڈ! تم ارنا کوف ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم وردان وشواناتھ کے حکم کے مطابق انابیلا بنتی رہی تھیں اور اسی کے حکم کے مطابق مجھ سے رابطہ کر رہی ہو۔''
وہ بولی ''یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ میرے ساتھ سوامی وردان وشواناتھ ہے؟''
''ذرا عقل سے سوچو۔ سونیا میری قید میں ہے۔ میں اس کے چور خیالات پڑھ کر بہت کچھ معلوم کر چکی ہوں۔ جو

باتیں فرہاد کو معلوم ہوتی ہیں وہ سونیا کو معلوم ہوتی ہیں اور سونیا کو یہ معلوم ہوا ہے کہ وردان وشواناتھ نے تمہیں اپنی معمولہ اور تابعدار بنا رکھا ہے اور فرہاد سے چھپا رکھا ہے کیونکہ وہ تمہیں قتل کر دینا چاہتا ہے۔ کیا میں درست کہہ رہی ہوں؟''
وہ بولی ''ہاں۔ میں سوامی وردان وشواناتھ کا احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔ اس کی پناہ میں آ کر مجھے نئی زندگی مل رہی ہے۔''
پھر اس نے وردان کی مرضی کے مطابق کہا ''کیا تم ذرا دیر کے لیے اپنا فون بند کرو گی۔ وردان اپنے فون کے ذریعے تم سے باتیں کرنا چاہتے ہیں۔''
''ٹھیک ہے میں فون بند کر رہی ہوں۔''
نومی اپنے فون کو بند کر کے فخر سے مسکرانے لگی۔ وہ جیسی چال چل رہی تھی، اسی کے مطابق کامیابی حاصل ہوتی جا رہی تھی۔ اسے یقین ہو رہا تھا کہ اب وردان وشواناتھ اس کے قریب آنا چاہے گا پھر وہ کسی نہ کسی طرح اس کی کمزوریوں تک بھی ضرور پہنچے گی۔
تھوڑی دیر بعد ہی فون کا بزر سنائی دیا۔ وہ اسے اٹھا کر بٹن دبا کر کان سے لگاتے ہوئے بولی ''ہیلو!''
''میں سوامی وردان وشواناتھ بول رہا ہوں۔''
وہ مسکرا کر بولی ''تم میرے گھر نہیں آئے ہو لیکن میرے فون کے اندر پہنچ کر مجھ سے بول رہے ہو۔ میں تمہیں خوش آمدید کہتی ہوں۔''
''میں سب سے پہلے تمہیں ان کامیابیوں کی مبارک باد دیتا ہوں جو تم نے فرہاد کے خلاف حاصل کی ہیں۔ تمہیں ہمارے بارے میں بہت کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ اب اپنے بارے میں کچھ بتاؤ۔''
''میرا نام نومی کرسٹل ہے۔ میری ماں مر چکی ہے۔ باپ کا سایہ سر پر ہے۔ اتنی بڑی دنیا میں اس کے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔''
''اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے بارے میں کچھ بتاؤ؟''
''میں صرف ٹیلی پیتھی جانتی ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتی۔''
''تمہارا کوئی تو ساتھی ہوگا۔ تم نے کوئی مضبوط ٹیم بنائی ہوگی؟''
''نہ میرا کوئی ساتھی ہے نہ میں نے کوئی ٹیم بنائی ہے۔ میں بالکل تنہا ہوں۔''
''تعجب ہے۔ بالکل تنہا ہو۔ صرف ٹیلی پیتھی جانتی ہو اور فرہاد کے سر پر ناچ رہی ہو۔ اتنی بڑی کامیابی تم نے کیسے

حاصل کی ہے؟"

"میرے گاڈ نے مجھے ذہانت دی ہے۔ میری ذہانت کو بھی غیر معمولی کہا جا سکتا ہے۔ میں ایسی ٹھوس پلاننگ کرتی ہوں کہ ناکامی کا چانس بہت کم رہ جاتا ہے۔"

"اگر میں تمہارا اکیلا پن دور کرنا چاہوں، تمہارا دوست بننا چاہوں تو کیا تم میری دوستی قبول کرو گی؟"

"مجھے بہت خوشی ہوگی۔ میں چاہتی ہوں کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں میرے ساتھی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوں۔ تم سے دوستی کروں گی تو تمہارے ساتھ ٹیلی پیتھی جاننے والی ارنا کوف بھی ہمارے ساتھ ہوگی۔ ہماری ایک مضبوط ٹیم بن جائے گی۔"

"مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ تم بڑی ذہانت سے دوستی اور اتحاد کے لیے راضی ہو رہی ہو۔ فون پر اتنی لمبی باتیں مناسب نہیں ہیں۔ کیا ہم خیال خوانی کے ذریعے ایک دوسرے کے دماغ میں آ سکتے ہیں؟"

"اتنی جلدی نہیں۔ جب رفتہ رفتہ ہمارے درمیان مکمل اعتماد پیدا ہو جائے گا تو ہم ایک دوسرے کے دماغ میں آتے جاتے رہیں گے۔ فی الحال کسی کو آلۂ کار بنا کر اس کے دماغ میں پہنچ کر باتیں کی جا سکتی ہیں۔"

"یہ مناسب تجویز ہے۔ تم نے ابھی ارنا کوف کی آواز سنی ہے۔ اس کا لب و لہجہ اختیار کر کے تم اس کے اندر آ سکتی ہو۔ ہم وہیں باتیں کریں گے۔ میں فون بند کر رہا ہوں۔"

وہ فون بند کر کے ارنا کوف کے پاس آ گیا۔ اس سے پہلے نومی اس کے اندر رہ کر تمام باتیں سن رہی تھی۔ انہیں اس کی آواز سنائی دی۔ "ہیلو ارنا کوف! ہیلو سوامی وردان دشواناتھ! ہم دوستی کے پہلے مرحلے میں داخل ہو گئے ہیں۔ سوامی وردان نے بڑے اعتماد سے مجھے تمہارے اندر آنے کا موقع دیا ہے۔ وہ وقت جلد ہی آئے گا جب میں اور وردان ایک دوسرے کے دماغ میں آنے جانے لگیں گے۔"

وردان نے کہا "یقیناً وہ وقت جلد آئے گا اور میں جلد سے جلد تمہارا اعتماد حاصل کرنے کی بھرپور کوششیں کرتا رہوں گا۔"

"فی الحال میں تمہارے کام آ کر تمہارا اعتماد حاصل کر رہی ہوں۔ تمہیں ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں۔"

وردان نے چونک کر پوچھا "کیا مجھے کوئی خطرہ پیش آنے والا ہے؟"

"شیوانی سے دور رہو گے تو خطرات سے بھی دور رہو گے۔ فرہاد کا بیٹا پورس شیوانی کی مدد کے لیے انڈیا پہنچنے والا ہے۔"

وردان کے ایک پُراسرار علم نے بھی یہی کہا تھا کہ سورج دیوتا کے خانے میں ایک چھوٹا سا مہرہ آ رہا ہے۔ اگر وردان شیوانی کی طرف جائے گا تو وہ مہرہ اس کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرتا جائے گا۔ اس نے نومی سے پوچھا۔ "کیا فرہاد کے اس بیٹے کا قد چھوٹا ہے۔ کیا وہ بونا ہے؟"

"نہیں وہ اپنے باپ کی طرح قد آور ہے اور اپنی ماں سونیا کی طرح مکار ہے۔"

وہ بولا "تو پھر مجھے اس سے کوئی خاص خطرہ نہیں ہے۔ میرا پُراسرار علم کہتا ہے کہ ایک ننھا فتنہ میرے مقابلے پر آئے گا۔ وہ میرے لیے مسائل پیدا کرے گا اور قدم قدم پر مصیبت بنتا رہے گا۔"

نومی نے کہا "پھر تو وہ پورس کا بیٹا اور فرہاد کا پوتا عدنان ہوگا۔"

ارنا کوف نے کہا "وہ تو بابا صاحب کے ادارے میں ہے۔"

"مجھے سونیا کے خیالات نے بتایا ہے کہ عدنان اپنی ماں شیوانی سے ملنے کے لیے پورس کے ساتھ انڈیا جا رہا ہے۔ دونوں باپ بیٹے بابا صاحب کے ادارے سے نکل چکے ہیں۔ وہ آج یا کل دہلی پہنچنے والے ہیں۔"

وہ بولا "یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ وہ بچہ میرے لیے کیسے مصیبت بنے گا۔ جب کہ اس کا باپ قد آور اور شہ زور ہے۔ میرے سامنے مستقبل بینی کے لیے شطرنج کی بساط بچھی ہوئی ہے اور پُراسرار علوم کی کتابیں رکھی ہوئی ہیں۔ یہ کتابیں کبھی جھوٹ نہیں کہتیں۔ ان کی سچائی کے باوجود مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ بھلا ایک چھوٹا سا بچہ میرے لیے مصیبت بنتا رہے گا۔ کیا یہ بتا سکتی ہو کہ اس کی عمر کیا ہوگی؟"

ارنا کوف نے کہا "میں جانتی ہوں وہ تقریباً پانچ برس کا ہے لیکن بہت ہی خطرناک ہے۔ میں اور میرا ایک سوتیلا بیٹا ولاڈی میرا اسے سونیا اور فرہاد سے چھین کر اپنے قبضے میں کرنا چاہتے تھے۔ وہ ہمارے لیے بہت اہم تھا۔ ہم نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اور کالے جادو کے ذریعے اس پر طرح طرح کے حملے کیے۔ لیکن ہر حملہ ناکام رہا۔ وہ ہر بار ہمیں ڈاج دیتا رہا اور نقصان پہنچاتا رہا۔"

وردان دشواناتھ نے بے یقینی سے کہا "میں حیران ہوں کہ پانچ برس کا بچہ ٹیلی پیتھی کے ہتھیاروں سے بچتا رہا۔ کالے جادو کا توڑ کرتا رہا۔ ایسے حملوں کے وقت یقیناً سونیا اور فرہاد اس کی مدد کرتے رہے ہوں گے۔"

ارنا کوف نے کہا "بالکل نہیں۔ وہ تنہا ہوتا تھا۔ اس کی ماں شیوانی، اس کا باپ پورس، اس کی دادی، دادا اور سونیا سبھی اسے ڈھونڈتے رہتے تھے اور وہ تنہا ہم سب کے چھکے چھڑاتا رہتا تھا۔ وردان! تم ابھی یقین نہیں کرو گے کہ وہ ننھا سا فتنہ کس قدر خطرناک ہے۔"

نومی نے کہا "ارنا کوف درست کہہ رہی ہے۔ سونیا کے خیالات نے بھی مجھے یہی بتایا ہے۔ وہ بچہ غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ اپنے ہوں یا پرائے سبھی کو تگنی کا ناچ نچاتا رہتا ہے۔"

وہ بولا "نومی! جب تم بھی یہی کہہ رہی ہو تو پھر مجھے بہت زیادہ محتاط رہنا ہوگا۔ یہ دیکھنا ہوگا کہ آخر وہ ننھا فتنہ ہے کیا چیز؟"

نومی نے کہا "دہلی میں تمہارے جتنے آلۂ کار ہیں، انہیں ایئرپورٹ جانے کو کہو۔ میں نہیں جانتی کہ وہ باپ بیٹے کس فلائٹ سے وہاں پہنچنے والے ہیں۔ چونکہ وہ بابا صاحب کے ادارے سے نکل چکے ہیں اس لیے یہی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ آج یا کل ضرور دہلی پہنچیں گے۔"

وردان نے کہا "تمہارا مشورہ بہت ہی مناسب ہے۔ میرے کئی آلۂ کار وہاں دن رات موجود رہیں گے۔ ہم سب ان آلۂ کاروں کے اندر رہ کر اس ننھے فتنے کا انتظار کریں گے۔"

پھر اس نے ارنا کوف سے پوچھا "کیا تم کسی آلۂ کار کے ذریعے پورس کو اور اس بچے عدنان کو پہچان سکو گی؟"

"میں چہرے سے نہیں پہچان سکوں گی۔ بس اندازہ کرنا ہوگا کہ کل پرسوں تک پیرس سے آنے والی فلائٹ سے جو بھی بچہ اترے گا۔ وہ عدنان ہوگا۔"

"اگر کسی فلائٹ سے دو چار بچے اتریں گے تو ہم کیسے پہچان سکیں گے۔"

"فوری طور پر اسے پہچاننا دشوار ہوگا لیکن ہمارے آلۂ کار ہر بچے کی نگرانی کرتے رہیں گے اور ہم ان کے ذریعے ایک ایک بچے کے دماغ تک پہنچتے رہیں گے تو عدنان تک پہنچ ہی جائیں گے۔"

ارنا کوف اور وردان دشواناتھ اسرائیل میں الپا کی چھوڑی ہوئی کرسی پر قبضہ جمانا بھول گئے تھے۔ عدنان ان کے حواسوں پر مسلط ہو گیا تھا۔ وردان اپنے ایک ایک آلۂ کار کے دماغ میں پہنچ کر انہیں ایئرپورٹ پہنچنے کا حکم دے رہا تھا۔ ارنا کوف کے علاوہ نومی بھی ان تمام آلۂ کاروں کے اندر پہنچ رہی تھی۔ نومی کو بھی دلچسپی تھی کہ وہ ان کے ذریعے عدنان کو دیکھے اور سمجھے کہ وہ اس قدر خطرناک کیوں سمجھا جاتا ہے؟

☆☆☆

نومی کرسٹل کی چالبازیوں نے مجھے اچھی طرح سمجھا دیا کہ اس ٹیلی پیتھی جاننے والی کو کم عمر اور اناڑی نہیں سمجھنا چاہیے۔ وہ تو مجھ جیسے عمر رسیدہ شہ زوروں کے کان کاٹ رہی تھی۔ میری زندگی میں بڑے بڑے شہ زور دشمن آئے جو کئی پہلوؤں سے خطرناک ثابت ہوتے رہے تھے لیکن نومی کی طرح کسی نے مجھے ذہنی الجھنوں میں مبتلا نہیں کیا تھا۔

وہ پہلی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والی تھی جس نے سونیا کو اغوا کر کے قیدی بنا لیا تھا۔ اب سے پہلے جس نے بھی سونیا سے دشمنی کی تھی۔ اسے اغوا یا ہلاک کرنا چاہا تھا۔ سونیا نے اس کے چھکے چھڑا دیے تھے لیکن وہ مکارِ زمانہ سونیا بھی زندگی میں پہلی بار بڑی خاموشی سے اس کے شکنجے میں تھی اور اپنے بچاؤ کی نہ کچھ تدبیر کر رہی تھی اور نہ ہی اپنے بارے میں کچھ سمجھ پا رہی تھی۔

وہ کیسے سمجھتی؟ جب کہ نومی نے اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں چھین لی تھیں۔ اس کے دماغ کو اس کے لیے پرایا بنا دیا تھا۔ نہ وہ اپنے ذہن سے سوچ سکتی تھی نہ اپنی مرضی سے کچھ کر سکتی تھی۔

اس نے سونیا بننے کے لیے سونیا کی ہی مکاری سے کام لیا تھا۔ سب سے پہلے اس کے ذہن کو اس سے چھین لیا تھا۔ اگر اسے ایک ذرا سا اشارہ مل جاتا کہ وہ تابعدار بنا لی گئی ہے یا اس کا ذہن ایک ذرا سا بھی کچھ کرنے کے قابل ہوتا تو وہ پلک جھپکتے ہی نومی کو دن میں تارے دکھا دیتی۔

موجودہ حالات میں اس کی مجبوری نے مجھے بھی مجبور بنا دیا تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس طرح اس کا سراغ لگاؤں؟ کس طرح اس کے پاس پہنچوں؟ کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کوئی مؤثر تدبیر سجھائی نہیں دے رہی تھی۔ لے دے کر یہی آخری راستہ رہ گیا تھا کہ میں آمنہ سے روحانی ٹیلی پیتھی کی مدد حاصل کروں۔

میں نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ آمنہ کو مخاطب کیا پھر پوچھا۔ "کیا عبادت میں مصروف ہو؟"

"نہیں...... ابھی زوال کا وقت ہے عبادت نہیں کر رہی ہوں۔"

"مجھ پر بھی زوال آیا ہوا ہے۔ میں سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہا ہوں۔"

"سونیا کے لیے پریشان ہو؟"

''خدا تمہیں روحانی صلاحیتوں اور قوتوں سے مالا مال کرے۔ تم بتائے بغیر بھی سمجھ لیتی ہو۔''

''اور تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں بہت کچھ جانتے ہوئے بھی انجان بن رہی ہوں۔''

''ابھی تم دینی معاملات میں مصروف نہیں ہو۔ کیا دنیاوی معاملات میں میرا ساتھ نہیں دے سکو گی؟''

''مجھے افسوس ہے۔ ہمیں جب تک اشارہ نہیں ملتا۔ اس وقت تک ہم کسی بھی دنیاوی معاملے میں مداخلت نہیں کرتے۔''

''میں بہت پریشان ہوں۔ پتا نہیں وہ نومی کرسٹل اس کے ساتھ کیسا سلوک کر رہی ہوگی؟''

''تم اچھی طرح جانتے ہو اس ادارے کے بانی مرحوم بابا فرید واسطی کی دعائیں اس کے ساتھ ہیں۔ نومی اس پر قابو پانے کے باوجود اس کے ذریعے اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکے گی۔ دراصل تم اس کی توہین برداشت نہیں کر پا رہے ہو کہ وہ ایک نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی کے زیرِ اثر آ گئی ہے۔''

''ہاں یہی بات ہے یہ سراسر سونیا کی انسلٹ ہے۔''

''ایسے وقت تم بھول رہے ہو۔ و تعز من تشاء و تزل من تشاء اللہ تعالیٰ جسے چاہے عزت دیتا ہے۔ جسے چاہے ذلت دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ سونیا کو ذلتیں دے رہا ہے، تو اسی اللہ تعالیٰ نے اسے عزتیں بھی دی ہیں۔''

''ہم مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں۔ تم مدد مانگو گی تو ہم سے پہلے تمہاری دعا قبول ہوگی۔''

''تم یقین کرو میں ہر نماز کے بعد سونیا کے لیے دعائیں مانگتی ہوں اور میرا دل مطمئن ہے۔ میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ جو کرتا ہے بہتری کے لیے کرتا ہے۔ اب تم جاؤ۔ زوال کا وقت گزر رہا ہے۔ میں عبادت کے لیے جا رہی ہوں۔''

میں دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ شکست خوردہ انداز میں ایک گہری سانس لیتے ہوئے سوچنے لگا۔ پتا نہیں وہ کہاں ہوگی؟ کس حال میں ہوگی؟ میرا دل کہتا تھا کہ وہ اپنے آپ سے غافل ضرور ہے۔ لیکن کبھی اس پر بُرا وقت آئے گا تو وہ اپنے بچاؤ کے لیے ضرور کچھ کر سکے گی۔

مجھے اس دشمن عورت پر ایک ذرا بھروسا نہیں تھا۔ پتا نہیں وہ کیوں ایسا کر رہی تھی اور آئندہ کیا کرنے والی تھی۔ اگر وہ سونیا کی جگہ لینے کے لیے ہی ایسا کر رہی تھی تو بہت ہی نادان تھی۔ جس کا دل جیتنا چاہتی تھی اسی کا دل توڑ رہی تھی۔

کم بخت کی عمر بہت لمبی تھی۔ یاد کرتے ہی چلی آئی۔ کہنے لگی ''تمہارے جیسے سربلند پہاڑوں کی چوٹیاں آسمان کی طرف منہ اٹھائے یوں لگتی ہیں جیسے سوچ میں گم ہوں۔ تم بھی پہاڑ ہو۔ تمہارے پاس بھی اب منہ اٹھا کر سوچنے کے سوا کوئی کام نہیں رہ گیا ہے۔ سچ بولو۔ ابھی سونیا کے بارے میں سوچ رہے تھے نا؟''

میں نے کہا ''تم کامیابی کے زعم میں یہ سمجھ نہیں پا رہی ہو کہ تم سے کتنی بڑی حماقت ہو چکی ہے۔ اب بھی وقت ہے جتنی جلدی ہو سکے سونیا کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اپنے ربِ کریم کو حاضر و ناظر جان کر وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے جو مطالبات ہوں گے وہ سب پورے کروں گا۔''

''میرے پاس ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں ہیں۔ ذہانت ہے۔ میں جو چاہتی ہوں حاصل کر لیتی ہوں اس لیے کسی سے کوئی مطالبہ نہیں کرتی۔ کسی سے بھیک نہیں مانگتی۔''

''اتنے غرور سے نہ بولو۔ تم مجھ سے بھیک مانگ رہی ہو۔ میری طلب میں دیوانی ہو رہی ہو۔ مجھ سے میری قربت کی بھیک مانگتی رہتی ہو۔''

''یہ تم اپنی سوچ کے مطابق بول رہے ہو۔ میرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ میں تمہیں تم سے نہیں مانگ رہی ہوں بلکہ سونیا سے تمہیں چھین رہی ہوں۔'' وہ جذباتی انداز میں بول رہی تھی۔ اک لمحہ رک کر وہ ایک گہری سانس لے کر بولی ''یہ اچھی طرح جانتی ہوں کہ ایک ہاتھ سے تمہیں مانگوں گی تو دوسرے ہاتھ سے سونیا کو تمہارے حوالے کرنا ہوگا اور میں ایسا نہیں کروں گی۔''

''کیا تم یہی بکواس کرنے آئی ہو؟''

''یہ کہنے آئی ہوں کہ ایک بار پھر تمہیں حاصل کرنے کے لیے جنون طاری ہو رہا ہے۔''

''اور تمہارا خیال ہے کہ تم دوسری بار میری محبت اور قربت حاصل کر لو گی؟''

''یہ میرا خیال نہیں ہے بلکہ پورا یقین ہے۔ میں کل رات تمہیں جہاں بلاؤں گی، تم وہاں آ ؤ گے۔''

''کیا تم مجھے نادان بچہ سمجھتی ہو؟ ایک تو تم نے سونیا کو قیدی بنا رکھا ہے۔ اس کے بعد مجھے اپنی طرف بلا رہی ہو۔ تاکہ کسی آلۂ کار کے ذریعے مجھے زخمی کرو اور میرے دماغ میں پہنچ کر مجھے بھی اپنے زیرِ اثر لے آؤ۔''

''اگر مجھے ایسا کرنا ہوتا تو میں پہلی ہی ملاقات میں کر چکی ہوتی۔ ہم تم ایک ہی کاٹیج میں ایک ہی بیڈ پر تھے۔ میں تمہاری شہ رگ کے قریب تھی۔ کچھ بھی کر سکتی تھی۔''

''نہیں۔ پہلی ملاقات میں میری قربت کا جنون تم پر

بری طرح طاری تھا۔ تم اپنی ہوس کی تکمیل چاہتی تھیں۔''

وہ چپ رہی۔ میں نے کہا ''دوسری بات یہ کہ تم اس وقت نہتی تھیں۔ کوئی چھوٹا سا ہتھیار بھی تمہارے پاس نہیں تھا کہ مجھے زخمی کر کے میرے اندر آ سکو۔ تیسری بات یہ کہ تم مجھے دھوکے سے اعصابی کمزوری کی دوا نہیں کھلا سکتی تھیں۔ میرے پورے خاندان کی ہسٹری پڑھنے کے بعد تمہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ میں اور میرے دو بیٹے پارس اور پورس زہریلے ہیں۔ ہم پر زہر اثر نہیں کرتا ہے تو پھر کوئی اعصابی کمزوری کی دوا کیا خاک اثر کرے گی۔''

''تم درست کہہ رہے ہو۔ پہلی ملاقات میں میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ میں تمہیں ٹریپ کروں۔ سونیا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا کر مطمئن ہو گئی تھی۔ یہی سوچا تھا کہ دوسری بار اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے تمہیں ٹریپ کروں گی اور ہمیشہ کے لیے اپنا بنا لوں گی۔''

''اور اسی لیے تم مجھے کہیں بلانا چاہتی ہو۔''

''بے شک میں بلا رہی ہوں اور تم ضرور آؤ گے۔ تمہیں آنا ہی ہوگا۔''

''تم اتنے دعوے سے کیسے کہہ رہی ہو کہ میں آنے پر مجبور ہو جاؤں گا۔''

''سونیا کے علاوہ تمہاری ایک اور اہم ہستی میری قید میں آنے والی ہے۔ تم جلد ہی یہ بُری خبر سنو گے پھر میں تمہارے سامنے شرط پیش کروں گی کہ دو میں سے کس قیدی کی رہائی چاہتے ہو اور جس کی بھی رہائی چاہتے ہو اس کے لیے میرے پاس چلے آؤ۔''

''بہتر ہے تم دفع ہو جاؤ۔''

میں نے رابطہ ختم کر دیا۔ پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ اب یہ میری فیملی کے کس فرد پر حملہ کرنا چاہتی ہے؟

میں فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے اپنی بیٹی اور تمام بیٹوں کے دماغوں میں باری باری جانے لگا۔ پہلے میں نے پارس سے بات کی پھر پورس اور کبریا سے، اس کے بعد اعلیٰ بی بی سے خیریت معلوم کی۔ سب اپنی اپنی جگہ بہ خیریت تھے۔ بس ایک سونیا کی خیریت معلوم نہیں ہو رہی تھی۔

وہ ہم سے نہ جانے کتنی دور ایک چھوٹے سے بنگلے میں بڑے آرام سے تھی۔ بڑی بے فکری اور بڑے آرام سے اس لیے تھی کہ مجھ کو اور اپنے بچوں کو بھولی ہوئی تھی۔ خود کو سونیا سمجھ رہی تھی لیکن سونیا کے مزاج سے اور اس کی غیر معمولی صلاحیتوں سے محروم ہو گئی تھی۔ اس وقت ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی ایک چینل پر ایک تفریحی پروگرام میں دلچسپی لے رہی تھی۔ جبکہ وہ کبھی اس طرح وقت ضائع نہیں کرتی تھی۔ نومی اس مصروف رہنے والی کو ضائع کر رہی تھی۔

نومی نے اس کے دماغ میں آ کر معلوم کیا تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے پھر اس نے اپنے دستِ راست کاشف جمال کے پاس آ کر پوچھا۔ ''تم اپنے بیڈروم میں کیا کر رہے ہو؟ تمہیں سونیا کے ساتھ سائے کی طرح لگے رہنا چاہیے۔''

اس نے کہا ''میں ابھی وہیں ٹی وی لاؤنج میں تھا۔ میں سائے کی طرح اس کے ساتھ رہتا ہوں تو وہ اعتراض کرتی ہے۔ ابھی اس نے کہا تھا کہ وہ تنہا رہنا چاہتی ہے۔ میں وہاں سے چلا جاؤں۔ میں چلا آیا پھر بھی تھوڑی تھوڑی دیر بعد جا کر اسے دیکھتا رہتا ہوں۔''

وہ بولی ''کوٹھی کے چاروں طرف ہمارے جو مسلح آلۂ کار ہیں ان میں سے دو سو رہے ہیں اور دو جاگ رہے ہیں۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ دو چار آلۂ کاروں کا اضافہ کرو۔ انہیں ٹریپ کر کے ان پر تنویمی عمل کر کے یہاں ان سے کام لیتے رہو۔''

''میں نے دو کام کے آدمیوں کو تلاش کیا ہے لیکن ان پر تنویمی عمل کرنے کا موقع نہیں مل رہا ہے۔ سونیا مجھے کسی نہ کسی کام میں مصروف رکھتی ہے۔ کبھی اچانک مجھ سے باتیں کرنے لگتی ہے۔ کبھی اِدھر اُدھر جاتی ہے تو مجھے اس کے پیچھے پیچھے جانا پڑتا ہے۔ جب یہ گہری نیند سو جائے گی تو میں ان دو افراد کو تابعدار بنا کر یہاں بلاؤں گا۔ ویسے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔''

''ہاں پوچھو کیا بات ہے؟''

''جب تم اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا چکی ہو اور اس پر ایک بار نہیں دو بار تنویمی عمل کر چکی ہو تو پھر اتنی پریشان کیوں ہو۔ کیا تمہیں شبہ ہے کہ اس کے باوجود یہ تمہاری گرفت سے نکل جائے گی۔''

''میں نے اس پر بہت ہی ٹھوس اور مستحکم عمل کیا ہے۔ یہ کبھی میری گرفت سے نہیں نکل سکے گی لیکن ان کی پوری ہسٹری یہ بتاتی ہے کہ یہ خلافِ توقع کچھ بھی کر گزرتے ہیں۔ بعد میں پتا چلتا ہے کہ انہوں نے دشمنوں کی کون سی غلطی سے یا کون سی کمزوری سے فائدہ اٹھایا تھا۔''

کاشف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''واقعی ہم نے اعلیٰ بی بی کو اور پارس کو اس بُری طرح جکڑ لیا تھا اور اس طرح ہم نے چار دیواری میں قیدی بنا کر رکھا تھا کہ وہ باہر نہیں نکل سکتے تھے لیکن وہ کس طرح نکل گئے؟ مجھے اور دوسرے مسلح آلۂ کاروں کو پتا ہی نہ چلا۔''

''اسی لیے کہتی ہوں محتاط رہو۔ میں بھی بہت محتاط رہتی ہوں۔ بار بار آ کر سونیا کے دماغ میں جھانکتی رہتی ہوں۔ بہر حال میں جارہی ہوں پھر تھوڑی دیر بعد آ ؤں گی۔''

اس نے اعلیٰ بی بی کا لب و لہجہ اختیار کیا پھر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی پارس کے پاس پہنچ گئی۔ ''ہیلو برادر! آپ کیسے ہیں؟''

''میں بالکل ٹھیک ہوں تم کیسے آ گئیں؟''

''جب سے معلوم ہوا ہے کہ الپا کو اغوا کیا گیا ہے اور وہ ہمارے لیے پرائی ہوگئی ہے۔ تب سے میں دو بار ارنا کوف کے اندر آ چکی ہوں تا کہ اس کے بارے میں معلوم کرتی رہوں۔ میں نے سوچا کوئی خاص بات ہوگی تو آپ کو بتاؤں گی۔''

''تم آئی ہو تو اس کا مطلب ہے کوئی خاص بات ہونے والی ہے۔''

''ہاں۔ تھوڑی دیر پہلے وردان اس کے دماغ میں آیا تھا۔ کہہ رہا تھا کہ وہ اس سے ملنا چاہتا ہے لیکن ملنے کے لیے اپنے اس بنگلے میں نہیں آئے گا۔''

پارس نے کہا ''وہ ہم سے بڑی طرح سہا ہوا ہے شاید جگہ بدلنا چاہتا ہے۔ کیا اس نے کوئی جگہ بتائی ہے؟''

''اس نے کہا ہے' ابھی پندرہ یا بیس منٹ کے بعد آ کر ارنا کوف کو ایک جگہ لے جائے گا۔ اس نے اس جگہ کا نام نہیں لیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ارنا کوف کو غائب دماغ بنا کر اس بنگلے سے نکالے گا اور پھر کسی دوسرے خفیہ اڈے میں پہنچائے گا اور اس بات کا خاص خیال رکھے گا کہ کوئی اس کا تعاقب نہ کر رہا ہو۔''

''تمہارا خیال درست ہے وہ ایسا ہی کرے گا۔''

''آپ اپنے اس ہوٹل کے کمرے میں بالکل تیار رہیں۔ میں آدھے گھنٹے کے اندر آپ کو آ کر بتاؤں گی کہ اسے کہاں پہنچایا گیا ہے؟''

وہ پارس کے دماغ سے نکل آئی پھر ارنا کوف کے اندر پہنچ گئی۔ اسے ہوٹل کے منیجر سے رابطہ کرنے پر مائل کیا۔ ارنا کوف نے فون کے ذریعے اس ہوٹل کے منیجر سے رابطہ کیا تو کاؤنٹر کلرک نے پوچھا۔ ''ہیلو آپ کون ہیں؟''

ارنا کوف نے فون رکھ دیا۔ نومی اس کاؤنٹر کلرک کے اندر پہنچ گئی پھر اس کے ذریعے ہوٹل میں آنے جانے والوں کے اندر پہنچ کر کسی کام کے بندے کو تلاش کرنے لگی۔ پہاڑی علاقے کے اس ہوٹل میں باہر سے سیّاح اور دوسرے جرائم پیشہ لوگ بھی آتے جاتے رہتے تھے۔ اسے دو ایسے بندے مل گئے جو چرس کا کاروبار کرتے تھے اور انہوں نے اپنے لباس کے اندر ہتھیار چھپا رکھے تھے۔

نومی نے اپنے دست راست کاشف جمال کو اپنے اندر بلایا پھر کہا ''میں تمہیں ایک شخص کے اندر پہنچا رہی ہوں۔ اس کے دماغ پر قبضہ جمائے رکھو۔ دوسرے کو میں قابو میں رکھوں گی۔ یہ دونوں ہوٹل کے اس کمرے میں جائیں گے جہاں پارس موجود ہے۔ ہم ان کے ذریعے اسے زخمی کریں گے پھر میں اسے اپنے شکنجے میں لے لوں گی۔''

نومی نے پارس کو ٹریپ کرنے کے لیے وہی پہلا والا نسخہ آزمایا تھا جو الپا پر آزما چکی تھی۔ یعنی اس کے دماغ میں بھی اعلیٰ بی بی بن کر گئی تھی۔ اس بار بھی اس نے اعلیٰ بی بی بن کر پارس کو دھوکا دیا تھا۔ اس کے وہ دونوں آلۂ کار سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس کمرے میں پہنچے جہاں پارس موجود تھا۔ انہوں نے دروازے پر دستک دی۔ وہ کھلا ہوا تھا۔ ہاتھ کے دباؤ سے کھلتا چلا گیا۔ انہوں نے جھانک کر دیکھا پھر اندر چلے گئے۔ ان کے اندر جاتے ہی پارس ایک دیوار کی آڑ سے نکل کر تیزی سے چلتا ہوا دروازے کے پاس آیا پھر اس نے باہر سے اسے لاک کر دیا۔ اس کے بعد اطمینان سے سیڑھیاں اترتا ہوا وہاں سے جانے لگا۔

وہ اندر آنے والے اسے تلاش کر رہے تھے۔ وہ کمرے میں نہیں تھا۔ انہوں نے باتھ روم کا دروازہ کھول کر دیکھا۔ پھر پلنگ کے نیچے اور الماری کے پیچھے دیکھنے لگے۔ ان کے اندر بیٹھے ہوئے کاشف جمال نے نومی سے پوچھا۔ ''وہ کہاں چلا گیا؟''

نومی نے فوراً خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ پارس کے اندر پہنچی پھر بولی ''برادر! آپ کہاں ہیں۔ میں نے تو آپ کو کمرے میں رہنے کے لیے کہا تھا؟''

وہ بولا ''میں کمرے میں ہی تھا۔ کسی کام سے باہر نکلا تو دیکھا کہ دو افراد میرے کمرے میں گھس گئے ہیں۔ میں نے فوراً ہی دروازے کو باہر سے لاک کر دیا۔ اب ہوٹل والے ان دونوں سے نمٹ لیں گے۔ تم بتاؤ کیا خبر لائی ہو؟''

''تم کمرے میں چلو ان دونوں کو باہر نکالو میں وہیں بات کروں گی۔''

''تم انہیں کمرے سے باہر کیوں نکالنا چاہتی ہو۔ کیا وہ تمہارے رشتے دار ہیں؟''

وہ بولی ''برادر! اپنی بہن سے کیسی باتیں کر رہے ہو؟''

وہ ہنستے ہوئے بولا ''اچھا تو تم میری بہن ہو۔ وہی بہن جو میری سسٹر الپا کے دماغ میں جا کر کبریا سے کہہ رہی تھی کہ دا اعلیٰ بی بی ہے۔ تم وہی ایک چال دوسری بار چلنے کی حماقت کر بیٹھی ہو۔''

وہ بولی ''اچھا تو تمہارے باپ نے مجھ سے پہلے آ کر بتا دیا ہے کہ میں کوئی چال چلنے والی ہوں۔ کوئی بات نہیں' ایک ناکامی سے کچھ نہیں ہوتا۔ میرے سامنے کامیابی کے اور کئی دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ میں جارہی ہوں۔''

''جسٹ اے منٹ ابھی نہ جاؤ' پہلے میری بات سن لو۔''

''بولو کیا بولنا چاہتے ہو؟''

''تم نے سسٹر الپا کے ذریعے ارنا کوف کے اندر جگہ بنائی ہے اور میں اس کے ذریعے وردان کو ٹریپ کرنا چاہتا تھا لیکن اب یہ ممکن نہیں ہے۔ تم آئندہ بھی میرے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرتی رہو گی۔ لہٰذا اب میں ارنا کوف کے دماغی دروازے تمہارے لیے بند کرنے جارہا ہوں۔''

''یعنی تم اسے ہلاک کرنا چاہتے ہو؟''

''اس کالا جادو جاننے والی چڑیل کو جہنم میں پہنچانا ہی تھا۔ ہم صرف اس لیے ڈھیل دے رہے تھے کہ اس کے ذریعے وردان تک پہنچنا تھا لیکن اب ارنا کوف ہمارے کسی کام کی نہیں رہی ہے۔ اسے دوسرے جادوگروں کی طرح مٹی میں مل جانا چاہیے۔ اگر تم اپنے فائدے کے لیے اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لیے اسے بچا سکتی ہو تو بچا لو۔ اب یہاں سے دفع ہو جاؤ۔''

یہ کہتے ہی اس نے سانس روکی۔ نومی اس کے دماغ سے نکل گئی۔ اس نے فوراً ہی ارنا کوف کے اندر پہنچ کر کہا۔ سوامی وردان کو فوراً بلاؤ۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے وردان کو مخاطب کیا پھر کہا ''نومی کرسٹل میرے اندر ہے تمہیں یاد کر رہی ہے۔''

وردان نے ارنا کوف کے اندر آ کر پوچھا۔ ''ہیلو نومی! مجھے کیسے یاد کیا؟ کوئی خاص بات ہے؟''

''تمہارے لیے بہت اہم اطلاع ہے۔ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ پارس دارجلنگ پہنچا ہوا ہے۔ اسے معلوم ہوا ہے کہ ارنا کوف وہاں ایک بنگلے میں رہتی ہے اور وہ بنگلا تمہارا ہے اور تم کسی دن اس سے ملنے والے ہو۔''

وہ حیرانی سے بولا ''اوہ مائی گاڈ! ان لوگوں کی معلومات کے ذرائع کتنے وسیع ہیں۔ پتا نہیں انہوں نے کیسے معلوم کر لیا کہ دارجلنگ میں میرا بنگلا ہے اور وہاں ارنا کوف موجود ہے۔''

نومی نے کہا ''ان کی معلومات کے ذرائع جو بھی ہوں ارنا کوف کو اس بنگلے سے دوسری جگہ منتقل کر دو۔ ورنہ پارس اسے زندہ نہیں چھوڑے گا۔''

وردان نے کہا ''جب پارس یہاں پہنچ چکا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تنہا نہیں ہوگا۔ اس کے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے اس بنگلے کی نگرانی کر رہے ہوں گے۔ میں ارنا کوف کو یہاں سے منتقل کروں گا تو وہ اس کا پیچھا کرتے رہیں گے۔ دراصل وہ لوگ میری تاک میں ہیں۔ ارنا کوف کے ذریعے مجھ تک پہنچنا چاہتے ہیں۔''

نومی نے کہا ''وہ لوگ تم تک نہیں پہنچ سکیں گے کیونکہ تمہیں ان کی چال بازی معلوم ہو چکی ہے۔ تمہیں ارنا کوف کی فکر کرنی چاہیے۔''

وہ نومی سے بولا ''میں فی الحال تمام مسلح گارڈز کو الرٹ کر رہا ہوں۔ اس کے بعد تم سے رابطہ کروں گا۔''

اس نے دماغی طور پر حاضر ہو کر فون کے ذریعے اس بنگلے کے سیکورٹی آفیسر کو مخاطب کیا پھر کہا ''ایک دشمن بنگلے کے اندر گھس کر میری مہمان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ تم سب کو محتاط رہنا چاہیے۔ بنگلے کے احاطے میں کسی انسان کو تو کیا کسی جانور کو بھی داخل نہ ہونے دو۔ اگر کوئی جبراً گھس آنا چاہے تو اسے فوراً گولی مار دو۔''

میں ارنا کوف کے اندر رہ کر ان کی باتیں سن رہا تھا۔ میں نے پارس کے پاس آ کر کہا۔ ''ابھی تم اس بنگلے کے اندر نہ جاؤ کہیں چھپ کر رہو۔ میں ان کی باتیں سن رہا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد تم سے رابطہ کروں گا۔''

ادھر وردان نے موبائل فون کے ذریعے نومی سے رابطہ کیا۔ نومی نے اپنے فون پر اس کا نمبر دیکھا پھر اس کا بٹن دبا کر کان سے لگاتے ہوئے بولی۔ ''ہیلو! ابھی ہم ارنا کوف کے اندر باتیں کر رہے تھے پھر تم فون کے ذریعے کیوں رابطہ کر رہے ہو؟''

''میں ایسی باتیں کرنا چاہتا ہوں جسے ارنا کوف نہ سن سکے۔''

''ایسی کیا بات ہے؟''

''میں نے اس بنگلے کے اندر اور باہر سیکورٹی گارڈز کو الرٹ کر دیا ہے لیکن اس سے کچھ نہیں ہوگا۔ نیپال کے بنگلے میں بھی میرے کئی سیکورٹی گارڈز تھے' فرہاد ان سب کو ڈاج دے کر اندر پہنچ گیا تھا اور میرے لیے مصیبت بن گیا تھا۔''

نومی نے پوچھا ''کیا تم ارنا کوف کو وہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ منتقل نہیں کر سکتے؟''

''تم دشمنوں کی ٹیلی پیتھی کی طاقت کو اچھی طرح سمجھتی

ہو۔ ان کے ایک نہیں کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ ارنا کوف اس بنگلے سے نکل کر کسی بھی خفیہ پناہ گاہ کی طرف جائے گی تو وہ خیال خوانی کرنے والے اس کے تعاقب میں رہیں گے۔ وہ باہر نکلے گی اور پہچان لی جائے گی تو اسے کہیں سے کوئی بھی گولی مار کر زخمی کرے گا اور اس کے دماغ میں جگہ بنا لے گا۔"

نومی نے کہا "ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔"

"میں نہیں چاہتا کہ ہمارے دشمن ارنا کوف کے دماغ میں جگہ بنائیں اور اس کے خیالات پڑھ کر ہمارے سمجھوتے اور دوستی کے بارے میں بہت کچھ معلوم کر لیں۔"

"پھر تم اسے بنگلے کے اندر ہی رہنے دو۔ باہر نہ نکلنے دو۔ کسی بھی طرح اس کی حفاظت کرتے رہو۔"

"میں آخر وقت تک اس کی حفاظت کرتا رہوں گا لیکن جب دیکھوں گا کہ اسے گولی مار کر زخمی کیا جا رہا ہے تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اس سے پہلے کہ دشمن اس کے اندر پہنچ کر کچھ معلوم کر سکے میں اسے ہلاک کر دوں گا۔"

"ایسے وقت تم جو چاہو گے' وہی کرو گے اور وہی مناسب ہو گا۔ فی الحال اس کی حفاظت کرو۔ وہ ہمارے لیے بہت اہم ہے۔ ہماری ٹیم میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی ہے۔ اسے مرنا نہیں چاہیے۔ میں بھی اس کی حفاظت کرتی رہوں گی۔"

میں نے پارس کے پاس آ کر کہا۔ "نومی اور وردان دونوں ارنا کوف کے اندر رہ کر اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ بنگلے کے اندر اور باہر سخت حفاظتی انتظامات کیے گئے ہیں لہٰذا تم اندر نہ جاؤ۔ جتنی جلدی ہو سکے دار جلنگ سے نکل جاؤ۔ وردان نے اپنے آلۂ کاروں کو تمہاری تلاش میں لگایا ہو گا۔ خواہ مخواہ ان سے الجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

نومی یہ اچھی طرح سمجھ گئی تھی کہ ارنا کوف زندہ نہیں بچے گی۔ اسے معلوم تھا کہ الپا کے علاوہ میں اور میرے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی اس کے دماغ میں آنے جانے لگے ہیں۔ اب اس پر خیال خوانی کے ذریعے حملے کیے جائیں گے۔

وہ یہ بھی جانتی تھی کہ اس نے ارنا کوف کے اندر رہ کر وردان سے دوستی کا جو سمجھوتا کیا ہے وہ مجھ سے چھپا ہوا نہیں ہے اور میں ان کی دوستی اور اتحاد کو مضبوط نہیں ہونے دوں گا۔ وردان نے کہا "نومی! دوستی کی ابتدا ہوتے ہی تم میرے بہت کام آ رہی ہو سب سے پہلے تو تم نے عدنان کے بارے میں بہت اہم معلومات فراہم کی ہیں۔ ہمارے کئی آلۂ کار دہلی ایر پورٹ میں موجود ہیں اور اس ننھے فتنے کا انتظار کر رہے ہیں۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا "میں نے سوچا تھا کہ اب پوری توجہ سے اس بچے کا انتظار کریں گے۔ اس کی نگرانی کریں گے پھر اسے ہمیشہ کے لیے راستے سے ہٹا دیں گے لیکن تم نے ابھی ایک نئے خطرے سے آگاہ کیا ہے۔ میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔ اگر تم نہ ہوتیں تو میں تاریکی میں رہتا۔ کبھی یہ معلوم نہ ہوتا کہ پارس یہاں پہنچا ہوا ہے۔ ارنا کوف اس کی نظروں میں آ گئی ہے اور وہ اس کے ذریعے مجھ پر اچانک ہی جان لیوا حملہ کرنے والا ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے اس کے باپ نے کیا تھا۔"

وہ بولی "میں نے دوستی نبا ہی ہے اسے احسان نہ کہو۔ آئندہ تم بھی اسی طرح میرے کام آؤ گے۔ یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں۔"

وہ بولا "اب ہمارا خیال دو طرف بٹ گیا ہے۔ ہمیں ہر لمحہ عدنان کی طرف بھی توجہ دینی ہے۔ اپنے آلۂ کاروں کے اندر آتے جاتے رہنا ہے اور مجھے پارس سے بھی نمٹنا ہے۔"

"یہاں بھی اپنے آلۂ کاروں سے کہو کہ وہ پارس کو تلاش کریں۔ اسے ٹھکانے لگائیں یا اسے یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیں۔ ہمیں ہر حال میں ارنا کوف کی حفاظت کرنی ہے۔ فرہاد یہی چاہے گا کہ ہمارا اتحاد کمزور ہو جائے اور ہم ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی سے محروم ہو جائیں۔"

"تم درست کہتی ہو۔ میں ابھی دار جلنگ میں اپنے آلہ کاروں سے رابطہ کرتا ہوں۔ وہ پارس کو تلاش کر کے ضرور ٹھکانے لگا دیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں دہلی ایر پورٹ کے آلۂ کاروں کے پاس جا رہی ہوں۔ تھوڑی دیر بعد تم سے رابطہ کروں گی۔"

وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ دہلی ایر پورٹ کے آلۂ کاروں کی طرف نہیں گئی۔ اسے عدنان سے کچھ زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ اس نے سوچا کہ جب وہ بچہ دہلی پہنچے گا تو پھر اسے دیکھے گی اور سمجھے گی کہ وہ کیا چیز ہے؟

وہ خیال خوانی کے ذریعے میرے پاس آئی۔ میں نے کہا "فون کے ذریعے رابطہ کرو۔"

یہ کہتے ہی میں نے سانس روک لی۔ وہ چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد فون کے ذریعے رابطہ کر کے بولی "میں تو تمہارے بازوؤں میں چلی آئی ہوں پھر دماغ میں آنے سے کیوں روکتے ہو؟"

"آئندہ تم نہ بازوؤں میں آ سکو گی نہ دل میں' نہ دماغ میں۔ میری کوشش ہو گی کہ تم اس دنیا میں ہی نہ رہو۔ تمہارے حوصلے حد سے بڑھ چکے ہیں۔ اگر میں محتاط نہ رہتا تو میرے بیٹے پارس کی موت کا سامان کر چکی ہوتیں۔"

"تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔ میری دوستی اور محبت کے انداز کو سمجھو۔ میں نے اب تک تمہارے کسی بھی رشتے دار کو یا ٹیلی پیتھی جاننے والے کو جانی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ زیادہ سے زیادہ زخمی کیا ہے اور اپنا تابعدار بنایا ہے۔ میں پارس کو بھی اپنا تابعدار بنانا چاہتی تھی۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ میں تمہارے کسی بھی بیٹے، بیٹی یا بیوی کو جانی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔"

"جانی نقصان نہ سہی دوسرے پہلوؤں سے نقصان پہنچاتی رہو گی۔ ہمیں ذہنی طور پر الجھاتی رہو گی۔ ہمارے لیے ایک کے بعد ایک مسائل پیدا کرتی رہو گی۔"

"تمہاری یہ تمام شکایتیں ختم ہو جائیں گی۔ بس میری ایک بات مان لو۔ مجھے سونیا کی جگہ دے دو۔ اپنی لائف پارٹنر بنا لو۔"

"تم یہ خواب دیکھتی رہو گی اور شرمندہ ہوتی رہو گی۔ کیونکہ اس خواب کی تعبیر کا دروازہ کبھی نہیں کھلے گا۔ ایک بار تم دھوکے سے میری تنہائی میں آ چکی ہو۔ اس کے بعد یہ حسرت ہی رہ جائے گی۔"

"میں ایک جیتا جاگتا وجود لے کر اس دنیا میں آئی ہوں۔ حسرتوں کا مزار بن کر کبھی نہیں رہوں گی۔ کیا تم سمجھتے ہو میں پارس کے معاملے میں ناکام ہونے کے بعد مایوس ہو جاؤں گی؟"

"نہیں۔ شیطان کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ تم اس کی خالہ ہو۔ ایک طرف سے مایوس ہونے کے بعد کسی دوسری طرف سے نئے ہتھکنڈے آزماؤ گی۔ تمہاری کوشش ہو گی کہ میری زیادہ سے زیادہ کمزوریاں تمہارے ہاتھوں میں آتی رہیں لیکن اب میں تمہیں ایسی کوششوں میں کامیاب نہیں دوں گا۔"

"ایسا دعویٰ کرتے وقت سونیا کو کیوں بھول رہے ہو؟ وہ تمہاری زندگی کی سب سے اہم ہستی ہے۔ کیا تم اس کی طرف سے فکر مند نہیں ہو؟"

"فکر کیسی؟ تم نے تو وعدہ کیا ہے کہ میرے کسی بھی بیٹے کو بیٹی کو یا بیوی کو جانی نقصان نہیں پہنچاؤ گی۔ مجھے یقین ہے' تم نے اسے جہاں بھی قیدی بنا کر رکھا ہے۔ بڑے آرام سے ہی رکھا ہو گا۔"

وہ قہقہہ لگانے لگی۔ میں نے پوچھا "اس قہقہے کا مطلب کیا سمجھوں؟ کیا تم اپنی زبان سے پھرنے والی ہو؟ کیا اسے جانی نقصان پہنچانے والی ہو؟"

"میں زبان سے پھرنے والی نہیں ہوں۔ سونیا کو کبھی جانی نقصان نہیں پہنچاؤں گی۔ وہ سلامت رہے گی مگر میں اور بہت کچھ کر سکتی ہوں۔"

"یعنی تم اب کسی اور حوالے سے دھمکی دو گی؟"

"تم میری بات مان لو گے تو نہ کوئی دھمکی ہو گی اور نہ کوئی دھماکا ہو گا۔ ہم بہت ہی دوستانہ انداز میں ایک کامیاب زندگی گزارتے رہیں گے۔"

"میں اپنی سونیا کے ساتھ بہتر اور کامیاب زندگی گزارتا رہا ہوں۔ مجھے تمہاری طرف سے بہتری کی کوئی خواہش نہیں ہے۔"

"میں محبت اور دوستی کی زبان بول رہی ہوں اور تم مغرور ہو کر ایسے بول رہے ہو جیسے میرے محتاج نہیں ہو۔"

"میں صرف اللہ تعالیٰ کا محتاج ہوں۔"

"تو پھر اپنے اللہ تعالیٰ سے کہو کہ وہ سونیا کو ایک نئی مصیبت سے بچا لے۔"

"کیا تم اسے کسی پریشانی میں مبتلا کرنا چاہتی ہو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "پریشانی تو چھوٹی سی بات ہے۔ میں اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنے والی ہوں کہ تم سنو گے تو غصے سے تلملاتے رہ جاؤ گے لیکن میرا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔"

میں نے ناگواری سے پوچھا "تم کیا کرنا چاہتی ہو؟"

وہ ایک ادائے کے ساتھ بولی "ہائے! وہ بے چاری بھی تو عورت ہے۔ اس کے دل میں جذبات ہیں۔ تم سے بچھڑی ہوئی ہے۔ اسے بھی ایک فرہاد کی ضرورت ہے اور جس طرح میں دھوکے سے ہی سہی تمہاری تنہائی میں آ کر تمہاری سونیا بن چکی ہوں۔ اسی طرح میرے پاس ایک فرہاد ہے وہ بھی تمہاری سونیا کی تنہائی میں آ کر اس کا فرہاد بننے والا ہے۔"

میں نے غصے سے تقریباً چیختے ہوئے کہا۔ "بکواس مت کرو۔ میری سونیا کی تنہائی میں آج تک نہ میرے سوا کوئی آیا ہے اور نہ آئے گا۔"

"ہاں۔ اب تک نہیں آیا تھا لیکن اب وہ میری مٹھی میں ہے۔ وہ بے اختیار وہی کرتی ہے جو میں حکم دیتی ہوں۔"

میں نے بڑے یقین سے کہا "وہ تمہارے ایسے حکم کی تعمیل کبھی نہیں کرے گی۔"

"اگر نہیں کرے گی تو میں اسے غائب دماغ بنا کر ڈمی فرہاد کی تنہائی میں بھیج دوں گی۔"

میں اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ بے چینی سے اور غصے سے ٹہلنے

لگا۔ فون میرے کان سے لگا ہوا تھا۔ اس وقت میں کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ یہ حقیقت میرے دماغ میں ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھی کہ سونیا بے بس ہے۔ اپنے آپ کو پہچان نہیں رہی ہے۔ اس کے زیر اثر ہے اور وہ ایک معمولہ اور تابعدار کی حیثیت سے وہی کرے گی۔ جو نومی اپنے شیطانی ارادے کے مطابق اس سے کرواتی رہے گی۔

سونیا کی زندگی میں اس پر طرح طرح کے حملے ہوئے تھے اور اس نے ہر حملے کا منہ توڑ جواب دیا تھا لیکن ایسا پہلی بار ہو رہا تھا۔ پہلی بار اس کی عزت پر حملہ کیا جانے والا تھا اور وہ اپنے بچاؤ کے لیے جوابی کارروائی کرنے کے قابل نہیں رہی تھی۔

میں تھوڑی دیر تک غصے اور بے چینی میں مبتلا رہا پھر رفتہ رفتہ خود کو سمجھانے لگا کہ ایسے وقت صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے اور غصہ کرنے کے بجائے ٹھنڈے دماغ سے سوچنا چاہیے تب ہی کوئی حل سجھائی دے گا۔

میں پھر اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا۔ فون میرے کان سے لگا ہوا تھا۔ وہ بولی۔ ''بہت دیر سے خاموش ہو۔ میں اچھی طرح سمجھ رہی ہوں۔ تم اپنے موجودہ حالات کا تجزیہ کر رہے ہو اور اپنی سونیا کی بہتری اور سلامتی کے لیے کوئی فیصلہ کرنے والے ہو۔''

میں غصے کو کچلنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ میں نے بڑے ہی صبر و تحمل سے کہا ''میں تمہاری مرضی کے مطابق کوئی فیصلہ کرنے کو تیار ہوں۔ تم جو کہو گی' میں وہ کروں گا۔ صرف ایک شرط پر اور وہ یہ کہ سونیا میرے پاس واپس آ جائے۔''

''فی الحال اس کی واپسی کی بات نہ کرو' بولو اس کی عزت بچانے کے سلسلے میں تم کیا کر سکتے ہو؟''

''میں اپنی جان دے سکتا ہوں۔''

''تو پھر اپنی جان' اپنا پورا وجود میرے حوالے کر دو۔ مجھے اپنے دماغ پر حکومت کرنے دو اور یہ سمجھ لو کہ تم سونیا کی خاطر مر چکے ہو۔ صرف میری خاطر زندہ رہو گے۔''

''مجھے سوچنے اور آخری فیصلہ کرنے کی مہلت دو۔''

''میں کل رات بارہ بجے تک تمہارا آخری فیصلہ سننے کی منتظر رہوں گی۔''

''یہ بتاؤ کہ اگر میں خود کو تمہارے حوالے کر دوں تو کیا تم سونیا کو اپنی قید سے رہا کر دو گی، اسے بابا صاحب کے ادارے میں جانے دو گی؟''

''بے شک۔ جب تمہارا دل اور دماغ میری مٹھی میں آ جائے گا۔ تم میرے تابعدار بن کر رہو گے تو پھر مجھے سونیا کی کوئی ضرورت نہیں ہو گی۔ کسی کی ضرورت نہیں ہو گی۔ میں تو بس تمہیں اور صرف تمہیں اپنانا چاہتی ہوں۔''

''ٹھیک ہے۔ کل رات بارہ بجے تک سونیا کو کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ جب مجھے یقین ہو جائے گا کہ اس کی عزت پر ایک ذرا بھی آنچ نہیں آئی ہے تو پھر میں خود کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔ تمہاری دی ہوئی مہلت کے مطابق اب سے تیس گھنٹے بعد تم سے رابطہ کروں گا۔''

میں نے فون بند کر دیا۔ یہ خدا زندگی میں پہلی بار ایسی زبردست چالباز عورت سے پالا پڑا تھا۔ میں جیب سے رومال نکال کر چہرے سے اور گردن سے پسینہ پونچھنے لگا۔

☆☆☆

پارس دارجلنگ سے چلا آیا وہ ایک فلائٹ کے ذریعے کولکتا پہنچ گیا تھا اور اب وہاں سے اس خفیہ مقام کی طرف جانے والا تھا جہاں جمیلہ اور نبیلہ کو چھپا کر رکھا گیا تھا۔ وہاں اعلیٰ بی بی، کبریا اور دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ان بہنوں کی اور ان کے والد عبدالرحمٰن کی نگرانی کرتے رہتے تھے۔ انہوں نے ایک ڈاکٹر کے دماغ پر بھی قبضہ جما رکھا تھا۔ وہ دن رات ان بہنوں کو اٹینڈ کرتا رہتا تھا اور ان کے زخموں کا علاج کرتا رہتا تھا۔

وہ دونوں اس مکان کے اندر چلنے پھرنے لگی تھیں۔ باہر برآمدے میں بھی دور تک نظارہ کرنے لگی تھیں۔ وہ کوئی پہاڑی مقام تھا۔ وہاں سے کچھ مکانات اونچے نیچے پہاڑوں پر دکھائی دیتے تھے۔ ان کے قریب کوئی مکان نہیں تھا۔

مکان کے باہر وہ گاڑی موجود تھی جس میں ان بہنوں کو لایا گیا تھا۔ وہ گاڑی عبدالرحمٰن کے لیے چھوڑی گئی تھی۔ وہ وہاں سے دور ایک چھوٹے سے ٹاؤن کی طرف جاتا تھا اور ضرورت کا سامان خرید کر لے آتا تھا۔ پارس نے انہیں فون پر مخاطب کیا۔ جمیلہ نے پوچھا ''آپ کہاں ہیں؟ خیریت سے تو ہیں؟''

''میں تو خیریت سے ہوں۔ پہلے اپنی خیریت بتاؤ۔ جہاں ہو۔ وہاں خوش ہو؟ مطمئن ہو؟''

''ہم بہت خوش ہیں' بہت مطمئن ہیں۔ یہاں کسی کا خوف نہیں ہے۔ آپ نے ہماری حفاظت کے لیے ایسے انتظامات کیے ہیں کہ اب وہ دان کے فرشتے بھی شاید ہم تک نہ پہنچ سکیں۔''

نبیلہ نے اس سے فون لے کر کہا ''اور تو ہمیں ہر طرح کی خوشیاں مل رہی ہیں۔ اطمینان حاصل ہو رہا ہے بس ایک ہی کمی ہے۔''

''مجھے بتاؤ کون سی کمی رہ گئی ہے؟ میں پوری کروں گا۔''

''یہاں آپ نہیں ہیں اور آپ نہیں ہیں تو ہماری ساری خوشیاں بجھی بجھی سی ہیں اور سارے نظارے پھیکے پھیکے سے لگتے ہیں۔''

جمیلہ نے اس سے فون لے کر کہا ''نبیلہ کی طرح میں بھی آپ کی کمی محسوس کر رہی ہوں۔ کیا آپ ہماری کمی محسوس نہیں کرتے ہیں؟''

عبدالرحمٰن کمرے میں تھا۔ کھڑکی کے پاس آ کر ان کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ دونوں برآمدے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک دوسرے سے فون لے کر اپنے اپنے دل کی باتیں کرتی جا رہی تھیں۔

عبدالرحمٰن ان کی باتیں سن رہا تھا اور پریشان ہو کر سوچ رہا تھا کہ دونوں ہی پارس کو دل و جان سے چاہتی ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے انہیں خود سمجھنا چاہیے کہ ان میں سے کوئی ایک اس سے منسوب ہو سکتی ہے دوسری نہیں ہو سکتی۔

ادھر پارس کہہ رہا تھا ''میں تم دونوں کی کمی محسوس کرتا ہوں اس لیے کل کسی وقت پہنچنے والا ہوں۔''

جمیلہ نے خوش ہو کر نبیلہ سے کہا ''وہ آ رہے ہیں۔ کل کسی وقت یہاں پہنچنے والے ہیں۔''

جمیلہ نے خوش ہو کر اس سے موبائل فون چھین لیا پھر اسے کان سے لگاتے ہوئے کہا ''کیا یہ سچ ہے؟ آپ کل آ رہے ہیں؟''

''ہاں۔ کل شام سے پہلے تم دونوں کے سامنے موجود رہوں گا۔''

''ہائے اللہ! آج تو خوشی کے مارے نہ بھوک لگے گی نہ نیند آئے گی۔''

جمیلہ نے اس سے فون لے کر کہا ''میں بھی آج رت جگا مناؤں گی۔ آپ وعدہ کریں اب سے لے کر کل تک ہر ایک گھنٹے بعد فون کریں گے۔''

''ہر ایک گھنٹے بعد فون کا وعدہ نہیں کر سکتا لیکن فون ضرور کرتا رہوں گا۔ ویسے وعدہ کرو کہ پیٹ بھر کر کھاتی رہو گی اور آج رات ضرور نیند پوری کرو گی۔''

''نیند آئے گی تو سو سکوں گی۔ بھوک لگے گی تو کھا سکوں گی۔''

''میں کچھ نہیں جانتا۔ تم دونوں کو خوب کھانا چاہیے اور خوب جی بھر کر سونا چاہیے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو میں نہیں آؤں گا۔''

''پلیز۔ آپ نہ آنے کی بات نہ کریں۔''

نبیلہ نے فون چھین کر کان سے لگاتے ہوئے پوچھا۔ ''آپ کیا کہہ رہے ہیں کیا نہیں آئیں گے؟''

''میں نے یہ شرط عائد کی ہے کہ تم دونوں کو اچھی طرح کھانا ہو گا اور سونا ہو گا تبھی میں آؤں گا۔''

نبیلہ نے کہا ''میں وعدہ کرتی ہوں۔ خود بھی کھاؤں گی اور جمیلہ کو بھی کھلاؤں گی۔ خود بھی بھرپور نیند لوں گی اور جمیلہ کو بھی سلاؤں گی۔''

جمیلہ نے اس سے فون لے کر کہا ''یہ تو آپ جانتے ہی ہیں۔ کہ جو نبیلہ کرتی ہے وہی میں کرتی ہوں اور جو میں کرتی ہوں وہ نبیلہ کرتی ہے۔ اسے بھوک لگے گی تو مجھے بھی کھانا ہو گا۔ وہ سوئے گی تو مجھے بھی نیند آ جائے گی۔''

پارس نے ہنستے ہوئے کہا ''تم دونوں واقعی عجوبہ ہو۔ تم سے باتیں کر کے بہت خوشی ہوتی ہے۔''

''صرف باتیں کر کے خوشی ہوتی ہے۔ کیا ملنے کو جی نہیں چاہتا؟''

''جی چاہتا ہے تبھی تو میں آ رہا ہوں۔''

''بس چلے آئیں۔ آپ کے بغیر زندگی ویران ویران سی لگتی ہے۔''

نبیلہ نے فون پر جھک کر کہا۔ ''اور مجھے تو زندگی، زندگی ہی نہیں لگتی۔''

پارس نے ہنستے ہوئے کہا ''اسی لیے میں زندگی کو زندگی کی طرح گزارنے آ رہا ہوں۔ اب فون بند کرتا ہوں۔ ایک آدھ گھنٹے بعد رابطہ کروں گا۔''

رابطہ ختم ہو گیا۔ جمیلہ فون کو بند کر کے نبیلہ کے گلے لگ گئی پھر بولی ''دیکھو میرا دل کس بری طرح دھڑک رہا ہے؟''

نبیلہ نے کہا ''تم بھی محسوس کرو' ذرا سنو میرا دل بھی اسی طرح دھڑک رہا ہے۔''

جمیلہ نے سرگوشی میں کہا۔ ''ہائے! وہ ہم دونوں کا مطلوب ہے۔ محبوب ہے۔ ہم دونوں کے دلوں میں اور دماغوں میں نقش ہو چکا ہے۔ ہمارا کیا بنے گا نبیلہ؟''

پھر وہ چونک کر ایک دوسرے سے الگ ہو گئیں۔ عبدالرحمٰن کمرے سے باہر آ رہا تھا۔ نبیلہ نے خوش ہو کر کہا۔ ''ابو! پارس یہاں آ رہے ہیں۔ ابھی انہوں نے فون پر کہا ہے کہ وہ کل تک ہمارے پاس پہنچ جائیں گے۔''

عبدالرحمٰن نے ایک کرسی اپنی طرف کھینچ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ ''پارس نے ہمیں اس شیطان سے بچایا ہے۔ ہم یہاں کتنے آرام سے اور سکون سے ہیں۔ پوری طرح محفوظ ہیں۔ ہم اس کا احسان کبھی بھول نہیں سکیں گے۔ یہ میرے لیے

بڑے فخر کی اور بڑے اطمینان کی بات ہے کہ وہ میرا داماد بننا چاہتا ہے۔"

دونوں بہنیں ذرا شرما کر، ذرا مسکرا کر ایک دوسرے کو چور نظروں سے دیکھنے لگیں۔ باپ نے بھی چور نظروں سے انہیں دیکھا پھر کہا "خدا کا شکر ہے کہ آپریشن کے بعد تم دونوں الگ ہوگئی ہو۔ اب جڑواں نہیں رہی ہو۔ آیندہ تم میں سے کسی ایک کا ہی اس کے ساتھ نکاح پڑھایا جائے گا۔"

دونوں نے پریشان ہوکر اپنے باپ کو دیکھا پھر نبیلہ نے کہا۔ "ابو! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

جمیلہ نے کہا۔ "پارس ہم دونوں سے نکاح پڑھانے کے لیے برات لے کر آئے تھے۔ وردان کی دشمنی کے باعث ہم پارس کی شریکِ حیات نہ بن سکیں لیکن اب تو بن سکتی ہیں۔"

عبدالرحمٰن نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ "بیٹی! تم دونوں سمجھدار ہو پہلے بات اور تھی۔ اب حالات مختلف ہیں۔ پہلے تم جڑواں تھیں۔ مجبوری تھی کہ دونوں کو کسی ایک سے ہی منسوب ہونا ہے اور کسی ایک کی ہی شریک حیات بن کر رہنا ہے لیکن اب ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے۔"

جمیلہ نے کہا "جسم الگ ہو جانے سے کیا ہوتا ہے۔ ہمارا دل ایک ہے، دماغ ایک ہے، مزاج ایک ہے، سوچ، احساسات اور جذبات سبھی ایک ہیں۔ ہم اب بھی ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں۔"

"تمہارے خیالات اور تمہارے مزاج ایک ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جڑی ہوئی ہو۔ دنیا والے تمہیں الگ الگ دیکھ رہے ہیں۔ ایسا کسی مذہب میں، کسی ملک میں نہیں ہوتا کہ دو سگی بہنوں کا نکاح کسی ایک شخص سے پڑھایا جائے۔"

"دنیا والے ہمارے جسموں کو علیحدہ دیکھ کر یہ سمجھیں گے کہ ہم الگ ہو چکی ہیں۔ تو یہ سراسر ان کی غلطی ہوگی۔ ہم ذہنی طور پر اب بھی جڑی ہوئی ہیں اور مرتے دم تک جڑی رہیں گی۔ ہمارا شوہر، ہمارا مجازی خدا ایک ہوگا اور وہ ایک ہستی پارس صاحب کی ہے۔"

"ایسی باتیں نہ کرو، لوگ تم دونوں کو بے حیا اور بے شرم کہیں گے۔ تم دونوں مسلمان ہو۔ کیا دین اسلام کے احکامات کے خلاف شادی کرنا چاہو گی؟"

"الحمد اللہ کہ ہم مسلمان ہیں لیکن خدا جانتا ہے کہ ہم جسمانی طور پر علیحدہ ہونے کے باوجود ذہنی طور پر علیحدہ نہیں ہوسکیں اور نہ ہی کبھی ہوسکتی ہیں۔"

"آپ مجھے سوئی چبھو کر دیکھیں۔ ادھر جمیلہ کے حلق سے چیخ نکلے گی۔ تکلیف مجھے ہوگی تو اسے بھی ہوگی۔"

جمیلہ نے کہا "اگر ایک کو نیند آتی ہے تو دوسری کو بھی آتی ہے۔ اگر ایک بے چینی میں مبتلا ہو اور رات کو سو نہ سکے تو دوسری بھی ساری رات جاگتی رہتی ہے۔ اب آپ ہی انصاف کریں کہ ہم کس طرح ایک دوسرے سے الگ ہیں؟"

"اگر یہ بات آپ کی اور دنیا والوں کے سمجھ میں نہ آئے تو آپ پہلے جمیلہ سے پارس صاحب کا نکاح پڑھا کر دیکھیں۔ جب اس سے نکاح قبول کرنے کو کہا جائے گا تو یہ تنہا قبول نہیں کہے گی۔ ہم دونوں ایک ساتھ قبول کہیں گے۔"

جمیلہ نے کہا "اگر صرف مجھے دلہن بنا کر پارس صاحب کے ساتھ رخصت کیا جائے گا تو میں نبیلہ کے بغیر نہیں جاؤں گی۔"

"ہم دونوں ایک ساتھ پیدا ہوئے تھے۔ ایک ساتھ زندگی گزاریں گے اور ایک ساتھ موت کو گلے لگائیں گے۔"

عبدالرحمٰن اٹھ کر کھڑا ہوگیا پھر ناگواری سے بولا "تم دونوں ایک ساتھ پیدا ضرور ہوئی ہو لیکن جسمانی طور پر علیحدہ ہونے کے باوجود ایک ساتھ زندگی نہیں گزار سکو گی۔ دونوں کے الگ الگ شوہر ہوں گے۔ تہذیب کی ابتدا سے لے کر آج تک جو ہوتا آیا ہے۔ وہی ہوگا۔ تم دونوں ایک ساتھ پارس کا خواب دیکھنا چھوڑ دو۔ یہ سراسر بے شرمی ہے۔ میں تم دونوں کو پارس میں دلچسپی لیتا دیکھتا ہوں تو میرا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا دروازے کے پاس گیا پھر وہاں رک کر بولا "میں پارس سے بھی یہی کہوں گا کہ وہ تم میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے اور وہ سمجھ دار ہے ایسا ضرور کرے گا۔ وہ مسلمان ہے۔ دینی احکامات کے خلاف دو سگی بہنوں سے بہ یک وقت نکاح نہیں پڑھوائے گا۔ وہ کل آرہا ہے۔ تم دیکھ لینا وہ وہی کرے گا جو آنکھیں کہتی ہیں۔ جو تہذیب کہتی ہے اور جو ہمارا دین کہتا ہے۔"

یہ کہہ کہ وہ ان کی طرف سے پلٹ گیا پھر دروازہ کھول کر کمرے میں چلا گیا۔ ان کی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ وہ دونوں پریشان ہوکر ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگیں۔

ان کے ذہنوں میں ایک ہی سوال تھا "کیا پارس کسی ایک کو قبول کرے گا اور دوسری کو ٹھکرا دے گا؟ اگر ایسا ہے تو کسے قبول کرے گا اور کسے ٹھکرائے گا؟ جس طرح وہ دونوں ٹوٹ کر اس سے محبت کرتی ہیں۔ کیا اسی طرح وہ جواباً ان سے محبت نہیں کرے گا؟ ان سے شادی نہیں کرے گا؟"

نبیلہ نے دل برداشتہ ہوکر کہا۔ "ابو کی یہ بات دل کو لگ رہی ہے کہ پارس دینی احکامات کے مطابق عمل کریں گے۔ ہم دونوں سے بہ یک وقت نکاح نہیں پڑھوائیں گے اور نہ ہی بہ یک وقت ہمیں اپنی شریک حیات بنا کر رکھیں گے۔"

"اگر ان کا فیصلہ بھی یہی ہوا تو وہ دو میں سے کسی ایک کا انتخاب کریں گے۔"

دونوں نے پھر ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ "وہ ہم میں سے کس کا انتخاب کریں گے؟"

یہ سوال اہم تھا کہ جو منتخب ہوگی سو ہوگی لیکن جو منتخب نہیں ہوگی اس کا کیا بنے گا؟ کیا وہ پارس کے بغیر اور اپنی دوسری بہن کے بغیر علیحدہ رہ سکے گی؟ جبکہ جسمانی طور پر علیحدہ ہونے کے باوجود وہ ذہنی طور پر ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھیں۔ ایک ہی بیڈ پر سوتی تھیں۔ ایک ساتھ چلتی پھرتی تھیں۔ ایک ہی جگہ اٹھتی بیٹھتی تھیں اور ایک ساتھ کھاتی پیتی تھیں۔ حتیٰ کہ واش روم میں بھی ایک ساتھ جاتی تھیں پھر وہ ایک دوسرے سے دور کیسے رہ سکتی تھیں؟

پارس سے شادی خانہ آبادی کے سلسلے میں بڑے مسائل پیدا ہونے والے تھے۔

☆☆☆

میں رفتہ رفتہ شانت ہوگیا۔ مجھے صبر آگیا۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آگئی کہ میں سونیا کے سلسلے میں پریشان ہوتا رہوں گا اور نومی کی چالبازیوں پر جھنجلاتا رہوں گا تو مسئلہ کبھی حل نہیں ہوگا۔

پھر آمنہ کی یہ بات سہارا دے رہی تھی کہ وہ ہر نماز کے بعد سونیا کے لیے دعائیں مانگتی رہتی ہے اور اللہ نے چاہا تو وہ عزت و آبرو سے واپس آئے گی۔

فی الوقت میرے سامنے دو اہم باتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ کسی طرح سونیا تک پہنچنے کا راستہ نکالا جائے اور دوسری بات یہ کہ نومی کی کمزوریاں تلاش کی جائیں اور اسے رفتہ رفتہ کمزور بنایا جائے۔

فی الحال اس کی ایک کمزوری میرے سامنے آئی تھی اور وہ یہ کہ وہ وردان اور ارناکوف سے اتحاد قائم کر رہی تھی۔ ان کی دوستی اور اتحاد کے نتیجے میں وہ ٹیلی پیتھی کے حوالے سے مضبوط ہونے والے تھے۔

پہلے نومی کے پاس ایک ہی ٹیلی پیتھی جاننے والا کاشف جمال تھا۔ اب وردان اور ارناکوف کا اضافہ ہو رہا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج تیار کر رہی تھی اور میں اس فوج کی تعداد کم کرسکتا تھا۔

جب پہلی بار الپا نے ارناکوف کے اندر جگہ بنائی تھی تو اس نے مجھے بھی اس کے اندر پہنچایا تھا۔ تب سے میں کئی بار اس کے اندر جا کر اس کے خیالات پڑھ چکا تھا۔ مجھے اور پارس کو وردان کا انتظار تھا۔ وہ جب بھی ارناکوف سے ملنے کے لیے اس بنگلے میں آتا تو ہم اسے دبوچ لیتے۔ اس بار اسے بچ کر جانے کا موقع نہ دیتے۔

لیکن وہ بہت محتاط ہو گیا تھا۔ فی الحال ارناکوف کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے وہاں نہیں آرہا تھا۔ نومی یہ بات جانتی تھی کہ ہم بھی ارناکوف کے اندر جگہ بنا چکے ہیں اور اس کے ذریعے وردان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس نے ایک فیصلہ کیا کہ میری لاعلمی میں ارناکوف پر پہلی بار تنویمی عمل کرے اور اس کے دماغ میں جو موجودہ مخصوص لب ولہجہ ہے اسے مٹا دے اور نیا لب ولہجہ اس کے ذہن میں نقش کر دے تاکہ میں اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ارناکوف کے اندر کبھی نہ آسکیں۔

میں نے فیصلہ کرلیا کہ ارناکوف کو اب خاک میں ملا دینا چاہیے۔ کالا جادو جاننے والوں میں وہی ایک دشمن عورت رہ گئی تھی پھر یہ کہ اس کے نابود ہو جانے سے نومی کی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کم ہو جاتی یوں اس کی طاقت بھی کچھ کم ہو جاتی۔

میں ارناکوف کے اندر پہنچ گیا اور خدا کا شکر ہے کہ بالکل صحیح وقت پر وہاں پہنچا۔ نومی اس وقت ارناکوف کو گہری نیند سلانے کے بعد اس پر تنویمی عمل کر رہی تھی۔ اس سے کہہ رہی تھی "تمہارا وردان اس عدنان کے سلسلے میں اپنے آلۂ کاروں کے پاس مصروف ہے اس لیے میں مختصر سا تنویمی عمل کر رہی ہوں۔ تمہیں حکم دیتی ہوں کہ جو لب ولہجہ تمہارے ذہن میں نقش کیا گیا تھا اسے اب بھول جاؤ۔ میں نیا لب ولہجہ سنا رہی ہوں۔ اسے سنو اور اپنے ذہن میں نقش کرلو۔"

وہ ایک نیا لب ولہجہ اسے سنانے لگی۔ اس کے ذہن میں نقش کرنے لگی پھر بولی "میں حکم دیتی ہوں۔ تم اس تنویمی عمل کا ذکر وردان سے نہیں کرو گی۔ آدھے گھنٹے تک سوتی رہو گی۔ نیند سے بیدار ہونے کے بعد اس تنویمی عمل کو بھول جاؤ گی۔ میں حکم دیتی ہوں اب سو جاؤ۔"

وہ دوسرے ہی لمحے میں تنویمی نیند پوری کرنے کے لیے سو گئی۔ اس کے اندر خاموشی چھا گئی۔ اب نومی کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی لیکن میں جانتا تھا کہ وہ ضرور موجود ہوگی اور یہ جاننا چاہے گی کہ میں یا وردان اس کے دماغ میں پہنچ رہے ہیں یا نہیں؟ اگر ہم سے اس کے اندر کوئی پہنچتا تو اس

وقت معلوم ہو جاتا کہ وہ تنویمی نیند سو رہی ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ نومی نے اس پر یہ عمل کیا ہوا ہے۔

ایسے وقت وردان سے دوستی دشمنی میں یا بداعتمادی میں بدل سکتی تھی۔

میں فوراً ہی خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر وردان کے اندر پہنچا پھر اس سے پہلے کہ وہ سانس روکتا میں نے کہا۔ ''ارنا کوف۔''

اس نے سانس روک لی۔ سوچنے لگا ''کون اس کے اندر آیا تھا؟ اور اس نے ارنا کوف کا نام کیوں لیا تھا؟''

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے ارنا کوف کے اندر پہنچ کر اسے مخاطب کیا۔ اس کی تنویمی نیند بچی تھی۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی جب تک تنویمی نیند مکمل نہیں ہوتی۔ اس وقت تک تنویمی عمل میں پختگی نہیں آتی۔ نیند ٹوٹ جائے تو تنویمی عمل ضائع ہو جاتا ہے۔

وردان نے پوچھا ''تم بے وقت سو رہی تھیں۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ عدنان کے سلسلے میں جو آلۂ کار دہلی ایرپورٹ میں ہیں ان کے دماغوں میں جاتی رہو۔''

''میں تمہارے حکم کی تعمیل کر رہی تھی پھر پتا نہیں اچانک کیسے نیند آ گئی؟''

پھر وہ چونک کر بولی ''اوہ گاڈ! مجھے یاد آ رہا ہے میں نے نیند کے دوران میں نومی کی آواز سنی تھی۔ وہ مجھ پر تنویمی عمل کر رہی تھی۔ میرے ذہن میں ایک نیا لب و لہجہ نقش کرنے کے بعد حکم دے رہی تھی کہ میں اس تنویمی عمل کا ذکر تم سے نہ کروں۔''

نومی اس کے دماغ میں چھپی ہوئی تھی۔ یہی دیکھنا چاہتی تھی کہ راز فاش ہوتا ہے یا نہیں؟ اور جب راز فاش ہونے لگا تو وہ سوچنے لگی کون وردان کے دماغ میں گیا تھا؟ کس نے اسے ارنا کوف کے پاس پہنچنے کے لیے کہا تھا؟

اس کے ذہن میں بات آئی۔ ''فرہاد کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ وہ ارنا کوف کے اندر پہنچ سکتا ہے۔ اس نے وہاں پہنچ کر مجھے تنویمی عمل کرتے دیکھا ہوگا اور یہ بات وردان تک پہنچا دی ہوگی۔''

ایسے ہی وقت فون کا بزر سنائی دیا۔ نومی نے اس پر نمبر پڑھے تو پتا چلا وردان کال کر رہا ہے۔ وہ سمجھ گئی کہ اس کے تنویمی عمل کے سلسلے میں باز پرس ہوگی۔

اس نے فون کو کان سے لگایا پھر کہا۔ ''ہیلو وردان! میں بول رہی ہوں۔''

اس نے کہا ''ارنا کوف کے پاس آ جاؤ۔ کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔''

اس نے فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ وہ ارنا کوف کے اندر آئی پھر انجان بن کر بولی۔ ''کیا بات ہے وردان؟''

اس نے پوچھا ''تم ابھی ارنا کوف پر تنویمی عمل کر رہی تھیں؟''

وہ حیرانی سے بولی ''میں۔ میں ارنا کوف پر تنویمی عمل کیوں کروں گی؟ میں تو ابھی اس آلۂ کار کے دماغ میں تھی جو دہلی ایرپورٹ کی وزیٹرز لابی میں کھڑا ہوا تھا اور فلائٹ انفارمیشن چارٹ پڑھ رہا تھا۔ اس کے ذریعے میں معلوم کر رہی تھی کہ پیرس سے جو جہاز روانہ ہوا ہے وہ یہاں کب تک پہنچنے والا ہے؟''

ارنا کوف نے کہا ''لیکن نومی! میں نے تمہاری آواز اپنے اندر سنی ہے۔ تم مجھ پر تنویمی عمل کر رہی تھیں۔''

''ارنا کوف! یہ کیا کہہ رہی ہو۔ تمہاری اجازت کے بغیر نہ میں تمہارے اندر آ سکتی ہوں۔ نہ تنویمی عمل کر سکتی ہوں۔''

''اگر تم نہیں آئی تھیں تو پھر کون آئی تھی؟ میں عدنان کے سلسلے میں آلۂ کار کے اندر پہنچنا چاہتی تھی۔ ایسے ہی وقت مجھے نیند محسوس ہوئی پھر میں بستر پر لیٹ گئی۔ اس کے بعد مجھے ہوش نہیں رہا کہ میں کہاں ہوں؟ لیکن گہری نیند میں، میں نے تمہیں تصور میں دیکھا تھا اور تمہاری آواز سنی تھی۔ تم مجھ پر تنویمی عمل کر رہی تھیں اور یہ حکم دے رہی تھیں کہ اس عمل کا ذکر میں وردان سے نہ کروں۔''

نومی نے کہا ''پھر تو یہ دشمنوں کی کوئی چال ہے۔ یا تو الپا کو تمہارے اندر آنے کا راستہ مل گیا ہے یا پھر فرہاد کی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی یہاں آ کر عمل کر رہی ہو گی اس نے اپنے آپ کو نومی کہا ہوگا اور میرا ہی لب و لہجہ اختیار کیا ہوگا۔''

وردان نے پوچھا ''ارنا کوف! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تمہاری اجازت کے بغیر کوئی تمہارے اندر کیسے آیا؟ میں نے تو تمہارے دماغ کو لاک کر رکھا ہے۔ الپا ہو، فرہاد کی کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہو یا نومی ہو' تم کسی بھی آنے والی کو سانس روک کر بھگا سکتی تھیں پھر تم نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیوں نہیں کیا؟''

وہ بولی ''تمہارے اس سوال کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ میں خود حیران ہوں، پریشان ہوں کہ میں نے کسی آنے والی کی سوچ کی لہروں کو محسوس کیوں نہیں کیا اور جب میں نے آواز سنی تو وہ نومی کی آواز تھی۔''

ارنا کوف میری مرضی کے مطابق بولی ''میں یقین سے کہتی ہوں کہ نہ کوئی فرہاد کی ٹیلی پیتھی جاننے والی تھی اور نہ ہی الپا تھی۔ میں نومی کے لب و لہجے کے ایک ایک اتار چڑھاؤ کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔''

نومی نے پوچھا ''کیا تمہارے دماغ میں کوئی دشمن گھسا ہوا ہے؟ تم اس کی مرضی کے مطابق مجھے الزام دیے جا رہی ہو۔''

وہ میری مرضی کے مطابق بولی ''میں الزام نہیں دے رہی ہوں۔ سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے۔ الپا تل ابیب میں اپنے نئے معاملات میں مصروف ہے۔ وہ یہاں کیوں آئے گی اور کیسے آئے گی؟ اسے کیسے میرے اندر جگہ ملے گی؟ پھر یہ کہ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں میں صرف ایک لڑکی اعلیٰ بی بی ہے۔ اگر وہ میرے دماغ میں آتی تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ اس نے اور اس کے باپ نے میرے اندر راستہ بنا لیا ہے اور جب بنا لیا ہے تو پھر انہوں نے مجھے جان سے کیوں نہیں مارا؟ جب کہ وہ تمام کالا جادو جاننے والوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔''

وردان نے قائل ہو کر کہا ''بے شک۔ فرہاد یا اس کا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا ارنا کوف کے اندر آیا ہوتا تو یہ ابھی زندہ نہ رہتی۔''

نومی نے کہا ''تو پھر الپا آئی ہوگی۔''

وردان نے فوراً ہی خیال خوانی کے ذریعے اسرائیلی اکابرین میں سے ایک کے دماغ میں پہنچ کر معلوم کیا۔ الپا آرمی کے اعلیٰ افسروں کے درمیان بیٹھی ایک اہم معاملے پر باتیں کر رہی تھی۔ پتا چلا پچھلے ایک گھنٹے سے ان کی یہ میٹنگ جاری ہے۔

وردان نے ارنا کوف کے پاس واپس آ کر کہا ''نومی! میں نے ابھی معلوم کیا ہے الپا وہاں اکابرین کے درمیان ہے اور پچھلے ایک گھنٹے سے کسی اہم میٹنگ میں مصروف ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کیا وہ اہم میٹنگ چھوڑ کر ارنا کوف کے پاس تنویمی عمل کرنے آئی تھی؟''

ارنا کوف نے کہا ''میں کہہ رہی ہوں کہ میں نے اپنے اندر صاف طور سے نومی کے لب و لہجے کو سنا ہے اور سمجھا ہے۔ پلیز نومی! تم یہاں جو کرنے آئی تھیں۔ اس سے اب انکار نہ کرو۔''

نومی نے غصے سے کہا ''تم بکواس کر رہی ہو۔ مسٹر وردان! میں محسوس کر رہی ہوں کہ تمہیں بھی مجھ پر شبہ ہو رہا ہے۔ بہتر یہ ہوگا کہ تم کسی طرح اپنا شبہ دور کرو اور پھر مجھ سے بات کرو۔ ورنہ ہماری دوستی آگے نہیں بڑھے گی۔''

وردان یہ دوستی ختم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ دوستی کی آڑ میں نومی کے قریب سے قریب تر ہونا چاہتا تھا۔ اس نے جلدی سے کہا ''نہیں نومی! میں اتنا نادان نہیں ہوں کہ دشمنوں کی چالوں کو نہ سمجھوں۔ فرہاد کو کسی طرح معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہم دوست بن رہے ہیں اور آپس میں متحد ہو رہے ہیں تو اس نے ایسی کوئی چال چلی ہے جس کی وجہ سے ابھی ہمارے درمیان شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے ہیں۔ میں آخری بات کہتا ہوں کہ میں تم پر کبھی شبہ نہیں کروں گا۔ ہم دوست ہیں اور دوست رہیں گے۔''

نومی نے خوش ہو کر کہا ''شکریہ وردان! تمہارا یہ اعتماد ہماری دوستی کو اور زیادہ مستحکم کرے گا۔''

اس نے کہا ''ارنا کوف! تم نے نومی پر شبہ کر کے اس کی توہین کی ہے۔ لہٰذا اس سے معافی مانگو۔''

وہ اس کی کنیز تھی۔ تابعدار تھی اس نے فوراً ہی نومی سے معافی مانگی۔ ''کوئی بات نہیں' مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ دشمن اپنی چال میں ناکام رہا ہے۔ ہمارا مستحکم اعتماد دیکھ کر وہ مایوس ہو چکا ہوگا۔''

وردان نے کہا ''ہمیں یہ معلوم کرنا ہوگا کہ ارنا کوف کے دماغ میں وہ دشمن کیسے پہنچ گیا تھا یا پہنچ گئی تھی؟''

میں ان تینوں کی باتیں سن رہا تھا۔ اگرچہ ان کے اتحاد کو کمزور بنانے کے سلسلے میں بہ ظاہر ناکام رہا تھا لیکن یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ مجھے بڑی حد تک کامیابی حاصل ہو چکی ہے۔ وردان نومی پر شبہ کر رہا ہے لیکن اس سے دوستی قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اسے ناراض نہیں کرنا چاہتا اس لیے بڑی حکمتِ عملی سے بات بدل کر مجھ پر الزام رکھ رہا تھا۔

میں نے اس بنگلے کے فون نمبر پنچ کیے۔ جہاں ابھی ارنا کوف موجود تھی۔ وردان نے اس سے کہا ''دیکھو! کس کا فون ہے؟''

اس نے سی ایل آئی پر نمبر پڑھ کر اسے سنایا تو وہ بولا ''فرہاد کال کر رہا ہے۔ ریسیور اٹھا کر اس سے باتیں کرو۔''

ارنا کوف نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا پھر کہا ''ہیلو کون؟''

میں نے کہا ''ارنا کوف! تم سمجھ رہی تھیں کہ وردان کی گود میں جا کر چھپ جاؤ گی اور ہم تمہیں تلاش نہیں کر سکیں گے۔''

وہ انجان بن کر بولی ''تم۔ تم کون ہو؟''

''میں موت کا فرشتہ ہوں۔ اب تک کالا جادو جاننے والے تمام دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہوں۔ صرف تم

رہ گئی ہو۔کیا اب تمہاری سمجھ میں آیا کہ میں کون ہوں؟''

''اچھا تو تم فرہاد علی تیمور ہو۔تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ سوامی وردان وشوا ناتھ ایک فولادی قلعہ ہے اور میں اس قلعے کے اندر ہوں۔تمہارے فرشتے بھی یہاں تک پہنچ نہیں پائیں گے۔''

''تم یہ دیکھ رہی ہو کہ میں تمہارے اس ٹیلی فون تک پہنچ گیا ہوں۔ جو تمہارے گھر کے اندر ہے۔میری آواز تمہارے گھر کے اندر پہنچ گئی ہے تو سمجھو کہ میں بھی پہنچ گیا ہوں اور کسی بھی وقت تمہاری آتما کو تمہارے جسم سے نکال سکتا ہوں۔''

وہ بولی ''چند گھنٹے پہلے معلوم ہوا تھا کہ تمہارا بیٹا پارس یہاں آیا ہوا ہے اور میری تاک میں ہے۔ میں تو انتظار میں تھی کہ وہ یہاں آئے اور کتے کی موت مارا جائے۔معلوم ہوتا ہے بیٹا دم دبا کر بھاگا ہے تو باپ یہاں آیا ہے۔''

''بہت بول رہی ہو۔ اگر ایک بار میں تمہارے دماغ میں پہنچ جاؤں گا تو پھر بولنا بھول جاؤ گی۔''

میں نے ایسی بات کہہ کر یہ تاثر دیا کہ ارنا کوف کا دماغ لاک ہے اور میں کبھی اس کے دماغ میں نہیں جاتا ہوں اور جانا چاہوں تب بھی نہیں جا سکوں گا۔

نومی وہاں رہ کر ہماری باتیں سن رہی تھی۔ اس نے فوراً ہی کہا ''یہ فرہاد جھوٹ کہہ رہا ہے۔ یہ اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ضرور کسی طرح ارنا کوف کے اندر آتے ہیں۔ انہوں نے ابھی اس پر تنویمی عمل کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔''

وردان یہ بات کبھی تسلیم نہیں کر سکتا تھا کہ اس کی معمولہ اور تابعدار ارنا کوف کے اندر کوئی بھی آ سکتا ہے اور نہ ہی نومی یہ کہہ کر ثابت کر سکتی تھی کہ الپا ارنا کوف کے اندر آ چکی تھی اور اس کے بعد نومی خود اس کے اندر آتی جاتی رہتی ہے۔ وہ اپنا یہ بھید نہیں کھول سکتی تھی اس لیے صاف طور سے یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ کس طرح ہم سب نے ارنا کوف کے اندر جگہ بنائی ہے۔

وردان یہ سمجھ رہا تھا کہ نومی غلط کہہ رہی ہے۔ اس کی معمولہ اور تابعدار کے اندر کوئی نہیں آ سکتا پھر بھی اس نے مصلحتاً نومی کی بات کو تسلیم کیا مگر بات بدلتے ہوئے کہا۔ ''نومی! اگر فرہاد ارنا کوف کے دماغ میں آ سکتا تو ابھی وہ ٹیلی فون پر باتیں نہ کرتا۔تمہاری بات غلط نہیں ہے۔ ارنا کوف کے دماغ میں یقیناً الپا آتی ہوگی۔اسی نے اس پر تنویمی عمل کرنے کی کوشش کی ہوگی۔''

ان کی باتوں کے دوران میں ارنا کوف تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو گئی تھی۔ میں نے فون پر پوچھا۔ ''تم خاموش کیوں ہو گئی ہو؟''

اس نے کہا ''جسٹ اے منٹ۔ میں ابھی بات کرتی ہوں۔''

اس نے ریسیور کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھا پھر خیال خوانی کے ذریعے نومی اور وردان سے کہا ''پلیز۔اپنی باتوں میں یہ نہ بھولو کہ میں اس وقت فرہاد سے باتیں کر رہی ہوں۔ پہلے اس کی باتیں تو سن لو۔''

وہ دونوں چپ ہو گئے۔ ارنا کوف نے فون پر مجھ سے پوچھا ''ہاں۔تو تم کیا کہہ رہے تھے؟''

میں نے کہا ''تم بھول رہی ہو۔میں کچھ نہیں کہہ رہا تھا تم کہہ رہی تھیں کہ وردان ایک فولادی قلعہ ہے اور تم اس قلعے میں محفوظ ہو جب کہ میں فون کے ذریعے تم تک پہنچ چکا ہوں اور میں نے یہ کہنے کے لیے فون کیا ہے کہ تم اپنی موت سے صرف چند منٹ کے فاصلے پر ہو۔''

یہ کہہ کر میں نے رابطہ ختم کر دیا۔اس نے سہم کر ہیلو ہیلو کہتے ہوئے مجھے آواز دی۔ گونگے ریسیور کو دیکھا پھر وردان سے کہا ''تم نے سنا؟ اس نے ابھی کیا کہا ہے؟''

''وہ بکواس کرتا ہے۔اس کا باپ بھی تمہارے اس بنگلے کے اندر نہیں پہنچ سکے گا۔''

اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک گولی سنسناتی ہوئی آئی۔ دہشت کے مارے ارنا کوف کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ کر فرش پر بکھر گیا تھا۔ وردان نے کہا ''فرش پر لیٹ جاؤ۔ بیڈ کے نیچے چھپ جاؤ۔''

نومی نے کہا ''سیکورٹی گارڈ سے معلوم کرو۔ کس نے گولی چلائی ہے؟ کہاں سے چلائی ہے؟ کیا فرہاد واقعی وہاں پہنچ گیا ہے؟''

پھر وہ خود ہی بولی ''نہیں۔ یہ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ وہ پیرس میں ہے۔ ابھی اپنے آلۂ کار کے ذریعے ارنا کوف تک پہنچنا چاہتا ہے۔''

وردان خیال خوانی کے ذریعے سیکورٹی گارڈ کے اندر پہنچا۔ اسی وقت اس افسر کے حلق سے چیخ نکلی۔ ایک گولی آ کر اسے لگی تھی۔ اس کے ہاتھ سے گن چھوٹ گئی تھی اور وہ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا تھا۔ وہ محض زخمی ہوا تھا۔ وردان نے اس کے خیالات سے معلوم کیا کہ اس کے تین سیکورٹی گارڈز باغی ہو گئے ہیں اور ان پر گولی چلا رہے ہیں۔

یہ بات ان کی سمجھ میں آ گئی کہ میں نے اور میرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے ان کے تین سیکورٹی گارڈز کے

دماغوں پر قبضہ جما لیا ہے اور اب وہ بنگلے کے اندر پہنچ سکتے ہیں۔

وہ ایک دوسرے سیکورٹی گارڈ کے اندر پہنچا۔ وہ گارڈ بنگلے کے اندر دوڑتا ہوا آیا تھا پھر بیڈ روم میں پہنچ کر بول رہا تھا ''میم صاحب! آپ کدھر ہے؟ کوئی چنتا مت کرو ہم آ گیا ہے۔''

ارنا کوف نے بیڈ کے نیچے سے نکلتے ہوئے کہا ''میں یہاں ہوں تم دروازے پر کھڑے ہو جاؤ یہاں کسی کو نہ آنے دو۔''

سیکورٹی گارڈ نے نشانہ لے کر گولی چلائی۔ ارنا کوف کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔گولی اس کی ٹانگ میں لگی تھی۔وہ سیکورٹی گارڈ میری مرضی کے مطابق دوڑتا ہوا باہر گیا پھر چیخ چیخ کر کہنے لگا۔ ''سوامی جی! آپ کدھر ہے؟ ادھر میرے اندر آؤ۔''

وردان نے اس کے اندر آ کر پوچھا ''تم کیوں چلا رہے ہو؟''

وہ بولا ''میم صاحب کا اندر میں جاؤ تمہارا باپ اس کے اندر پہنچ گیا ہے۔''

وہ فوراً ہی ارنا کوف کے اندر پہنچا وہ تکلیف کی شدت سے کراہ رہی تھی۔اس نے کہا ''اوہ گاڈ! اس نے تمہیں زخمی کیا ہے۔''

میں نے کہا ''ہاں۔ یہ تو تم سمجھ ہی گئے ہو گے کہ اب میں ٹیلی فون کا محتاج نہیں رہا ہوں۔''

''میں بھی سمجھ رہا ہوں کہ تم اسے زندہ نہیں چھوڑو گے۔کالا جادو جاننے والے دشمنوں میں یہ تمہاری آخری دشمن رہ گئی ہے اور اب تم اس کا بھی آخری وقت لانے والے ہو۔پھر بھی پوچھ رہا ہوں۔ کیا ہمارے درمیان کوئی سمجھوتا ہو سکتا ہے؟ مجھ سے کوئی بھی شرط منوا لو لیکن اسے زندہ چھوڑ دو۔''

میں تھوڑی دیر تک جان بوجھ کر خاموش رہا۔اس نے پوچھا ''تم چپ کیوں ہو، بولتے کیوں نہیں؟''

''میں ابھی اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ پتا چلا کہ تم سب میرے پوتے عدنان کو ٹریپ کرنا چاہتے ہو۔تمہارے آلۂ کار دہلی ایئر پورٹ میں موجود ہیں اور میرے پوتے کا انتظار کر رہے ہیں۔''

وہ بولا ''میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔تمہارے پوتے کی طرف کوئی دشمن نہیں جائے گا اور نہ ہی میں دشمنی کروں گا۔ اس کے بدلے ارنا کوف کو زندہ چھوڑ دو۔''

نومی کی آواز ابھری ''وردان! تم اپنی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کو زندہ رکھنے کے لیے فرہاد سے اس کی زندگی کی بھیک مانگ رہے ہو اور یہ بھول رہے کہ یہ کس قدر چالباز ہے؟ یہ تم سے سمجھوتا کر لے گا لیکن در پردہ ارنا کوف پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا کر رکھے گا اور تمہیں خبر بھی نہیں ہوگی۔تم اسی خوش فہمی میں مبتلا رہو گے کہ یہ تمہاری تابعدار ہے۔''

میں نے کہا ''جیسا کہ تم اب تک وردان کو بے وقوف بناتی رہی ہو اور اس سے یہ بات چھپاتی رہی ہو کہ تم نے بہت پہلے سے ارنا کوف کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا رکھا ہے۔''

پھر میں نے وردان سے کہا ''مسٹر وردان! ارنا کوف کے چور خیالات صاف طور پر یہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی مخصوص لب و لہجے کے ذریعے اس کے اندر آتی جاتی رہی ہے۔''

وردان ارنا کوف کے چور خیالات پڑھ کر یہ معلوم کر چکا تھا لیکن نومی سے دوستی قائم رکھنے کے لیے حقیقت سے انکار کر رہا تھا۔ اس وقت بھی اس نے کہا ''میں نے اس کے چور خیالات ابھی نہیں پڑھے ہیں۔ اب پڑھ کر دیکھتا ہوں کہ تم کس حد تک درست کہہ رہے ہو؟''

اس سے پہلے ہی ارنا کوف کے حلق سے ایک دلخراش چیخ نکلی وہ ایک دم سے اچھل کر فرش پر گری اور تڑپنے لگی۔نومی نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا تھا اور چیخ کر کہہ رہی تھی۔ ''دیکھو وردان! یہ فرہاد ارنا کوف کے اندر زلزلہ پیدا کر رہا ہے اسے اسی طرح مار ڈالنا چاہتا ہے۔''

وہ نومی واقعی بہت ہی مکار تھی۔ خود زلزلہ پیدا کر رہی تھی۔اسے مار ڈالنا چاہتی تھی تا کہ اس کا بھید نہ کھلے اور الزام مجھ پر عائد کر رہی تھی کہ میں زلزلہ پیدا کر رہا ہوں۔ وردان نے کہا ''مسٹر فرہاد! پلیز ایسا نہ کرو۔ مجھ سے بات کرو۔''

میں نے کہا ''وردان! تم مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔ یہ زلزلہ میں نہیں نومی پیدا کر رہی ہے۔ یہ نہیں چاہتی کہ اس کا کوئی بھید کھلے اس لیے اب یہ اسے مار ڈالنا چاہتی ہے۔''

ایک بار پھر ارنا کوف کے حلق سے ایک کمزور سی چیخ نکلی۔نومی نے دوسری بار زلزلہ پیدا کیا تھا۔اس کے اندر اب اتنی سکت نہیں رہی تھی کہ منہ سے آواز بھی نکال سکتی۔ تقریباً اس کی آدھی جان نکل چکی تھی۔ اس کا دماغ بجھ رہا تھا۔اس کے بجھتے ہوئے دماغ میں ابھی ہمارے لیے رہنے کی گنجائش تھی۔نومی کہہ رہی تھی ''فرہاد نے قسم کھائی تھی کہ تمام کالا جادو جاننے والے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارے گا۔ آج وہ

اپنی یہ قسم پوری کر رہا ہے۔"

میں نے کہا "تم غلط کہہ رہی ہو۔ اگر ابھی وردان سے میرا سمجھوتا ہو جاتا تو میں کبھی اسے نہ مارتا لیکن اس وقت تم مکاری دکھا رہی ہو میری آڑ میں اسے ہلاک کر رہی ہوتا کہ اس کی ہلاکت کا الزام صرف مجھ پر آئے۔"

یہ کہتے ہی میں نے ایک آخری بار زبردست زلزلہ اس کے اندر پیدا کیا۔ اپنی یہ قسم پوری کر دی کہ اس آخری کالا جادو جاننے والی کو بھی موت کے گھاٹ اتاروں گا۔ اس کی زندگی پر موت کی آخری مہر میں نے لگائی اور الزام نومی پر آیا۔

وردان کو یقین ہو چکا تھا کہ نومی نے ایسا کیا ہے۔ اگر وہ چالباز اور مکار تھی تو وردان بھی کچھ کم نہیں تھا۔ وہ دوستی کے نام پر اسے اپنے ساتھ لگائے رکھنا چاہتا تھا۔ اسے امید تھی کہ کبھی نہ کبھی اس کی کوئی نہ کوئی کمزوری ہاتھ آئے گی تو پھر وہ اسے بھی اپنی ٹیلی پیتھی کی مٹھی میں بند کرے گا۔

ارنا کوف دوسرے جادوگروں کی طرح فنا ہو چکی تھی۔ اب اس کے دماغ میں کوئی نہیں رہ سکتا تھا اس لیے میں، وردان اور نومی بھی اپنی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئے تھے۔

میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔ نومی نے جو اتحاد قائم کیا تھا۔ اس میں، میں نے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کو کم کر دیا تھا۔ وردان کے دماغ میں یہ بات ڈال دی تھی کہ نومی ناقابلِ یقین ہے۔ وہ آئندہ بھی اسے دھوکا دے کر اپنا کوئی فائدہ حاصل کر سکتی ہے۔

وردان فی الحال سراسر نقصان میں تھا۔ نومی سے اس لیے دوستی کر رہا تھا کہ اس نے ایک تو عدنان کے بارے میں اسے معلومات فراہم کی تھیں۔ دوسرا یہ بتایا تھا کہ پارس دارجلنگ میں ہے اور ارنا کوف کی نگرانی کر رہا ہے اور اس تاک میں ہے کہ وردان جب بھی اس سے ملنے جائے گا تو اس پر جان لیوا حملہ کیا جائے گا۔

اس نے سوچا "نومی اگرچہ ارنا کوف پر تنویمی عمل کر کے اسے مجھ سے چھیننا چاہتی تھی لیکن اس نے دو بڑے خطرات سے مجھے آگاہ بھی کیا ہے۔ اگر وہ آگاہ نہ کرتی اور میں ارنا کوف سے ملنے چلا جاتا تو وہ باپ بیٹے مجھے وہاں سے بچ کر کبھی نہ جانے دیتے۔"

فی الحال نومی کی دوستی سے اسے فائدے بھی پہنچ رہے تھے اور نقصان بھی ...... اور وہ ایک بہت بڑا نقصان اٹھا چکا تھا۔ ارنا کوف جیسی ٹیلی پیتھی جاننے والی کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا تھا۔ میدانِ جنگ میں ہتھیاروں کی کمی نہیں ہونی چاہیے اور اس کا ایک ہتھیار کم ہو چکا تھا۔

☆☆☆

اعلیٰ بی بی لکھنؤ والا وہ مکان چھوڑ چکی تھی۔ جہاں نومی، کرسٹل نے اسے قیدی بنا کر رکھا تھا۔ وہ وہاں سے نکلنے کے بعد تنہا کہیں رہ نہیں سکتی تھی کیونکہ وہ خوبصورت تھی۔ نوجوان تھی۔ جہاں بھی جاتی تو سوالیہ نظریں اس سے یہی پوچھتیں کہ وہ کون ہے؟ کہاں سے آئی ہے اور جہاں سے بھی آئی ہے تو اکیلی کیوں ہے؟

ایسے تمام سوالات سے بچنے کے لیے اس نے ایک بوڑھے میاں بیوی کا سہارا لیا۔ وہ بوڑھی عورت بہت بیمار تھی اور بڑے میاں زیادہ محنت و مشقت کے قابل نہیں رہے تھے۔ عطر فروشی کا خاندانی پیشہ تھا۔ بازار میں ایک چھوٹی سی دکان تھی وہ دکان دو وقت کی روٹیوں کا سہارا بنی ہوئی تھی۔

اعلیٰ بی بی نے بڑے میاں کو تاڑ لیا تھا کہ وہی اس کے کام آ سکتے ہیں۔ اس نے بڑے میاں کے خیالات پڑھے تھے۔ ان کا پتا ٹھکانا معلوم کیا تھا پھر ان کے گھر پہنچ گئی تھی۔

بڑی بی نے پوچھا "بیٹی! تم کون ہو؟"

وہ چارپائی پر اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی "خالہ جان! آپ مجھے نہیں پہچانیں گی۔ میرا نام سعیدہ بتول ہے۔"

بڑی بی کو ایک تو اچھی طرح دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اوپر سے بیمار بھی تھی۔ دماغ کام نہیں کرتا تھا۔ اس نے سوچتے ہوئے کہا "نام تو کچھ سنا ہوا سا لگ رہا ہے۔"

"جی ہاں۔ آپ بہنوں میں عداوت پیدا ہو گئی تھی۔ دس برس سے جھگڑے چلے آ رہے ہیں۔ آپ دونوں نے کبھی ایک دوسرے کا منہ نہیں دیکھا تو پھر آپ اپنی بہن کی اس بچی کو کیسے پہچانیں گی؟"

اعلیٰ بی بی نے خیال خوانی کے ذریعے ان میاں بیوی کی پوری ہسٹری معلوم کی تھی۔ جب اس نے گزری ہوئی تمام باتیں بڑی بی کے سامنے بیان کیں تو وہ قائل ہو گئی۔ بڑے میاں رات کو گھر آئے تو اس نے انہیں بھی قائل کیا۔ بڑے میاں نے پوچھا "تم ماں باپ کو چھوڑ کر یہاں کیوں آئی ہو؟"

اس نے کہا "امی کا انتقال ہو چکا ہے اور ابو نے دوسری شادی کر لی ہے۔ سوتیلی ماں کے ساتھ گزارا نہیں ہوتا لہٰذا کچھ روز پناہ لینے آئی ہوں۔ کوئی ملازمت مل جائے گی تو یہاں سے چلی جاؤں گی۔"

اس رات اس نے ان دونوں پر عمل کیا۔ انہیں اپنے زیر

اثر لے آئی۔ اس کے بعد پھر انہوں نے اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔ لکھنؤ میں ان کا گزارا نہیں ہو رہا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے کہا ''دہلی کے ایک بنک میں میرے پچیس لاکھ روپے رکھے ہوئے ہیں۔ میرے ساتھ چلو وہاں کوئی اچھا سا بڑا سا کاروبار کرو۔ تم دونوں کا بڑھاپا بڑے آرام سے گزرے گا۔''

اعلیٰ بی بی ایک طویل عرصے تک شانتا بائی کی بیٹی بن کر زندگی گزارتی رہی تھی۔ اسے ایک بیٹی کا پیار دیتی رہی تھی اور اس سے ایک ماں کا پیار حاصل کرتی رہی تھی اس لیے اس سے ایک دلی لگاوٹ پیدا ہوگئی تھی۔ وہ اب اس کے پاس نہیں جاسکتی تھی۔ وردان نے اس کے دل میں نفرت پیدا کردی تھی لیکن وہ دور ہی دور سے اسے دیکھ سکتی تھی اور اس کے کسی کام آسکتی تھی۔

اس لیے وہ ان بوڑھے میاں بیوی کو ساتھ لے کر دہلی آ گئی۔ اس نے بڑے میاں کو اپنا ایک دولت مند سرپرست ظاہر کیا پھر ان کے ذریعے وہاں ایک بہت ہی مہنگے علاقے میں مکان خریدا گاڑی خریدی۔ ایک نئی زندگی کا آغاز اس طرح کیا کہ پولیس اور انٹیلی جنس والوں کو اس پر شبہ نہ ہو۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا۔ شانتا بائی اسپتال میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارتی ہے جب تک میں اور اعلیٰ بی بی اس کے ساتھ تھے۔ تب تک میں اس کے اسپتال کو اور اس کے تمام کاروبار کو سنبھالتا رہا تھا۔ اب ساری ذمے داریاں اسے سنبھالنی پڑ رہی تھیں اور وہ پریشان ہوتی رہتی تھی۔

اعلیٰ بی بی اس کی پریشانیاں دور کرنے کے لیے کیا کرتی رہی اس کا ذکر میں بعد میں کروں گا۔ فی الحال اپنی داستان کے اہم حصے کی طرف آتا ہوں۔ وہ شانتا بائی کو دور ہی دور سے دیکھنے اور اس کے کام آنے کے لیے اسپتال پہنچی تو وہاں اس نے الکا اگنی ہوتری کو دیکھا۔ اس کے بھائی پورس کی بیوی شیوانی کی آتما اس کے جسم میں سمائی ہوئی تھی۔

وہ اسے ایک ڈاکٹر کے چیمبر میں دیکھ کر ذرا رک گئی۔ وہ الکا اگنی ہوتری کو پہچانتی نہیں تھی اور نہ ہی اس وقت یہ جانتی تھی کہ شیوانی کی آتما اس کے اندر سمائی ہوئی ہے۔ وہاں رکنے کی وجہ یہ تھی کہ ایک تو الکا بے حد حسین تھی اسے دیکھنے والے یقیناً رک رک جاتے ہوں گے۔ راستہ بھول جاتے ہوں گے۔ اعلیٰ بی بی کے رکنے کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ اس وقت وہ غصے میں تھی اور ڈاکٹر سے جھگڑا کر رہی تھی۔

ڈاکٹر کے چیمبر کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ باہر سے دکھائی دے رہی تھی۔ اعلیٰ بی بی نے اندر آ کر دیکھا۔ ڈاکٹر ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔ وہ بھی غصے میں تھا اور کچھ پریشان سا تھا۔ اعلیٰ بی بی نے ان دونوں کو دیکھا پھر پوچھا ''کیا بات ہے؟''

ڈاکٹر نے ناگواری سے اسے دیکھا پھر پوچھا ''تم کون ہو؟ بغیر اجازت اندر کیوں آئی ہو؟ جاؤ یہاں سے۔''

''میں جانے کے لیے نہیں آئی ہوں۔ سیدھی طرح پوچھ رہی ہوں۔ معاملہ کیا ہے مجھے بتاؤ ورنہ ابھی ایک فون کال کروں گی تو شانتا بائی یہاں پہنچ جائیں گی۔ تم نہیں جانتے، میرے ان سے کیسے تعلقات ہیں؟''

الکا نے کہا ''میں بتاتی ہوں۔ یہ ڈاکٹر نہیں شیطان ہے۔ ہوس پرست ہے۔ میں نے نبض دکھانے کے لیے اپنا ہاتھ پیش کیا تو یہ دست درازی کرنے لگا۔''

ڈاکٹر نے غصے سے کہا ''تم بکواس کرتی ہو۔ مجھے جھوٹا الزام دے رہی ہو۔ مجھے بدنام کرنا چاہتی ہو۔''

اعلیٰ بی بی نے اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تو وہ ایک دم سے غصہ بھول گیا۔ عاجزی سے کہنے لگا ''وہ۔ بات دراصل یہ ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی تھی۔ آخر میں انسان ہوں۔ اس کی خوبصورتی دیکھ کر بہک گیا تھا۔ میں اس سے معافی چاہتا ہوں۔''

الکا نے حیرانی سے کہا ''ابھی تو تم غصہ دکھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ پولیس والے بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور اب تم اچانک ہی میرے سامنے جھک رہے ہو۔''

ڈاکٹر پریشان ہو رہا تھا کہ وہ اچانک عاجزی سے کیوں بول رہا ہے اور اپنی غلطی کا اعتراف کیوں کر رہا ہے؟

وہ اعلیٰ بی بی کی مرضی کے مطابق بولا ''مس الکا! کسی کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے، وہ شرمندہ ہو اور معافی مانگے تو اسے معاف کر دینا چاہیے۔''

اعلیٰ بی بی نے کہا ''میں بھی یہی کہوں گی کہ یہ معافی مانگ رہا ہے تو اسے معاف کردو۔ غصہ تھوک دو اور کسی دوسرے ڈاکٹر کے چیمبر میں چلی جاؤ۔''

جب ڈاکٹر نے الکا کا نام لیا تھا تو اعلیٰ بی بی نے توجہ نہیں دی تھی۔ اب اس سے بات کرتے وقت ذہن میں یہ بات آئی کہ یہ نام پہلے بھی سنا ہوا ہے پھر اسے یاد آیا کہ اس کے بھائی پورس کی بیوی شیوانی کی آتما بھٹکتی ہوئی جس لڑکی کے جسم میں پہنچی ہے۔ اس کا نام الکا اگنی ہوتری ہے۔

الکا اس ڈاکٹر کو نفرت سے دیکھتے ہوئے اس چیمبر سے باہر جا رہی تھی۔ اعلیٰ بی بی نے اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ مختصر سے خیالات پڑھتے ہی پتا چلا کہ یہ وہی الکا اگنی

ہوتری ہے۔ شیوانی بھی مر چکی ہے۔ الکا بھی مر چکی ہے لیکن شیوانی کی آتما نے اس کے جسم کو زندہ اور متحرک رکھا ہے۔

اعلیٰ بی بی اس کے پیچھے چلتی ہوئی بولی ''تمہیں بیماری کیا ہے؟ میرے ساتھ چلو میں تمہیں کسی ڈاکٹر کے پاس لے جاتی ہوں۔''

وہ بولی ''میں ذہنی پریشانیوں میں الجھی رہتی ہوں۔ مجھے نیند نہیں آتی۔ اگر یہ کوئی بیماری ہے تو اس کا علاج کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں ہے لیکن میں نیند کی گولیاں کھا کر سو سکتی ہوں۔ ڈاکٹر سے مشورہ کرنے آئی تھی کہ مجھے نیند کی گولیاں کھانی چاہئیں یا سونے کے لیے کوئی انجکشن لینا چاہیے۔ اس کم بخت ڈاکٹر نے سمجھا کہ میں نشے کی عادی ہوں اس لیے مجھ سے لفٹ لینا چاہتا تھا۔''

اعلیٰ بی بی نے کہا ''تم میرے ساتھ چلو میں تمہارا علاج کروں گی۔ تمہیں گہری نیند بھی آئے گی۔ بھوک بھی لگے گی اور تمام پریشانیاں بھی دور ہو جائیں گی۔''

الکا نے اسے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ ان لمحات میں اعلیٰ بی بی کو یوں لگا جیسے شیوانی کی آنکھیں اسے دیکھ رہی ہیں اور یہ سمجھنا چاہتی ہیں کہ یہ لڑکی کس جان پہچان کے بغیر کیوں اس کی مدد کر رہی ہے؟

اعلیٰ بی بی نے خیال خوانی کے ذریعے اسے اپنی طرف مائل کیا۔ اس کے اندر یہ خیالات پیدا کیے۔ ''اس لڑکی پر بھروسا کرنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے، یہ میری پریشانیاں دور کردے اور واقعی مجھے گہری نیند آجائے۔''

وہ اس کے ساتھ چلنے کے لیے راضی ہوگئی۔ اعلیٰ بی بی اسے اپنی کار میں بٹھا کر اپنے اس نئے مکان میں لے آئی۔ اس دوران میں اس کے خیالات پڑھتی رہی۔ وہ وردان وشوانا تھ کی طرف سے پریشان تھی اور یہ سمجھنا چاہتی تھی کہ وہ اس کے دماغ میں چپ چاپ آ کر اس کے خیالات پڑھ رہا ہے یا نہیں؟ وہ اس سے دور رہ کر آزادی سے اپنی زندگی گزارنا چاہتی تھی۔

وردان وشوانا تھ کی اس بات نے زیادہ پریشان کر رکھا تھا کہ وہ اسے جلد ہی کسی خفیہ پناہ گاہ میں بلا کر اس کی عزت سے کھیلنا چاہتا ہے اور اس کے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس کے دماغ کو لاک کر دیا گیا تھا اور میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس سے رابطہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ آئینے کے پاس جا کر اس کی سطح پر پورس کو بھی نہیں بلا سکتی تھی۔ اس سے باتیں نہیں کر سکتی تھی۔

یہی پریشانیاں تھیں۔ ایک تو اسے اپنوں کی مدد نہیں مل

رہی تھی۔ دوسرا وہ شیطان اس کی عزت و آبرو کو خاک میں ملانا چاہتا تھا۔ اس نے کئی بار سوچا کہ خودکشی کرے گی لیکن نہ کر سکی۔ وردان نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ میں یہ بات نقش کر دی تھی کہ وہ اسے خوش کیے بغیر، اسے گلے لگائے بغیر موت کو گلے نہیں لگائے گی۔

اعلیٰ بی بی اسے اپنے بیڈروم میں لے آئی۔ شیوانی اس کی مرضی کے مطابق وہاں آ کر بیڈ پر آرام سے چاروں شانے چت لیٹ گئی۔ اس کے خیالات کہہ رہے تھے کہ سوامی وردان وشوانا تھ نے اس کے دماغ کو لاک کیا ہے۔ جس کی وجہ سے میں بھی خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ نہیں پاتا ہوں۔ لیکن اس وقت اعلیٰ بی بی پہنچ رہی تھی۔ اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔

تنویمی عمل کی تکنیک کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وردان کا کیا ہوا تنویمی عمل اب کمزور پڑ رہا تھا۔ اسے مقررہ وقت سے پہلے پھر اس پر تنویمی عمل کرنا چاہیے تھا تاکہ وہ عمل اور مستحکم ہوتا اور شیوانی مسلسل اس کی معمولہ اور تابعدار بن کر رہتی لیکن ان دنوں وردان بری طرح الجھا ہوا تھا۔ یہ سوچ رہا تھا کہ آج یا کل وقت ملے گا تو شیوانی پر دوبارہ تنویمی عمل کرے گا لیکن ایک طرف عدنان کی آمد نے الجھا دیا تھا۔ دوسری طرف میں نے اسے بری طرح الجھا رکھا تھا اور اب ارنا کوف کو موت کے گھاٹ اتار کر اسے اور زیادہ پریشان کر دیا تھا۔

ان حالات میں اسے شیوانی پر دوبارہ تنویمی عمل کرنے کا موقع نہیں ملا تھا اور ایسے وقت وہ اعلیٰ بی بی کے ہاتھ آ گئی تھی۔

اعلیٰ بی بی نے اسے گہری نیند سلا کر سب سے پہلے اس کے دماغ میں ایک نیا لب و لہجہ نقش کیا اور حکم دیا کہ وہ صرف اس لب و لہجے کی پابند رہے گی۔ باقی جتنی سوچ کی لہریں اس کے دماغ میں آئیں گی تو انہیں محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرے گی۔ اس نے انکا اگنی ہوتری کے دماغ کو لاک کر کے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔

وردان کی طرف سے اندیشہ تھا کہ وہ کسی وقت بھی انکا کے دماغ میں آ سکتا ہے اور دوبارہ تنویمی عمل کر سکتا ہے اس لیے اعلیٰ بی بی نے نہایت ہی مختصر سا تنویمی عمل کر کے اس کے دماغ کو لاک کر دیا تھا اور وردان کے آنے کا راستہ روک دیا تھا۔ شیوانی کو مسلسل ذہنی عذابوں میں مبتلا رہنے کے بعد اس خبیث سے نجات ملنے والی تھی۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے اپنے بھائی پورس کے پاس پہنچ گئی۔ وہ اپنے بیٹے عدنان کے ساتھ طیارے میں سفر کر رہا تھا اور تقریباً تین گھنٹے بعد دہلی پہنچنے والا تھا۔ وہ بولی "برادر! میں اعلیٰ بی بی بول رہی ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولا "عالی! کہاں ہو تم؟ اور کیا کرتی پھر رہی ہو؟"

"آپ ہی کے ایک بہت اہم کام میں مصروف تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم پر بہت مہربان ہے۔ اس نے مجھے آپ کی شیوانی تک پہنچا دیا ہے۔"

پورس اپنی سیٹ پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ خوش ہو کر بولا "کیا سچ کہہ رہی ہو؟ کیا اس وقت تم شیوانی کے پاس ہو؟"

"ہاں۔"

"تم اس سے پوچھو وہ آئینے کی سطح پر مجھے کال کیوں نہیں کرتی ہے؟ میں ابھی بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"ابھی اس سے باتیں نہیں ہو سکیں گی۔ وہ تنویمی نیند سو رہی ہے۔ میں نے وردان وشوانا تھ کا راستہ روکنے کے لیے اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔"

"تم نے تو کمال کر دیا عالی! میں اسے ڈھونڈنے اور وردان سے اسے چھین لینے کے لیے دہلی آ رہا ہوں۔ اس سے پہلے ہی تم نے اس دشمن سے اسے چھین لیا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ دہلی پہنچتے ہی شیوانی سے ملاقات ہو سکے گی اور وہ بھی اپنے بیٹے سے مل سکے گی۔"

اس نے پھر کچھ سوچ کر پوچھا "کیا ہمارے وہاں پہنچنے تک اس کی تنویمی نیند پوری ہو جائے گی اور وہ ایئرپورٹ آ سکے گی؟"

"وہ ایک گھنٹے بعد تنویمی نیند سے بیدار ہو جائے گی پھر ہم دونوں ایئرپورٹ پہنچیں گے۔ اس وقت تمہارا جہاز بھی یہاں پہنچ چکا ہوگا۔ میں پاپا کو یہ خوشخبری سنانے جا رہی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ پورس نے اپنے بیٹے کو مسکرا کر دیکھا۔ اس سے نظریں ملیں تو یوں لگا جیسے اس کے چہرے کے پیچھے سے شیوانی کی آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ اس نے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا "بیٹے! تمہارے لیے خوشخبری ہے۔ سنو گے تو خوشی سے اچھل پڑو گے۔"

عدنان نے اپنے باپ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ اس نے کہا "تمہاری ماما کا پتا چل گیا ہے۔ جب ہم دہلی پہنچیں گے تو وہ تمہیں گلے لگا کر چومنے کے لیے تمہارا استقبال کرنے کے لیے وہاں موجود رہیں گی۔"

عدنان خوشی سے کھل گیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ

ابھری۔ آنکھیں ماں کے تصور سے چمکنے لگیں پھر اچانک ہی وہ سنجیدہ ہو گیا۔ مسکراہٹ بجھ گئی۔ آنکھوں سے فکرمندی جھلکنے لگی۔ پورس اسے توجہ سے دیکھ رہا تھا۔ سمجھنا چاہتا تھا کہ اچانک اس کا مزاج کیوں بدل رہا ہے؟

باپ کبھی سمجھ نہیں سکتا تھا کہ بیٹے کے اندر کیا کھچڑی پکنے لگی ہے۔ وہ اپنی ماں کی سلامتی چاہتا تھا۔ اس کی طویل زندگی چاہتا تھا اور جناب تبریزی نے کہہ دیا تھا کہ جب بھی وہ اپنی ماں سے ملے گا۔ ٹھیک اس کے چالیس دن بعد وہ اللہ کو پیاری ہو جائے گی۔ بیٹے سے ہمیشہ کے لیے بچھڑ جائے گی۔

اور وہ بچھڑنا نہیں چاہتا تھا۔ تاشا نے اس کے ذہن میں یہ منصوبہ پکا کر دیا تھا کہ وہ ماں کے روبرو نہیں جائے گا۔ اس سے دور ہی دور رہے گا تو ماں کو ایک لمبی عمر ملتی رہے گی۔ جناب تبریزی کی پیش گوئی اس وقت درست ثابت ہوگی جب ماں اپنے بیٹے سے ملے گی اور وہ تاشا کے ساتھ یہ طے کر کے آیا تھا کہ ماں سے کبھی نہیں ملے گا۔ دور ہی دور سے اسے دیکھ کر اپنے دل کو تسلیاں دیتا رہے گا۔

پورس نے پوچھا "کیا بات ہے بیٹے! تم خوش ہوتے ہوتے اچانک ہی سنجیدہ ہو گئے ہو۔ کچھ فکرمند سے دکھائی دے رہے ہو۔"

وہ بولا "کچھ نہیں میں آنکھیں بند کر کے بیٹھا رہوں گا اور اپنی ماما کو دیکھتا رہوں گا۔"

اس نے آنکھیں بند کر لیں لیکن تاشا کو یاد کرنے لگا۔ "تاشا! مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ میرے پاس آ جاؤ۔ ابھی آ جاؤ۔"

وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا تھا۔ خیال خوانی کے ذریعے تاشا کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا اور تاشا اس کے دل کی آواز نہیں سن سکتی تھی۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ہر ایک گھنٹے بعد خیال خوانی کے ذریعے اس کے پاس پہنچتی رہے گی اور ابھی پندرہ منٹ پہلے وہ اس کے پاس آئی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ آئندہ پونے گھنٹے بعد اس کے پاس آنے والی تھی اور اب اسے اس کا انتظار کرنا تھا۔

اعلیٰ بی بی نے میرے پاس آ کر شیوانی کے بارے میں بتایا۔ میں نے خوش ہو کر کہا "یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں غیبی مدد حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ شیوانی کی بہتری چاہتا ہے اس لیے ایسا ہو رہا ہے لیکن خوشیاں آسانی سے نہیں ملتیں۔ دشمن رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ وہاں دہلی ایئرپورٹ میں پورس اور عدنان کے لیے بڑے خطرات ہیں۔ آؤ ہم پورس سے بات کرتے ہیں۔"

ہم دونوں اس کے دماغ میں پہنچے پھر میں نے اسے بتایا کہ ٹومی کرسٹل اور وردان کے کئی آلۂ کار دہلی ایئرپورٹ پر موجود ہیں وہ ایک پانچ برس کے بچے عدنان سے خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔ ان کے کئی آلۂ کاروں کی موجودگی سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ عدنان کو اغوا کرنا چاہیں گے۔

اعلیٰ بی بی نے کہا "پھر تو شیوانی کے لیے بھی وہاں خطرہ ہے اسے ایئرپورٹ نہیں جانا چاہیے۔"

میں نے کہا "بے شک۔ جب وردان کو معلوم ہوگا کہ اب وہ شیوانی کے دماغ میں پہنچ نہیں پائے گا۔ اس کے دماغ کو لاک کر دیا گیا ہے تو پھر وہ اس کے خلاف بھی انتقامی

کارروائی کرے گا۔''

پورس نے کہا ''اس کا مطلب یہ ہے کہ دہلی ایرپورٹ میں میرے لیے، شیوانی کے لیے اور میرے بیٹے عدنان کے لیے بے حد خطرہ ہے؟''

میں نے پوچھا ''یہ بتاؤ اس طیارے میں کچھ اور بھی بچے ہیں جو عدنان کے ہم عمر ہوں؟''

''میں نے ایسے دو بچوں کو دیکھا ہے۔ ہو سکتا ہے کچھ اور بھی ہوں۔''

میں نے کہا ''وہ عدنان کو چہرے سے نہیں پہچانتے ہیں۔ وہ تمہیں پہچان لیں گے۔ تمہارے دماغ میں آنا چاہیں گے۔ تم سانس روک لو گے تو انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ تم ہی پورس ہو اور تمہارے ساتھ جو بچہ ہے وہ تمہارا بیٹا عدنان ہے۔''

اعلیٰ بی بی نے کہا۔ ''امیگریشن کاؤنٹر پر جو افسران ہوں گے ان کے دماغوں میں لومی اور دردان ضرور موجود رہیں گے اور وہیں سے پتا چل جائے گا کہ پارس اپنے بیٹے کے ساتھ پہنچ گیا ہے۔ اب امیگریشن کاؤنٹر سے گزرنے کے بعد لیبج ہال سے سامان لے کر باہر آنے والا ہے۔''

میں نے اعلیٰ بی بی کی تائید کی ''ہاں۔ وہ کسی افسر کے دماغ پر قبضہ جما کر عدنان کے پیچھے اسے لا سکتے ہیں اور اس طرح پہچان سکتے ہیں کہ اس افسر کے آگے آگے چلنے والا بچہ عدنان ہے۔''

پورس نے کہا ''ہمیں بھی کوئی ایسی تدبیر کرنی ہوگی کہ وہ دشمن اپنی تدبیر میں کامیاب نہ ہو سکے۔''

میں نے کہا ''سونیا نے ایک بار اسی طرح عدنان کو کئی بچوں کے درمیان چھپا دیا تھا اور اسے دشمنوں کی نظروں سے صاف بچا کر لے گئی تھی۔ تمہارے طیارے میں سفر کرنے والے چند بچوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔''

اعلیٰ بی بی نے کہا ''پاپا! جہاز کے ابھی یہاں پہنچنے میں دو گھنٹے ہیں۔ ان دو گھنٹوں میں ہم دشمنوں کے آلۂ کاروں کو پہچان سکتے ہیں اور ان کے دماغوں تک پہنچ سکتے ہیں۔''

''بے شک۔ تم کبریا کو بلاؤ میں دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بلا رہا ہوں۔''

ہم سب خیال خوانی میں مصروف ہو گئے۔ عدنان کو بچانے کے لیے اپنے اپنے طور پر تدبیر کرنے لگے۔ دوسری طرف تاشا اپنے مقررہ وقت پر عدنان کے پاس آ گئی۔ اس نے کہا ''بڑی مشکل پیش آ رہی ہے۔ میری ماما ایرپورٹ پر مجھ سے ملنے آئیں گی۔ میں تمہاری بات مان کر ماما سے دور رہنا چاہتا ہوں۔ ان کی نظروں میں نہیں آنا چاہتا۔''

تاشا نے پریشان ہو کر کہا ''یہ تو واقعی مشکل ہو گی۔ تمہاری ماما کہیں گم ہو گئی تھیں۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ بھی تم سے ملنے چلی آئیں گی۔''

وہ بولا ''تاشا! کچھ کرو میں اپنی ماما کی لمبی زندگی چاہتا ہوں۔''

''اور میں تمہاری خوشیاں چاہتی ہوں۔ میں ابھی تھوڑی دیر بعد تمہارے پاس آتی ہوں۔''

یہ کہہ کر وہ پورس کے دماغ میں پہنچی۔ اس سے اس سلسلے میں کچھ باتیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہاں پہنچ کر میری اور اعلیٰ بی بی کی باتیں سننے لگی۔ اس کے بعد عدنان کے پاس آ کر بولی۔ ''تمہارے پاپا اور تمہارے گرینڈ پا سبھی اس کوشش میں ہیں کہ تمہیں ماما کی گود میں پہنچا دیں۔ ایک نئی بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ دہلی ایرپورٹ پر تمہاری جان کے دشمن بھی ہوں گے۔''

''مجھے اپنی جان کی پروا نہیں ہے۔ میں اپنی ماما کی جان بچانا چاہتا ہوں، ہمیشہ انہیں زندہ دیکھنا چاہتا ہوں۔''

تاشا نے کہا ''ایک طرف دشمن ہیں وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑنا چاہیں گے۔ دوسری طرف تمہارے اپنے ہیں جو تمہیں ہر حال میں تمہاری ماما تک پہنچانا چاہیں گے۔

اور ہم دونوں ایسا کچھ نہیں چاہتے۔ نہ تمہیں دشمنوں کے ہاتھوں میں آنا ہے اور نہ تمہیں اپنوں کے ساتھ چل کر اپنی ماما تک پہنچنا ہے۔

ہمیں ایک تیسرا راستہ اختیار کرنا ہے اور وہ ہے فرار کا راستہ.....

تم ان میں سے کسی کے بھی ہاتھ نہیں آؤ گے۔''

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات (49) ویں حصے میں ملاحظہ فرمائیں، جو کہ 15 دسمبر 2007ء میں شائع ہو گا